سلسلۂ نصابات تعلیم جامعۂ عثمانیہ

تاریخ روما

مصنفہ
ایچ۔ ایف پیلہم صاحب۔ ایم۔ اے۔ ایف۔ ایس۔ اے
سابق پریسیڈنٹ ٹرینیٹی کالج۔ اکسفورڈ وغیرہ وغیرہ

مترجمہ
حمید احمد صاحب انصاری۔ بی۔ اے
مسجل جامعۂ عثمانیہ (رجسٹرار عثمانیہ یونیورسٹی)

سنہ ۱۳۴۰ھ م سنہ ۱۳۳۱ف م سنہ ۱۹۲۲ع

مطبوعۂ دار الطبع سرکار عالی حیدرآباد دکن

تمہید



پروفیسر سیلیم کی تاریخ روما کا ترجمہ ہدیۂ ناظرین ہے جسے اولاً پروفیسر ندکور نے انسائیکلو پیڈیا برٹانیکا کے لیئے لکھا تھا اور پھر بہ ترمیم و اضافہ کتاب کی صورت میں شایع کیا ۔ زبان اردو میں غالبًا سلطنت روما کی یہ پہلی تاریخ ہو گی ۔ اس کے مطالعہ سے برادران وطن کو معلوم ہوگا کہ اہل روما کے وہ کیا خصائل تھے جن کی وجہ سے ان کی چھوٹی سی شہری سلطنت نے تمام ملک اطالیہ پر غالب آکر قدیم عالم متمدنہ پر جس کی وسعت جزائر برطانیہ سے بادیۂ شام تک تھی رفتہ رفتہ اپنی سیادت قائم کرلی اور اسی کی محکومیت اور فیض سے یورپ کی جدید اقوام کو وہ تربیت حاصل ہوی جس نے تمام عالم کو ان کا حلقہ بگوش کردیا ہے ۔ اہل روما کی ممتاز خصائل کا خاکہ ان کے مایۂ ناز شاعر ورجل نے اپنی مشہور نظم اینیڈ کے ایک بند میں کھینچا ہے ۔ بند کا مفہوم میری درخواست پر فاضل اجل مولنا میرزا محمد ہادی صاحب بی اے لکھنوی ناظر ادبی دارالترجمہ جامعۂ عثمانیہ نے اردو میں نظم کردیا ہے جس سے بہتر تاریخ روما کے پڑھنے والوں کے لیئے کوئی تمہید نہیں ہوسکتی لہذا اسی نظم پر میں

اس مختصر تمہید کا خاتمہ کرتا ہوں ۔

نظم

مثل مشہور ہے دنیا میں ہر کارے و ہر مردے
یونہیں قومیں بھی عالم میں گویا بے مثالی ہیں

کسی نے اپنی صنعت سے برنجی پتلیاں ڈھالیں
بناوٹ کس قدر نازک ادائیں کیا نرالی ہیں

کسی نے سنگ مرمر کی بنائیں مورتیں ایسی
کہ اُن میں جان ہے گویا یہ باتیں کرنیوالی ہیں

کسی نے حکموں میں اس لیاقت سے وکالت کی
کہ ہر اک بات سے بحثوں میں سو باتیں نکالی ہیں

کسی نے علم ہیئت میں ترقی اس قدر کی ہے
کہ راہیں آسماں کی جیسے انکی دیکھی بھالی ہیں

مگر اے اہل رُوما تم جہاں میں کارفرما ہو
تمہارا بول بالا ہے تمہارے عزم عالی ہیں

یہ عدل و داد دنیا میں تمہارے دم قدم سے ہے
جہاں میں امن و راحت کی بنائیں تم نے ڈالی ہیں

کچلنا سرکشوں کا سر تمرد کو مٹا دینا
بہت آبادیاں اب مفسدوں کے شر سے خالی ہیں

تمہارے زور نے زور آوروں کا زور توڑا ہے
تمہارے ہاتھ نے گرتی ہوئی قومیں سنبھالی ہیں

حمید احمد انصاری

رائے ناظر مذہبی کتب درسیہ جامعۂ عثمانیہ

اس کتاب کے پڑھنے والوں کو معلوم ہوگا۔ کہ شہر روما کی بنیاد روموکس اور ریمس دو بھائیوں نے کوہ پلاٹین پر رکھی۔ یہ دو توتوام بھائی بعد تولد کسی مقام پر پھینک دیئے گئے تھے۔ کسانوں میں انھوں نے پرورش پائی رفتہ رفتہ معلوم ہوا کہ وہ ریا سلویا دختر نومیٹر بادشاہِ وقت کے بچے تھے۔ اور اُن کا باپ مریخ دیوتا تھا۔

قیصراول کا پٹریسین نسب نامہ دیوتاؤں سے ملایا جاتا تھا اور وہ بنی نوع انسان سے بہت افضل اور بالا خیال کیئے جاتے تھے۔ نظام دستوری کے عقدے کو حل کرنے کے لیئے شہر روما میں دیوتاؤں کے جتنے مندر تھے سب کی مرمت کی گئی قیصروں کے نام کے جدید مندر بنائے گئے۔ اور ان کی باضابطہ پرستش ہونے لگی۔ تاکہ مختلف اجزاء سلطنت کو متحد بنا کر روما کے قیصروں کی شہنشاہی تسلیم کرائی جائے۔ یہودیوں کے مذہبی احساسات کی بلا ضرورت توہین کی گئی۔ جولیس قیصر اور اگسٹس بعد بعثت حضرت عیسیٰ علےٰ نبینا و علیہ الصلوٰۃ والسلام دیوتا قرار دیئے گئے۔ خاندان قیصری کے ذکور و اناث کو مذہبی تقدس دیا گیا۔ بعض عورتوں کی تصویریں ستونوں پر منقش کی گئیں۔ اور بعد انتقال وہ دیویاں قرار دی گئیں۔ گزشتہ شہنشاہوں کے دیوتا قرار دیئے جانے سے نہ صرف شہنشاہ وقت کا اقتدار از روئے مذہب تسلیم کر لیا گیا۔ بلکہ ان کے فرضی نسب نامے کی وقعت پیدا ہوگئی۔ مصنف کتاب کی رائے ہے کہ قیصروں کی بقا کا راز یہ تھا کہ اس کی حفاظت کے لیئے غیر اقوام سے آزادی کے ساتھ کام لیا جا رہا تھا اور ثانیاً مسیحیت نے سلطنت کی اقوام میں ایک جدید روح پھونک دی تھی۔ اس زمانے میں یہودیوں پر وہ مصیبت

نازل ہوئی جس نے ان کو ملک سے جلا وطن کر دیا۔ تائیٹس نے شہر یروشلم (بیت المقدس) پر قبضہ کر کے وہاں ایک رومن نوآبادی ایلیا کا بیٹولینا قائم کر دی۔ جہاں خدا پرستوں کا معبد تھا وہاں بت خانہ بنایا گیا۔ اور یہودی اس مقدس شہر سے جلا وطن کر دیئے گئے۔ پوری کتاب پڑھنے سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ روما کی سطوت اور عروج کے زمانے میں بھی بارہا بغاوتیں ہوئیں۔ بعض قیصروں نے ظلم اور شہوت رانی میں کچھ کوتاہی نہیں کی۔ اور بالآخر قدرت نے جس طرح اور جبار قہار سلطنتوں کا حشر کیا اس کا بھی کیا۔

اپنے آپ کو ستاروں کی اولاد خیال کرنا۔ یا خود دیوتا بن کے اپنی پرستش کرانا نہ صرف مذہب اسلام کی رو سے بلکہ انسانی عقل کے نزدیک بھی ایک مہمل اور ناپسندیدہ فعل تھا۔ یورپ کی جدید اقوام کی ترقی نہ صرف اہل روما کی تقلید سے ہوئی بلکہ ان کی وہ تعلیم بھی مدِ ترقی ہوئی ہے جس کو انھوں نے متمدن بلاد اسلامیہ کے مدارس میں جا کر حاصل کیا تھا۔

مرقوم ۱۷۔ مہر ۱۳۳۱ف م ۲۸ ذیحجہ ۱۳۴۰ھ

دستخط صفی الدین

ناظر مذہبی کتب درسیہ جامعہ عثمانیہ

فہرست مضامین

حصۂ اوّل - روما کی ابتدائی تاریخ (دورِ شاہی)

باب اول - تاریخی روایات . . . . صفحہ (۱)

باب دوم - شہر و جمہوریۂ روما کے ابتدائی حالات . . . . . " (۱۳)

باب سوم - سلاطینِ روما . . . . " (۲۸)

حصۂ دوم - جمہوریت کا ابتدائی دور ۵۰۹ق م تا ۲۶۵ ق م

باب اول - جمہوریہ کا قیام اور طبقاتِ جمہوریۂ روما کے باہمی مناقشات صفحہ (۴۱)

باب دوم - تسخیرِ اطالیہ . . . . " (۶۵)

حصۂ سوم - روما اور سلطنت ہائے بحرِ روم ۲۶۵-۱۴۶ ق م

تمہید . . . . صفحہ (۱۰۹)

باب اول - روما و قرطاجنہ - فتح دیارِ عرب . . . . " (۱۱۲)

باب دوم - روما اور ممالکِ مشرق (۲۰۰ تا ۱۳۳ ق م) . . . . " (۱۴۲)

باب سوم - دورِ محارباتِ عظیم میں قوم رومن کی
سیاسی حالت . . . . صفحہ (۱۶۱)

حصۂ چہارم ۔ عہد انقلاب ۱۳۳ تا ۴۹ سنہ ق م

باب اول ۔ انگراکی تا سولا (۱۳۳ سنہ ق م تا ۸۱ سنہ ق م) صفحہ (۲۰۱)
باب دوم ۔ سولا سے قیصر تک (۸۱ تا ۴۹ سنہ ق م) ...... " (۲۳۱)
باب سوم ۔ عہد انقلاب میں سلطنت روما کی حالت .... " (۲۶۱)

حصۂ پنجم ۔ حکومت شہنشاہی کا قیام اور شہنشاہان پیشیں کا عہد سلطنت

باب اول ۔ جولیس قیصر کی ڈکٹیٹرشپ ۴۹ تا ۴۴ سنہ ق م ...... صفحہ (۳۲۳)
باب دوم ۔ ثلاثہ عارضی حکومت ۴۴ تا ۲۷ سنہ ق م ...... " (۳۶۱)
باب سوم ۔ شاہنشاہی کا قیام اور اگسٹس کا عہد حکومت " (۴۰۶)
باب چہارم ۔ خاندان جولیو کلاڈین ۔ ۱۴ ۔ ۶۹ سنہ ء ...... " (۴۷۵)

حصۂ ششم ۔ نظام حکومت قیصری اور وحشیوں کے ابتدائی حملے

باب اول ۔ قیصران خاندان ہائے فلیوین و انیٹونائن ۶۹ تا ۱۹۳ سنہ ء صفحہ (۵۱۸)
باب دوم ۔ تیسری صدی عیسوی میں سلطنت روما کی حالت ۱۹۳ تا ۲۸۴ سنہ ء صفحہ (۵۷۵)

حصۂ ہفتم ۔ وحشیوں کے حملے ۲۸۴ سنہ ء سے ۴۷۶ سنہ ء تک

باب اول ۔ ڈایوکلیشن کے عہد سے تھیوڈوسیس تک ۲۸۴ ۔ ۳۹۵ سنہ ء صفحہ (۵۸۳)
باب دوم ۔ انتقال تھیوڈوسیس سے زوال شہنشاہی مغرب تک
۳۹۵ ۔ ۴۷۶ ء .... صفحہ (۵۹۳)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

حصۂ اوّل

روما کی ابتدائی تاریخ

(دورِ شاہی)

بابِ اوّل

تاریخی روایات

روما کے ابتدائی حالات اور اُس کے بادشاہوں کی سرگذشت مورخ لیوی نے اپنی تاریخ کے پہلے مقالہ میں بیان کی ہے اور اس کے یونانی ہمعصر ڈایونیسیس ساکن ہالی کارناسس نے بھی اسی مضمون کو اپنی تصنیف "آثارِ قدیمۂ روما" کے پہلے چار مقالوں میں دُھرایا ہے۔ دونوں کا مضمون واحد ہے جس سے ہم قیاس کرسکتے ہیں کہ دونوں نے انھیں واقعات کو بیان کیا ہے جو ان کے زمانہ میں یعنی حضرت عیسیٰ سے ایک سو سال قبل روما کی ابتدائی تاریخ کے متعلق عموماً قابل وثوق خیال کئے جاتے تھے۔ ان روایات کا سلسلہ شہر روما کے قیام پر ختم نہیں ہوتا بلکہ کوہ پلاٹین پر جب کہ

رومولس نے اس شہر کی بنیاد رکھی اُس زمانہ سے بھی متجاوز ہو جاتا ہے۔ روایت ہے کہ عہد قدیم میں قوم صقالی جس کے نام سے جزیرۂ صقالیہ یا سسلی (مشہور ہوا) رود ٹائبر کے آس پاس پہاڑوں پر آباد تھی مگر اس قوم کو باشندگان قدیم نے جو کوہ ایپی نائن پر آباد تھے اس مقام سے نکال دیا اور رودہائے ٹائبر اور لیرس کے درمیان میں جو نشیبی ضلع ہے اس کے مالک بن بیٹھے۔ رفتہ رفتہ دوسرے عناصر بھی اس آبادی میں شامل ہوگئے۔ بعض یونان سے آئے۔ قوم پلاسگی کے افراد تھسلی سے، ایوانڈر مع اپنے ہمراہیوں کے آرکیڈیا سے اور یونانی سورما ہراکلس کے رفقا بھی انھیں میں آکر آباد ہوگئے۔ عرصۂ دراز کے بعد شاہ لاطینس کے زمانہ میں (جس کے نام سے اس کی قوم لاطینی کہی جانے لگی) سواحل اطالیہ اور لاوینیم کے مرغزاروں میں اینیس اور اس کے ٹروجن رفقا کا ورود ہوا۔ نو واردوں کا خیر مقدم کیا گیا۔ شاہ لاطینس کے انتقال پر اینیس اس کا جانشین ہوا اور دونوں قوموں پر حکومت کرنے لگا۔ اس کے بعد عنان حکومت اس کے بیٹے اسکانیس کے ہاتھ میں آئی جس نے شہر البا کی بنیاد رکھی۔ اس کے خاندان میں حکومت تین سو سال تک رہی اُس خاندان کے آخری بادشاہ نومیٹر کے عہد حکومت میں رومولس اور ریمس دو توأم بھائی پیدا

ہوے۔ بیان کیا جاتا ہے کہ ان کی ماں اس بادشاہ کی بیٹی ریاسلویا اور باپ مریخ دیوتا تھا۔ یہ دونوں بچے پھینک دیے گئے تھے۔ مگر قدرت نے ایسے اسباب پیدا کردئے کہ جن سے وہ بچ گئے اور کسانوں میں پرورش پائی رفتہ رفتہ یہ معلوم ہوگیا کہ یہ بچے شاہ نومیٹر کے نواسے ہیں اُنھوں نے کوہ پلاٹین پر شہر روما کی بنیاد رکھی۔ اسکے بعد روایات میں بیان کیا گیا ہے کہ روموس اور اس کے جانشینوں کے عہد حکومت میں شہر و سلطنت روما کی طاقت کو استحکام ہوا۔ شہر کی حدود میں رفتہ رفتہ وسعت ہوتی گئی یہانتک کہ ساتوں پہاڑ اس کی فصیل کے اندر آگئے۔ دستور روما میں ترقیاں ہوتی رہیں اور شہر روما کی سیادت لیٹیم کے نشیبی اضلاع میں تسلیم کی گئی اور آخر ٹارکوئن ثانی کے اخراج پر تاریخ روما کا پہلا باب ختم ہوتا ہے۔

یہی روایات شہنشاہ آگسٹس کے زمانہ میں قابل وثوق خیال کی جاتی تھیں۔ مگر تاریخی لحاظ سے ان روایات کی کیا حیثیت ہے؟ اولاً تو روایات ایک عرصہ کے بعد ضبط تحریر میں لائی گئیں کیونکہ صفحات تاریخ میں روما کے حالات کا اوّلیں ذکر پانچویں صدی قبل مسیح کے یونانی مصنفوں کی تحریرات میں پایا جاتا ہے۔ اور رومیوں کے اُن قومی نوشتوں کو بھی اس سے زیادہ قدامت حاصل نہیں ہے جو اس واقعہ سے قبل کے بیان کئے جاتے ہیں

جبکہ قوم گاؔل نے شہروں کو جلا دیا تھا۔ اس کے علاوہ جب کہ تحریری روایات کی قدامت پانچویں صدی قبل مسیح سے زیادہ کی نہیں ہے تو اس میں شک نہیں کہ پانچویں صدی کے عرصہ دراز کے بعد روایات نے وہ صورت اختیار کی جس میں ہم تک پہنچی ہیں اور رفتہ رفتہ متضاد روایات میں سے ایک خاص سلسلہ روایات نے شرف قبول حاصل کیا مختلف اور منتشر واقعات میں تسلسل پیدا کیا گیا اور ہر واقعہ کے لئے ایک تاریخ معین کی گئی۔ اغلب یہ ہے کہ جنگ ہائے قرطاجنہ کے زمانہ میں روایات میں تسلسل پیدا ہو گیا تھا۔ اہم واقعات اور ان کا سلسلہ جو قدیم ترین رومی مورخ کوئنٹس فیبیس پکٹر نے تیسری صدی ق م میں ملحوظ رکھا ہے اسی کی پابندی مورخ لیوی نے پہلی صدی میں کی ہے البتہ صحت اور تیقن کے ساتھ یہ نہیں معلوم ہوسکتا کہ ان دو صدیوں میں روایات میں کیا اضافے اور تغیرات ہوئے روایات کے متعلق تواریخ کا قرار داد کیٹو اور وآرو نے کیا اور قیاس غالب یہ ہے کہ مورخین لیوی اور ڈائیونیسیس نے قدیم روما کے جو مذہبی اور سیاسی حالات بیان کئے ہیں وہ پہلی صدی ق م کے مقننین اور عالمان آثار قدیمہ کی کاوش اور تفحص کے نتائج ہیں۔

ناظرین کے ملحوظ خاطر رہے کہ لیوی اور ڈائیونیسیس کی تاریخوں میں جو روایات مذکور ہیں وہ بلا قطع و برید زمانہ

زیرِ ذکر سے ان مورخین تک تمام و کمال نہیں پہنچی ہیں باب۱
بلکہ ان کی بنا مختلف روایات کے مجموعے پر ہے جن کو متعدد رومن اور یونانی مصنفین نے ترتیب دیا ہے اور جو پانچویں صدی ق م تک حیطۂ تحریر میں نہیں آئی تھیں یعنی قیام شہر روما کے تین سو سال بعد۔ یہ بھی واضح رہے کہ چونکہ تذکرہ نویس تاریخوں کے تعین اور تاریخی تنقید کے صحیح اصول سے واقف نہ تھے اِس لئے جو سلسلۂ واقعات ان کی مجموعی کوششوں نے قائم کیا ہے وہ تاریخی صحت سے کوسوں دور ہے اور اس طرح سے قرون اولےٰ کی جو تاریخ مرتب ہوئی ہے وہ مختلف ومتضاد روایات کی معجون مرکب ہے۔

اکثر روایات میں یونانی مصنفین کا تخیل صاف ظاہر ہے جس زمانہ سے رومنوں سے جنوبی اٹلی اور اِس کے بعد سسلی کے یونانیوں سے تعلقات قائم ہوئے یونانی علما نے اپنی توجہ اٹلی کی اس ترقی پذیر جمہوریہ کی تاریخ کی طرف منعطف کی اور اس جدید قوم کے لئے بمناسبت حال نسب نامہ تراشنے کی فکر میں ہوگئے جس نے بحیرہ روم کے ممالک متمدنہ پر اپنا سکہ جمادیا تھا۔ فطرۃً ان کا خیال یہ ہوا کہ رومنوں کو یونانی الاصل قرار دیں اور اس کے ثبوت میں اگر رومنوں کے خصائل، روایات، رسوم اور آثارقدیمہ میں یونانیوں سے ذراسی بھی مشابہت کسی جزو میں پائی جاتی

باب۱ تو اُس کو خاص اہمیت دیتے۔ روما کے قدیم باشندوں کو انھوں نے پلاسگی (یونان کے قدیم باشندے) قرار دیا اور اس دعوے کے ثبوت میں سنگی فصیلوں کو پیش کرتے ہیں جو یونان میں پلاسگیوں سے منسوب ہیں۔ کوہ پلاٹین کا رشتہ پلانٹیم واقع آرکیڈیا (یونان) سے لگایا گیا۔ رومیوں کے دیوتا فانس کو ایوانڈر قرار دیا گیا اور اس کی طرف سواحل ٹائیبر پر تمدن کی بنا کو منسوب کیا گیا۔ اٹالی دیوتا ہرکیولیس کے مندر اور اس کی پرستش سے نتیجہ نکالا گیا کہ یونانی سورما ہراکلیس بھی روما میں آیا تھا۔ اوڈیسیس اور کِرکے کے بارہ میں بھی مشہور تھا کہ یہ دونوں میدان لیشیم کے جنوبی حدود تک آئے تھے اور پھر ان کو سواحل ٹائبر تک لانا زیادہ دشوار نہ تھا مگر یونانی روایات میں متعدد شہروں کی بنا ان سورماؤں کی طرف منسوب کی گئی ہے جو شہر ٹرائے کی نکبت و بربادی کے بعد بحیرۂ روم کے مختلف حصوں میں منتشر ہو گئے۔ جس زمانہ میں کہ یونانیوں کو رومن تاریخ میں دلچسپی پیدا ہوئی ان سورماؤں میں سے ای نی اس (جو ان کی سیس اور ایفروڈٹی دیوی کا بیٹا تھا) کی شہرت دور دور تک تھی۔ ای نی اس کی طرف جن شہروں کی بنا منسوب کی گئی یا جو مندر اس کی یا اس کی ماں کی پرستش کے لئے بنائے گئے تھے ان کی جائے وقوع سے اس کے سفروں کا سلسلہ قائم کیا گیا تھا اور مختلف مقامات میں اس کی قبریں مسافروں کو دکھائی جاتی تھیں۔ ہمیں علم نہیں کہ کس زمانہ میں

باب۱ اور کس شخص نے شہر روما کا اضافہ ان شہروں کی تعداد میں کیا جس کا بانی ای نی اس تسلیم کیا جاتا ہے مگر چوتھی صدی قبل مسیح میں یہ روایت مشہور تھی اور پہلی جنگ فینقی کے زمانہ میں سلطنت روما نے بھی اس کو تسلیم کرلیا تھا۔ واضح رہے کہ اس روایت کی ابتدائی اور آخری اشکال میں فرق ہے۔ ابتدائی روایت میں روما کی بنا ای نی اس یا اس کے کسی بیٹے کی طرف منسوب تھی مگر اس روایت کو جس طور پر کوئنٹس فیبیس پکٹر یا سسلی کے یونانی مصنف ٹمی یس (تیسری صدی ق م) نے بیان کیا ہے اس میں ای نی اس کا روما سے راست تعلق مفقود ہوگیا ہے اور بیان کیا گیا ہے کہ ای نی اس نے لاوینیم کی بنا ڈالی اور اس کے بیٹے اسکینیس نے شہر البا کی تعمیر کی۔ البا کے قیام اور روما کی بنا میں چار صدیوں کا وقفہ ڈال دیا گیا ہے۔ مگر اس اختلاف کی وجہ صاف یہ ہے کہ رومن اور یونانی روایات کی تطبیق ضروری تھی اور پھر یونانیوں نے شہر ٹرائے کی بربادی کی جو تاریخ قرار دی تھی اُس کو روما کے قیام کی مسلمہ تاریخ سے مطابق کرنا ضروری تھا کیونکہ روما کو لاوینیم اور البا کے ساتھ جو قدیم تعلقات تھے ان کو نظرانداز کرنا دشوار تھا۔ ٹرائے کے سقوط اور آتشزنی اور روما کے قیام میں چار صدیوں کا فصل تھا اور اس وقفہ کو پُر کرنے کے لئے غیر محققانہ طریقہ پر شاہان البا کے ایک فرضی خاندان کی حکومت کو روایات میں شریک کردیا گیا۔

باب ۱ بقیہ قصّے میں یعنی روما کے قیام سے خاندان ٹارکوئن کے اخراج تک یونانی اثرات مضمحل ہوتے ہوئے نظر آتے ہیں کیونکہ رومنوں کی قومی روایات اس زمانہ میں خود مفصل اور قطعی تھیں اس لئے یونانیوں کے لئے اب کم موقع رہگیا تھا۔مگر شاہان روما کے حالات کے بیان میں بھی یونانی اصلاح بعض بعض مقامات میں نظر آتی ہے۔ مقامات امن اور روموس کے دیوتا قرار دئے جانے میں یونانی اثر کا پتہ چلتا ہے اور غالباً یونانیوں ہی نے یہ بھی بتایا ہوگا کہ شاہ نوما حکیم فیثا غورث کا شاگرد تھا یا خاندان ٹارکوئن کورنتھ (یونان) سے آیا تھا۔

گو زمانۂ مابعد کے تاریخی حالات میں مقامی روایات کا عنصر غالب نظر آتا ہے مگر یہ روایات بھی مختلف العناصر ہیں۔ صیح روایات میں نہ صرف بہت سے قصے شامل ہوگئے ہیں جو اُنھوں نے اپنے قدیم آثار، رسوم وغیرہ کی ابتدا کے متعلق گڑھ لئے تھے۔ بلکہ ابتدائی مورخوں اور ماہرین آثار قدیمہ کے غیر محققانہ قیاسات بھی۔ ان مختلف عناصر کا تجزیہ دشوار ہے اور اس کی ہم کوشش بھی نہ کریں گے۔ مگر یہ تجزیہ کس طرح عمل میں آسکتا ہے اس کی ہم چند مثالیں بیان کریں گے جس سے معلوم ہوسکیگا کہ اس طریقے سے کیا نتائج برآمد ہوسکتے ہیں۔ بیرونی ماخذ اور متاخرین کی روایات، یونانی مصنفین کے اضافات اور مفروضات اور کیٹو اور وارو کی فرضی تاریخ کے واقعات سے قطع نظر کرکے تاریخی افسانوں کا ایک مجموعہ باقی

رہتا ہے جو خود قوم رومن میں سینہ بسینہ محفوظ رہا ہے۔ان افسانوں باب ا
کے بارہ میں تجربہ سے ہم کو معلوم ہوا ہے کہ ان قصوں کے
واقعات اور جن لوگوں کے حالات بیان کئے گئے ہیں اُن کے
نام کوئی اہمیت نہیں رکھتے بلکہ ہم کو اس بات پر غور کرنا چاہئے
کہ یہ قصّہ کیوں تراشا گیا اور کس واقعہ کی تاویل اس سے
ہوتی ہے۔اِس کے سوائے ان قصّوں میں کوئی تاریخی اہمیت
نہیں۔مثلاً جن افسانوں میں روما کا لاوینیم اور آلبا سے تعلق
ظاہر کیا گیا ہے اِس سے یہ نتیجہ اخذ کیا جاسکتا ہے کہ رومن
اپنے لاطینی ہمسایوں کو ہم نسل خیال کرتے تھے اور اِن تمام اقوام کا
متحد مرکز وہ مقدّس پہاڑی تھی جس کے دامن میں ضلع لاطینی
واقع ہے۔اسی طرح شہر روما کی ترقی کے متعلق جو قصّے مشہور
ہیں ان سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ یہ شہر ایک دن یعنی وقتِ واحد
میں وجود میں نہیں آیا تھا بلکہ مختلف بستیوں کے متحد ہوجانے سے
اس شہر اور سلطنت کی بنیاد پڑی تھی۔ان تاریخی قصّوں میں
بادشاہوں کے نام ان کی سلطنت کی ابتدا اور اختتام کی
تاریخیں اور ان کے کارنامے تفصیل کے ساتھ بیان کئے گئے
ہیں مگر ان کی صحت حد درجہ مشتبہ ہے اور بقول ٹیسٹیس
اس سے صرف یہ نتیجہ مستنبط ہوسکتا ہے کہ ابتدا میں روما
میں بادشاہوں کی حکومت تھی۔مگر ان مفروضات و معتقدات
کی صحت کے متعلق جب تک کہ صریحی شہادت نہ ہو تسلیم نہیں
کیا جاسکتا اور یہ شہادت آثارِ قدیمہ، زبان، اور اُن قدیم رسوم و رواج

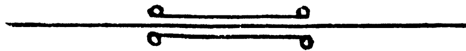
باب ۱ میں ملسکتی ہے جو زمانۂ مابعد تک باقی رہے اور جن کے متعلق ہم کو زیادہ حالات معلوم ہیں۔

چند صورتیں ایسی بھی ہیں جن میں راوی کا مقصد مختلف قسم کا ہے اور تاریخی لحاظ سے اس کی کوئی اہمیت نہیں۔بعض روایات میں کسی رسم یا رواج کی اصلیت کی تاویل کرنے کی کوشش کی گئی ہے۔بعض روایتوں کا آثار قدیمہ یا مناظر قدرت سے تعلق ہے اور بعض روایتیں صرف مشابہت اسماء کے لحاظ سے یا کسی شخص کے نام کے لغوی معنی کی مناسبت سے گڑھ لی گئی ہیں۔روما کے ابتدائی حالات میں اس قسم کے فرضی افسانے بہت پائے جاتے ہیں۔اس کی متعدد مثالیں موجود ہیں۔مثلاً رومنوں کا قوم سابن کی عورتوں کو چھین لینا، جو پیٹرساٹور کے مندر کی تعمیر، تارپیا کا قصہ، یاخاندان ہاے پوٹی ٹی ای اور پناری ای کے قصے، ان مثالوں سے صرف یہ فائدہ ہے کہ ان سے اُن رسوم و رواج وغیرہ کی قدامت کا پتہ چلتا ہے جن کی وجہ سے ان افسانوں نے شہرت پکڑی ان افسانوں کی تنقید میں قدما کو سخت مغالطہ ہوا ہے جس سے مورخین حال کو بچنا ضروری ہے۔مثلاً ڈائونیسیس ای نی اس کے شہر لاوینیم کی بنیاد ڈالنے یا روموس اور ریمس کو ایک مادہ خرس کے دودھ پلانے کے ثبوت میں ان آثار کی طرف اشارہ کرتا ہے جو بطور ان واقعات کی یادگار کے اُس کے زمانہ میں موجود تھے۔اسی طرح کوہ پلاٹین پر ایک جھونپڑا تھا جو

باب رومولس کی طرف منسوب کیا جاتا تھا۔مگر واضح رہے کہ یہی افسانے آثار مذکور کے وجود میں لانے کے باعث ہوئے تھے۔ یعنی ان کی تعمیر ان روایات کو برقرار رکھنے کے لئے عمل میں آئی تھی جو عموماً تسلیم کرلی گئی تھیں اور ان آثار سے روایت کی صحت کی تصدیق نہیں ہوتی بلکہ ہم صرف یہ قیاس کرسکتے ہیں کہ جس زمانہ میں ان کی بنا ڈالی گئی یہ روایت یا قصہ بہت مقبول ہوگیا تھا۔اس کے علاوہ قصّوں میں جو رنگ و روغن دیا گیا ہے وہ بھی نتیجہ خیز ہے مثلاً قوم ایٹرسکن کا جہاں ذکر آیا ہے بطور دشمن کے ہے۔جس سے رومن اور ان کے ہم قوم لاطینی خائف تھے اور پہاڑی قوم سابن سے ہمیشہ چھیڑ چھاڑ چلی جاتی تھی۔اور انھیں کی عورتوں کو رومنوں نے چھین لیا تھا۔

غرض لیوی اور ڈائونیسیس نے اپنی تصانیف میں اسی قسم کے واقعوں کو بیان کیا ہے اور تاریخ روما کے متعلق یہی واقعات آگسٹس کے عہد حکومت میں اور تیسری صدی ق م میں بھی مشہور تھے جب کہ فبیئیس پکٹر نے اپنی تاریخ لکھی مگر جیسا کہ ہم بیان کرچکے ہیں کہ ان تاریخوں کے ماخذ میں کوئی ایسے تحریری نوشتے نہ تھے جو پانچویں صدی ق م سے زیادہ قدیم ہوں اور اس وجہ سے نوشتہ ہائے مذکور کو وہ وقعت حاصل نہیں ہوسکتی جو ہمعصروں کے تحریرات کی ہوسکتی ہے۔اسکے علاوہ ان تحریرات میں مختلف اقسام کے واقعات متعدد ماخذوں سے جمع کئے گئے ہیں۔قدیم اور اصلی ملکی روایات کے علاوہ بہت سے

باب۱ ایسے قصے بھی شامل ہوگئے جو یا تو تمام دنیا میں مشہور ہیں یا یونانی افسانوں کے لامتناہی ذخیرہ سے اخذ کئے گئے ہیں یا یونانی مورخین کے ایجاد کردہ ہیں۔ بعض قصّے ایسے بھی ہیں جو اہل روما نے اپنے رسم و رواج کی تاویل کے لئے گڑھ لئے تھے۔ ان مختلف الاصل قصص کو انھوں نے صدہا سال کی کوششوں سے ترتیب دیا تھا۔ مگر باوجود اس کے کہ اس تذکرہ میں واقعات کو یکے بعد دیگرے سلسلہ وار تاریخوں اور ناموں کے ساتھ بیان کیا گیا ہے مگر اصول تنقید کے لحاظ سے اس تذکرہ کی قیمت اُن قصّوں سے بھی کم ہے جو اس کے ماخذ ہیں۔ اِس لئے نہ اس تذکرہ کو اور نہ ان واقعات کو جو اس میں بیان کئے گئے بلحاظ تاریخ ہم قابل وثوق خیال کرسکتے ہیں۔ مگر جن قدیم رومن روایات پر ان واقعات کی بنا ہے اور راویوں کے طرز بیان سے اصلی واقعات کا کچھ کچھ پتہ چلتا ہے اور زمانۂ مابعد کے رسم و رواج اور آثار باقیہ پر غور کرنے سے جو نتائج مترتب ہوتے ہیں اگر ان کا بغور مطالعہ کیا جائے تو اصلیت کا انکشاف ممکن ہے۔



باب دوم

شہر جمہوریہ روما کے ابتدائی حالات

جس مقام پر شہر روما کی بنیاد پڑی تھی اور جو خطۂ ملک قوم رومن کا ابتدائی جولانگاہ تھا اس کے متعلق کسی شک وشبہ کی گنجائش نہیں۔ اطالیہ کے مغربی ساحل پر شمال میں سیونیا و بچیا (کینٹم) کیلے سے جنوب میں سُرا اسینیا تک ایک میدان ہے جو صدیوں سے کمپانیہ کے نام سے مشہور ہے۔ اس خطہ کے شمال میں شمالی اَیٹروریا کا کوہستان مشرق میں اپنی نائنس کا سلسلۂ کوہی اور جنوب میں سطح مرتفع والسکی ہے۔ اس میدان کا طول کوئی سومیل ہے اور عرض کسی مقام پر تیس میل سے زیادہ نہیں۔ اس کی سطح ہموار نہیں ہے۔ کیونکہ اس میں متعدد چھوٹی چھوٹی پہاڑیاں ہیں کئی نالے ہیں اور آتش فشاں مادہ کی وجہ سے زمین اکثر مقامات میں شق ہوگئی ہے۔ سوراکٹی کی پہاڑی پر سے جو اس میدان کے شمال مشرقی گوشہ میں ہے یا کوہ البن پر سے جو اس کے جنوب میں ہے اگر کوئی شخص کھڑا ہو اور اس میدان کا نظارہ کرے تو یہ نظر آئے گا کہ ایک بحر متواج دفعۃً خشک ہوگیا ہے۔

باب۲ اس میدان کی صرف دو ندیاں یعنی ٹائبر اور اس کی شاخ آرنو ایسی ہیں جن کو ندی کہ سکتے ہیں باقی سب چھوٹے چھوٹے نالے ہیں۔

اِسی میدان اور ندّی کے ساتھ شہر روما کی ابتدائی تاریخ وابستہ ہے۔ اس ندّی کے دہانہ سے کوئی پندرہ میل اوپر اس کے بائیں کنارے کی پہاڑیوں پر شہر روما کی بنیاد پڑی تھی اور ممکن ہے کہ ندّی کے نام سے اس کا نام روما پڑگیا ہو کیونکہ ایک قدیم روایت ہے کہ ٹائبر کا نام ابتداءً ریوموں تھا۔ اسی میدان کی اقوام سے رومیوں کی قوم اٹرسکن اور مشرقی اور جنوبی پہاڑی اقوام کے مقابلہ میں مدد ملتی تھی اور اس میدان میں تفوق حاصل کرنا گویا سلطنت روما کے قیام کا پہلا باب تھا اور صدیوں کے بعد جب اطالیہ میں شمال، مشرق اور جنوب میں وحشی اقوام کی حکومت ہوگئی تو اس زمانہ میں بھی یہاں رومن اسقفوں کی حکومت باقی رہی۔

ہم بیان کرچکے ہیں کہ روما کے ابتدائی حالات کے متعلق جو روایات مشہور ہیں ان میں تیقن کے ساتھ بیان کیا گیا ہے کہ شہر جمہوریہ روما کا قیام مختلف اقوام کے امتزاج سے ہوا ہے۔ بیان کیا گیا ہے کہ رومیولس نے "مربع" روما کی کوہ پلاٹین پر بنا ڈالی اور اسی کی حکومت کے دوران میں کاپی ٹولیں اور کوئرنیال بھی اس میں شامل کرلئے گئے اس رقبہ میں ٹولس ہاسٹیلیس نے کسیلین کا اضافہ کیا اور انیکس مارٹیس نے آونٹیائن کا اور سرویس ٹولیس نے اسکوئلائین

باب۲ اور ویمنیال کو اس میں شامل کرکے تمام رقبہ کے گرد ایک فصیل کھینچدی۔ آبادی میں اضافہ بھی اسی طریقہ پر ہوا۔ رومیولس کے ہمراہی پلاٹین پر آباد تھے، کوئرنال پر قوم سابن آباد ہوگئی قوم آلبن کو ٹولس لے آیا۔ لاطینی آنکس کے ساتھ آئے اور سب سے آخر میں کیلیس ویبنیا کے ایٹرسکن ہمراہی وارد ہوئے

اِس روایت کا پہلا حصہ یعنی مختلف بستیاں ملکر ایک شہر بنگئیں، صحیح معلوم ہوتا ہے کیونکہ اس کے ثبوت میں بیرونی شہادت بھی ملسکتی ہے۔

مورخ ٹیسیٹس کے زمانہ میں قدیم پلاٹین بستی کے حدود اربعہ کے آثار باقی تھے اور ۱۵۔ فروری کو اس کی یادگار میں لوپرکی کی سالانہ دوڑ ہوا کرتی تھی۔ رومولس کے شہر کی فصیل کے آثار ابتک باقی ہیں جن سے اس کی طرز تعمیر وغیرہ کا پتہ چل سکتا ہے۔ یہ فصیل کوہ پلاٹین کا پورا حصار کئے ہوئے تھی اور سرویس کی فصیل کے قبل بنائی گئی تھی۔ ویارو نے بیان کیا ہے کہ کوہ ایسکولائین پر ایک قدیم شہر اور مٹی کی فصیل تھی اور دوسری پہاڑیوں پر بھی آثار دریافت ہوئے ہیں جن سے معلوم ہوتا ہے کہ ان پر بھی بستیاں تھیں۔ جن کے گرد بھدی فصیلیں تھیں ان بستیوں کے رفتہ رفتہ متحد ہوجانے اور ایک شہر بنجانے کا ثبوت بھی ایک حدتک موجود ہے کوہ ہائے پلاٹائین و وا ایسکولائین کی بستیوں کے اتحاد کی یادگار میں سپٹی مانٹیم کا تہوار ہوتا تھا اور ان بستیوں سے کوہ کوئرنال کے

باب۲ الحاق کا اثر بھی سلطنت کے رسوم پر باقی ہے مثلاً مریخ کی پرستش اور جلوس آرگئی کے راستے سے بھی اس کی تائید ہوتی ہے۔شاہ سروِیس کی فصیل اس ترکیب امتزاجی کے آخری دور کی شاہد ہے ہم تسلیم کرسکتے ہیں کہ شہر روما کا وجود اس طور پر ظہور میں آیا مگر تاریخیں ناقابل وثوق ہیں ہم صرف اس قدر کہ سکتے ہیں کہ کوہ کوئرنال پر جو قدیم ترین قبور پائی گئی ہیں وہ آٹھویں صدی ق م کے ابتدائی زمانہ کی ہیں جب کہ یونانی آبادکار مغرب کی طرف بڑھ رہے تھے اور سروِیس کی فصیل غالبًا ساتویں صدی ق م کے آخر میں بنی ہے۔

روما ایک لاطینی شہر

اب یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ بستیوں کے اتحاد کے ساتھ روایات میں اقوام کا امتزاج بھی بیان کیا گیا ہے کیا یہ بھی صحیح ہے؟ اس بارے میں روایات میں جو کچھ بیان کیا گیا ہے اس کی افسانہ سے زیادہ وقعت نہیں ہوسکتی۔روایات میں اینیس، ایوانڈر اور ہراکلیس اور ان کے ہمراہیوں اور ابتدائی باشندوں کے جو قصّے بیان کئے گئے ہیں اُن کی کوئی تاریخی وقعت نہیں۔اسی طرح یہ روایت بھی قرین قیاس نہیں کہ رومولس نے اپنے شہر کو مامن قرار دیا اور ہر جگہ کے مظلوم لوگ وہاں آکر پناہ گزیں ہوئے۔نہ یہ روایت کہ زمانۂ قدیم میں قوم صقالی ساتوں پہاڑوں پر آباد تھی ممکن ہے کہ اس روایت میں خفیف سی اصلیت ہو مگر ہم

یہ تسلیم نہیں کرسکتے کہ یہ قوم رومنوں کی مورث تھی۔ باب ۲

جس قدر تاریخی شہادت بہم پہنچ سکتی ہے اس سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ رومن اپنے لاطینی ہمسائیوں کے ہم نسل تھے۔ لاطینیوں میں یہ روایت مشہور تھی کہ ان کی قوم زمانۂ قدیم میں کوہ اپی نائین کی بلندیوں سے اتری تھی جہاں ان کے ہمقوم امبرین اور سابن اُس وقت تک آباد تھے۔ قدیم باشندوں کو اس خطہ سے بیدخل کرکے اُنھوں نے اپنی بستیاں ایسے بلند مقامات پر بسائیں جہاں وہ انسانی دشمنوں اور ملیریا سے محفوظ ہوں۔ ان بستیوں میں جو لوگ آباد تھے وہ قوم لاطینی کے نام سے مشہور ہوئے۔ ان بستیوں میں ہمقومی اور والسکی ایٹرسکن اور سابن اقوام کے خلاف میں ایک دوسرے کی حفاظت کی غرض سے متحد ہونا لازمی تھا۔ لاطینی بستیوں کی مشترک مجالس تھیں اور سردار تھے اور ان کی ایک مشترک عبادت گاہ کوہ البن پر تھی۔

رومنوں اور ان لاطینی اقوام میں جو قومیت کے تعلقات تھے وہ خود رومنوں کی روایات سے ثابت ہوتے ہیں کیونکہ روایات میں بیان کیا گیا ہے کہ فانس جو کوہ پالاٹائن پر قدیم باشندوں کا بادشاہ تھا لاطینی تھا، باشندگان قدیم اور ٹرائے کے آباد کاروں نے اپنے کو لاطینی مشہور کیا اور خود رومنوں کے مورث لاؤینیم اور البا کی لاطینی بستیوں سے آئے تھے۔ قدیم روما کی زبان، مذہب رسوم اور تمدن سے بھی

باب ۲ یہی نتیجہ نکلتا ہے۔ رومنوں کی زبان ابتدا سے لاطینی ہے۔ جن دیوتاؤں اور دیویوں کی رومن پرستش کرتے تھے مثلاً سیٹرن (زحل) جانس جوپیٹر (مشتری) جو نوڈیانا وغیرہ سب لاطینی ہیں۔ ریکس (بادشاہ) پریٹر (حاکم) ڈکٹیٹر کیوریا وغیرہ لاطینی مقامات یا مجالس کے نام ہیں۔ جغرافیہ کے لحاظ سے بھی دریائے ٹائبر کے کنارے جو پہاڑیاں ہیں اُن کو اسی ساحل کی زمین کا جزو خیال کرتے ہیں جن کے نام سے قوم لاطینی موسوم ہے۔ ان بستیوں کی مٹی کی فصیلوں سے جن پر لکڑی کے کٹھرے بنے ہوے تھے معلوم ہوتا ہے کہ اس زمانہ میں طرز تمدّن کس قسم کا تھا۔ مگر روایات میں بیان کیا گیا ہے کہ روما کی آبادی میں دو غیر لاطینی عناصر بھی شامل تھے یعنی اقوام سابن اور ایٹرسکن قوم آخرالذکر کے متعلق آگے چلکر بحث کی جائے گی اس موقعہ پر صرف یہ بیان کردینا کافی ہے کہ کوئی قابلِ وثوق شہادت اس امر کے متعلق نہیں ہے کہ جو اقوام روما میں آکر آباد ہوئیں ان میں ایٹرسکن بھی تھے یا ان کی اولاد کثیر تعداد میں موجود تھی[۱]۔ مگر سابن قوم کے متعلق روایات کو ایک حد تک تسلیم کرسکتے ہیں۔ پلاٹائن اور کوئرنال کی بستیوں کا اتحاد جو روما کی ترقی میں خاص اہمیت رکھتا تھا۔ دراصل قدیم لاطینی

روما میں قوم سابن

[۱] شروع میں وہاں ایک ایٹرسکن محلہ تھا۔ مگر اس سے صرف یہ اخذ کیا جاسکتا ہے کہ روما میں ایٹرسکن صناع تھے۔ یہ محض خیال ہی خیال ہے کہ تیسرا قبیلہ "لوکریز" ایٹرسکن تھا +

باشندوں اور قوم سابن کے حملہ آوروں کا اتحاد تھا جنھوں نے باب۲
نہ صرف کوہ کوئرنال بلکہ کوہ کیپٹو لائن کی شمالی اور قریب ترین چوٹی پر قبضہ کرلیا تھا۔ بیان کیا گیا ہے کہ کوہ کوئرنال کا نام قوم سابن کے شہر کیورِیس سے ماخوذ ہے۔ اس کے پرانے مذہب کے متعلق خیال کیا جاتا ہے کہ صابئین سے ہی ماخوذ تھا روما کے تین قدیم قبائل میں سے ایک یعنی ٹیٹیس کے بارے میں خیال کیا جاتا تھا کہ یہ قوم سابن کی اولاد سے ہے اور روما کے بادشاہوں میں سے دوسرا اور چوتھا دونوں اسی قوم سے تھے۔ زمانۂ حال کے مورخین زیادہ تر اس روایت کے ماننے کو تیار ہیں کہ سابن حملہ آور لاطینیوں میں آکر مل گئے تھے مگر اس ترمیم کے ساتھ کہ اگر قوم سابن کا کوئی حملہ درحقیقت ہوا ہے تو وہ نہایت قدیم زمانہ میں ہوا ہوگا، حملہ آوروں کی تعداد قلیل ہوگی اور وہ لاطینی باشندوں میں بالکل خلط ملط ہوگئے ہوں گے۔ کیونکہ سلطنتِ روما کے ابتدائی نظام سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ مختلف اقوام ایک دوسرے میں مل گئی ہیں نہ یہ کہ مختلف اقوام دوش بدوش ایک دوسرے سے علیحدہ موجود تھیں اس کے علاوہ قدیم روما کی زبان، مذہب اور تمدّن سے یہ نہیں ثابت ہوتا کہ اس کی آبادی میں قوم سابن کا کوئی عنصر تھا۔ روما کے باشندوں اور ان کے رسم و رواج میں لاطینی عنصر غالب تھا اس صورت میں یہ دعویٰ کہ قوم سابن نے

باب۲ روما کو فتح کرلیا تھا پایۂ ثبوت کو نہیں پہنچتا۔ برخلاف اس کے ہم یہ تسلیم کرسکتے ہیں کہ زمانۂ قدیم میں قوم سابن نے حملہ کیا ہوگا اور کوئرنال پر آباد ہوئے ہوں گے۔ اطالیہ کی قدیم تاریخ کوہ ایپی نائن کی رہنی والی قوموں کے حملوں سے پُر ہے۔ خود لاطینیوں کے بارے میں مشہور تھا کہ ان کی قوم ریاٹ کے قریب پہاڑی درّوں میں سے وادیوں میں آکر خیمہ زن ہوئی تھی۔ سابیلن اقوام نے کمپانیہ اور جنوبی اٹلی کی یونانی نوآبادیوں پر جو حملے کئے اُن کی تاریخ شاہد ہے۔ سابن بھی ایک کوہستانی قوم تھی جو ہمیشہ زرخیز اور شاداب ممالک میں نئے مساکن کی تلاش میں رہتی تھی۔ زمانۂ قدیم ہی میں اس نے روما کے قرب ہی میں لاٹیم پر حملہ کرنا شروع کردیا تھا اور پرانے قصّوں میں اس کی یورشوں کا اکثر ذکر آیا ہے۔

جمہوریہ کی ابتدا

روما کے قیام کے تاریک زمانہ کو چھوڑ کر اب ہم اس کے متمدّن ہوجانے کے بعد اس کی ابتدائی تاریخ اور دستور سلطنت کے حالات پر نظر غائر ڈالیں گے۔

قوم

رومن قوم تین قبائل پر مشتمل تھی جو رامینز ٹی ٹی ایز اور لکریز کے نام سے مشہور تھے۔ قبائل مذکور تین کیوریوں میں منقسم تھے۔ یہ تینوں قبائل غالباً زمانۂ قدیم کے "گوت" تھے جن کا وجود سلطنت روما کے قیام سے قدیم تھا۔ زمانۂ مابعد میں بھی اس کا وجود باقی تھا مگر اس اصطلاح کا اِطلاق رومن

سواروں کی افواج کے حصوں پر ہوتا تھا اور قدیم دستور کے باب۲
حالات سے بھی معلوم ہوتا ہے کہ اس زمانہ میں بھی ان گوتوں کی کوئی سیاسی شان باقی نہیں رہی تھی۔ مگر کیوریز کی اہمیت زیادہ تھی۔ سسرو کے زمانہ میں بھی یہ تقسیم باقی تھی۔ ہر ایک کیوری کے تہوار اور مجالس علیحدہ تھیں اور زمانۂ حال کے مصنفین کا یہ خیال صحیح ہے کہ یہ مجالس روما کے نظام سیاسی کی بیخ و بنیاد تھیں۔ یہ جماعتیں نہایت قدیم تھیں اور ان کے تہوار، پجاری، معابد، مقام اجتماع وغیرہ سب مشترک تھے۔ ان جماعتوں کے افراد غالباً ایک دوسرے کے ہمسایہ اور عزیز و اقارب تھے مگر ان کا وجود غالباً ارتقاء سیاسی کے ایک درمیانی دور سے تعلق رکھتا ہے جو مابین اس دور کے ہے جس میں رشتۂ قرابت باعثِ اتحاد تھا اور اس دور کے جس میں ہمسائگی اور ملکیت زمین کا زیادہ لحاظ ہونے لگا تھا، بحیثیت علیحدہ جماعتوں کے کیوریز غالباً سلطنت رومن سے قدیم تر ہیں مگر یہ صحیح ہو یا غلط اس امر میں شک نہیں کہ جب سلطنت کا قیام ہوا تو یہی جماعتیں اس کی قابل لحاظ سیاسی جماعتیں تھیں۔ ان تیس جماعتوں کے افراد پر "قوم رومن" کا اطلاق ہوتا تھا اور رومن ہونے کی قدیم ترین شرط یہ تھی کہ اس کا دعویدار کسی کیوری کی مقدس رسموں میں شرکت کا حق رکھتا ہو۔ کیوریا کے بعد

باب۲ کوئی اور تقسیم نہیں تھی کیونکہ ہم کو اس کا علم نہیں کہ اس جماعت کی کبھی کوئی باضابطہ تقسیم گوتوں اور خاندانوں میں ہوئی ہو۔اس کے علاوہ ہم اس قیاس کو بھی صحیح تسلیم نہیں کرسکتے کہ کیوریا میں صرف پیٹریسین (شریف) خاندان شریک تھے۔قدیم رومن قوم کی تیس کیوریوں میں تمام آزاد رومن شریک تھے خواہ وہ شریف ہوں یا رذیل۔

بادشاہ نظام سیاسی کا اعلیٰ ترین فرد "ریکس" یعنی بادشاہ تھا جو تمام قوم پر حکمراں ہوتا۔روما کے بادشاہ نہ صرف قوم کے موروثی حکمراں تھے، یا مذہبی پیشوا یا منتخب شدہ حاکم بلکہ یہ تینوں خدمتیں ان سے متعلق تھیں۔زمانۂ مابعد میں جب پیٹریسین حکام نے بادشاہوں کے جانشین انتخاب کرنے سے انکار کردیا تو ایک طرز انتخاب اختیار کیا گیاجو رسوم قدیم کے مطابق خیال کیا جاتا تھا۔اس طرز انتخاب میں آزاد رومنوں اور قدیم گوتوں اور ان کے اکابر کے حقوق اور قدیم رسوم کو بلا کم و کاست جاری رکھنے کا پورا لحاظ کیا گیا تھا۔ بادشاہ کے انتقال کے بعد شاہی اقتدارات اور آسپیسیا مجلس اکابر پاٹر پر عود کرتے جو گوتوں کے نائب تھے۔ اکابر قوم ایک انٹرریکس (درمیانی بادشاہ) مقرر کرتے جو خود ایک دوسرے شخص کو نامزد کرتا اور یہ دوسرا شخص ایک تیسرے یا چوتھے کو نامزد کرتا اور اس طرح اکابرِ قوم کے مشورے سے ایک نیا بادشاہ منتخب ہو جاتا۔ جب یہ مراحل طے

باب ۲ ہو جاتے تو آزاد رومنوں کو بلحاظ ان کی کیوریوں کے جمع کیا جاتا
اور اس انتخاب کو ان کے قبول کرنے کے لئے پیش کیا جاتا
اور پھر قبول ہو جانے کے بعد اکابرِ قوم اس پر اپنی مہر تصدیق
ثبت کرتے تاکہ یہ امر پایۂ ثبوت پر پہنچ جائے کہ مذہبی رسوم کا
جن کے وہ محافظ تھے پورا لحاظ کیا گیا ہے۔ اِس سے یہ
ظاہر ہے کہ بادشاہ کو ابتداءً قدیم گوت کے نائب انتخاب
کرتے اور تمام رسوم طے پانے کے بعد انتخاب کی تصدیق
کرتے تھے۔مگر ظاہری طور پر بادشاہ کو اس کا پیشرو نامزد کرتا تھا
جس کے ہاتھوں سے اس کو آسپیسیا ملتا تھا۔

تخت نشین ہونے کے بعد بادشاہ کے اقتدارات
کیا ہوتے تھے اس کا تعین بیکار ہے ۔ روایات کے
لحاظ سے رومن بادشاہوں کے اقتدارات وہی تھے
جو زمانۂ قدیم میں یونان میں تھے ۔ بادشاہ تاحین حیات
حکمران مطلق بلا شرکت غیرے رہتا اور کسی تحریری قانون
کی پابندی اس پر لازم نہیں تھی۔اس کو قطعی عدالتی
اختیارات حاصل تھے، تمام نزاعات کا فیصلہ کرتا، اور مجرم کو
سزائے موت دیسکتا تھا۔حکام کا تقرر، زمینوں کی تقسیم،
عمارتوں کی تعمیر محصولات کا وصول کرنا جملہ امور اس کے
اقتداری تھے۔سینیٹ اور دوسری جماعتوں کے جلسے اِس
کے حکم سے ہوتے اور اِن جلسوں کی غایت سوائے اِس
کے کچھ نہ تھی کہ اس کے احکام کو سنیں۔جنگ میں وہی

باب۲ سپہ سالار تھا اور اس کے علاوہ اپنی قوم کا مذہبی پیشوا بھی تھا۔قوم کی طرف سے دیوتاؤں سے مشورہ کرنا، قربانیاں کرنا اور تہواروں کے دن مقرر کرنا سب اس کا کام تھا۔محل شاہی کے پاس سلطنت کا عام معبد تھا جہاں ویسٹل ورجنس (مقدس کنواریاں) پاک آگ کی حفاظت کرتی تھیں۔

سینیٹ بادشاہ کے دوش بدوش سینیٹ یا مجلسِ اکابر تھی۔ اس مجلس کے جو ابتدائی حالات دستیاب ہوسکتے ہیں اس میں بادشاہ کے حالات کی طرح یہ ظاہر ہوتا ہے کہ ابتداءً روما قبیلوں اور دیہاتی بستیوں کا مجموعہ تھا جن میں باوجود متحد ہونے کے علیحدہ سردار تھے اور رفتہ رفتہ یہ تمام جماعتیں ملکر ایک ہی حکمراں کے تحت میں ایک سلطنت ہوگئیں۔ دورِ اولیں میں سینیٹ محض سرداروں کی مجلس تھی جن کے اقتدارات میں کوئی دخل نہ دیسکتا تھا۔اعلیٰ ترین اقتدارات پر یہی جماعت فائز تھی اور رسوم کی پابندی بھی اِس کے سپرد تھی۔اراکین سینیٹ میں جملہ اکابرِ قوم شامل تھے اِن کا انتخاب حین حیات کے لئے سربرآوردہ قبائل سے ہوتا۔ بادشاہ کے مرنے پر آسپیسیا اسی جماعت پر عود کرتے اور اپنی جماعت سے شاہ درمیانی، کا انتخاب کرتے، جدید بادشاہ کے انتخاب میں ان سے مشورہ لیا جاتا اور احرار روما کے انتخاب پر اس جماعت کی تصدیق ضروری تھی۔ دورِ ثانی میں اس کا تفوق جاتا رہا۔بغیر قوم کی رضامندی کے

بادشاہ کا تقرر نہ کرسکتے اور بادشاہ سے بھی ان کے تعلقات ماتحتی کے تھے اس جماعت میں جو جگہ خالی ہوتی اس کو بادشاہ پُر کرتا اس کی حالت مجلس شوریٰ کی رہگئی تھی جب بادشاہ چاہتا اِس سے مشورہ کرتا تھا۔ باب۲

مجلس عامّہ

متحد روما کی مجلس عامّہ زمانۂ قدیم میں وہ تھی جس میں احرارِ روما جمع ہوتے اور اپنی کیوریوں کے لحاظ سے رائے دیتے تھے۔اس جماعت کا اجلاس بادشاہ کے حکم اور اس کے زیر صدارت کمیٹیم میں ہوتا جو فورم کے شمال مشرقی گوشہ میں واقع تھا۔اگر بادشاہ نہ ہوتا تو انٹر ریکس (بادشاہ درمیانی) صدر جلسہ ہوتا تھا۔بادشاہ یا شاہ درمیانی مسئلہ زیرِ بحث کو پیش کرتا اور ووٹ بلحاظ کیوری کے لئے جاتے تھے۔ہر کیوری کے ووٹ کا تصفیہ بلحاظ غلبۂ آراء ہوتا اور کیوریوں کے غلبۂ آراء سے مسئلہ زیر بحث کا تصفیہ ہوتا تھا۔مگر ایسے مواقع غالباً کم ہوتے ہوں گے جب کہ اس جماعت کو اپنا اقتدار کام میں لانے کا موقع ملتا ہو۔حکام کے انتخاب میں ان کو صرف اِس قدر دخل تھا کہ بادشاہ جن اشخاص کے نام پیش کرے اس کو منظور کریں یا نامنظور۔وضع قوانین میں زمانۂ شاہی میں مجالس مذکور کو کوئی دخل نہ تھا مورخ ڈائونیسیس نے بیان کیا ہے کہ کیوریوں کو جنگ وصلح کے مسائل میں رائے دینے کا اختیار تھا مگر نہ تو یہ قرینِ قیاس ہے نہ روایات سے اِس کی تائید ہوتی ہے۔ایک روایت میں بیان کیا گیا ہے کہ

باب۱ کوئی قتل کا مقدمہ اس مجلس کے سامنے پیش ہوا تھا۔ مگر اس مقدمہ کی سماعت بادشاہ کے حکم سے ہوئی تھی نہ کہ اس مجلس کو سماعت کا اقتدار حاصل تھا۔ دیگر اغراض کے لئے بھی مجلس عامّہ منعقد ہوا کرتی تھی۔ مثلاً جب بادشاہ ہر مہینے کے تہواروں اور تعطیلوں کی تاریخوں کا اعلان کرتا یا کوئی اہم مذہبی رسم (مثلاً کسی مذہبی پیشوا کی مسند نشینی) ادا کی جاتی تو ان کا جمع ہونا ضروری تھا اس کے علاوہ ان کی حضوری اور بعض صورتوں میں ان کی رائے چند ایسے امور کی تصدیق اور منظوری کے لئے ضروری تھی جن کا زمانہ مابعد میں سلطنت سے کوئی تعلق نہیں رہا۔ مثلاً اگر کوئی شخص اپنی جائداد کو بذریعۂ وصیّت ہبہ کرنا چاہتا یا اپنے خاندان یا قبیلہ سے کنارہ کشی اختیار کرنا چاہتا تو اس کو اپنے قصد کا اعلان احرار روما کے عام مجمع میں کرنا پڑتا تھا۔ تبنیت کے لئے بھی مجمع عام احرار کی باضابطہ منظوری کی ضرورت تھی۔

قدیم ترین زمانہ جس کا ہمیں علم ہے اس میں روما کا نظام سیاسی غالباً یہی تھا مگر یہ ظاہر ہے کہ اس نظام سیاسی کا تعلق تمدّنی ترقی کے کسی دورِ مابعد سے ہے تینوں قدیم قوموں کیوریوں اور قبیلوں اور مجلس سینیٹ کی ہیئت ترکیبی میں قدیم دستور کا خال خال نشان ملتا ہے مگر اس کا اثر بالکل زائل ہوچکا تھا۔ جن جماعتوں کے امتزاج سے سلطنت کا

قیام وجود میں آیا تھا ان پر سلطنت کا اثر پورے طور پر قائم باب۲
ہوچکا تھا اور وہ جماعتیں جن کا جداگانہ وجود باقی رہگیا تھا
ان کی حیثیت اب بالکل خانگی تھی۔ سلطنت کی عدالتوں
میں رعایا کی باہمی نزاعات کا تصفیہ ہونے لگا تھا۔ اور
انھیں عدالتوں سے مجرموں کو سزا ہوتی تھی۔ زمانۂ قدیم میں
ہر خاندان کے سردار کو اپنے خاندان کے افراد پر ہر قسم کا
اختیار تھا۔ مگر جس زمانہ کا ہم ذکر کر رہے ہیں اس میں
یہ اختیارات محدود ہوگئے تھے۔ کیونکہ سلطنت کو ہر خاندان
کے افراد سے خدمت لینے کا حق پیدا ہوگیا تھا۔



باب سوم

سلاطینِ روما

سلطنتِ روما کی ابتدائی تاریخ کو ضبطِ تحریر میں لانا محال ہے۔ پہلے چار بادشاہوں کے نام، تاریخہائے جلوس وغیرہ اور ان کے کارنامے بالکل فرضی ہیں جن سے تاریخی نتائج مستنبط کرنا دشوار ہے۔ صرف چند امور پایۂ تحقیق کو پہنچے ہیں۔ پہلے بادشاہ نُوماؔ کے طویل عہدِ سلطنت میں کوئی واقعہ قابلِ ذکر نہیں۔ اس سے قطع نظر روایتوں میں بیان کیا گیا ہے کہ روما کے ابتدائی بادشاہ اپنے ہمسایوں کے ساتھ ہمیشہ برسرِ جنگ رہے۔ ان لڑائیوں کے متعلق جو تفصیل بیان کی گئی ہے اس کی افسانہ سے زیادہ وقعت نہیں ہوسکتی مگر نظر غائر سے دیکھنے سے دو امر واضح ہوتے ہیں۔ ایک تو یہ کہ جنگ وجدال کا سلسلہ لاتناہی تھا اور دوسرے یہ کہ اس کا دائرہ محدود تھا۔ روایات سے جو تصویر ہماری آنکھوں میں کھنچ جاتی ہے وہ یہ ہے کہ ایک قلیل التعداد قوم چند میل مربع میں آباد تھی جس کی حدود روما سے غالبًا بارہ بارہ میل سے زیادہ فاصلہ پر

باب ۳ تھیں اور آس پاس کی اقوام سے ہمیشہ برسرِ پرخاش رہا کرتی تھی۔ روایات میں شاہان رومیولس اینکس اور ٹولس کے ساتھ متعدد فتوحات کو منسوب کیا گیا ہے مگر ان فتوحات سے رومن مقبوضات میں سوائے سمندر کی طرف اور کسی جانب وسعت کا پتہ نہیں چلتا کیونکہ فیڈینی قوم اٹرسکن کے قبضہ میں تھا۔ قوم سابن کا دریائے آینو تک قبضہ تھا۔ پیرینیسٹی گیابی ای اور ٹسکولم پر اس زمانہ تک رومنوں کا قبضہ نہیں ہوا تھا اور خشکی کی طرف روما کی حدود غالباً چھ میل سے زیادہ نہیں تھیں۔ مگر ٹائبر کے دہانہ کی طرف روما کی حدود یقیناً بڑھتی جاتی تھیں۔ اور اسی زمانے میں غالباً جانیکیولم کی قلعہ بندی کی گئی دریائے ٹائبر پر پہلا پل پانس سب لی کی اس بنایا گیا۔ بندرگاہ اوسٹیہ کی بنیاد ڈالی گئی اور سمندر کے قریب کی کھاری پانی کی جھیلوں پر قبضہ کیا گیا۔ اسی زمانے میں غالباً جب کہ رومن دریائے ٹائبر کے آس پاس کی زمینوں پر اپنا اقتدار قائم کررہے تھے اُنھوں نے ان چھوٹی چھوٹی لاطینی بستیوں کو بھی محکوم کرلیا ہوگا جو اس ندی کے جنوب میں واقع تھیں۔ روایتوں میں مقامات پالی ٹوریم ٹیلینے اور فیکانا کے مفتوح ہونے اور برباد کردئے جانے کے جو حالات بیان کئے گئے ہیں ان کی تصدیق اس امر سے ہوتی ہے کہ زمانۂ تاریخی میں اس خطہ میں کوئی لاطینی بستی باقی نہیں رہی تھی۔

خاندان ٹارکوئن پانچویں بادشاہ ٹارکوئینس پرسکس کے عہد حکومت سے

باب۲ ایک بیّن تغیر نظر آتا ہے۔ بمقابلہ پہلے چار بادشاہوں کے عہدِ حکومت کے آخری تین بادشاہوں کی حکومت کے جو حالات بیان کئے گئے ہیں ان کا انداز بظاہر مورخانہ ہے مگر ان حالات کے مطالعہ سے ظاہر ہے کہ روما میں ایک تغیر عظیم پیدا ہوگیا تھا۔ ان آخری بادشاہوں کے دورِ حکومت میں روما کی علیحدہ علیحدہ بستیوں کو ایک عالیشان فصیل سے محصور کردیا گیا۔ شہر کا جو حصہ نشیب میں تھا اس میں سے پانی نکال کر خشک کردیا گیا۔ فورم اور سرکس کے لئے عالیشان عمارات کی بنیاد ڈالی گئی۔ کوہ کیپیٹو لائن پر ایک مندر بنایا گیا جس کی زبردست بنیاد کے استحکام کا مورخ پلینی نے تعجب کے ساتھ تذکرہ کیا ہے۔ اسی زمانہ میں شہر کو چار حصوں میں تقسیم کیا گیا اور ایک جدید نظام فوجی کی ترویج عمل میں آئی۔ بادشاہوں کی قوت روز افزوں ترقی پر تھی اور ان کی شان وشوکت بہت کچھ بڑھ گئی تھی۔ سلطنتِ روما قوی اور زبردست ہوگئی تھی اور جنوبی اٹروریا اور لاطیم پر اس کا قبضہ ہوگیا تھا۔ اس کے علاوہ ان انقلابات کو غیرملکی سلاطین کی طرف منسوب کیا جاتا ہے جو سب کے سب دستوری اصول کے خلاف تخت نشین ہوے تھے مگر آخرکار جب ان میں کا آخری بادشاہ ٹارکوئنس سپربس روما سے نکالدیا گیا تو سلطنت روما کا دائرۂ اقتدار بہت کم ہو گیا اور سلطنت جمہوری کے قیام پر اس کی حالت ایک مختصر سی

سلطنت کی سی ہوگئی جو ہر طرف سے خود مختار اور پرخاش جو ہمسایوں سے گھری ہوئی تھی۔ باب۳

روما کے اس عروج و زوال کی یہ تاویل کی گئی ہے کہ اس زمانہ میں روما پر زبردست ایٹرسکن حکام کا قبضہ ہوگیا تھا اور اس تاویل کو صحیح ماننے پر ہم مجبور ہیں۔ یہ قوم جس کو رومن ایٹرسکن اور یونانی ٹرہینین کہتے تھے کون تھی اور کہاں سے آئی صدیوں سے معرض بحث میں ہے مگر ابتک کوئی نتیجہ نہیں نکلا اور جب تک کہ ان کی زبان کے مزید حالات نہ معلوم ہوں اس مسئلہ کا طے ہونا دشوار ہے۔ اس میں شک نہیں کہ اطالیہ کی قومیں مثلاً امبرین سابلین اور لاطینی ان کو اجنبی خیال کرتی تھیں۔ اطالیہ میں یہ قوم غالباً شمال یا شمال مشرق سے داخل ہوئی اور دریائے پو کی زرخیز وادی پر قبضہ کرکے قوم امبرین کو جو وہاں آباد تھی محکوم کرلیا۔ اس کے بعد کوہ ایپی نائن کو طے کرکے انھوں نے صوبہ ایٹروریا پر دریائے ٹائبر تک قبضہ کرلیا اور اس خطہ کے امبرین باشندوں کو بھی محکوم کرلیا اور زمانۂ مابعد کی قوم نارتھمین کی طرح انھوں نے خشکی اور تری پر اپنی دھاک بٹھادی۔ ان کے جہازات تنزاقی کے لئے بحیرۂ ٹرہینین میں حشرات الارض کی طرح پھیلے ہوئے تھے اور ان کے جنگجو سپاہیوں کی متعدد جماعتوں نے رفتہ رفتہ دریائے ٹائبر کے جنوب کے اضلاع پر قبضہ کرلیا ایٹرسکن

باب۳ اور محفوظ مقامات پر قلعے بناکر وہاں کے باشندوں پر حکومت کرنے لگے۔ساتویں صدی کے آخری حصہ میں جب کہ روما کی سروین وال (فصیل سرویس) بنائی گئی تھی قوم ایٹرسکن کی طاقت عروج پر تھی اور ایٹروریا کے حدود سے متجاوز ہوگئی تھی۔قوم کیلٹ کی طرف سے انھیں اس وقت تک دریائے پو کی وادی میں کوئی خطرہ نہیں پیدا ہوا تھا۔ کمپانیا کا زرخیز میدان ان کے قبضہ میں تھا جہاں سے دو صدیوں کے بعد سامنیم کے پہاڑیوں نے ان کو نکالدیا۔ واقعات مذکورۂ بالا سے یہ نتیجہ اخذ کیا جاسکتا ہے کہ یہ ناممکن تھا کہ جس قوم کا دور دورہ کوہ آلپس سے ٹائبر تک اور لرس سے سرینٹم تک تھا وہ اِس خطۂ ملک کو چھوڑ دیتی جو ٹائبر اور لرس کے درمیان تھا۔صوبۂ لاطیم پر بھی ایٹرسکن حکومت کی شہادت موجود ہے۔ ڈائونیسیس کا بیان ہے کہ ایک زمانے میں یونانی لاطینوں کو ٹرہینین کہتے تھے اور روما کو ایک ٹرہینین شہر خیال کرتے تھے۔ جب انیاس اطالیہ میں آیا تو لاطینی اس وقت ٹرنس حاکم آرڈیا سے برسرِپرخاش تھے جس کا ممدّو مددگار بیرحم میزنتیس حاکم کیرے تھا جس کو لاطینی شراب کا خراج دینے پر مجبور تھے۔کیٹو نے بیان کیا ہے کہ قوم وآلسکی بھی ایک زمانہ میں قوم ایٹرسکن کے زیر حکومت تھی۔ اِس بیان کی تائید ان اُمور سے ہوتی ہے کہ اس قوم کے

باب۳ آثار مقام ویلٹرے میں پائے گئے ہیں اور قوم وآلسکی کی بستی موسومہ آکسر کا دوسرا نام ٹیرا سینا یعنی "ٹارکن کا شہر" ہے روما کے قریب مقام ٹسکولم واقع تھا اور بیان کیا گیا ہے کہ البا میں میزنتیس کی طرح ایک ظالم اور بیرحم بادشاہ تھا جس کا نام ٹارخنے تی اس تھا جو ٹیتھس واقع ٹرہینیا کے مندر کے پجاریوں سے مشورہ کرتا تھا۔ ان جملہ اُمور سے واضح ہے کہ ایٹرسکن ہر طرف سے روما کو گھیرے ہوئے تھے۔ خود روما میں اس قوم کے بادشاہوں کا برسرِ حکومت ہونا روایتوں سے ظاہر ہے۔ اس خاندان کا جو ٹارکوینی کے نام سے مشہور تھا، جنوبی ایٹرریا سے تعلق تھا۔ لفظ "ٹارکوینی" غالباً ایٹرسکن زبان کے لفظ "ٹارکن" سے ماخوذ ہے جس کے معنی غالباً شہزادہ یا حاکم کے ہیں اور یہ کسی خاص شخص کا نام نہیں ہے۔ سرویس ٹولیس کے بارہ میں ٹسکنی کے وقائع نگاروں کا خیال تھا کہ یہ ایک ایٹرسکن بادشاہ "ماسٹرنا" کا نام ہے۔ روما کے تین آخری بادشاہوں کے تذکرے میں دو باتیں اور بھی قابل لحاظ ہیں یعنی یہ کہ روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ نہ تو قوم ایٹرسکن نے اپنے مساکن سے بڑی بڑی جماعتوں میں ہجرت کی اور نہ ان کی پیش قدمی کو تمام قوم کی ہجرت سے تعبیر کرسکتے ہیں۔ برخلاف اس کے یہ امر زیادہ قرینِ قیاس ہے کہ قوم ایٹرسکن کے جنگ جو سپاہیوں کی جماعتوں نے اپنے زبردست امراء کی

باب ۲ سرکردگی میں مختلف مقامات کو بزورِ شمشیر فتح کر کے سلطنتیں قایم کیں اور وہاں کے باشندوں پر جو باعتبار نسل ان سے مختلف تھے حکومت کرنے لگے۔ روایات سے بھی انھیں فتوحات اور یورشوں کا پتہ چلتا ہے نہ کہ پوری قوم کے ترکِ وطن کرنے کا اور ایٹرسکن بطور حکام کے نظر آتے ہیں نہ کہ بطور باشندگان ملک کے۔ اس کے علاوہ آثار باقیہ سے یہ بھی ہویدا ہے کہ اُمراء ایٹرسکن کے زیر حکومت ٹائبر کے جنوبی اضلاع کے مقابلہ میں صوبہ ایٹروریا بلحاظ تمدّن و سرسبزی ترقی پر تھا جس کے لحاظ سے یہ امر قابل تعجب نہیں کہ خاندان ٹارکوئن کے بادشاہوں نے روما میں نہایت شان وشوکت سے حکومت کی۔ جو سلاطین قدیم کہ سادہ روش کے بالکل برعکس تھی۔ ان بادشاہوں کے آثار میں سے مندر واقع کوہ کیپٹو لائن، سرویس کی فصیل اور نالیاں ہیں جو شہنشاہان روما کے باقیات کا مقابلہ کرتی ہیں۔ ان آثار اور عمارات کے بانی سوائے ایٹروریا کے معماروں کے اور کوئی نہیں ہو سکتا جنھوں نے اُمراء ایٹرسکن کے حسب فرمائش اس کام کو انجام دیا۔ زمانۂ زیرِ بحث میں رومنوں پر یونانی تمدّن کا اثر بھی تھا جس سے ایٹرسکن حکومت کے وجود کی تائید ہوتی ہے کیونکہ ایٹرسکن حکام کی وسیع سلطنت اور تعلقات کی وجہ سے رومنوں کو یونانیوں سے پہلے پہل سابقہ پڑا ہوگا جو عرصۂ دراز سے ایٹرسکن کی بندرگاہوں میں

باب ۳ تجارت کررہے تھے اور قوم ایٹرسکن کو اپنے تمدّن سے فیض یاب کرچکے تھے۔

سرویس کے اصلاحات

ایٹرسکن شاہزادوں کے بارہ میں بیان کیا جاتا ہے کہ نہ صرف انھوں نے روما کو ملک لاطیم میں ایک ممتاز درجہ پر پہنچا دیا اور اپنے تہذیب و تمدّن سے اس شہر کو مالا مال کردیا بلکہ اُس کے نظام سیاسی میں بھی انھوں نے قابلِ ذکر اصلاحات کیں۔ روایت ہے کہ اس خاندان کے بادشاہ قدیم اُمرائے کے مقابلہ میں جدید لوگوں کو ترجیح دیتے تھے اور رومن فوج کی اُنھوں نے جدید اصول پر تنظیم کی جس کے دو وجوہ ہوسکتے ہیں ایک تو یہ کہ خاندان مذکور غیر ملکی تھا اور اس کی قوت کی بنیاد فوج پر تھی اور دوسرے یہ کہ متعدد فتوحات کی وجہ سے قدیم باشندوں کی تعداد میں معتد بہ اضافہ ہوگیا تھا۔ مفتوح لاطینی ریاستوں میں سے ۱۰۰ اراکین سینیٹ میں شریک کیے گئے اور جن خاندانوں سے ان کا تعلق تھا اُن کا شمار طبقۂ اُمراء میں ہونے لگا۔ نظام فوجی کی اصلاح ٹارکوئن اوّل کی عہد حکومت سے شروع ہوئی اور سرویس ٹولیس نے اس کو درجۂ تکمیل کو پہنچایا۔ قدیم نظام فوجی کی بنیاد تین قبیلوں پر تھی جن میں سے ہر ایک کا فرض تھا کہ ایک ہزار سپاہی اور ۱۰۰ سوار فوج کے لئے مہیّا کرے۔ روایت ہے کہ ٹارکوئینس پرسکس کا تین جدید قبائل اور سواروں کی تین اور سنتوریوں کے قائم کرنے کا قصد تھا مگر قدیم خاندانوں کی مخالفت کی وجہ سے

باب۳ اس کو صرف فوج کی تعداد کو المضاعف کردینے پر اکتفا کرنا پڑا اور فوج کی قدیم تقسیموں کے نام کو تبدیل نہ کرسکا۔زمینداروں کو اس نے جماعتوں اور سنتوریوں میں تقسیم کیا تھا۔یہ تقسیم ابتداءً محض فوجی ضروریات کے لئے تھی مگر زمانۂ مابعد میں یہی تقسیم کچھ خفیف ترمیم کے ساتھ نظام سیاسی کی بنیاد ہوگئی۔ اِن تغیرات کا مجموعی نتیجہ یہ ہوا کہ فوج کی تعداد میں اضافہ ہوا اور اس کی اصلاح ہوگئی۔جدید فوج میں سوائے سواروں کی سنتوریوں کے قدیم تقسیموں کا مثلاً قبائل یا نیم سیاسی نیم مذہبی کیوریوں کا بالکل لحاظ نہیں رکھا گیا تھا اور اس کی ہیئت ترکیبی قدیم فوج کے نظام سے بالکل مختلف تھی جس میں قبائل اور مذہبی روایات وغیرہ کا خاص لحاظ تھا۔
فوج میں سو سو سپاہیوں کی کمپنیاں تھیں جنھیں سنتوریا کہتے تھے اور کئی سنتوریوں کو ملاکر ایک "درجہ" ہوتا تھا جن کو بوقتِ جنگ یکے بعد دیگرے صف بستہ کیا جاتا اگلی صفوں میں وہ کمپنیاں ہوتی تھیں جن میں ذی ثروت لوگ شامل ہوتے جن میں تمام اسلحہ جنگی سے مسلح ہونے کی استطاعت ہوتی کیونکہ اگلی صفوں کے سپاہیوں کو دشمن کے حملے کا بار اُٹھانا پڑتا ہے۔ان کمپنیوں کا تعلق پہلے "درجہ" سے تھا۔ اس کے بعد دوسرے اور تیسرے درجوں کی کمپنیاں صف بستہ ہوتیں۔جن کے اسلحہ اس قدر مکمل نہ ہوتے مگر ان کا شمار بھی پہلے درجہ کی طرح سنگین اسلحہ والے پیدل سپاہیوں میں ہوتا۔

عقب میں چوتھے اور پانچویں درجوں کی ہلکی ہتھیار والی کمپنیاں باب۳ ہوتیں جن میں غریب زمیندار شامل تھے۔ زمینداروں کی پوری تعداد کو دو برابر حصّوں میں منقسم کیا گیا تھا جن میں سے ایک ریزرو (مستحفظ) فوج تھی جو سینیور کے نام سے مشہور تھی اور دوسری جونیور جو ہروقت جنگ کے لئے تیار رہتی تھی۔ ان دونوں فوجوں میں ۸۵ سنتوریا یا ۸۵۰۰ سپاہی ہوتے یعنی قریب قریب ۴۲۰۰ سپاہیوں کی ایک ایک لیجن یعنی لشکر۔ جمہوریہ روما کے ابتدائی زمانے میں بھی لیجن کے سپاہیوں کی یہی تعداد تھی۔ یہ امر بھی قابل لحاظ ہے کہ ہر ایک لیجن میں پہلے تین درجوں کی بھاری اسلحہ والی سنتوریوں کے سپاہیوں کی مجموعی تعداد ۳۰۰۰ تھی یہ تعداد اُس تعداد کے بالکل مطابق ہے جو ان سپاہیوں کی پولی بیس نے بیان کیا ہے۔ ہر لیجن کے ساتھ سفرمینا اور باجہ والی کمپنیاں بھی تھیں مگر ان کا شمار علیحدہ تھا۔ سواروں کی چھ سنتوریوں میں جو قدیم قبیلوں کے ناموں سے مشہور تھیں بارہ سنتوریوں کا بطور علیحدہ فوج کے اضافہ کیا گیا جن میں دولت مند لوگ شریک کئے جاتے تھے۔ سرویس نے جو چار قبیلے قائم کئے ان کے قیام کا مقصد بھی غالباً یہی تھا کہ جدید فوج میں زمینداروں کو اسی تقسیم کے لحاظ سے بھرتی کیا جائے۔ اِن قبیلوں کے ناموں سے ظاہر ہے کہ ان کا تعلق شہر روما کے چار حصوں سے تھا اور ان قبائل میں شہر کے تمام باشندے شریک کرلئے گئے تھے جو ان محلوں میں سکونت پذیر تھے۔

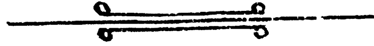
باب ۳
حکومت شاہی کا زوال

روما کا آخر ایٹرسکن بادشاہ ٹارکوں "مغرور" تھا جس نے نہایت شان و شوکت اور خود مختاری کے ساتھ ملک لاطیم پر جنوب میں کرکی ای تک حکومت کی۔ ایرسٹوڈیمس حاکم کیومے اس کے احلاف میں سے تھا اور اس کے اعزہ مقامات کولاٹیا گیابی ای اور ٹسکولم پر حکمراں تھے۔ والسکی کے پہاڑیوں کی اسی نے سرکوبی کی اور ایک محصور شہر سگنیا کی ان کے حملوں کو روکنے کے لئے بنا ڈالی۔ شہر روما میں کیپیٹولائن مندر اور نالیاں اس کی یادگار ہیں۔ مگر رومن اس کی حکومت سے متنفر تھے اور جب انھیں معلوم ہوا کہ اسکے بیٹے سیکسٹس نے ایک معزز رومن خاتون مسماۃ لیوکریشیا کی عصمت ریزی کی ہے تو تمام قوم نے علم بغاوت بلند کرکے ٹارکوئن کو جو مقام شہر آرڈیا کے محاصرہ میں مصروف تھا معزول کردیا اور اس کی قوم کے تمام افراد کو خارج البلد کردیا۔ رومنوں نے قسم کھائی کہ آیندہ سے کسی بادشاہ کے سامنے سر تسلیم خم نہ کریں گے۔ بادشاہ کو معزول کردینے کے بعد رومن ہر سال دو عمّال (مجسٹریٹ) کا انتخاب کرنے لگے جو اپنی یکسالہ مدت میں اعلیٰ ترین اقتدارات رکھتے۔ اس طرح جمہوریت روما وجود میں آئی۔ شاہ معزول شدہ نے تین دفعہ اپنا تخت و تاج واپس لینے کی بے انتہا کوشش کی۔ اولاً اہالیان وئی آئی و ٹارکوئینی اس کی امداد کے لئے آئے مگر روما کی سرحد کے قریب ان کو ایک دست بدست

لڑائی میں شکست ہوئی۔ ایک سال کے بعد لارس پورسینا باب۳
شاہ کلوسیم نے جو ایٹروریا کا سرگروہ تھا روما کا محاصرہ کرلیا مگر
رومنوں کی بہادری سے مرعوب ہوکر اس نے محاصرہ اُٹھا لیا اور
ایسی شرائط پر صلح کرلی جو رومنوں کے لئے باعثِ ذلت نہ تھیں۔
تیسری مرتبہ ٹارکوئن کے داماد ماميلیس حاکم ٹشکولم نے جو
لاطینیوں کا سردار تھا روما پر یورش کی۔ رومنوں نے اپنی
آزادی کو برقرار رکھنے کے لئے اپنی جان لڑادی اور ریگلیس جھیل
کے پاس اس کو شکست فاش ہوئی۔ اور وہ خود بھی مارا گیا۔
ٹارکوئن مایوس ہوکر کیومے میں پناہ گزیں ہوا اور تھوڑے
دنوں کے بعد وہیں مرگیا۔

یہی واقعات ہیں جو وقائع نگاروں نے شاہان روما کے
عہد سلطنت کے ختم ہونے کے متعلق بیان کئے ہیں اور انھیں کو
مورخ لیوی نے دہرایا ہے۔ تفصیلی واقعات جو بیان کئے گئے
ہیں محض فرضی ہیں۔ اور ایسے امور مذکور ہیں جو قرینِ قیاس
نہیں ہوسکتے اور ایک دوسرے کے متضاد ہیں۔ تاریخیں قابل اعتبار
نہیں، جن لوگوں کے واقعات بیان کئے گئے ہیں انکا وجود تک
مشکوک ہے اور بغور دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ کسی رومن
یا یونانی نے روایات کو ترتیب دیتے ہوئے اس میں اصلاح
کی ہے۔ بادشاہ اور رعایا کے مابین جو کشاکش رہی ہے
اس کی مدت غالباً زیادہ طویل ہوئی ہوگی۔ جدید دستور بھی
وقت واحد میں وجود میں نہ آیا ہوگا جیسا کہ روایات میں

باب۲ بیان کیا گیا ہے بلکہ رفتہ رفتہ۔ یہ بھی ممکن ہے کہ روما کا یہ سیاسی انقلاب اس انقلاب عظیم کا ایک جزو تھا جو اس زمانے میں لاطیم اور وسطی اطالیہ میں برپا ہوا اور جو مشابہ اس انقلاب کے تھا جس نے زمانۂ قدیم کی یونانی شخصی سلطنتوں کو تہ و بالا کردیا۔ مگر روما کی آزادی اور منصب شاہی کے قطعی اختتام کا خاکہ جو روایات میں نظر آتا ہے اس میں شبہہ کی گنجائش نہیں۔



حصّۂ دوّم

جمہوریت کا ابتدائی دور

۵۰۹ ق م تا ۲۷۵ ق م

باب اوّل

جمہوریہ کا قیام

اور

طبقات جمہوریہ روما کے باہمی مُناقشات

روایات

روما کے ابتدائی زمانے کے متعلق جو روایات مشہور ہیں ان کی صحت اور قابل وثوق ہونے کے متعلق ہم نے جو کچھ بیان کیا ہے اس کا اطلاق جمہوریت کے ابتدائی حالات پر بھی ہوتا ہے۔گو یہ صحیح ہے کہ سرسری نظر سے دیکھنے میں دونوں زمانوں کے حالات میں ایک بیّن فرق نمایاں ہے کیونکہ مورخ لیوی کی تاریخ کے پہلے حصّہ کے مطالعہ کے بعد جب ہم دوسرے حصّہ پر پہنچتے ہیں تو یہ معلوم ہوتا ہے کہ بجائے نظم کے نثر پڑھ رہے ہیں۔ بمقابلہ پہلے کے طرزِ بیان اور انداز

باب بالکل مورخانہ ہے اور واقعات یکے بعد دیگرے بہ تسلسل سنین بیان کئے گئے ہیں اور جن افراد کے کارنامے بیان کئے گئے ہیں وہ انسان ہیں نہ کہ دیوتا یا دیوزاد۔ مگر ۳۹۰ق م کے قبل (جب کہ قوم گال نے روما کو تاخت و تاراج کردیا تھا) کے واقعات میں جو ظاہری تسلسل نظر آتا ہے اس سے ایک حدتک مغالطہ ہوتا ہے۔ ہم یہ تسلیم کرسکتے ہیں کہ جب فیبیس پکٹوریا لِی وی اس نے اپنی تاریخیں لکھیں روما میں ایسی تحریرات (مثلاً پونٹفون اور کانسلوں کے دفاتر) موجود تھیں جن میں واقعات اور مجسٹریٹوں کی فہرستیں قیام جمہوریہ سے مندرج تھیں۔ مگر یہ تحریرات اور خصوصًا ان کے ابتدائی اجزا اس زمانے کے ہرگز لکھے ہوئے نہیں جن سے ان کا تعلق ہے اور ان کی ترتیب غالبًا چوتھی صدی ق م میں روایات کے ایک پریشان مجموعہ سے ہوئی تھی جس کے ترتیب دینے میں زیادہ کامیابی نہیں ہوئی ہے۔ نوشتہ ہائے مذکور کے متعلق جو حالات ہمیں معلوم ہوئے ہیں اس سے ہم کو یقین ہے کہ جو واقعات لیوی یا ڈائونیسیس نے جمہوریہ کے زمانے کے متعلق بیان کئے ہیں وہ بالواسطہ یا بلاواسطہ ان تحریرات سے اخذ نہیں کئے گئے ہیں۔ اگر واقعات کا خاکہ ان تحریرات میں موجود ہے تو اسکی تفصیل کا ماخذ جداگانہ ہوگا اور اغلب یہ ہے کہ جو روایات عوام میں مشہور تھیں اُنھیں کو ان مورخین نے بلا کم و کاست تسلیم کرلیا ہو۔

باب ا جمہوریہ روما کو ابتدائی زمانے میں اپنی ہستی قائم رکھنے کے لئے اپنے ہمسائیوں کے ساتھ ہمیشہ برسرپیکار رہنا پڑتا تھا جس کے متعلق ہزاروں واقعے عوام میں مشہور تھے اور جن کو اُمراء خصوصاً محبت کے ساتھ محفوظ رکھنے کے لئے کوشاں تھے۔ پٹرلسین اور پلیبین کے درمیان جو جدوجہد عرصہ تک قائم رہی اس سے بھی صدہا قصّے پیدا ہوگئے تھے مثلاً ایسے پٹریسی ان جن کو عوام کے ساتھ محبت تھی یا ایسے اُمراء جوکہ عوام پر ظلم کرتے تھے یا ایسے ٹریبیون جوکہ اُمراء کی دست درازیوں اور چیرہ دستیوں کا مقابلہ کرتے تھے یا دونوں طبقوں میں علیحدگی اور مصالحت کے واقعات۔ ان متفرق قصّوں کو جمع کرنا اور سرکاری نوشتوں کے خاکہ میں ان کو چسپاں کرنا عرصۂ دراز کا کام تھا اور متضاد اُمور کی مطابقت، فروگذاشتوں کے رفع کرنے اور تذکرے کو دلچسپ بنانے میں ہر ایک مصنف نے جس نے اس کام میں ہاتھ لگایا کچھ نہ کچھ اضافہ ضرور کیا اور یہ رجحان یعنی قدیم تحریرات کی اصلاح روز بروز ترقی پذیر تھی۔ پہلی صدی ق م کے مصنفین کا ادبی مذاق اچھا تھا جس کی وجہ سے اُنھوں نے روایات کی خوب کاٹ چھانٹ کی۔ لوسی اس کیلپیرنیس پیزو کو (جو ۱۴۹ سنہ ق م میں ٹریبیون اور ۱۳۳ سنہ ق م میں کانسل تھا) یہ دعویٰ تھا کہ اس نے قدیم افسانوں کو معنی خیز کردیا ہے اور ان میں اپنے زمانے کے لوگوں کے لئے اخلاقی سبق

باب ۱ درج کردئے ہیں۔ کی لی اس اینٹی پاٹور نے بلاغت کے اصول کو تاریخ نویسی میں داخل کیا۔ مگر یہ بری نظیر اُس نے قائم کی۔ اس نے فرضی تاریخوں اور افسانوں کو تاریخ میں جگہ دی اور بقول سسبرو اس کا مقصد صرف واقعات کو بیان کرنا نہ تھا بلکہ ان کو دلچسپ بنانا۔ مورخین مابعد نے بھی اس کی قدم بقدم پیروی کی اور زمانۂ قدیم کے مورخوں کے خشک تحریرات کو فصیح و بلیغ بنانے کی کوشش کی۔ اور اس طور پر مبالغات، اضافات وغیرہ سے قدیم روایتیں بالکل مسخ ہوگئیں۔ ان مورخین نے جدید واقعات تراشے اور ان کے اسباب اپنے جدّت سے بیان کئے اور تاریخوں کو دلچسپ بنانے کے لئے فرضی تقریریں گڑھ کر مناسب موقعوں پر چسپاں کردیں۔ اس کے علاوہ پچھلے واقعات کے بیان کرنے میں مصنفین کا سیاسی رجحان بھی ظاہر تھا مثلاً گراکی کے ہمعصر مورخین اُمراء اور عوام کے ابتدائی مناقشات کے بیان کرنے میں اپنے زمانے کے اقتصادی مباحث کو دخل دیتے۔ اکثر اوقات ابتدائی ٹربیونوں کو برادران گراکی یا سیٹرنینس کا مماثل قرار دیتے۔ زمانۂ مابعد میں مجلس سینیٹ کے اقتدار کو جو سولا کے زمانے میں قائم ہوا تھا قدیم نوشتوں کی بیجا تاویلوں سے ثابت کرنے کی کوشش کی جاتی۔ سیاسی مقاصد کی تکمیل کے علاوہ اُمراء کو خوش کرنے کی غرض سے ان کے خاندانی نوشتوں اور ان کے بزرگوں کے مرثیوں سے فرضی واقعات لیکر

باب تاریخوں میں ان کا اندراج کیا جاتا یا مصنفین بطور خود اس غرض سے واقعات تراشتے۔ اس طور پر فرضی نسب نامے بنائے جاتے، فرضی فتوحات اور مناصب مختلف امراء کے بزرگوں کی طرف منسوب کئے جاتے جس کی وجہ سے ان کے خاندانوں کے کارنامے سلطنت کی تاریخ میں شامل ہو گئے۔

مگر قطع نظر ان جملہ امور کے جمہوریہ کی پہلی دو صدیوں کی۔ تاریخی حالات معلوم کرنا آسان ہے بمقابلہ ایام شاہی یا ایام جہالت کے۔ جنگ ہائے فینقیہ کے زمانے میں خود رومن قرون ماقبل کی تاریخ سے بے خبر تھے۔ کیونکہ روایات میں اس زمانے کے حالات کا کوئی تذکرہ نہ تھا اور صرف آثار قدیمہ اور قدیم رسوم سے کچھ کچھ پتہ چلتا تھا۔ مگر جمہوریہ کی ابتدائی اور آخری زمانے میں تسلسل تاریخی منقطع نہیں ہوا تھا۔ غیر اقوام مثلاً واسکی ای کوئی ایٹرسکن یا گال کے ساتھ جو جنگ و جدال کا سلسلہ عرصہ تک قائم اور پٹریشین اور پلی بین کی خانہ جنگی کا ثبوت ہر چہار طرف موجود تھا اور ان لڑائیوں میں جو اشخاص شریک تھے ان کے نام لیوا اس زمانے تک افواج کے سپہ سالا تھے یا مجلس سینیٹ کے رکن۔ اس کے علاوہ خود دستور سلطنت میں، قدیم حکام کے عہدوں سے اور سینیٹ اور دیگر مجالس کے قیام اور ان قدیم قوانین میں جو شہر روما اور خصوصاً پلے بین کی حقوق اور آزادی کی حفاظت کے لئے وضع کئے گئے تھے کافی شہادت موجود تھی جس سے روایات کی صحت کا امتحان اور قدیم

دستور سیاسی کے خاکہ کو معلوم کرنا آسان تھا۔ اس امر کا ہمیں علم ہونا دشوار ہے کہ شاہان روما کی سلطنت کس انقلاب سے ختم ہوئی اور جمہوریہ نے کس طرح اُس کی جگہ لی۔ مگر بجائے بادشاہ کے دو حاکموں (مجسٹریٹ) کا مقرر کیا جانا تاریخ مابعد سے ثابت ہے۔ پٹریسین اور پلیبین میں جو خانہ جنگی کا سلسلہ عرصہ تک قائم رہا نہ صرف اُس کے واقعات اور اس کا سلسلہ ہی مشکوک ہے بلکہ اُن اشخاص کی شخصیت بھی جن کا اِس میں شریک ہونا بیان کیا گیا ہے۔ لیکن اگر گراکی یا سسرو کے زمانے میں عوام کے ٹریبیونوں کو جو اقتدارات حاصل تھے ان کے سوائے ہمیں دوسرے اور کام کا علم نہ ہوتا تو یہی پٹریسین پلیبین کے جھگڑوں کے واقعی ہونے کے ثبوت کے لئے کافی ہوتا۔

روما اور اس کے ہمسایوں کے درمیان جو سرحدی لڑائیاں ہوتی رہیں ان کا ثبوت بھی اسی طرح مل سکتا ہے۔ ان کے تفصیلی حالات جو بیان کئے گئے ہیں قابل اعتبار نہیں مگر ان لڑائیوں کی اصلیت، روما کی قوت کا رفتہ رفتہ بڑھنا اور بالآخر تمام اطالیہ پر اس کی سیادت کا قائم ہوجانا، ان امور میں کسی شبہ کی گنجائش نہیں۔

جمہوریہ کا قیام

رومن تاریخوں کے لحاظ سے جمہوریہ کا قیام شہرِ روما کے قیام کے ۲۴۵ سال بعد ہوا یا قوم گال نے جس سال میں شہر روما کو لوٹ لیا اس کے ۱۲۰ سال قبل یہ بھی بیان کیا گیا ہے کہ خاندان ٹارکوئن کے اخراج کے بعد

فوراً جمہوریہ کا قیام عمل میں آیا۔ مگر ۵۰۹ ق م کو جمہوریہ کا باب
پہلا سال محض قیاس کی بنا پر خیال کیا گیا ہے کیونکہ یہ ممکن ہے کہ بادشاہوں کے اخراج کے بعد کانسلوں کا تقرر غالباً رفتہ رفتہ ہوا ہوگا۔ بہرحال چھٹی صدی عیسوی کے آخر میں غالباً جمہوریہ کے قدم جم گئے تھے اور اعلیٰ اقتدارات حاکمانہ جو ابتک بادشاہ سے متعلق تھے دو مجسٹریٹوں پر منتقل کردئے گئے تھے جن کا انتخاب ہرسال ہوا کرتا تھا۔ حکام مذکور اس مدت یکسالہ میں بادشاہ کے پورے اقتدارات (امپیریم) رکھتے اور پریٹر (پیشوا) یا پریٹر کانسل نام سے مشہور تھے۔ ان دونوں حاکموں کے اقتدارات میں کوئی تفریق نہیں کی گئی تھی۔ اختیارات شاہی دونوں کو حاصل تھے اور دونوں اس کو فرداً فرداً عمل میں لانے کے مجاز تھے۔ مگر دونوں حاکموں کا ایک دوسرے کا مدِ مقابل ہونا اور ان کی مدّت حکومت صرف یکسالہ ہونا بقول مورخ لیوی حریت کا آغاز تھا۔ روما کی ایک بدیہی خصوصیت یہ ہے کہ انقلابات دستوری میں ظاہری اشکال کو حسب حال رہنے دیا جاتا۔ باوجود عہدۂ کانسل کے قیام کے خطاب شاہی باقی تھا گو اب وہ ایک پجاری (ریکس ساکرورم) سے متعلق ہوگیا تھا اور کانسلوں کے متعلق یہ خیال تھا کہ ان کے اقتدارات سیاسی و مذہبی رومولس بانی شہر روما سے دست بدست حاصل ہوئے ہیں۔ اس کے علاوہ گو کانسلوں کا انتخاب زمینداروں کے فوج کا اقتداری ہوگیا تھا جو اپنے درجوں

باب۱ اور کمپنیوں کے لحاظ سے رائے دیتے تھے (مجلس سنتوریہ) مگر تکمیل ضابطہ کے لئے تیسوں کیوریوں کی بھی رائے لی جاتی اور آخر میں اکابر قوم کی مجلس کی تصدیق بھی حسب سابق ضروری تھی۔ سینیٹ کے اقتدارات اور حیثیت میں کوئی باضابطہ تغیر نہیں ہوا تھا مگر غالباً عوام بھی اس میں داخل ہوگئے تھے اور بجائے بادشاہ کے سالانہ مجسٹریٹوں کے تقرر سے اقتدارات بڑھ گئے تھے اور گو جدید مجلس سنتوریہ کے قیام سے قدیم مجالس کیوری کا اثر زائل ہوگیا تھا مگر جیسا کہ ہم بیان کرچکے ہیں مجسٹریٹوں کو اقتدارات عطا کرنے کے لئے ان کا بھی انعقاد ہوا کرتا تھا۔

مگر منصب شاہی کے تخفیف ہوجانے سے

پٹرلیسین اور پلے بین طبقات میں مناقشہ۔

عمل دستوری میں ایک انقلاب عظیم ہوگیا۔ پٹرلیسین اور پلے بین میں جو تفریق تھی وہ غالباً نہایت قدیم تھی مگر جمہوریہ کے قیام اور بادشاہوں کے وجود کے مفقود ہوجانے سے دونوں جماعتوں میں نزاع شروع ہوگئی جس کا سلسلہ دوسو سال تک قائم رہا۔ مگر یہ واضح رہے کہ نزاع ایسی نہ تھی جو حاکم اور محکوم قوم کے درمیان ہوتی ہے یا شہریوں کی جماعت اور ایسے لوگوں کے درمیان جن کے کوئی سیاسی حقوق نہیں ہوتے۔ پٹرلیسین اور پلے بین دونوں کو شہری ہونے کے حقوق حاصل تھے دونوں ایک ہی قوم سے تھے اور ایک ہی زبان بولتے تھے۔ صرف فرق یہ تھا کہ

پٹیریسین ان قبائل کے اعلیٰ خاندانوں سے تعلق رکھتے تھے باب۱
جن کے امتزاج سے سلطنت روما وجود میں آئی تھی اور جو اپنے موروثی حقوق کی بنا پر دعویدار سیادت تھے۔ اسکے علاوہ مجلس اکابر (پاٹریس) میں صرف اُمراء شریک ہو سکتے تھے جس کی وجہ سے یہ گروہ پٹیریسین کہا جانے لگا۔ بادشاہ کے انتقال کے بعد اقتدار شاہی انھیں کے نائبوں پر عود کرتا امور مذہبی میں ان کے سوائے کسی کو دخل نہ تھا، اور رسوم ورواج کی پابندی بھی انھیں سے متعلق تھی۔ پلیبس میں وہ لوگ شریک تھے جن کا تعلق پٹیریسین کے کسی قبیلہ سے نہیں تھا خواہ وہ آزاد شہری ہوں یا اُمراء کے متوسلین میں سے پلیبون کو شہری ہونے کے حقوق حاصل تھے اور مجلس عامّہ میں رائے دیسکتے تھے۔ سلطنت کے اعلیٰ عہدوں سے ان کو بالکل الگ رکھا گیا تھا، دونوں جماعتوں میں شادی بیاہ کا سلسلہ بھی قانونًا ممنوع تھا۔

شاہان خاندان ٹارکوں کے اخراج کے بعد امراء کا اُمور سلطنت میں دخل بہت زیادہ ہوگیا۔ پلیبون کو بھی کچھ نفع اس انقلاب سے ضرور پہنچا تھا کیونکہ نہ صرف متوسلین کی تعداد کم ہوگئی تھی اور متوسلین کو اپنے مربیوں کے لئے جو خدمات انجام دینی پڑتی تھیں اِن کی سختی کے ساتھ پابندی نہیں ہوتی تھی بلکہ آخری بادشاہوں کے زمانے میں مفتوحہ لاطینی بستیوں کے باشندے بکثرت

پلیبون کی جماعت میں شریک ہوگئے اور اِن میں سے جو زمیندار تھے وہ رومن افواج میں بھرتی ہوگئے۔ جمہوریہ کے قیام سے ان سپاہی پیشہ زمینداروں کو سیاسی حقوق بھی مل گئے۔ کیونکہ انھیں کی رائے سے کانسلوں کا انتخاب ہوتا اور قانون بنائے جاتے اور عوام نے اپنے حقوق حاصل کرنے میں جو جدوجہد کی اِسمیں یہی زمیندار پیش پیش تھے۔ مگر پلیبون کو قیام جمہوریہ سے جو نفع حاصل ہوا صرف برائے نام تھا کیونکہ اول تو مجلس سنتوریہ میں اِنکی تعداد غالب نہیں تھی اور ثانیًا دائرۂ انتخاب نہایت محدود تھا کیونکہ وہ انھیں اُمراء کو منتخب کرنے پر مجبور تھے جن کو مجسٹریٹ نامزد کریں جو خود گروہ اُمراء سے تھے اور جو عوام کے جلسوں کے بھی صدر ہوتے تھے۔ اس کے علاوہ اس کا انتخاب قطعی نہ تھا جب تک کہ قدیم مجلس کیوری جس میں اُمراء اور ان کے متوسلین کی تعداد غالب تھی اس کی تائید نہ کرتے اور پھر مجلس اکابر سے اس کی منظوری نہ ہوتی۔ عوام کو صرف انھیں قوانین پر رائے دینے کا حق تھا جو کانسل پیش کریں اور اس کے لئے بھی مجلس اکابر کی منظوری مشروط تھی۔ اس طور پر مجلس کی تمام کارروائی انھیں پیٹریسین کے ہاتھوں میں تھی اور مذہبی عہدہ داروں کو جو خود گروہ اُمراء سے تھے یہ حق تھا کہ جب چاہیں اس مجلس کی کارروائی کو بند کردیں یا اِس کے جلسوں کو

بادشاہوں کے دور کے اقتدارات

باب ۲ جب تک کہ مجالس سنتوریہ اس کی تائید نہ کریں۔ غالباً اس رعایت کا منشا صرف یہ ہوگا کہ زمینداروں کو خوش کیا جائے جن کا عنصر فوج میں غالب تھا۔ مگر یہ حق مرافعہ جس سے زمانۂ مابعد میں شہریان روما کے حقوق کی اہم ترین حفاظت تھی ابتداءً اس سے پلیبون کو زیادہ نفع نہیں تھا کیونکہ اولاً اس کا نفاذ صرف شہر روما کی حدود تک تھا اس لئے اثنائے جنگ میں کانسلوں کو جو اقتدارات تھے وہ بحال رہے اور اس کے علاوہ اگر یہ عہدہ دار قانون مذکور کو بالائے طاق رکھ دیتے تو ان کو کوئی روکنے والا نہ تھا۔

پہلی ہجرت اور قیام عہدہ ٹریبیون۔ مجسٹریٹوں کے ظلم و ستم سے بچنے میں پلیبون کو اپنی ذاتی کوششوں سے کامیابی ہوئی۔ انکی پہلی علیحدگی کے متعلق جو روایات مشہور ہیں وہ متضاد اور غیر واضح ہیں مگر اس کے نتائج اور اسباب کے متعلق کوئی شک نہیں۔ علیحدہ ہونے والوں میں زیادہ تر سپاہی تھے جو حال ہی میں فتح حاصل کرکے جنگ سے واپس آئے تھے، چند اور اصلاحات کے ملتوی کردئے جانے سے جن کا وعدہ کیا گیا تھا برافروختہ ہوکر اقوام والسکی اور ایکیوئی پر حملہ کرنے کے بجائے جس کا ان کو حکم دیا گیا تھا دریائے آنیو کے قریب وہ ایک پہاڑ پر جاکر مقیم ہوگئے جو روما سے تین میل تھا اور زمانۂ مابعد میں بنام کوہ ساکر موسوم ہوا۔ اُمراء ان کی اس روش سے خوف زدہ ہوگئے اور بالآخر دونوں جماعتوں میں مصالحت ہوگئی اور یہ طے پایا کہ

باب ۱ آیندہ سے عوام اپنی جماعت میں سے ہرسال اپنے مجسٹریٹ (ٹریبیوں) منتخب کریں جن کو یہ اختیار رہے گا کہ وہ عوام کو کانسلوں کے دست تعدی سے محفوظ رکھیں اور اس شخص کو ملعون قرار دیا گیا جو ٹریبیون کو کسی قسم کا ضرر پہنچائے یا اس کے فرائض کے انجام دینے میں مخل ہو۔ یہ عہدہ دار ابتداءً تعداد میں دو تھے پھر پانچ ہوگئے اور ۴۴۹ء ق م کے قبل دس تک پہنچ گئے۔ عوام کی پہلی علیحدگی کا صرف یہی نتیجہ ہوتا کہ اس سے ٹریبیونوں کا تقرر عمل میں آیا۔ اس سے یہ امر پایۂ ثبوت کو پہنچتا ہے کہ علیحدہ ہونے والوں کا مقصد صرف یہ تھا کہ کانسلوں سے حفاظت کے لئے کوئی صورت پیدا کریں نہ یہ کہ وہ اقتصادی اصلاحات چاہتے تھے۔ ٹریبیونوں کے تقرر سے رومیوں کو جس طریقہ پر امن و اماں حاصل ہوا اس کی صفحات تاریخ میں کہیں نظیر نہیں ملتی۔ واضح رہے کہ ان عہدہ داروں کی حکومت کسی زمانے میں تمام قوم رومن پر نہ تھی۔ ان کا اصل فریضہ صرف یہ تھا کہ مظلوموں کو عہدہ داروں کے دست تعدی سے بچائیں، جو گروہ پٹریسین سے تھے اور یہ اختیار ان کو معمولی توانین دستوری کی رو سے حاصل نہ تھا بلکہ دونوں جماعتوں کی ایک معاہدہ کی بنا پر جس کے قائم رکھنے کے لئے قسم کھائی گئی تھی اور اس عہدہ دار کو جو شخص ضرر پہنچائے اس کو ملعون قرار دیا گیا تھا۔ مگر یہ عہدہ دار اپنے اقتدار کو صرف بذات خود اور حدود شہر روما میں استعمال میں لا سکتے تھے اور

٤٩٤ء بنیادی

باب۲ انھیں صورتوں میں جب کہ کوئی مجسٹریٹ کسی شخص کے ساتھ ظالمانہ سلوک کرے۔ رفتہ رفتہ ٹریبیون کو جملہ امور مملکت میں دخل دینے کا حق ہوگیا اور ان کو عدالت اور وضع قوانین کے اقتدارات بھی مل گئے جس کی وجہ سے آخری صدی مسیحی میں یہ عہدہ اس قدر مقتدر ہوگیا تھا کہ شہنشاہوں کے اختیار کا بھی ایک ضروری جزو سمجھا جاتا تھا۔

قانون پبلی لیا

مگر ابتداہی سے ٹریبیون عوام کے نہ صرف محافظ تھے بلکہ سرگروہ بھی اور انھیں کی سرکردگی میں عوام نے اُمراء کی مخالفت کا علم بلند کیا۔ یہی عہدہ دار پلیبیون کی مجالس کا انعقاد کرتے اور اپنی جماعت کے مفید مطلب معاملات کے متعلق ان میں تحریکات پیش کرتے۔ ۴۷۱ھ ق م میں ایک قانون نافذ ہوا جو قانون پبلی لیا کے نام سے موسوم ہے جس کی رو سے ان مجالس کا وجود تسلیم کیا گیا اور ٹریبیونوں کو یہ حق عطا کیا گیا کہ وہ مجالس مذکور میں تحریکات پیش کریں اور نافذ کرائیں۔ ان مجالس میں شمار آراء بلحاظ قبیلوں کے ہوتا تھا نہ بلحاظ کیوریوں یا سنتوریوں کے۔ اور انھیں مجالس میں اس قانون کے نافذ ہونے کے بعد ٹریبیونوں کا انتخاب ہونے لگا۔ اس طرح سے پلیبیون کے نظام سیاسی کا قیام وجود میں آیا اور ان کے مجسٹریٹ اور مجالس علیحدہ ہوگئیں اور ان کو علیحدہ تجاویز یعنی پلیبس سیٹ کے پاس کرنے کا اختیار ہوگیا اور زمانۂ مابعد میں ان مجالس کا اثر تمام سلطنت پر

۴۷۱ھ نبیادی

حصول اراضی کے متعلق شورش

غالب آگیا۔ مگر ابتداءً پلیبون نے اپنے جدید حقوق یعنی آزادی باب
مجالس و مباحث اور اپنے سرگروہوں کے انتخاب کے اختیار کو حصول کے متع شورش
صرف ایسے مقاصد کے حصول کا ذریعہ بنایا جن کو وہ اس وقت ضروری خیال کرتے تھے۔ روایات میں بیان کیا گیا ہے اور غالباً یہ صحیح ہے کہ اسی زمانے سے سلطنت کی مشترک اراضیات کی تقسیم کے متعلق طولانی جھگڑوں کا سلسلہ شروع ہوا۔ اراضیات مذکور کا رقبہ سلطنت روما کی وسعت کے ساتھ بڑھتا جاتا تھا مگر جدید اراضیات سب پٹریسیوں کے تصرف میں تھیں۔ پلیبین اس سے سخت ناراض تھے اور اُنھوں نے یہ دعویٰ پیش کیا کہ اراضیات مذکور کو چھوٹے چھوٹے قطعوں میں تقسیم کرکے ان کو دیدیا جائے کیونکہ انھیں کے زور بازو سے یہ اراضیات سلطنت روما کے قبضہ میں آئی تھیں۔

مگر یہ شورش نتیجہ خیز ثابت نہیں ہوئی۔ اِس سے دس
زیادہ کامیابی عوام کو کانسلوں کے اقتدارات گھٹانے میں ہوئی۔
۴۶۰ ق م میں سی۔ ٹرنٹیلیس آرسا نے یہ تحریک پیش کی کہ ۹۲
طبقۂ پلیبین میں سے ایک کمیشن مقرر کیا جائے جو کانسلوں کے اختیارات محدود کرنے کے لئے قوانین پیش کرے مگر اس تحریک کی طبقۂ پٹریسین نے سخت مخالفت کی اور آخرکار دس سال کے باہمی نزاعات کے بعد مصالحت ہوگئی اور طبقۂ پٹریسین سے دس شخصوں کا کمیشن اس غرض سے مقرر کیا گیا کہ وہ قوانین کا ایک مجموعہ مرتب

باب ۲ کرکے شائع کرے جو دونوں طبقوں کے افراد پر واجب التعمیل ہوگا۔ یہ بھی طے ہوا کہ یہ "دس شخص" سال مذکور کے لئے اعلیٰ ترین حکام ہوں گے اور قانون مرافعہ بھی ایک سال کے لئے منسوخ کردیا گیا۔ جو مجموعہ قوانین انھوں نے مرتب کیا وہ "بارہ تختیوں" کے نام سے مشہور ہے مگر اس کے دفعات میں کسی قسم کی اصلاح یا جدت نہ تھی بلکہ صرف قوانین موجودہ کو جمع کردیا گیا تھا۔ پلیبون کو اس سے یہ نفع ہوا کہ بجائے ایسے قوانین کے جو ضبط تحریر میں نہیں لائے گئے اور جو صرف چند پٹریشین کے سینوں میں محفوظ تھے اور جس کو وہ اپنے مفاد کے لئے کام میں لاتے تھے ایک مجموعہ قوانین مرتب اور تحریر میں منضبط ہوگیا۔ اس مجموعہ کی ترتیب کے بعد "دس اشخاص" کا کام ختم ہوگیا مگر باوجود اس کے پھر دس ڈسمورون کا انتخاب کیا گیا اور ہم یہ قیاس کرسکتے ہیں کہ غالباً پٹریشین کی یہ نیت ہوگی کہ دستور قدیم کو منسوخ کرکے تمام امور سلطنت ان دس شخصوں کے سپرد کردیں جو انھیں کے گروہ میں سے تھے۔ مگر ان حکام کا ظلم و ستم ان کی تخریب کا باعث ہوا۔ روایت میں بیان کیا گیا ہے کہ پلیبون نے مجبور ہوکر روما سے دوبارہ ہجرت کا قصد کیا اور اس دفعہ جنیکولم میں جاکر خیمہ زن ہوئے۔ مگر سینیٹ نے مجبوراً ان کے ساتھ سلسلۂ گفت و شنید شروع کیا اور نتیجہ یہ ہوا کہ "دس اشخاص" اپنی خدمت سے دست کش ہوگئے اور

باب۱ عوام نے خوشی خوشی اپنے ٹریبیونوں کو منتخب کیا اور مجلس سنتوریہ میں دو کانسل مقرر کئے گئے۔ مگر دستور قدیم کے دوبارہ قائم کرنے کے ساتھ ہی ساتھ متعدد قوانین نافذ ہوئے (قوانین ولیریو ہورشین) جس سے عوام اور اُمراء کے مناقشات میں ایک جدید اور اہم دور شروع ہوتا ہے۔ ٹریبیونوں کے اقتدارات میں بہت اضافہ ہوا اور ان کا شمار بھی دستور سلطنت کے حکام میں ہونے لگا۔ مجلس پلیبس قدیم مجالس کے ہم رتبہ ہوگئی اور ان جدید مراعات سے عوام کو یہی نہیں کہ پٹریسین کی دست برد سے اپنے حقوق کی حفاظت کرنے میں کامیابی ہوئی بلکہ کامل سیاسی مساوات بھی حاصل ہوگئی۔ اس میں شک نہیں کہ جدید قوانین کے علاوہ اس انقلاب کے اور اسباب بھی تھے جس میں اہم ترین سلطنت روما کی روز افزوں وسعت تھی جس کی وجہ سے عوام کی تعداد میں بہت کچھ اضافہ ہوگیا تھا اور نظام تمدن میں ان کی اہمیت بڑھتی جاتی تھی بمقابلہ پٹریسین خاندانوں کے جن کا اقتدار زوال پذیر تھا۔ مگر ۴۴۹ھ ق م کے کانسلوں کی طرف جو قوانین منسوب ہیں ان کی رو سے صرف دستور قدیم کی تجدید ہی نہیں ہوئی بلکہ غیر ذمہ دار اور مطلق العنان حکام مثلاً "دس اشخاص" کے تقرر کا سدِّ باب کردیا گیا اور قانون ویلیرین کی رو سے جو حقِّ مرافعہ عطا کیا گیا تھا اس کی بھی تجدید کی گئی۔ اس کے علاوہ اور بھی قوانین نافذ ہوے جو ان سے بھی زیادہ اہم ہیں

باب ۲ ایک قانون کی رو سے یہ حکم دیا گیا کہ زمانۂ مذکور تک یہ امر مشکوک تھا کہ مجلس عوام کی تحریکات اُمراء پر اثر رکھتی ہیں یا نہیں مگر آیندہ سے پلیبیس اپنی مجلس میں جو قانون نافذ کریں گے اس کی پابندی تمام قوم پر لازم ہوگی" یہ الفاظ مورخ لیوی کے ہیں اور یہ عموماً تسلیم کیا جاتا ہے کہ اس نے قانون کے منشار کو صحت کے ساتھ بیان نہیں کیا ہے کیونکہ یہ بالکل ناممکن ہے کہ ۴۴۹ق م میں مجلس پلیبس کی تجاویز کو بغیر کسی شرائط کے قوانین کا منصب عطا کیا گیا ہو مگر ان شرائط کا ہمیں علم نہیں گو یہ ممکن ہے کہ ان تجاویز یا "پلیبس سیٹ" کے لئے مجلس اکابر کی تائید مشروط ہوگی۔ اس طور پر عوام کو وضع قوانین کا اقتدار حاصل ہوگیا اور ان کے مجالس اور حکام کو سلطنت روما میں رسوخ کامل پیدا ہوگیا۔ ہم بیان کرچکے ہیں کہ جو شخص کسی ٹریبیون کو ضرر پہنچائے اس کو ملعون قرار دیا گیا اور اس کی پابندی کے لئے عوام نے حلف اُٹھایا تھا اب اس کی پابندی بروئے قانون لازم قرار دی گئی اور اس طرح ٹریبیون بھی دوسرے حکام کے ہم پلہ ہوگئے۔ مزید براں عوام کی عام رائے سے عہدۂ ٹریبیونی کو مستقل قرار دیا گیا۔ ان قوانین کا مجموعی نتیجہ یہ تھا کہ عوام کا نظام سیاسی دستور مملکت کا ایک اہم جزو بن گیا اور اس کی اہمیت کا کافی ثبوت واقعات مابعد سے ملتا ہے۔ کیونکہ قوانین مذکور

باب ۱ — کے نفاذ کے چند سال بعد قانون کیانولیا نافذ ہوا (۴۴۵ ق م)
قانون کانولیا — جس کی رو سے پٹریسین اور پلیبس کے طبقات میں مناکحت کو
۳۰۹ سنہ بنیادی — جائز قرار دیا گیا اور اس بنا پر اس طبقہ کی تمدّنی علیحدگی
باقی نہ رہی۔ سال مذکور میں اسی قانون کے نفاذ کے ساتھ
طبقۂ عوام کے ذی ثروت اشخاص کے ایما سے خدمت کانسلی کا بھی
قوانین لکی نین — عوام کی طرف سے دعویٰ ہونے لگا مگر قوانین لکی نین کے
۳۸۷ سنہ بنیادی — نفاذ تک اس مسئلہ کا فیصلہ نہیں ہوا۔ ۴۴۵ ق م میں
کیانیولیس نے یہ تجویز کی تھی کہ عوام کو بھی اپنے طبقہ میں سے
ایک کانسل کے انتخاب کا مجاز کیا جائے مگر اس کے لئے
سینیٹ نے ایک دوسری صورت نکالی یعنی یہ کہ ہر سال
بجائے کانسلوں کے چھ فوجی ٹریبیون منتخب کئے جائیں اور
یہ جدید عہدہ پٹریسین اور پلیبس دونوں کو مل سکے۔ اس طرح
پٹریسین نے بقول اپنے عہدۂ کانسلی کو چند روز تک
ناپاک ہونے سے بچایا مگر نظام سیاسی میں پلیبس کا
اثر ترقی پذیر تھا جس کا ثبوت اِس امر سے ملتا ہے کہ
۴۴۴ سنہ سے ۳۶۷ ق م تک اٹھتر سال میں پچاس سال
میں ان کو بجائے کانسلوں کے کانسلر ٹریبیون منتخب کرانے
میں کامیابی ہوئی۔ ان کی کامیابی کے لئے ایک عمدہ شگون
یہ بھی ہوا کہ عہدہ کوئیسٹر کے حصول میں بھی ان کو کامیابی
۳۰۳ سنہ بنیادی — ہوئی۔ "دس اشخاص" کے زمانہ تک ان عہدہ داروں کا تقرر
کانسل کرتے تھے مگر ۴۴۳ سنہ ق م میں ان کا تقرر مجلس قبائلی کو

باب ۱ منتقل کردیا گیا اور سنہ ۴۲۱ ق م میں عوام میں سے پہلا شخص اس
سنہ ۳۳۳ بنیادی عہدہ پر مقرر ہوا۔ مگر باوجود ان ناکامیوں کے امراء اپنے
حقوق برقرار رکھنے کے لئے لڑتے رہے۔ ہرسال ان کی یہ
کوشش ہوتی تھی کہ بجائے ٹریبونوں کے کانسل منتخب
ہوں اور اگر اس میں کامیابی نہوتی تو اس امر کی جانکاہ
کوشش کرتے کہ منتخب شدہ ٹریبونوں میں ان کی تعداد
غالب رہے۔ جب خدمت کانسلی ان کے دست اقتدار سے
نکلنے لگی تو اُنھوں نے کانسلوں کے اختیارات کو کم کرنے
کی کوشش شروع کی اور اس غرض کے لئے خدمت "سینسر"
سنہ ۳۱۹ بنیادی وضع کی گئی جس کے متعلق مردم شماری وغیرہ کردی گئی۔
امراء اور عوام کے مناقشات کے طول پکڑنے کے دو سبب
اور بھی تھے ایک تو یہ کہ طبقۂ پلیبس میں دو گروہ تھے
ایک دولت مند اشخاص کا جن کو سیاسی عہدوں کی ہوس
تھی اور دوسرے غربا جو صرف تھوڑی سی زمین کے متوقع تھے
اور اس طرح ان دونوں گروہوں کا مطمح نظر ایک نہ تھا۔
پٹریسین اس تفرقہ سے نفع اُٹھاتے تھے دوسرا سبب
یہ تھا کہ اسی زمانے میں قوم وی آئی کے ساتھ سخت
خونریز جنگ ہورہی تھی اور قوم گال نے روما پر حملہ کرکے
لوٹ لیا اور تمام قوم رومن ان حملوں کے دفع کرنے میں
سنہ ۳۷۷ بنیادی مشغول تھی۔ مگر سنہ ۳۷۷ ق م میں دو ٹریبیونوں ک۔ لکی نیس اسٹولو
اور ل۔ سیکسٹیس نے حسب ذیل اصلاحی تحریکات پیش کیں جس کی

وجہ سے طبقۂ پلیبس کے دونوں گروہ متفق ہوگئے۔ باب ۲

(۱) بجائے کانسلر ٹریبیونوں کے کانسل منتخب ہوں۔
(۲) کم از کم ایک کانسل طبقۂ پلیبس سے ہو۔
(۳) پیشوایان مذہبی کی مجلس کے اراکین کی تعداد بجائے دو کے دس کردی جائے اور ان میں سے نصف طبقہ پلیبس میں سے ہوں۔
(۴) کسی شہری کے قبضہ میں پانچ سو ایکڑ سے زیادہ زمین نہ ہو اور اس زمین پر ایک سو راس مویشی یا پانچ سو بھیڑوں سے زیادہ نہ رکھی جائیں۔
(۵) تمام زمینداروں پر لازم ہوگا کہ اپنے علاقوں پر غلاموں کے علاوہ آزاد مزدوروں کی ایک مخصوص تعداد رکھیں۔
(۶) جو سود کہ قرض خواہوں کو ادا کردیا گیا ہے وہ اصل میں سے وضع کردیا جائے اور باقی رقم تین سال میں ادا کردی جائے۔

آخری تین تجویزیں غالباً غربا کے مفاد کے لحاظ سے پیش کی گئی تھیں اور یہ بھی خیال رہا ہوگا کہ ان تجاویز کی شرکت سے وہ پہلی تین تجویزوں کی تائید کریں گے۔ دس سال تک یہ تحریکات معرض بحث میں رہیں مگر آخرکار ۳۶۷ء ق م میں بصورت قانون ان کا نفاذ ہوا۔ پٹریسین کو اب صرف یہ فوقیت باقی رہ گئی تھی کہ انھوں نے عہدۂ کانسلی سے عدالتی اقتدارات علیحدہ کرکے ایک دوسرے عہدہ دار "پریٹر اربانس" ۳۶۷ء بنیادی

باب (حاکم شہر) کے سپرد کردئے تھے جس کا انتخاب مجلس سنتوریہ سے
متعلق تھا اور غالباً یہ بھی طے ہوچکا تھا کہ یہ عہدہ دار انھیں کے
زمرہ میں سے ہوگا۔ اس کے علاوہ اُنھوں نے خدمت ایڈیل
کی تعداد میں دو عہدوں (ایڈیل کیوریول) کا اضافہ کرایا جو
اُنھیں کے لئے مخصوص تھے۔ مگر خدمت کانسلی کا عوام کے لئے
کھل جانا گویا اس مناقشہ دراز کا خاتمہ تھا اور آیندہ اسّی
سالوں میں پلیبس کی کامیابی مسلسل رہی کیونکہ جب ان کے
طبقے کے افراد بحیثیت کانسل کے انتخابات میں صدارت
عہدوں کا کھولدیا جانا — کرسکتے تھے ان کے امیدواروں کی نامزدگی اور انتخاب
دونوں میں جو دقتیں تھیں رفع ہوگئیں۔ عہدہ "ایڈیل کیورول"
جو اُمراء کے لئے مخصوص تھا وہ بھی پلیبس کو ملنے لگا۔
۳۹۰ بنیادی — ۳۵۶ ق م میں پلیبس میں سے پہلا فرد ڈکٹیٹر ہوا۔ ۳۵۱ ق م
میں خدمت کانسلی اور ۳۳۷ ق م میں خدمت پریٹری سے
۴۰۴ بنیادی — بھی عوام فائز ہونے لگے اور آخرکار ۳۰۰ ق م میں
۴۱۷ بنیادی — مجلس پیشوایان مذہب جو بالکل پٹریسین کے لئے مخصوص
۴۵۴ بنیادی — تھی اس میں بھی پلیبون کے قدم جم گئے۔ سب سے
اہم کامیابی عوام کی یہ تھی کہ ان کی مجالس بھی آزاد
ہوگئیں۔ ہم بیان کرچکے ہیں کہ مجلس سنتوریہ اور مجلس پلیبس
دونوں کی کارروائیوں کے لئے اکابر کی تائید لازمی تھی
اور اُمراء بہت ٹھیک خیال کرتے تھے کہ ان کے طبقہ
۴۱۵ بنیادی — کی فوقیت کا دارومدار اسی پر ہے مگر ۳۳۹ ق م میں

ایک ڈکٹیٹر مسمی کیوپبلیلیس فیلو نے ایک قانون نافذ کیا باب۱
جس کا منشاء یہ تھا کہ مجلس سنتوریہ میں جو تحریکات
پیش ہوں ان کو اکابر پہلے ہی سے تسلیم کرلیں۔ اس کے
بعد کے ایک قانون کی رو سے طریقہ انتخاب اس مجلس
کے لئے بھی رائج کیا گیا اور پبلیلیس کے ایک دوسرے قانون ہارٹینسیا
قانون اور قانون ہارٹینسیا کی رو سے جو پچاس سال بعد
نافذ ہوا مجلس پلیبس بھی اکابر قوم کے اقتدار سے آزاد
کردی گئی۔ اور اقتدار اکابر چند بے معنی الفاظ کا نام رہ گیا
جو شمار آراء کے موقع پر رسمًا دُھرائے جاتے تھے۔
۲۸۷ء ق م سے جب کہ قانون ہارٹینسیا نافذ ہوا مجلس سنتوریہ ۲۶۷ء بنیادی
اور مجلس پلیبس کی تحریکات بلا کسی دوسری مجلس کی تائید کے
واجب التعمیل قرار دیگئیں اور جہاں تک کہ قانون کا منصب
تھا انتخابات اور وضع قوانین میں شہریان روما کی فوقیت
تسلیم کرلی گئی۔ پٹریسین کے قدیم خاندان باقی رہے مگر
ان کے حقوق حکمرانی زائل ہوگئے اور پلیبس سلطنت کے
اعلیٰ ترین عہدوں اور مجالس سینیٹ وغیرہ کی رکنیت کے
مستحق ہوگئے اور تمام مجالس پٹریسین کی نگرانی سے آزاد
ہوگئیں۔ دونوں طبقوں کے درمیان سلسلہ مناکحت جاری
ہوگیا اور قانونًا جائز قرار دیا گیا۔ طبقۂ امراء سے تعلق رکھنا
گو زمانۂ مابعد میں قابل فخر خیال کیا جاتا اور سیاسیات
میں بھی اس طبقہ کے افراد اور خاندانوں کو بہت کچھ

دخل رہا مگر پلیبس اب بلحاظ تعداد اور بلحاظ دولت و ثروت سلطنت میں عنصر غالب تھے۔ جس کی وجہ سے پٹریشین اور پلیبون میں سلسلۂ مناقشات کا دوبارہ چھڑنا دشوار تھا۔ اس لحاظ سے یہ قیاس کیا جاسکتا ہے کہ جس علیحدہ نظام سیاسی کے ذریعہ سے پلیبس نے کامیابی حاصل کی تھی وہ ناپید ہو جائے گا۔ اگر ایسا ہوتا تو جمہوریہ روما کی تاریخ غالباً کچھ اور ہی ہوتی۔ مگر پلیبس کا نظام سیاسی باقی رہا اور ان کے خاص عہدہ دار اور مجالس بھی اور جدید مناقشات میں ان کا بہت کچھ حصّہ رہا جو پٹریشین اور پلیبس کے درمیان نہ تھے بلکہ ایک حکمراں جماعت (جس کے افراد زیادہ تر طبقۂ عوام سے تھے) اور مابقی تمام قوم کے درمیان میں جس کا آخر نتیجہ یہ ہوا کہ قوم کا سردار ایک شہنشاہ مسمی ”قیصر“ ہوا جو طبقۂ پٹریشین سے تھا۔ قانون ہارٹینسیا کے نفاذ اور اس کے ذریعہ سے خدمت ہائے جلیلہ کے پلیبون کے لئے کھل جانے سے حقیقی جمہوریت قائم ہونے کی جو امید ہوسکتی تھی کبھی پوری نہیں ہوئی اور جب پہلی صدی ق م کے رہنمایان قوم نے جمہوریت کو واقعی طور پر قائم کرنے کی کوشش کی تو وہ بعد از وقت ثابت ہوئی۔

باب دوم

تسخیر اطالیہ

جس زمانے میں کہ روما کے طبقات پٹریسین وپلے بین اپنے باہمی تعلقات کے تصفیہ میں مصروف تھے اسی زمانے میں سلطنت روما کو جزیرہ نمائے اطالیہ میں تفوق بھی حاصل ہوا کیونکہ قانون ہارٹینسیا کے نفاذ کے صرف بارہ سال بعد شاہ پرہس کو ہزیمت دے کر رومنوں نے تمام جزیرہ نما پر قبضہ کرلیا مگر یہ کامیابی رفتہ رفتہ حاصل ہوئی تھی جس کو اب ہم تفصیل کے ساتھ بیان کریں گے ۔ شاہان ایٹرسکن کے زمانے میں روما کا لاٹیم کی نشیبی زمینوں پر قبضہ ہوچکا تھا اور سابن اور والسکی پہاڑیوں کے جنگجو باشندے بھی روما کی طاقت سے مرعوب ہو چکے تھے مگر اس خاندان کے اخراج کے ساتھ روما کی مختصر سلطنت کا بھی خاتمہ ہوگیا اور اندیشہ تھا کہ کہیں اندرونی مناقشات کی وجہ سے یہ مختصر سی جمہوری سلطنت اپنے زبردست دشمنوں کا شکار نہ ہو جائے مگر ڈیڑھ سو سال کی مسلسل جنگ کے بعد رومنوں نے اپنے دشمنوں کے حملوں کو روکا اور آس پاس کے

باب ۲ نشیبی اضلاع اور پہاڑیوں پر اپنا قبضہ قائم کیا۔ دریائے لیرس کے کنارہ پر جو سابیلیین قبائل آباد تھے ان سے رومنوں سے ابتدائے ۳۴۳ ق م میں چھیڑ چھاڑ شروع ہوئی اور اس واقعہ کے ساتھ گویا سلطنت روما کی توسیع کے پہلے دور کا خاتمہ ہوا۔ سلطنت کی ترقی کی رفتار اس وقت تک نہایت دھیمی تھی مگر آیندہ چل کر صرف بچھتر سال میں (از ۳۴۳ تا ۲۶۹ ق م) تمام جزیرہ نمائے اطالیہ مسخر ہوگیا۔

۴۱۱ سنہ بنیادی

۴۱۱ سنہ تا ۴۸۵ سنہ بنیادی

خاندان ٹارکوئین کے شہر روما سے نکالے جانے کے بعد غالباً تمام خطہ جو ٹائبر اور لیرس ندیوں کے درمیان واقع تھا ان کی سیادت سے آزاد ہوگیا جس کی وجہ سے صورت حال بالکل بدل گئی۔ دریائے ٹائبر کے شمال میں قوم اٹرسکن کا زبردست شہر وی ای واقع تھا جس کے باشندوں نے ان کی حکومت کو بحال کرنے کی کوشش کی مگر اس میں ان کو ناکامی ہوئی گو اس کے بعد بھی ۳۱۰ ق م کی فیصلہ کن لڑائی تک برابر وہ روما کی سرحد پر اکثر یورش کرتے رہے۔ قوم سابن نے دریائے آنیو کی طرف سے حملہ کرنا شروع کیا اور جنوب مشرق کے پہاڑوں پر سے قوم ایکوی کوہِ البا تک بڑھ آئی اور اس پہاڑ اور کوہ سابن کے درمیان جو میدان تھا اس کو تاخت و تاراج کردیا۔ قوم والسکی نے آنیشم تک کے سواحلی اضلاع کو مسخر کرکے مقام ویلٹرے پر اپنے قدم جماکر روما کی حدود تک لوٹ مار کرنے لگے۔ مگر

۴۴۴ سنہ بنیادی

لاطینیوں اور ہرنیکیوں کے ساتھ اتحاد

روما کی خوش قسمتی تھی کہ ان کثیرالتعداد دشمنوں کا اس کو تنہا باب ۲
مقابلہ نہ کرنا پڑا یہ امر قابل لحاظ ہے کہ سلسلۂ جنگ کا
آغاز کسی زبردست فتح سے نہیں ہوتا بلکہ ایک مفید
اتحاد سے، مورخ لیوی کا بیان ہے کہ ۴۹۳ سنہ ق م میں سنہ ۲۶۱ بنیادی
شاہ لشکولم کے شکست پانے کے چند ہی سال بعد روما
اور لاطینی اقوام ساکن کمپانیا کے درمیان ایک صلحنامہ
ہوا۔ دونوں فریقوں میں اتحاد بالکل قدرتی تھا اور غالباً
اس طرح سے قدیم ارتباط کو تازہ کیا گیا تھا۔ لاطینی رومنوں
کے ہمسایہ اور ہم قوم تھے دونوں کے دونوں حال ہی میں
قوم ایٹرسکن کی حکومت سے آزاد ہوئے اور متمدن ہونے
اور نشیبی ممالک میں سکونت پذیر ہونے سے دونوں
قوموں کو اپنی سرحد کی پہاڑی اقوام کے حملوں سے
خدشہ رہا کرتا تھا۔ صلحنامہ کے شرائط کا ہمیں علم نہیں اور
نہ یہ معلوم ہے کہ کن خاص وجوہ کے بنا پر اس صلحنامہ
کی ضرورت ہوئی مگر دو امر واضح ہیں، ابتداءً دونوں شرکاء
کی حیثیت مساوی تھی یعنی گو ان دونوں میں باہمی حفاظت
اور دشمنوں پر فوجکشی کے لئے اتحاد ہوگیا تھا مگر دونوں کو
آزادی حاصل تھی اور بغیر ایک دوسرے کی مشاورت
کے بھی جنگ کرسکتے تھے دوسری بات یہ تھی کہ رومنوں کو
ابتداہی سے اپنے حلفاء پر ایک خاص فضیلت حاصل تھی
یعنی یہ کہ لاطینیوں کا ملک روما اور اُس کے دشمنوں

باب ۲ اقوام ایکوی و والسکی کے درمیان واقع تھا لاطینیوں ہی کو اُن کے حملوں کو دفع کرنا پڑتا تھا اور رومن محفوظ رہتے تھے اور اُن کی طاقت روز بروز بڑھتی جاتی تھی۔ اس کا لازمی نتیجہ یہ ہوا کہ جنگ کے اختتام کے بعد لاطینی ضعیف ہوگئے اور بجائے مساوی حلفاء کے روما کے دست نگر ہوگئے۔ کمپانیا کے حدود کے باہر رومنوں نے قوم ہرنیکی سے بھی رشتۂ اتحاد کو مضبوط کیا۔ اس قوم کو بھی رومنوں اور لاطینیوں کی طرح اقوام والسکی و ایکوی سے ہر وقت خدشہ لگا رہتا تھا اور ہرنیکی کا ملک ان دونوں قوموں کے بیچ میں تھا لہذا اس قوم سے ساکنین کمپانیا کو بیش قیمت امداد ملی۔

۲۶۵ سنہ بنیادی ۴۱۳ سنہ بنیادی بیان کیا جاتا ہے کہ قوم ہرنیکی کے ساتھ اتحاد ۴۸۶ سنہ ق م میں قائم ہوا۔ اور یہ اتحاد ثلاثہ درمیان رومن لاطینی اور ہرنکیوں کے ۳۴۰ سنہ ق م تک باقی رہا جبکہ جنگ لاطینی شروع ہوئی۔ روما کی ابتدائی لڑائیوں کے حالات متضاد اور ناقابل وثوق ہیں مگر یہ ظاہر ہے کہ باوجود ان اتحادات کے جمہوریہ کے پہلے پچاس سال میں رومنوں کو اپنے دشمنوں کے مقابلہ میں خاطر خواہ کامیابی نہیں ہوئی شہر وی آی کے ساتھ

۲۸۰ سنہ بنیادی ۴۷۴ سنہ ق م میں چہل سالہ صلح ہوگئی جس سے رومنوں کو چند روز کے لئے سرحدی جنگ سے نجات ملی مگر اس کا سبب غالباً یہ تھا کہ قوم ایٹرسکن کی سلطنتیں اپنے دوسرے دشمنوں مثلاً اقوام کیلٹ کی دست درازی سے مجبور ہو رہی

یقین نہ یہ کہ رومنوں کو اپنے زورِ بازو سے یہ نفع حاصل ہوا باب۲
تھا۔ مگر اس زمانے میں رومنوں کو صرف یہی کامیابی حاصل
ہوی اور سنہ ۴۴۹ ق م تک اقوام و السکی ایکوئی و سابن کی سنہ ۳۰۵ بنیادی
یورشوں کا سلسلہ جاری رہا حتّٰی کہ اکثر اوقات روما کی
فصیلوں تک یہ دشمن پہنچ جاتے تھے۔

لیکن آیندہ ساٹھ برس میں (سنہ ۴۴۹ تا سنہ ۳۹۰ ق م) میں رومنوں سنہ ۳۰۵ تا سنہ ۳۶۴ بنیادی
کی قوت ہر جانب بڑھنے لگی جنوبی ایٹروریا میں انھوں نے شہر وی ای پر
قبضہ کرلیا جس کی وجہ سے ان کی حکومت کی حدود کو کیمینیا کے وی ای کی تسخیر
جنگل تک وسعت ہوگئی دو شہر سٹریم اور نے پیٹ جو سنہ ۳۵۸ بنیادی
ایٹروریا کے دروازے کہے جاتے تھے روما سے متحد ہوگئے
اور ان کی وجہ سے شمال کی ایٹرسکن اقوام کے حملوں سے
رومنوں کو عافیت مل گئی اور دریائے ٹائبر کی وادی میں
روما کی سیادت کپینا اور فلیری ای تک تسلیم کی جانے لگی
دریائے آنیو کی طرف یعنی روما کی شمالی سرحد پر سنہ ۴۴۹ ق م
کے قوم گال کے حملہ تک کسی یورش کا پتہ نہیں چلتا۔ سنہ ۴۴۶ ق م سنہ ۳۰۸ بنیادی
میں قوم ایکوی نے شہر روما پر آخری حملہ کیا اور سنہ ۴۱۸ ق م سنہ ۳۳۶ بنیادی
میں یہ قوم کوہ الگیڈس سے غائب ہوگئی اور اسی سال میں
شہر لابیکم کو فتح اور آباد کیا گیا ہے جس کی وجہ سے روما
اور قوم ہرنکی کے درمیان ذرائع آمد و رفت مستحکم ہوگئے۔ قوم و السکی
بھی متواتر یورشوں سے ضعیف و مضمحل ہوچکی تھی اور سنہ ۳۹۳ ق م سنہ ۳۶۱ بنیادی
میں ایک لاطینی نوآبادی جنوب میں بمقام کرکی ای قائم کی گئی۔

باب ۲ رومنوں کی ان کامیابیوں کا ایک سبب تو یہ تھا کہ سنہ ۴۵۰
سنہ ۳۰۴ تا سنہ ۳۱۲ بنیادی اور سنہ ۴۴۲ ق م کے درمیان جو اصلاحات روما کے نظام سیاسی میں ہوئی تھیں ان کے سبب سے اس کی حالت بہتر ہوگئی تھی اور کچھ رومنوں کا اقبال تھا کہ اُن کے دشمن یا تو کمزور ہوگئے یا دوسرے امور کی طرف متوجہ ہوگئے جنوبی ایٹروریا کی تسخیر جس عجلت کے ساتھ عمل میں آئی اس کی وجہ موجب

قوم ایٹرسکن کی قوت کا زوال یہ تھی کہ پانچویں صدی ق م میں قوم ایٹرسکن اقوام کیلٹ یونانی اور سامنی کے متواتر حملوں سے پریشان تھی اس صدی کے اختتام تک کیلٹ کے حملے قوم ایٹرسکن کو سس الپائن گال کے زرخیز میدان سے نکال چکے تھے اور خود ملک ایٹروریا ان کے سبب سے معرض خطر میں پڑ گیا تھا۔ سسلی کے یونانیوں نے بسرکردگی حکام سائرا کیوز ان کو سمندروں سے

سنہ ۳۳۱ بنیادی بیدخل کردیا تھا اور آخر کار جب سنہ ۴۲۳ ق م میں سامینیوں نے کاپوا پر قبضہ کرلیا تو ان کے مقبوضات جو کمپانیا کے زرخیز میدان میں تھے وہ بھی ان کے ہاتھ سے نکل گئے غالباً پہاڑی سابیلی اقوام جنوب کی طرف بڑھ رہی تھیں اور سامینوں کی فتوحات بھی غالباً اسی نوعیت کی تھیں۔ روما کو اقوام مذکور کی۔ نقل و حرکت سے صرف یہی فائدہ نہیں ہوا کہ ایٹرسکن کی قوم ضعیف ہوگئی بلکہ قوم سابن بھی جو دریائے آنیو کی طرف سے یورشیں کیا کرتی تھی اس کا بھی خاتمہ ہوگیا۔ اس کی بھی غالباً یہی وجہ ہے کہ ان جنگجو اور

اولوالعزم پہاڑی اقوام کی توجہ جنوب کی طرف منعطف ہوگئی باب ۲
اور میدان میں جو لاطینی بستیاں تھیں ان کو امن مل گیا۔
ہم یہ بھی قیاس کرسکتے ہیں کہ اقوام وآلسکی اور ایکوئی کے روز افزوں
اضمحلال کا بھی یہی سبب تھا کہ اقوام سابیلی جنھوں نے جھیل فوسینس
اور دریائے لیرس کے قریب اپنے قدم جمائے تھے ان کو عقب سے دبا رہی تھیں۔

گالوں کا روما کو تباہ کرنا ۳۶۳ سنہ بنیادی

مگر سنہ ۳۹۰ ق م میں یعنی اپنے قدیم رقیب
شہر ویی ای کی تسخیر کے صرف چھ سال بعد رومنوں پر ایک
سخت مصیبت نازل ہوئی جس سے ان کی فتوحات کا سلسلہ
کچھ روز کے لئے رک گیا سنہ ۳۹۱ ق م میں قوم کیلٹ کی
ایک جماعت بحیرہ ایڈریاٹک پر اپنے جدید مقبوضات کو
چھوڑ کر اور کوہ ایپی نائن کو طے کرکے ایٹروریا میں وارد ہوئی
اور شہر کلیوسیم کا محاصرہ کرلیا۔ بیان کیا جاتا ہے کہ چند رومن سفیر
اس وقت شہر مذکور میں موجود تھے اور بلا لحاظ اپنے عہدہ
کے فرائض اور تقدس کے جنگ میں شریک ہوگئے اور
ایک کیلٹی سردار کو قتل کردیا جس پر تمام قوم کیلٹ
برافروختہ ہوگئی اور روما پر دھاوا کردیا ۱۸ جولائی سنہ ۳۹۰ ق م (۳۶۴ سنہ بنیادی)
کو شہر روما سے صرف چند میل کے فاصلہ پر بمقام آلیا
رومنوں کو شکست فاحش ہوئی جس سے اُن میں مزید مدافعت
کی قوت باقی نہ رہی مگر اپنی عادت کے مطابق کیلٹ گو
تین روز تک لوٹ مار میں مصروف رہے جس سے رومنوں
کو موقعہ مل گیا کہ ناف شہر کو محفوظ کرلیں۔ وحشیوں نے

باب ۲ تمام شہر کو لوٹ لیا مگر کیپٹول ان کی دست برد سے محفوظ رہا۔ سات ماہ تک محاصرہ قائم رہا اس کے بعد وحشی یکایک جیسے آئے تھے ویسے ہی دفع ہوگئے۔ روما کے وقائع نگار بیان کرتے ہیں کہ ناف شہر کی فوج رسد کے ختم ہوجانے سے قریب تھا کہ ہتھیار ڈال دے کہ عین موقعہ پر کیا سیلیس کچھ فوج لے کر مدد کو پہنچ گیا مگر غالباً اصل وجہ یہ ہے کہ کیلٹ لوگ اس طویل محاصرہ سے گھبرا گئے رسد بھی غالباً ان کو کافی نہیں پہنچتی تھی اور اس کے علاوہ ان کو یہ معلوم ہوا کہ قوم وینیٹی ان کے مقبوضات واقع کوہ ایپی نائن پر یورش کررہی تھی جس کی وجہ سے انھوں نے تاوان لیکر شہر روما کا محاصرہ اُٹھا دیا۔ لیکن اسباب جو کچھ ہوں یہ واقعہ صحیح ہے کہ کیلٹ لوگ واپس چلے گئے اور گو آیندہ پچاس سال میں بھی ان کی جماعتیں لوٹ مار کرتی ہوی پہنچ جاتی تھیں

۳۹۳ تا ۳۹۰ سنہ بنیادی
اور ایک دفعہ کمپانیا تک پہنچ گئی تھیں (۳۶۰ تا ۳۶۱ ق م) مگر شمالی میدانوں کے علاوہ اطالیہ میں اس قوم کے قدم کہیں نہیں جمے۔

قوبی اٹروریا کا الحاق
شہر روما کے تاخت وتاراج ہونے اور آلیا کی شکست سے رومنوں کی قوت میں اگر کچھ ضعف آیا تو وہ محض عارضی تھا۔ شہر روما دوبارہ تعمیر کیا گیا اور جن دشمنوں نے ان کی ان عارضی مشکلات سے نفع اُٹھانے کی کوشش کی ان کا رومنوں نے دنداں شکن جواب دیا۔ ایٹروریا میں

باب ۲ جو مقبوضات رومنوں کے تھے ان پر شمال سے ایٹرسکن لوگ حملہ کررہے تھے مگر ان حملوں کو رومنوں نے کامیابی کے ساتھ دفع کیا۔ ۳۸۷ سنہ ق م میں ضلع وی ای اور دریائے ٹائبر کی وادی کے ضلع کو سلطنت روما میں ملحق کرلیا گیا اور چار جدید قبائل کا روما میں اضافہ کیا گیا جن کے نام حسب ذیل ہیں ۳۶۷ سنہ بنیادی
اسٹیلاٹینا سباٹینا ٹرومنٹینا آرنی این سس چند سال کے بعد سرحدات کی حفاظت کے لئے مقامات سٹریم اور نیپٹی میں لاطینی نوآبادیاں بسائی گئیں اور آخرکار شہر سیرے کی تسخیر کے بعد جنوبی ایٹروریا کا پورا ضلع رومنوں کے قبضہ میں آگیا۔ شہر سیرے کے باشندوں کو سلطنت روما میں شریک کرلیا گیا مگر ان کو پورے حقوق عطا نہیں ہوئے۔ کہا جاتا ہے کہ یہ پہلا موقع تھا کہ کسی شہر کو "حقوق بلا استحقاق رائے" دئے گئے ہوں۔

والسکی اور ایکوئی پر فتوحات ۳۶۴ سنہ تا ۴۱۱ سنہ بنیادی
جنوبی ایٹروریا کے الحاق کے بعد ۳۹۰ سنہ اور ۳۴۳ سنہ ق م کے درمیان رومنوں کو جو عظیم الشان کامیابیاں نصیب ہوئیں وہ ان کے قدیم دشمنوں اقوام ایکوی و والسکی کے مقابلہ میں تھیں یا ان کے قدیم حلفاء اقوام لاطینی و ہرنکی کے مقابلہ میں۔ قوم ایکوی رومنوں سے عرصہ تک برسر جنگ رہنے سے بہت ضعیف ہوگئی تھی اس پر سابیلی اقوام بھی ان کو پیچھے سے دبارہی تھیں لہذا رومنوں نے اس کا آسانی سے قلع قمع کردیا اور ۳۸۹ سنہ کی جنگ کے بعد اس کا ذکر صرف ۳۰۴ سنہ ق م میں ۳۶۵ سنہ بنیادی ۴۵۰ سنہ بنیادی

باب۲

آتا ہے جبکہ انہوں نے روما کے خلاف میں بغاوت کی۔
قوم واسکی نے ۳۸۹ سنہ میں مقام لیانوویم پر یورش کی مگر
مارکس فیورس کیامیلیس فاتح وی ای نے ان کو شکست فاحش
دی اور اس فتح کی وجہ سے تمام نشیبی ملک جو پہاڑوں اور
دریائے ٹائبر کے بیچ میں تھا رومنوں کے زیر اقتدار ہوگیا۔

۳۶۹ سنہ بنیادی
۳۸۵ سنہ بنیادی

مقامات سیٹریکم (۳۸۵ سنہ ق م) اور سیٹیا (۳۷۹ سنہ ق م) میں
لاطینی نوآبادیاں قایم کی گئیں اور انیٹم و ٹاراکینا میں بھی

۳۴۸ سنہ بنیادی
۳۵۸ سنہ بنیادی

۳۴۸ سنہ ق م سے کچھ قبل ۳۵۸ سنہ میں دو جدید رومن قبائل
پاپٹنیا و پبلیلیا کی اسی ضلع میں بنیاد ڈالی گئی۔

اتحاد لاطینی کی تجدید

ان فتوحات کی وجہ سے رومنوں کو اُن دشمنوں
کی طرف سے مطلق کوئی خطرہ باقی نہ رہا جن کے سبب سے
ان کی ہستی ایک سو سال تک معرض خطر میں تھی کیمینیا
کے جنگل سے ٹاراکینا تک تمام نشیبی ملک میں امن واماں
قائم ہوگیا اور اس خطہ میں رومنوں کا کوئی مقابل باقی
نہ رہگیا تھا مگر اب رومنوں کا ان کے پرانے حلفاء سے
مقابلہ شروع ہوا جن کی امداد سے ان کو یہ سیادت
نصیب ہوئی تھی۔لاطینیوں اور ہرنیکیوں کو اقوام ایکوئی و
واسکی کی لڑائیوں میں سخت نقصان پہنچا تھا اور انکی
بہت سی بستیاں یا تو نیست و نابود ہوگئی تھیں یا بڑی
ریاستوں میں ملحق ہوگئیں اس کے علاوہ ان کی تمام بستیوں
کی آزادی روما کی روز افزوں قوت سے معرض خطر میں تھی۔

باب ۲ قوم کیلٹ جب روما کو تاخت و تاراج کررہی تھی اس وقت
قبائل مذکور کو موقع ملا کہ اس کی حکومت سے آزاد ہونے کی
کوشش کریں۔ بیان کیا گیا ہے کہ اس واقعہ کے کچھ روز بعد
روما اور اس کے حلفاء کے درمیان رشتۂ اتحاد منقطع ہوگیا
۳۷۱ تا اور جنگ بھی شروع ہوگئی ۳۸۳ اور ۳۵۸ ق م کے درمیان
۳۹۶ بنیادی ٹیبور، پری نیسٹی، ٹسکولم، لانوویم، سرسی اور ہرنکی قوم سے برابر
جنگ جاری رہی مگر روما کو ہر ایک حریف کے مقابلہ میں
۳۷۲ بنیادی کامیابی ہوئی۔ ۳۸۲ ق م میں شہر ٹسکولم سلطنت روما میں
شریک کرلیا گیا اور اس کے باشندوں کو شہریان روما کے
کامل حقوق عطا کئے گئے۔ ۳۵۸ ق م میں بقول مورخین لیوی
اور پولی بیس لاطینیوں اور ہرنکیوں کے ساتھ پھر رابطۂ اتحاد
قائم کیا گیا۔ مگر قیاس غالب یہ ہے کہ اب حلفاء کا درجہ
مساوات کا نہ تھا بلکہ رومنوں کے محکوم ہوگئے تھے یہ حکومت
ان کو ناگوار تھی اور اس سے آزاد ہونے کے لئے انھوں نے
ایک اور جان توڑ کوشش کی۔

رومنوں کے ملک اطالیہ میں سیادت حاصل کرنے کی
۴۱۱ بنیادی پہلی منزل کے ختم پر ہم اب پہنچ گئے ہیں، ۳۴۳ ق م تک
رومنوں کا قبضہ نشیبی اضلاع پر صحرائے کیمپینیا سے ٹارا کینا
اور سرسی تک اور آس پاس کے پہاڑی اضلاع پر ہوچکا تھا۔
ٹائبر کے دوسرے کنارہ پر اضلاع دی آئی کاپینا و کیرے
قریب قریب رومنوں کے قبضہ میں تھے اور لاطیم میں اس کی

باب ۲ سرحد تُشکولم تک اور ضلع پاپیٹن کی آخری حدود تک پہنچ گئی تھی - اس ملک کے ہر چہار طرف باجگذار حلفاء اور نوآبادیوں کا حلقہ تھا جو شمال میں سٹریم اور پنپٹے تک، جنوب میں سورا - اور ساحل پر کرکی ای تک پھیلی ہوی تھیں - لاطیم کے نشیبی اضلاع کی حدود کے باہر بھی اس کی طاقت کا اثر پھیل رہا تھا - قوم کیلٹ کے شہر روما پر حاوی ہوجانے کی شہرت ایتھنز تک پہنچ چکی تھی اور پھر ان لٹیروں پر رومنوں کو جو فتح حاصل ہوی اس کی وجہ سے جنوبی اطالیہ میں بھی ان کا اقتدار بڑھ گیا اور وہاں کے لوگ ان کو شمالی

۳۵۴ء بنیادی وحشیوں کے مقابل میں اپنا محافظ خیال کرنے لگے - ۳۵۴ء ق م میں رومنوں نے قوم سامنی سے اتحاد پیدا کیا - اور ۳۴۸ء ق م میں قرطاجنہ کی عظیم الشان بحری سلطنت سے بھی صلحنامہ ہوا -

لیرس ندی کے پار رومنوں کی پیش قدمی اور قوم سامنی کی جنگ

رومنوں کی سیادت کیمپنیا کے جنگل سے دریائے لیرس تک قائم ہوچکی تھی اور سلطنت روما گویا نشیبی اضلاع کے متمدن باشندوں کی محافظ ہوگئی تھی اور ان کو پہاڑیوں کی یورشوں سے بچاتی تھی - دریائے لیرس کو جب رومن افواج نے عبور کیا تو اس کی غرض یہ تھی کہ ایک شہر کو اس کے پہاڑی حملہ آوروں سے بچائے جس وقت رومن لاطیم سے اقوام والسکی و ایکوئی کو نکالنے میں مصروف تھے کوہ ایپی نائن کے وسطی حصہ کی سابیلی اقوام جزیرہ نمائے اطالیہ کے جنوبی حصہ میں پھیل گئی تھیں - اِن اقوام کے قبیلۂ سامنی نے

باب ۲
۳۳۰ سنہ بنیادی
۳۳۴ سنہ بنیادی

قوم اٹرسکن کے شہر کاپوا پر ۴۲۴ سنہ ق م اور یونانیوں کے شہر کیومے پر ۴۲۰ سنہ ق م میں قبضہ کرلیا مگر سامینوں نے ان مقبوضات کو حاصل کرنے کے بعد اپنی قوم کے عادات و اطوار کو چھوڑ کر شہروں میں رہنا شروع کردیا دولت جمع کرنے لگے اور جن اقوام کو انھوں نے بیدخل کردیا تھا ان کی تہذیب و تمدّن کو قبول کرلیا اور آخرکار اپنے اعزہ سے جو پہاڑوں میں رہتے تھے اپنے جدید مقبوضات کی حفاظت کرنے پر مجبور ہوکر روما سے امداد کے خواستگار ہوئے جو اس وقت دریائے لیرس کے شمال کی ریاستوں میں سب سے زیادہ طاقتور تھی۔ روما اور ان کے لاطینی اور ہرنیکی حلفا کو بھی ان سامنی پہاڑیوں سے خطرہ تھا اس لئے انھوں نے کمپانیا والوں کی درخواست کو قبول کرلیا اور کاپوا اور کمپانیا کے دوسرے شہروں سے اتحاد قائم کیا گیا۔ ۳۴۳ سنہ ق م میں سامینوں کے خلاف باضابطہ اعلان جنگ کیا گیا۔ لاطینوں اور ہرنکیوں کے سپرد یہ خدمت کی گئی کہ وہ سامنوں کے شمالی قبائل سے ضلع لاطیم اور وادی ہرنیکی کو محفوظ رکھیں اور رومنوں نے کمپانیا سے حملہ آوروں کو خارج کرنے کا بیڑا خود اٹھایا۔ سلسلۂ جنگ ۳۴۱ سنہ ق م تک جاری رہا اس کے بعد صلح ہوگئی۔ قوم سامنی نے نشیبی اضلاع کو چھوڑ دیا اور کیمپینیا کے شہروں نے روما کی سیادت کو تسلیم کرلیا۔

پہلی سامنی لڑائی
۴۱۱ سنہ بنیادی

اس میں شک نہیں کہ سابیلی پہاڑیوں کی یورشوں کے

باب ۲ سلسلہ کو روک کر روما کو دریائے لیرس کے شمالی اور جنوبی ہردو سواحل کی ریاستوں پر فوقیت حاصل ہوگئی اور اس کے اقتدار میں بہت کچھ اضافہ ہوگیا۔ سلطنت قرطاجنہ نے اس کو اس کامیابی پر مبارک باد بھیجی اور شہر فلیری کے باشندے خوشی خوشی اس کے حلفاء میں شریک ہوگئے۔ اس سے بھی زیادہ روما کو یہ نفع ہوا کہ اقوام سامنی پندرہ سال تک بالکل خاموش رہیں جس کی وجہ اس کو ایک ایسے خطرے کے دفع کرنے میں کامیابی ہوی جس کے متعلق اندیشہ تھا کہ کہیں اس کا اقتدار بالکل جاتا نہ رہے اور وہ خطرہ یہ تھا کہ دریائے ٹائبر کے جنوب میں اس کے جتنے حلفاء اور باجگذار تھے سبھوں نے ایک ہی ساتھ یہ کوشش کی کہ اس کی سیادت سے آزاد ہوجائیں اس بغاوت میں

جنگ لاطینی روما کے پرانے حلیف لاطینی پیش پیش تھے اور جیسے ہی سامینوں کی طرف سے ان کا خوف جاتا رہا آتش بغاوت زور سے مشتعل ہوگئی۔ ضلع کمپانیا اور سائبن کے پہاڑوں سے اس بغاوت کے شعلے نہ صرف مغرب اور جنوب میں اینٹیم اور ٹاراکینا تک پہنچ گئے بلکہ کمپانیا کے شہر بھی اس سے متاثر ہوگئے اور وہاں کے عام باشندوں نے اس اتحاد سے اپنی بیزاری ظاہر کی جو ان کے اکابر قوم نے روما کے ساتھ قائم کیا تھا۔ جنگ نہایت سخت ہوئی مگر طول کھینچنے پائی۔ دو معرکہ کی لڑائیوں میں باغیوں کی کمر ٹوٹ گئی

باب ۲

اور تھوڑے روز کے بعد ان کی وہ بستیاں بھی مسخر ہوگئیں جنھوں نے مقابلہ میں زیادہ سرگرمی دکھائی تھی۔اِس بغاوت کو فرو کرنے کے بعد رومن نشیبی اضلاع میں اپنے اقتدار کو پائدار کرنے کی فکر میں ہوگئے اور انھوں نے اس عجیب و غریب نظام حکومت کی بنا ڈالی جو نہ صرف تمام اطالیہ میں رائج ہوگیا بلکہ قرطاجنہ کے سردار ہنی بال کے زبردست حملوں سے بھی اس کی استواری میں فرق نہ آیا۔

لاطیم کا سیاسی بندوبست

قدیم اتحاد لاطینی کا خاتمہ ہوگیا اور اس کی یادگار صرف ایک سالانہ تہوار میں باقی رہگئی جو کوہ آلبن پر ہوا کرتا تھا۔ اس اتحاد کی تمام مشترک اراضی رومنوں کی ملکیت میں آگئیں۔قدیم لاطینی شہروں میں سے پانچ (لانوذیم، اریکیا، نومینٹم، پیڈم، ٹسکولم)سلطنت روما میں شریک کرلئے گئے اور ان کے باشندوں کو رومنوں کے حقوق عطا کئے گئے۔ دوسرے لاطینی شہروں اور نوآبادیوں کو روما کے حلفا میں شریک کیا گیا مگر ایسے شرایط پر جس کی وجہ سے وہ ہر طرح سے رومنوں کے دست نگر ہوگئے۔رومنوں نے یہ حکمت عملی اختیار کی کہ ان شہروں کے باہمی تعلقات کو بالکل منقطع کردیا جائے اور اس غرض سے انھوں نے اُن کے باشندوں کے درمیان تعلقات تجارت اور سلسلۂ مناکحت کو مسدود کردیا۔ان کی مجالس بھی موقوف کردی گئیں اور رومنوں کی بلا اجازت ہر قسم کی کارروائی ممنوع کردی گئی۔

باب۲ آیندہ سے ان بستیوں میں کوئی چیز مشترک نہ رہی سوائے اس کے کہ ہر ایک کا روما سے تعلق تھا اور اس تعلق کی بنا ایک علیحدہ صلحنامہ پر تھی جو رومنوں نے ہر ایک لاطینی بستی کے ساتھ کیا تھا۔ان بستیوں کی اندرونی آزادی باقی رہی اور روما کے ساتھ تعلقات اور مناکحت روا رکھی گئی مگر خارجی معاملات میں ان کو مطلق آزادی نہ تھی۔نہ کسی سے جنگ کرسکتے تھے نہ صلح اور ان کے دوست اور دشمن وہی تھے جو روما کے تھے۔کمپانیا اور ان ساحلی اضلاع میں جو کمپانیا اور روما کے درمیان تھے ان کے ساتھ بجائے اتحاد قائم کرنے کے رومنوں نے ان کو اپنی سلطنت میں ملحق کرلینا زیادہ پسند کیا۔ قوم والسکی کے دو سرحدی مقامات میں سے انیٹیم کو رومن نوآبادی بنا لیا گیا، اس کے جہاز جلا دئے گئے اور ان کے اگلے حصے روما کی قوم میں بطور یادگار فتح آویزاں کئے گئے دوسرے شہر ویلٹری کی فصیل مسمار کردی گئی اس کے سربرآوردہ باشندے جلا وطن کردئے گئے اور ان کی اراضی رومن بسنے والوں کو دیدی گئیں۔ان بستیوں کے جنوب میں کمپانیا کے راستہ میں دو مقام فنڈی اور فارمی واقع تھے جن کو شہر کیرے کی طرح سلطنت روما میں ملحق کرلیا گیا اور ان کے باشندوں کو رومنوں کے حقوق عطا کئے گئے اور خود کمپانیا میں کاپوا کیومی اور دوسری چھوٹی بستیوں کے باشندوں کے ساتھ بھی یہی سلوک کیا گیا۔ممالک مفتوحہ کے نظم ونسق کی

کمپانیا کا سیاسی بندوبست

باب ۲ ترتیب کا سلسلہ دس سال تک یعنی سنہ ۳۳۸ ق م سے
سنہ ۴۱۶ تا ۳۲۸ ق م تک جاری رہا۔ ٹاراکینا کو بھی اینیٹم کی طرح
سنہ ۴۲۶ بنیادی رومن نوآبادی بنا لیا گیا۔ پری ورنم قوم واکسکی کی آخری بستی
سنہ ۴۲۴ بنیادی تھی جس نے رومنوں کا مقابلہ کیا مگر سنہ ۳۳۰ ق م میں فتح ہوگیا۔ اس شہر کی کچھ اراضیات رومن بسنے والوں کے تفویض کی گئیں اور اس کو سلطنت روما میں ملحق کر لیا گیا۔ سب سے آخر میں دو مقام فری گیلی اور کیالیس میں نوآبادیاں لاطینی حلفاء کے حقوق کے ساتھ اس غرض سے بسائی گئیں کہ قوم سابیلی کے حملوں سے حفاظت ہو سکے۔ اس طور پر نشیبی اضلاع کا الحاق عمل میں آیا کیمپنیا کے جنگل سے کیمپنیا کے میدان کے آخری گوشہ تک سوائے چند مستثنیات کے تمام اضلاع جو سمندر اور پہاڑوں کے درمیان میں تھے سلطنت روما میں شامل تھے اور شمال میں سٹریم اور نیپیٹی سے جنوب میں کیالیس تک لاطینی حلفاء کی ریاستوں کا حلقہ تھا۔ روما اب گویا ایک پائدار اور متحد سلطنت تھی اور اس کے اطراف میں حلفاء کی سلطنتیں تھیں اور اس کے مقابلہ میں شمالی ایٹروریا کے شہر غیر متحد اور ابتر حالت میں تھے یا کوہ اپینی نائن کی پہاڑی قومیں تھیں جن کا نظام سیاسی متزلزل تھا یا جنوب کے یونانی شہر تھے جن میں ابتری کی وجہ سے زوال پیدا ہوگیا تھا۔

دوسری سامنی لڑائی

رومنوں کے نظام سیاسی کی پائداری اور استواری کا

باب ۲ امتحان ایک ایسی قوم سے جنگ چھڑ جانے سے ہونیوالا تھا جس میں
ابتک اتنی قوت اور استطاعت باقی تھی کہ جزیرہ نمائے اطالیہ
میں تفوق حاصل کرنے کے لئے رومنوں سے برسرپیکار ہوسکے۔
سنہ ۴۱۲ تا سنہ ۴۲۷ بنیادی سنہ ۳۴۲ اور سنہ ۳۲۷ ق م کے درمیان قوم سامنی کی خاموشی کا
سبب غالباً یہ تھا کہ جنوبی اطالیہ میں ان کے لئے سخت
سنہ ۴۲۲ بنیادی خطرہ پیدا ہوگیا تھا مگر سنہ ۳۳۲ میں سکندر شاہ اپیائرس کے
انتقال کرجانے سے ان کا ایک سخت دشمن دفع ہوگیا
اور ان کو موقع ملا کہ وہ روما کی سرگرمی کو روکنے کی طرف
سنہ ۴۲۷ بنیادی توجہ کریں۔ سنہ ۳۲۷ ق م میں یعنی فرے گیلے میں رومن نوآبادی
قائم ہونے کے ایک سال کے بعد انھیں جنگ دوبارہ
شروع کرنے کا ایک بہانہ مل گیا۔ کیومے کی ایک نوآبادی
تھی جس کا نام پیلی پولس تھا وہاں کے باشندوں نے
رومن کمپانیا میں یورشیں کرکے رومنوں کو برافروختہ کردیا
تھا۔ سامینیوں نے ان کی حمایت میں اپنی فوج بھیجی اور
اس فعل کے سرزد ہوتے ہی رومنوں نے اعلان جنگ
کردیا۔ دونوں فریق ایک دوسرے کے مدِ مقابل تھے اور
اگر اقوام سابیلی میں اتفاق اور یکجہتی ہوتی تو اس
جنگ کا نتیجہ کچھ اور ہی ہوتا۔ مگر اس قوم کی ایک شاخ
یعنی لوکانیوں نے ابتدا ہی سے رومنوں کی طرفداری کی
اور شمالی قبائل میں سے مارسی، ویسیٹنی، پیلگنی، اور فرینٹانی
ایک خفیف سے مقابلہ کے بعد جنگ سے دست کش

باب ہوگئے اور ۳۰۴ ق م میں باضابطہ طور سے انھوں نے
۴۵۰ بنیادی روما سے اتحاد کرلیا۔ اس کے علاوہ رومنوں کو شروع ہی سے
ایک نفع یہ بھی تھا کہ سامینوں اور آپولیون میں نزاع تھی
جس کی وجہ سے آپولیہ والے رومنوں کے شریک ہوگئے۔
اس طرح سے رومنوں کو موقع مل گیا کہ اپنے دشمن پر عقب
سے حملہ کریں اور آپولیون کا ملک بھی ایسا تھا کہ اس
میں ایک بڑی فوج کی نقل و حرکت آسانی سے ہو سکے۔
سامینوں کی یہ کمزوریاں جنگ کے مختلف واقعات سے
ظاہر ہیں۔

جنگ کے ابتدائی سات آٹھ برس کا اہم ترین واقعہ
یہ ہے کہ رومنوں کو بمقام کاڈین کانٹے ۳۲۱ ق م میں
۴۳۳ بنیادی شکست فاحش ہوئی مگر ۳۱۸ ق م میں سامینوں نے
۴۳۶ بنیادی دو سال کے لئے عارضی صلح کی درخواست کی جس کو رومنوں نے
منظور کیا۔ اس اثنا میں رومنوں نے اپنے دشمنوں کو نہ صرف
متواتر شکستوں سے کمزور کردیا تھا بلکہ بیرونی امداد سے بھی
ان کو محروم کردیا۔ جنوب میں لوکانی ان کے حلیف تھے۔ مشرق
میں سامینم کے عقب میں اہل آپولیا روما کی سیادت کو تسلیم
۴۳۴ بنیادی کرچکے تھے اور لوسیریا پر رومنوں نے ۳۲۰ ق م میں قبضہ
کرکے اس کو اپنی فوج کشی کا مرکز بنالیا تھا۔ شمال میں
رومنوں نے نہایت آسانی سے قبائل وسیٹنی و فرینٹانی کی
سرکوبی کردی اور ان کے ملک میں سے اپنی فوجیں آپولیا کی طرف

باب ۳ لے گئے۔ سنہ ۳۱۶ میں جب جنگ دوبارہ شروع ہوئی سامینوں
۴۳۹ بنیادی نے اس جال سے نکل بھاگنے کی جان توڑ کوشش کی
جس میں رومنوں نے ان کو گھیر لیا تھا اور جس سے اضلاع
لاطیم اور کیمپنیا کی حفاظت بھی مقصود تھی۔ سامینوں نے
مقامات سورا اور فراگیلی پر دھاوا کرکے قبضہ کرلیا، ان کی
فوج کی موجودگی کی وجہ سے قبیلہ آسونی کو بھی جو دریائے
لیرس کے دہانہ پر آباد تھا بغاوت کرنے کی جرأت ہوئی
اور کیمپنیا میں ایک دوسری فوج نے بغاوت کی افواہ سن کر
رومن کانسلون کو شہر کاپوا کی نواح میں قریب قریب شکست
دی۔ مگر ان کی کوششیں بےسود ثابت ہوئیں۔ مقامات سورا
وفریگیلی پر رومنوں کا بہت جلد دو بارہ قبضہ ہوگیا اور سرحد
کے استحکام کے لئے انٹرامنا پر ایک نوآبادی قائم کی گئی۔
قبیلۂ آسونی کا ملک اس پاداش میں بطور سزا ضبط کرلیا گیا
اور رومن اقتدار کے مستحکم کرنے کے لئے مقامات سوئسیا
۴۴۲ بنیادی اور پانٹیا میں نوآبادیاں قائم کی گئیں۔ (سنہ ۳۱۲ ق م)
ایک سڑک بھی اسی زمانے میں بنائی گئی جس سے کیمپنیا
پہنچنے کے لئے ایک سیدھا اور بےخطر راستہ ہوگیا اس
سڑک کا بانی اپیئس کلاڈیس کسیکس تھا اور اس کے نام
کی رعایت سے "ویا ایپیا" کہتے تھے۔ آخرکار مقام نولا کی
فتح سے میدان کیمپنیا میں سامینوں کا آخری محصور مقام
ان کے قبضہ سے جاتا رہا۔ ان مسلسل کوششوں کے

بارآور نہ ہونے سے سامینوں کی ہمت سرد ہوگئی۔ اسی باب ۲
زمانے میں اہل ایپُوریا نے روما کے خلاف بغاوت کی
(سنہ ۳۱۰ ق م) جس سے سامینوں میں کچھ ہمت پھر پیدا سنہ ۴۴۴ بنیادی
ہوئی مگر رومن سپہ سالاروں کی سرگرمی کی وجہ سے دونوں
قوموں کی فوجیں ملنے نہ پائیں۔ پانچ سال کے بعد سنہ ۳۰۵ ق م سنہ ۴۴۹ بنیادی
میں سامینوں نے کیمپینیا پر یورش کی جس کا بدلہ لینے
کے لئے رومنوں نے خود سامینم پر حملہ کردیا۔ شہر آرپینم جو
سرحد پر تھا اس پر بھی قبضہ کرلیا گیا اور ۲۲ سالہ
جدال و قتال کے بعد سنہ ۳۰۴ ق م میں اِس جنگ سنہ ۴۵۰ بنیادی
سامینی ثانی کا خاتمہ ہوگیا اور رومنوں کے ساتھ جو زمانۂ قدیم
میں صلح نامہ ہوا تھا اس کی تجدید کی گئی۔

اس کے بعد چھ سال تک (سنہ ۳۰۴ تا سنہ ۲۹۸ ق م) سنہ ۴۵۰ تا سنہ ۴۵۶ بنیادی
امن و اماں قائم رہا اور اس زمانے کو رومنوں نے حسبِ عادت
اپنی قوت کو مستحکم کرنے میں صرف کیا۔ صلح سے دو سال قبل
قوم ہرنیکی نے بغاوت کی جس کو فرو کرنے کے بعد رومنوں کو
اپنے ان قدیم حلفاء کے ملک کو اپنی سلطنت میں شامل کرلینے کا
موقع مل گیا۔ قوم مذکور کے قبیلوں کے باہمی اتحاد کو توڑ دیا گیا
اور اس کی تمام بستیوں کو سوائے تین کے جو بغاوت میں
شریک نہیں ہوئی تھیں سلطنت روما میں ملحق کرلیا گیا اور
ان کے باشندوں کو شہریان روما کے حقوق دئے گئے۔
وادی ہرنیکی اور قریب ترین سابیلی قبائل کی سرحد کے

باب ۳ درمیان قوم ایکوی کا باقی ماندہ حصہ تھا جس نے ۳۰۴ سنہ ق م
سنہ ۴۵۰ بنیادی میں بغاوت کی، ان کا ملک بھی روما سے ملحق کرلیا گیا اور اہل قوم کو روما کے دو قبیلوں اینینسس اور ٹرینیٹیا میں شریک کرلیا گیا۔ رومنوں نے اپنی سرحدات کو قوم سابلی کے ملک تک بڑھانے پر قناعت نہ کی بلکہ اتحاد سابلی سے ان قبائل کو بھی علیحدہ کرلیا جو لاطیم کی شمالی مشرقی سرحد اور بحر ایڈریاٹک کے درمیان آباد تھے۔ اس زمانے سے قبائل مارسی، پیلگینی، ویسٹینی، ماروسینی اور فیرنٹانی روما کے حلفاء میں شریک ہوگئے اور اُن کی وجہ سے نہ صرف روما کی افواج میں اضافہ ہوا بلکہ دو اور فائدے بھی حاصل ہوئے ایک تو یہ کہ یہ اقوام روما کے دو دشمنوں کے بیچ میں تھیں یعنی شمال میں ایٹروریا اور امبریا اور جنوب میں سامنیم کے قبائل کے بیچ میں اور دوسرے یہ کہ رومنوں اور ان کے اپولیا کے حلفاء کے درمیان قبائل مذکور کے ذریعہ سے راست تعلق پیدا ہوگیا۔ قریب ترین حلفاء کو وفاداری پر قائم رکھنے کے لئے ضلع مارسی میں کارسیولی اور البا فوکینٹیا میں نوآبادیاں بسائی گئیں، اطالیہ میں روما کے اقتدار کی توسیع اور اس کی جدید ذمہ داریوں کا ثبوت اس واقعہ سے ملتا ہے کہ
سنہ ۴۵۱ بنیادی ۳۰۲ سنہ ق م میں جب کلیونیمس ساکن اسپارٹا سالینیٹنی کے ملک میں وارد ہوا تو ایک رومن فوج اس کے مقابلہ کے لئے پہنچی اور اس کو پسپا کیا۔

باب ۲ — جنگ سامنی ثانی کے اختتام (سنہ ۲۹۸ ق م) کے چھ سال بعد روما میں یہ خبر پہنچی کہ سامنی لوکانیوں کو پریشان کر رہے ہیں، جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ سامنیم پر فوج کشی کی گئی اور یکے بعد دیگرے اس کے مستحکم مقامات پر قبضہ کر لیا گیا اور تمام ملک تاراج کر دیا گیا۔ سامنیوں کے ہر طرف دشمن تھے اور وہ اپنی حفاظت نہیں کر سکتے تھے اس لئے وہ شمالی ایٹروریا کی اقوام امبریا کے آزاد قبائل اور قوم کیلٹ سے امداد کے طالب ہوئے اور ان تمام اقوام کو اپنا شریک کر کے روما کی قوت کو توڑنے کا زبردست منصوبہ باندھا۔

جنگ سامنی ثالث سنہ ۴۵۶ بنیادی

جنوبی ایٹروریا کے الحاق (سنہ ۳۵۱ ق م) کے چالیس سال تک اس نواح میں کسی قسم کا تغیر نہیں ہوا تھا، سٹریم اور نیپٹی سے روما کی سرحد کی حفاظت ہوتی تھی کیمینیا کے جنگل کی سرحد حسب سابق تھی اور دریائے ٹائبر کی وادی میں رومن مقام فلیری کے آگے نہیں بڑھے تھے جو امبریا کے اقصائے جنوب میں قصبہ آکریکولم سے چند میل کے فاصلہ پر تھا۔ مگر سنہ ۳۱۱ ق م میں اس طولانی صلح کے خاتمہ کے بعد جو سنہ ۳۵۱ ق م میں رومنوں سے ہوئی تھی شمالی ایٹروریا کے باشندوں کو رومنوں کی فتوحات سے خدشہ پیدا ہو چلا اور جنگ کی تیاری کر کے انھوں نے سٹریم پر حملہ کر دیا۔ ان کی

شمالی ایٹروریا پر اہل روما کی فوج کشی سنہ ۴۰۳ بنیادی

سنہ ۴۴۳ بنیادی

سنہ ۴۰۳ بنیادی

باب۲ جرأت ان کے حق میں سخت مضر ثابت ہوئی، ایک رومن فوج نے سٹریم کا محاصرہ اٹھادیا اور اس کے سرگروہ کوئنٹس فیبیس رولیانس نے بلا انتظار احکام کیمینیا کے جنگلوں کو بحفاظت طے کرکے تمام شمالی اضلاع کو تاراج کردیا۔ پھر جنوب کی طرف پلٹ کر اس نے ان افواج کو شکست فاحش دی جو ایٹروریا کے باشندوں نے اس کے مقابلہ کے لئے جھیل واڈی مونیا کے قریب جمع کی تھی۔ اس قطعی فتح نے جنگ کا فیصلہ کردیا۔ ایٹروریا کے شہروں میں اتحاد نہ تھا اور اس طوالانی صلح کے سبب سے ان میں نبرد آزمائی کی تاب باقی نہیں رہی تھی اس لئے وہ جنگ سے دست کش ہوگئے اور
۴۴۵ تا ۴۴۶ بنیادی بہت بھاری تاوان دیکر انہوں نے ۳۰۹-۳۰۸ق م میں رومنوں سے صلح کرلی۔ اس سال میں فیبیس کی سرگرمی کی وجہ سے قوم امبرین کی یورش کو بھی بآسانی دفع کردیا گیا مگر رومنوں نے حسب سابق اپنے مقبوضات کو مستحکم کرنے کی صورت نکال لی اور آیندہ یورشوں سے محفوظ رہنے کے لئے انہوں نے آکریکولم سے اتحاد پیدا کیا اور دس سال کے بعد بمقام نیکوئینم ایک نوآبادی قائم کرکے قبیلہ پیکنٹی کو اپنا حلیف بنالیا جو امبریا کے عقب میں آباد تھے اور جن کے ساتھ ربط وضبط رکھنا رومنوں کے لئے اتنا ہی مفید تھا جتنا اپولیوں کا ان کا

باب ۲

حلیف ہونا۔

سینٹی نم کی لڑائی ۲۹۵ سنہ قم ۴۵۹ سنہ بنیادی

جھیل واڈی مونیا کی جنگ کے چودہ سال بعد سامینی پھر سرحد ایٹروریا پر وارد ہوئے اور شمالی اطالیہ کے باشندوںکو رومنوں کے خلاف سرزنش کرنے کی ترغیب دینے لگے اور اس میں اُن کی فوج کی موجودگی کے سبب سے کامیابی بھی ہوئی اور قوم ایٹرسکن میں پھر رومن لشکروں کے مقابلہ کی ہمت پیدا ہوگئی۔ قوم امبرین کے بھی بعض قبائل ان کے شریک ہوگئے۔ کیلٹ بھی سامینوں کی امداد پر آمادہ ہوگئے اور امبریا میں آکر اس اتحاد میں شریک ہوگئے۔ قوم کیلٹ کی نقل و حرکت سے روما میں سخت انتشار پھیل گیا اور اس جدید خطرہ کو دفع کرنے کے لئے رومنوں نے اپنا پورا زور لگادیا۔ جنوبی ایٹروریا میں دو فوجیں حفاظت کی غرض سے چھوڑدی گئیں اور دونوں کانسل فیبیس وڈیسیس جو نبردآزما سپاہی تھے چار رومن لشکروں اور اطالی حلفاء کی افواج کے ساتھ امبیریا کی طرف بڑھے۔ مقام سینٹیم پر جو کوہ اپنیائن کے دوسرے جانب پر واقع ہے روما کا صرف کیلٹ و سامنی دو قوموں سے مقابلہ ہوا۔ کیونکہ ایٹرسکن اور امبریا کے لوگ اپنے مساکن کی حفاظت کے لئے پیچھے رہگئے تھے۔ جنگ نہایت خونریز ہوئی رومنوں کے آٹھ ہزار آدمی کام آئے اور ان کا کانسل ڈیسیس بھی مارا گیا مگر ان کی فتح قطعی تھی۔ کیلٹ

بالکل نیست و نابود کردئے گئے جس سے شہر روما پر ان باب۲
کے حملہ کا خوف جاتا رہا۔ ایٹروریا کے باشندوں نے
تاوان ادا کرکے صلح کرلی۔ امبریا میں جو بغاوت ہوئی
وہ بھی فرو ہوگئی، جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ سامینوں کو روما کے
غیظ و غضب کو تنہا برداشت کرنا پڑا۔ چار سال تک
وہ اپنے مساکن کوہی کی نہایت جرأت کے ساتھ حفاظت
کرتے رہے اور دو مرتبہ یعنی سنہ ۲۹۳ اور سنہ ۲۹۲ ق م سنہ ۴۶۱ بنیادی
میں ان کی افواج نے روما کا مقابلہ کیا مگر آخرکار سنہ ۲۹۰ ق م سنہ ۴۶۲ بنیادی
میں رومن کانسل مارکس کیوریس ڈینٹاٹس نے ان کی قوت کو
بالکل توڑ دیا۔ اس کے بعد صلح ہوگئی مگر ان کی جرأت
اور بہادری کا سکہ رومنوں پر بیٹھ گیا تھا اور انھوں نے
بخوشی سامینوں کو اپنا حلیف بنالیا اور ان کی آزادی
برقرار رکھی۔

جنگ سامینی (ثالث) کے اختتام اور شاہ پرہس
کے ورود (۲۸۱ ق م) کے درمیان جو وقفہ تھا اس کو سنہ ۴۵۳ بنیادی
رومنوں نے حسب سابق اپنے حلقۂ اقتدار کو وسیع اور
مستحکم کرنے میں صرف کیا۔ جنوبی اطالیہ میں ضلع اپولیہ
میں اپنے مقبوضات کی محافظت کے لئے رومنوں نے
اپولیہ اور لوکانیا کی سرحد پر بمقام وینوزیہ ایک
نوآبادی قائم کی۔ وسطی اطالیہ میں قوم سابن کا ملک
لے لینے سے (سنہ ۲۹۰ ق م) رومنوں کی سرحد ان کے سنہ ۴۶۳ بنیادی

باب ۲ حلفاء قبیلہ پی کنٹی کے ملک تک پہنچ گئی جو بحیرۂ ایڈریاٹک
کے ساحل پر آباد تھے۔ اسی قبیلہ کے ملک میں ایڈریاٹک
سنہ ۴۶۹ تا سنہ ۴۷۱ بنیادی کے ساحل پر مقامات ہیڈریا و کاسٹرم (سنہ ۲۸۵-۲۸۳ ق م) میں
نوآبادیاں قائم کی گئیں۔ ان پیش بندیوں سے وسطی اطالیہ
پورا رومنوں کے قبضہ میں آگیا جس سے اطالیہ کی شمالی اور
جنوبی اقوام میں ایک حد فاصل حائل ہوگئی۔ قبیلہ پی کنٹی کے
شمال میں قوم کیلٹ کے قبیلہ سینونی کا ملک تھا جو ایٹروریا
کی سرحد کے شمال و مشرق میں تھا۔ یہ بھی رومنوں کے
قبضہ میں آگیا۔ سینٹیم کی شکست کے دس سال بعد قوم کیلٹ
سنہ ۴۷۰ بنیادی کی فوج ایٹروریا میں وارد ہوئی (سنہ ۲۸۵-۲۸۴ ق م) اور آریٹیم کا
محاصرہ کرلیا۔ رومنوں نے محاصرہ اُٹھانے کے لئے ایک فوج
سنہ ۴۷۱ بنیادی بھیجی مگر اس کو شکست ہوئی۔ سنہ ۲۸۳ ق م میں کانسل
ایل کارنیلیس ڈولابیلا ان کی سرکوبی کے لئے بھیجا گیا۔ اِس
نے قبیلۂ سینونی کو شکست فاش دی۔ ان کی اراضی پر
رومنوں نے قبضہ کرلیا اور مقام سینا پر جو ساحل پر
واقع تھا ایک نوآبادی قائم کی گئی۔ رومنوں کی اس کامیابی
اور قبیلہ بوائی کی ہزیمت سے جس نے ایٹروریا پر یورش
کی تھی اور جھیل واڈی مونیا تک پہنچ گئی تھی۔ قوم کیلٹ
مرعوب ہوگئی اور آیندہ چالیس سال تک شمالی اطالیہ میں
بالکل سکون رہا۔

مگر جنوب میں رومنوں کے مقابلہ پر ایک نیا زبردست

باب ۴ — پرہس کے ساتھ جنگ ۲۸۱ سنہ تا ۲۷۵ سنہ ق م — سنہ ۴۷۳ تا سنہ ۴۷۹ بنیادی

دشمن پیدا ہوگیا جنگ سامنی (ثالث) کے اختتام پر جنوبی اطالیہ کے یونانی شہروں پر سابیلی قبائل یورش کرنے لگے جو اِس وقت تک وسطی اطالیہ کی لڑائیوں میں مصروف تھے اور اب جنوب کی طرف متوجہ ہوگئے تھے شہر کاپوا کے باشندوں کی طرح یونانی بھی روما کی امداد کے خواستگار ہوے اور روما کی سیادت کو تسلیم کرنے پر اپنی رضامندی ظاہر کی۔ ان کی درخواست پر ایک رومن فوج ک۔ فبریکیس کی سرکردگی میں جنوبی اطالیہ میں پہنچی اور قبائل لوکانی، برو ٹی اور سامنی کے لیڈروں کی بآسانی گوشمالی کردی۔ مقامات لوکری کروٹن ریگیم اور تھوری ای میں رومن افواج چھوڑ دی گئیں مگر مقام ٹارنیٹم میں جو یونانی بندرگاہوں میں سب سے زیادہ طاقتور اور مرفہ الحال تھا رومنوں کی فتوحات سے سخت انتشار پھیل گیا۔ ٹارنیٹم اور روما کے درمیان اس

۴۵۳ سنہ بنیادی

سے پہلے ۳۰۱ سنہ ق م میں بذریعۂ صلحنامہ اتحاد قائم ہوا تھا مگر اب ان کو یہ تصفیہ کرنا پڑا کہ آیا دوسری یونانی بستیوں کی طرح وہ بھی رومنوں کی سیادت کو قبول کریں یا کسی معاون کو تلاش کرکے اپنی آزادی کو برقرار رکھنے کے لئے ایک آخری کوشش کریں۔ امراء سیادت کے قبول کرلینے پر آمادہ تھے مگر عوام اور ان کے سرگروہوں کی خواہش تھی کہ اپنی آزادی کو برقرار رکھیں۔ ان معاملات پر بحث ہورہی تھی کہ رومنوں کا ایک بیڑہ ٹارنیٹم کے بندرگاہ میں

پہنچ گیا جو شرائط صلح کے بالکل خلاف تھا۔ اہل ٹارنیٹم کو رومنوں کی یہ حرکت نہایت شاق گزری انہوں نے بیڑے پر حملہ کرکے رومن امیرالبحر کو مار ڈالا اور جہازوں کو ڈبو دیا' مگر رومنوں نے سکوت کیا اور سلسلۂ گفت و شنید کو جاری رکھا۔ کیونکہ انھیں امید تھی کہ اتحاد قائم ہو جائے گا۔ مگر ٹارنیٹم کے جمہوریت پسند لوگ جس امداد کے انتظار میں تھے وہ پہنچ گئی اور روما کے ساتھ اعلان جنگ کردیا گیا (سنہ ۲۸۱ — ۲۸۰ ق م)

سنہ ۴۷۳ تا ۴۷۴ بنیادی یونانیوں کا یہ معاون شاہ پیرہس تھا جس کے ورود سے ان کو یہ امید پیدا ہوگئی کہ ان کی آزادی برقرار رہے گی۔ یہ شخص ان فوجی سرگروہوں میں ممتازترین تھا جو سکندر اعظم کے انتقال کے بعد ابتری کی وجہ سے برسر حکومت ہوگئے تھے۔ پیرہس شجاع بلند ہمت اور فراخ دل تھا، اس کی آرزو تھی کہ جس طرح سکندر اعظم نے دیار مشرق میں فتح و نصرت کے ڈنکے بجائے تھے اسی طرح اقصائے مغرب میں فتح و ظفر حاصل کرکے اپنی حکومت قائم کرے۔ اس کا منصوبہ یہ تھا کہ نہ صرف اطالیہ اور سسلی کی یونانی بستیوں کو اپنی سرکردگی میں متحد کرے بلکہ قرطاجنہ کی عظیم الشان فینیقی سلطنت کو زیر و زبر کردے جس سے یونانیوں سے ایسی ہی مخالفت تھی جیسے مشرق میں ایران سے۔ روما کے

باب ۲ وجود کا تو شاید اس کو علم بھی نہو۔ یونانی بندرگاہوں کے باشندوں کو ان کے وحشی دشمنوں کے حملوں سے بچانا اس کے خیال میں نہایت آسان تھا اور جو زبردست فوج وہ اپنے ساتھ لایا تھا وہ دیار مغرب کی تسخیر کے لئے تھی نہ چند اطالی قبائل کی تہدید یا بزدل اطالوی یونانیوں سے اطاعت قبول کرا لینے کے لئے۔ پیرہس نے سب سے پہلے شہر ٹارنیٹم پر فوجی نگرانی قائم کی اور اس کے بعد رومن کانسل لیوسینس کے مقابلہ کے لئے لوکانیا کی طرف بڑھا۔

معرکہ بنیاوی دریائے سیرس کے کنارہ پر جنگ ہوئی (۲۸۰ سنہ ق م) جس میں رومنوں کو شکست فاحش ہوئی جس کا سبب زیادہ تر یہ تھا کہ پیرہس اپنے ساتھ ہاتھی لایا تھا اور اس غیرمانوس جانور کو دیکھکر رومنوں کے حواس باختہ ہوگئے۔ اس فتح کا نتیجہ یہ ہوا کہ یونانی شہروں سے رومنوں کی فوجیں نکال دی گئیں اور سامینوں لوکانیوں اور برٹیوں کی جماعتیں جوق جوق اس کے جھنڈے کے نیچے آکر جمع ہونے لگیں۔ مگر اس فتح سے نفع اُٹھانے یا آگے بڑھنے کی طرف پیرہس نے بالکل توجہ نہیں کی جس سے اس کے یونانی اور اطالی شرکاء کو سخت مایوسی ہوئی۔ دراصل اس کا منشا یہ تھا کہ سسلی اور افریقہ پر اپنا اقتدار جمائے۔ اس لئے وہ اس فکر میں تھا کہ روما کے ساتھ کوئی ایسا سمجھوتہ ہوجائے جس سے یونانی روما کی چھیڑ چھاڑ سے

آزاد ہوجائیں اور اس کو مغرب کی طرف جانے کا موقع ملجائے۔ باب۲
اس کے وزیر کینیاس نے بہت کوشش کی کہ اراکین سینیٹ کو
راضی کرے اور پرہس خود بھی رومنوں پر دباؤ ڈالنے کے لئے
مقام اناگنیا تک بڑھگیا (۲۷۹ ق م) مگر وہ کسی طرح سے ۴۷۵ بنیادی
راضی نہ ہوئے اور کینیاس کو جواب دیا کہ جب تک پرہس
سرزمین اطالیہ میں ہے اس سے گفت و شنید ناممکن ہے۔
صلح سے ناامید ہوکر اب پرہس رومن قلعہ ہائے اپولیہ کی
طرف بڑھا اور رومنوں سے مقام آسکولم پر مقابلہ ہوا
۲۷۸ ق م جس میں ان کو پھر شکست ہوئی۔ مگر ہزیمت ۴۷۶ بنیادی
نے ان کی ہمتوں کو اور بلند کردیا۔ پرہس اس جنگ سے
گھبرا گیا جس سے اس کے اصل منشار یعنی تسخیر دیار مغرب
کی تکمیل میں تعویق ہورہی تھی۔ اس لئے اس نے یونانی
بستیوں میں محافظ فوجیں چھوڑ کر سسلی کی راہ اختیار کی۔
وہاں اسے ابتدائً خوب کامیابی ہوئی۔ وہاں کے یونانی
باشندوں نے اس کو اپنا نجات دہندہ خیال کرکے نہایت
گرمجوشی سے اس کا خیرمقدم کیا۔ اہل قرطاجنہ کو اس نے جزیرہ
کے مغربی گوشہ کی طرف بھگادیا اور شہر ایرکس اور پانورس
اس کے قبضہ میں آگئے۔ مگر اس کے بعد قسمت نے
اس کا ساتھ چھوڑدیا۔ شہر لیلی بے یم کی تسخیر میں اسے ناکامیابی
ہوئی۔ اہل قرطاجنہ نے اپنی کمر ہمت چست کی اور
سیماب صفت یونانیوں کی ہمت پہلی شکست سے جاتی رہی

باب ۲ اور وہ کھلم کھلا پرہس کی مخالفت کرنے لگے۔ پرہس ناامید ہوکر
سنہ ۴۸۰ بنیادی اطالیہ کو واپس آیا (سنہ ۲۷۴ ق م) مگر اس نے دیکھا کہ رومن
افواج جنوبی اطالیہ کی طرف بڑھ رہی ہیں اور اس کے
اطالی ہمنوا اس کے سسلی چلے جانے سے اس سے برافروختہ
سنہ ۴۷۹ بنیادی ہوگئے ہیں۔ اس سال (سنہ ۲۷۵ ق م) کے کانسلوں میں سے
ایک ایم کیوریس ڈنٹاٹس فاتح سامینم دوسرے کانسل کے
انتظار میں مقام بینیوینٹم میں خیمہ زن تھا۔ یہاں پرہس نے
اس پر حملہ کیا مگر اس کو شکست فاحش ہوئی۔ پرہس دوبارہ
تابِ مقابلہ نہ لاسکا۔ اپنے حلفاء سے اسے امداد ملنے سے
مایوسی ہوچکی تھی، بادلِ ناخواستہ ٹارنیٹم کو واپس ہوا۔ اور وہاں
سے یونان چلا گیا۔

سنہ ۴۸۲ بنیادی چند سال کے بعد سنہ ۲۷۲ ق م میں شہر ٹارنیٹم کو یونانی
افواج نے روما کے سپرد کردیا۔ روما کے ساتھ صلح ہوگئی مگر
اس کی فصیلیں مسمار کردی گئیں اور جہازوں کا بیڑہ رومنوں
سنہ ۴۸۴ بنیادی کے حوالہ کردیا گیا۔ سنہ ۲۷۰ ق م میں شہر ریگیم بھی روما کے
سنہ ۴۸۵ بنیادی حلفاء کے زمرہ میں داخل ہوگیا اور سنہ ۲۶۹ ق م میں سامینوں
کی فتنہ انگیزی کا ہمیشہ کے لئے خاتمہ ہوگیا۔ ان فتوحات سے
سنہ ۴۸۱ تا سنہ ۴۹۱ بنیادی روما کو پھر اپنی قوت کے استحکام کا موقع ملا۔ سنہ ۲۷۳ اور
سنہ ۲۶۳ ق م کے درمیان سامینم اور لوکانیا میں تین نوآبادیاں
سنہ ۴۸۱ بنیادی قایم کی گئیں۔ پیسٹم (سنہ ۲۷۳ ق م)، بینے وینٹم (۲۶۸ ق م)
سنہ ۴۸۶ بنیادی ایسرنیا (۲۶۳ ق م) وسطی اطالیہ میں بھی اقوام سابن و
سنہ ۴۹۱ بنیادی

باب ۲ پسینیٹی کے اضلاع کے الحاق سے روما کے مقبوضات میں مزید اضافہ ہوا۔ اور دونوں قوموں کو شہریان روما کے پورے حقوق دے گئے۔ بحیرۂ ایڈریاٹک کے سواحل کی
۴۸۶ بنیادی حفاظت کے لئے آری مینیم (۲۶۸ ق م) فرمم اور کاسٹرم
۴۹۰ بنیادی نووم میں (۲۶۴ ق م) میں نوآبادیاں قایم کی گئیں اور کثیر التعداد ساحلی نوآبادیوں میں کوسا واقع ایڈوریا کا اضافہ ہوا۔

اطالیہ میں روما کی سیادت رومن اب تمام ملک اطالیہ کے مالک ہو چکے تھے اور کوئی ایسی قوم اس جزیرہ نما میں باقی نہ رہگئی تھی جو ان سے مقابلہ کی جرأت کرسکتی۔ شمال میں اس کی سرحد کا اندازہ ایک خط سے ہوسکتا ہے جو مغرب میں دریائے آرنو کے دہانہ سے مشرق میں دریائے ایسس کے دہانہ تک کھینچا جائے۔ اس خط کے شمال میں اقوام کیلٹ اور لیگوری آباد تھیں اور جنوب کا تمام ملک روما کی سیادت میں متحد ہوکر اطالیہ کے نام سے موسوم ہونے لگا تھا۔

مگر اطالیہ میں رومی حکومت کی صورت کم از کم بظاہر یہ تھی کہ اضلاع مفتوحہ کے باشندے اس کے حلیف شمار کئے جاتے تھے نہ کہ مفتوح رعایا اور اسی طریقۂ حکومت یعنی نگرانی اور محافظت کو رومنوں نے بحیرۂ روم کے دوسرے ممالک میں جاری کیا جو زمانۂ مابعد میں ان کی حکومت میں شامل ہوگئے۔ رومنوں نے ان بے شمار بستیوں پر اپنی حکومت قائم کرنے میں نہایت ہی

بابِ بیدار مغزی اور ہوشمندی دکھائی مگر ان کی کامیابی اور ان کی حکومت کی استواری کے اسباب علاوہ ان کی بہادری اور حکمت عملی کے اور بھی تھے۔ اطالیہ کی بستیوں کی آپس کی رقابت روما کے لئے بہت مفید ثابت ہوئی اور اُن کا متحد ہوکر اس کے خلاف علمِ بغاوت بلند کرنا بیحد دشوار ہوگیا۔ بعض مقامات میں خصوصاً ایٹرُوریا یا کیمپنیا اور میگنا گریسیا (جنوبی اطالیہ کی یونانی بستیاں) میں سیاسی جماعتوں میں اتفاق نہ تھا اور وہاں کے امراء کو رومنوں نے اپنا ہمنوا بنا لیا تھا۔ وسطی اطالیہ کی پس ماندہ اقوام کے نظام سیاسی کا شیرازہ بالکل بکھرا ہوا تھا جس سے وہ رومنوں کے مقابلہ کی تاب نہیں لاسکتے تھے بلکہ رومنوں کو یہ بھی موقع تھا کہ ایک کے بعد ایک قبیلہ کو ان کے حلقۂ اتحاد سے الگ کریں یا فرداً فرداً ان کی قوت کو توڑ دیں۔ دوسرے مقامات میں قبائل کے قدیم اختلافات اور مناقشات سے رومنوں نے نفع اُٹھایا۔ اس قسم کے جھگڑے سامینوں اور اپولیوں کے درمیان تھے یا اہل ٹارنیٹم اور یاپی جیون کے درمیان بعض اوقات یہ بھی ہوتا کہ دیگر اقوام روما سے ایسے دشمنوں سے حفاظت کے لئے امداد طلب کریں مثلاً کیلٹ یا سامینی یا لوکانی جن کو رومیوں کے سوائے کوئی دفع نہیں کرسکتا تھا۔ اختلافات السنہ، عادات ونسل، باہمی مناقشات اور جھگڑوں یا متضاد مفاد کی وجہ سے ان اقوام کا روما کے خلاف متحد ہونا ناممکن تھا

اس کے علاوہ روما کا جغرافیائی موقع اطالیہ کے وسط میں ایسا باب۲ تھا کہ اگر اس قسم کا اتحاد اُس کے خلاف میں پیدا ہوتا تو اس کے آثار معلوم ہوتے ہی رومنوں کو اپنے دشمنوں کی سرکوبی کا موقع تھا۔ رومنوں نے ان مفید مطلب مواقع سے پورا نفع اُٹھایا۔ ہمیں اس کا علم نہیں کہ شمالی ایٹروریا اور کیمپنیا میں جس اصول کو اس نے مدِّنظر رکھا تھا یعنے ان شہروں کے امراء کو خاص حقوق عطا کرکے اپنا ہمنوا بنا لینا اس پر دوسرے مقامات پر کس حد تک عمل کیا گیا، مگر اس میں شک نہیں کہ رومنوں نے تاحدِّ امکان اپنے حلفاء میں جو باہمی نزاعات اور اختلافات تھے اِن کو بڑھانے اور ہمیشہ قائم رکھنے کی کوشش کی اور ہر طرح سے سعی بلیغ کی کہ ان کو ایک دوسرے سے جدا کردیں اور ان کے تعلقات اپنی ذات کے ساتھ مستحکم کردیں۔ اکثر صورتوں میں قبائل کے قدیم اتحاد توڑ دئے گئے اور ہر قبیلے کو علیحدہ صلحنامہ کے ذریعہ سے حلیف بنایا گیا۔ اضلاع ایٹروریا لاطیم کیمپنیا اور میگنا گریسیا میں شہروں کے ساتھ یہ تعلقات قائم کئے گئے اور وسطی اطالیہ میں قبائل کے ساتھ شمالی سابیلی اقوام مثلاً مارسی، پیلیگنی وسیٹینی، ماروکینی اور فیرنٹانی کو علیحدہ کرکے روما کے ساتھ متحد کرلیا۔ اکثر صورتوں میں حلفاء کے درمیان تجارت اور مناکحت بھی ممنوع کردی گئی اور اسی حکمت عملی کو رومنوں نے دوسرے

باب ۴ ممالک مفتوحہ میں بھی جاری کیا۔ جملہ مفتوحہ بستیوں کے تعلقات
لاطینی روما سے ایک ہی قسم کے نہ تھے۔ لاطینیوں میں اور دوسرے
اطالی حلفاء میں بہت فرق تھا مگر اس زمانے کے
"لاطینیوں" اور اسپوریس کاسیس کے زمانے کے تیس
لاطینی قبائل میں بہت فرق تھا۔ سوائے چند مستثنیات
کے مثلاً ٹیبر و پرینیسٹی قدیم لاطینی قبائل یا تو معدوم
ہوگئے۔ یا سلطنت رومن میں شامل ہوگئے تھے اور
۲۶۸ ق م میں "لاطینی" کا اطلاق فقط ان رومن نوآبادیوں پر ۴۸۶ بنیادی
ہوتا تھا جو روما نے قائم کی تھیں۔ یہ سب لوگ نسلاً
رومن تھے اور ان کو لاطینی صرف اس لئے کہا جاتا تھا
کہ ان کے حقوق وہی تھے جو لاطینی بستیوں کو کاسیس
کے صلحنامہ کے ذریعہ سے عطا کئے گئے تھے۔ یہ آبادیاں
دراصل سلطنت روما کی شاخیں تھیں اور بلحاظ زبان نسل
اور ذاتی مفاد کے ان کے باشندے روما سے متحد تھے
بلکہ ان کو ایک قسم کی محافظ فوج خیال کرنا چاہیے
جو مفتوح اقوام کے درمیان میں آباد تھی شہریان روما میں
سے جو شخص کسی لاطینی نوآبادی میں آباد ہوتا وہ اپنے
شہری ہونے کے حقوق سے دست بردار ہو جاتا کیونکہ اگر
ایسا نہ کیا جاتا تو شہریوں کی تعداد بہت بڑھ جاتی جو
مناسب نہ تھا مگر قدیم لاطینی شہروں کو جو آزادی اور
مساوات حاصل تھی وہ ان لاطینی نوآبادیوں کو نہیں دی

باب ۲ گئی تھی، اپنی حدود کے باہر ان نوآبادیوں کو کوئی اقتدار نہ تھا، جنگ یا صلح بہ اختیار خود نہ کرسکتے اور ان کے دوست اور دشمن وہی تھے جو رومنوں کے تھے مگر ان کے باشندوں کو

۴۸۶ سنہ بنیادی

تجارت اور ۲۶۸ سنہ ق م تک رومنوں کے ساتھ مناکحت کے حقوق بھی حاصل تھے۔ اس کے علاوہ اگر وہ اپنی بستیوں میں اپنے بیٹوں اور جائداد کو چھوڑ دیتے تو ان کو اختیار تھا کہ شہر روما کو واپس جائیں اور شہریان روما کے حقوق حاصل کریں۔ جنگ میں نہ صرف وہ مال غنیمت میں حصہ دار ہوتے بلکہ ان اراضیات کے بھی حقدار ہوتے جو ممالک مفتوحہ میں ضبط کرکے "عام" قرار دیجاتیں۔ ان حقوق اور تعلقات قومی کی وجہ سے یہ نوآبادیاں ہمیشہ وفادار رہیں اور ان کی وجہ سے روما کو

اطالوی حلیف

نہ صرف تقویت تھی بلکہ اطالیہ پر رومنوں کی سیادت قایم کرنے میں ان کا بہت کچھ حصہ تھا۔ ان لاطینی نوآبادیوں کے بعد اطالوی حلفاء کا درجہ تھا مگر ان میں بھی ہر ایک کی حیثیت میں تفریق تھی جس کا مدار ان صلحناموں پر تھا جو رومنوں نے ان کے ساتھ کئے تھے۔ بیان کیا جاتا ہے کہ نیاپولیس اور ہیراکلیا کے یونانی شہروں کے ساتھ بہت رعایت کی گئی تھی اور قبائل بروٹی کے ساتھ جنگ ہنی بال کے پہلے بھی اچھا سلوک نہیں کیا گیا۔ اس کے علاوہ ہمیں تفصیلی حالات معلوم نہیں۔

باب ۲ مگر رومنوں کا دارومدار صرف اس باہمی جدائی کی حکمت عملی پر نہ تھا کیونکہ جس قدر ان کے حلفاء ایک دوسرے سے علیحدہ تھے اسی قدر ان کے تعلقات شہر روما کے ساتھ راسخ تھے اور ابتدا ہی سے انھوں نے اپنی سیادت اور تفوق کے برقرار رکھنے کی ہر طرح فکر کرلی تھی۔ اپنے حدود میں اندرونی معاملات میں جملہ حلفاء کو آزادی تھی۔ رومن صوبوں میں رومن حکومت کی جو نشانیاں تھیں یعنے رومن حکام کی موجودگی اور ادائی خراج ان کا اطالیہ میں نام و نشان تک نہ تھا مگر ان حلفاء کے باہمی تعلقات خارجی اور عام معاملات کا قطعی فیصلہ رومنوں کے اختیار میں تھا۔ اور ان بستیوں کے مشارکتی دستور، شرکتی مجالس اور حکام کے بجائے روما کی سینٹ مجالس اور حکام تھے۔ اطالیہ میں امن و اماں قائم رکھنا سواحل اور سرحدات کی حفاظت، ممالک غیر کے ساتھ صلح یا جنگ کرنا، یہ جملہ معاملات رومنوں نے اپنے ہاتھ میں رکھے تھے۔ ہر ایک حلیف کو میدان جنگ میں سپاہیوں کی ایک مقررہ تعداد اپنے افسروں کی سرکردگی میں بھیجنا لازمی تھا مگر ان کی تعداد رومن مقرر کرتے ان کی فوج رومن افواج میں شریک رہتی اور رومن کانسل کے ماتحت ہوتی۔

سلطنت روما — سلطنت روما اب اپنے تمام حلفاء سے بدرجہا طاقت ور تھی اور یہ اس کی سیادت اور تفوق کا ایک

مزید سبب تھا حلفاء کے ملک کے علاوہ اس کے مقبوضات باب۲
کا جملہ رقبہ جزیرہ نمائے اطالیہ کے اس حصہ کا جو دریائے
ایسس کے جنوب میں ہے ایک ثلث کے قریب تھا
مغربی ساحل پر اس کے مقبوضات کیری سے کیمپینیا کی
جنوبی سرحد تک پھیلے ہوے تھے۔ اندرون ملک میں
رومن مقبوضات میں وہ تمام اضلاع شامل تھے جو اقوام
ایکوئی، ہرنیکی و سائبن کے قبضہ میں تھے اور مشرق میں مقام
بینیٹم تک ان حدود کے باہر اور بھی اضلاع اطالیہ
کے دوسرے حصوں میں تھے مثلاً کیلٹی قبیلہ سینونی کا
ملک اور رومن نوآبادی واقع سینا جن کو رومنوں نے
ضبط کرکے اپنے آباد کاروں کے سپرد کردیا تھا۔
۳۹۶ق م سے جب کہ شہر وی ای کی تسخیر کے بعد ۳۵۸ بنیادی
رومن مقبوضات میں پہلا اہم اضافہ ہوا تھا اس وقت
تک بارہ جدید قبائل بنائے جاچکے تھے اور مردم شماری
میں مردوں کی تعداد ۱۵۰،۰۰۰ سے بڑھ کر ۲۹۰،۰۰۰
تک پہنچ گئی تھی۔ سلطنت رومن میں بہت سی بستیاں
شامل ہوگئیں تھیں جن میں مقامی مجالس اور حکومت کا
طریقہ باقی تھا۔ ان بستیوں میں سے سب سے بہتر حالت
رومن نوآبادیوں کی تھی جو لاطیم اور کیمپینیا کے سواحل
کی حفاظت کے لئے قائم کی گئی تھیں اور جن کو "رومن
شہریوں کی نوآبادیاں" کہتے تھے ان کے بعد وہ بستیاں

باب۳ تھیں جن کو شہریوں کے پورے حقوق عطا کئے گئے تھے مثلاً آرکیسیا، لانوویم، ٹسکولم، نومینٹم اور پیڈم کی قدیم لاطینی بستیاں۔ سب سے آخر میں وہ بستیاں تھیں جن کو مثل کیرے کے کامل سیاسی حقوق عطا نہیں کئے گئے تھے بلکہ صرف اندرونی معاملات میں آزادی تھی۔ ان کے باشندوں کا روما کے شہریوں میں شمار ہوتا تھا مگر ان کو قبائل میں شامل نہیں کیا گیا تھا اور میدان جنگ میں وہ رومن لشکروں میں شامل نہ رہتے بلکہ علیحدہ افواج میں۔ ان شہری بستیوں کے علاوہ سرکاری اراضی پر رومنوں کی مختلف جماعتیں بسی ہوئی تھیں اور وسطی پہاڑی اضلاع کے قریوں کے باشندے تھے جن کو سیاسی حقوق مل چکے تھے۔

مقبوضات کی توسیع کے بعد ظاہر ہے کہ جو نظام سلطنت چند میل مربع کی ایک مختصر سی شہری دولت کے لئے کافی تھا اب کسی صورت سے کافی نہیں ہوسکتا تھا۔ جملہ انتظامی امور کا شہر روما سے انصرام پانا اب دشوار ہوگیا تھا اور رومن مدبرین اس فکر میں تھے کہ اپنے نظام سلطنت کو جدید ضروریات کے مطابق کریں۔ شہری بستیوں کو خواہ وہ نوآبادیاں ہوں یا بلدیات اندرونی معاملات میں بہت کچھ آزادی دی گئی۔ ان تمام بستیوں میں مقامی مجالس عامہ، مجسٹریٹ اور مجالس

سینیٹ تھیں جن کے سپرد مقامی معاملات کا انتظام تھا۔ باب۲
مجسٹریٹوں کے خطابات اور تعداد میں ہر ایک بستی میں
کچھ نہ کچھ فرق تھا کیونکہ جن بستیوں کو جدید حقوق ملے
تھے ان کے حکام کے قدیم خطابات باقی رہگئے تھے مگر
تمام ملک میں نظام دستوری ایک ہی تھا۔لیکن یہ تمام
مقامی حکومتیں روما کے مجالس اور عہدہ داروں کے تحت
رکھی گئیں تھیں۔ روما کی سینیٹ کو اقتدار کامل تھا کہ
مقامی دستور سیاسی کو جب چاہے منسوخ کردے اور حکام مقامی
اور ان بستیوں کے تمام افراد روما کے حکام مثلاً کانسل،
پریٹر وسینسر کے تابع فرمان تھے۔عدالتیں خصوصاً بالکل
مرکزی حکومت کی نگرانی میں تھیں۔شہریان روما جو کسی
نوآبادی یا بلدیہ میں مقیم تھے ان کو حق تھا کہ سزائے موت
کے حکم کے خلاف روما میں مرافعہ کریں۔ ہم یہ بھی قیاس
کرسکتے ہیں کہ ابتدا ہی سے مقامی حکام کے اقتدارات
محدود کردئے گئے تھے اور جو مقدمات ان کے اقتدار سے
باہر تھے ان کو مرکزی حکومت طے کرتی تھی - رومن
قانون کی پابندی کے لئے جس سے اکثر مقامات کے
باشندے غیرمانوس تھے ہرسال روما سے حکام بھیجے
جاتے جو پریفکٹ کہے جاتے (انصاف کنندگاں) یہ پریفکٹ
حکام رومن پریٹر کے نائب تھے اور نوآبادیات وبلدیات
میں عدالتی معاملات کا تصفیہ کرتے۔ان حکام کے ذمہ

باب۲ ان اضلاع کا انتظام بھی تھا جن میں شہری بستیاں نہ تھیں اور نہ مقامی حکومت تھی۔ بلدیات اور عہدہ پرِیفیکٹ کا قیام حکومت رومن کے دو اہم اُصول ہیں جن کو زمانۂ مابعد کی شہنشاہی حکومت نے بھی قائم رکھا۔

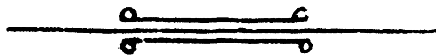
نظام فوجی

روما کی مزید ذمہ داریوں اور جدید سیاسی انقلابات کی وجہ سے روما کے نظام فوجی میں جو تغیرات ہوئے اس کا بھی اس موقع پر ذکر کرنا ضروری ہے۔ان تغیرات کا اثر زیادہ تر یہ ہوا کہ رومن فوج اور رومن قوم میں جو گہرے تعلقات تھے وہ منقطع ہوگئے اور اس مفارقت کا نتیجہ آخر میں جمہوریت کی بقا کے لئے سخت مضر ثابت ہوا۔ لشکروں میں شامل ہونا ابتک پورے حقوق رکھنے والے شہریوں کا اعلیٰ ترین فرض اور حق تھا۔ہر شہری پر جس کی عمر سترہ اور پینتالیس کے درمیان ہو فوجی خدمت لازمی تھی اور عوام اور آزاد غلاموں کو بھی سخت ضرورت کے وقت شرکت جنگ کے لئے مجبور کیا جاتا تھا۔گو لشکروں میں یہ لوگ بہت کم شریک کئے جاتے لیکن فوجی ملازمت کے اصول اب مختلف ہوگئے تھے۔موسم گرما کی مہمات کے لئے فوجیں ہرسال بھرتی کی جاتی تھیں مگر جیسا کہ سابق میں عمل تھا جو سپاہی پہلے سے ملازمت میں تھے ان کو کمر کھولنے کی اجازت نہ دی جاتی اور ملازمت فوجی کی میعاد میں اضافہ ہونے سے شہر ؔوی آی کے محاصرہ کے

وقت سے یہ ضرورت لاحق ہوئی کہ سپاہیوں کو تنخواہ دیجائے باب۲
جو قدیم اصول کے بالکل خلاف تھی۔ لشکروں کے اندرونی انتظام میں جو تغیرات ہوئے وہ تغیرات مذکورۂ بالا سے کچھ کم نہ تھے۔ جمہوریہ کے ابتدائی زمانے میں سپاہیوں میں وہی تقسیم تھی جو مجلس سیاسی میں رائے دینے والوں کی۔ کیونکہ ہردو کی تقسیم بلحاظ دولت و ثروت کے طبقوں اور سنتوریوں میں تھی۔ مگر جنگ ہائے لاطینی کے زمانے میں لشکروں کی ترتیب بدل گئی تھی۔ جدید نظام فوجی میں جس میں تین صفتیں ہوتی تھیں سیاسی تفریق کا بالکل لحاظ نہیں رکھا گیا تھا بلکہ صرف مدت ملازمت اور کارکردگی کا۔ اس کے علاوہ چونکہ اب قدیم جتھے کی صف بندی کا طرز متروک ہوگیا تھا اور کشادہ جنگ کا طریقہ جاری ہوگیا تھا جس کی وجہ سے ہر سپاہی کو فن حرب میں زیادہ مہارت کی ضرورت تھی جدید فوجی ضروریات سے ایک اور بھی عہدۂ پرو کانسل
تغیر ہوا جس کی وجہ سے شہریوں اور سپاہیوں میں اور بھی علحدگی ہوگئی۔ ابتداءً روما کے شہری سپاہی انھیں اشخاص کی سرکردگی میں لڑتے تھے جن کو انھوں نے اپنے شہر کے لئے حکام اعلیٰ منتخب کیا تھا۔ اور سوائے ان صورتوں کے جب کہ بطور خاص کوئی ڈکٹیٹر (حاکم مطلق) مقرر ہو، معمولی طریقہ یہی تھا کہ اس سال کا کانسل میدان جنگ میں فوج کا سرگروہ ہوتا۔ مگر روما کی فوجیں

باب۲ اپنے مرکز سے جتنا زیادہ دور ہوتی گئیں بہت سے افسروں کی ضرورت لاحق ہوتی گئی۔ اور یہ ناممکن ہوگیا کہ جنگ کے فرو ہونے سے پہلے کانسل کو سال تمام ہوتے ہی روما میں واپس بلا لیا جائے اس وجہ سے سوائے اس کے کوئی چارہ نہ تھا کہ کانسلوں کی مدت میں توسیع کی جائے۔ چنانچہ
سنہ ۳۲۷ ق م میں کوئنٹس پبلیلیس فیلو کے ساتھ پہلی مرتبہ ۴۲۷ سنہ بنیادی
یہ رعایت کی گئی اور سنہ ۳۲۷ ق م اور سنہ ۲۶۴ ق م کے ۴۲۷ سنہ بنیادی
درمیان یہ طرز عمل عام ہوگیا۔ اور پروکانسلوں کا اختیار جن کا ۴۹۰ سنہ بنیادی
ابتدائً تقرر چند روزہ ہوا کرتا تھا۔ رفتہ رفتہ بڑھتا گیا۔ یہانتک کہ جمہوریہ میں کوئی ان کا مدِ مقابل نہ رہا اور بالآخر شہنشاہان روما کے زمانے میں یہ عہدہ دار سلطنت کے دست و بازو ہوگئے۔

رومنوں نے ملک اطالیہ کے حدود میں اس نظام سلطنت کی بنیاد ڈالدی تھی جس کے طریقہ پر انھوں نے زمانۂ مابعد میں تمام دنیا پر حکومت کی اس طرزِ حکومت کی بنیاد بلدیات، حلیف ریاستوں اور عہدہ ہائے پروکانسل اور پریفکٹ کے قیام پر تھی۔



*

حصۂ سوّم

روما اور سلطنت ہائے بحرِ روم

سنہ ق م ۲۶۵ - ۱۴۶

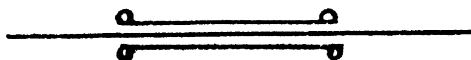
تمہید

اب ہم اُس زمانے کا ذکر کریں گے جبکہ دریائے ٹائبر کے لاطینی باشندے تمام ملک اطالیہ پر قبضہ کرکے بحیرۂ روم کے سواحل پر اپنی سیادت قائم کرنے میں مصروف تھے۔ اُس زمانے کی تاریخ پر نظر غائر ڈالنے کے لئے اب ہمارا مدار روایتوں پر نہ رہے گا کیونکہ سلطنت ہائے قرطاجنہ و مقدونیہ اور شاہ اینٹیوکس کے ساتھ جو لڑائیاں ہوئیں اور مغربی ایشیا کی سلطنتوں اور روما کے درمیان جو تعلقات رہے ہیں ان کو رومن معاصرین اور یونانی مورخین نے قلمبند کیا ہے اور اس زمانے کے سیاسی نوشتوں میں بھی ان کا ذکر ہے۔ اس میں شک نہیں کہ نہ تو مورخین فیبیس پکٹور،

ایل کنکیس ایلی منٹش (جو ہینیبال کا اسیر اور مورخ تھا) سیلینس یونانی (ہینی بال کا مصاحب اور سوانح نویس) کی تصانیف ہمارے پیش نظر ہیں نہ ان صلحناموں کے مسودے جو قرطاجنہ یا انٹیوکس کے ساتھ ہوئے تھے مگر مورخین پولی بیس اور لیوی کے تذکرے جن پر ہمارا مدار ہے انھیں مصنفین کی تصنیف سے ماخوذ ہیں۔ اس کے علاوہ پولی بیس ہمعصر ہونے کی وجہ سے تیقن کے ساتھ ان واقعات کا ذکر کرتا ہے۔

اس زمانے میں جو ایک سو سال سے کچھ ہی زیادہ ہے رومن برابر جنگ میں مصروف رہے اور محض سطحی نظر سے دیکھنے سے اندرونی معاملات میں کوئی امر قابل ذکر نظر نہیں آتا کیونکہ غیر ممالک سے جنگ میں ہمہ تن مصروف رہنے کی وجہ سے قوم رومن کو سیاسی مباحث یا اصلاحی سرگرمی کا بہت کم موقع تھا۔ دور ماسبق میں جو اہم مباحث ان کے پیش نظر تھے ان کا تصفیہ ہوچکا تھا اور جن امور کے سبب سے ان میں آیندہ تفرقے پڑنے والے تھے وہ ابھی تک وجود میں نہیں آئے تھے۔ مگر باوجود اس سیاسی سکوں کے تغیرات آہستہ آہستہ ہو رہے تھے جو آیندہ چل کر سلطنت کے مستقبل کے لئے نہایت اہم ثابت ہوئے۔ اس صد سالہ جنگ سے سلطنت رومن کی بیرونی صورت میں کوئی فرق نہیں آیا یعنے وہ حسب سابق ایک لاطینی شہری سلطنت تھی مگر دراصل

اب اس کی حالت ایک شہنشاہی کی تھی جس کی حکومت دور دراز کے صوبوں پر تھی اور جس کے شہریوں کی جماعت بحیرۂ روم کے سواحل پر پھیلی ہوئی تھی اس کے علاوہ قدیم جمہوریہ کا نظام سلطنت ایک سلطنت قاہرہ کے لئے کافی نہیں ہوسکتا تھا جو جبل الطارق سے دریائے ہالیس (ایشیائے کوچک) تک پھیلی ہوئی تھی اور رومن بھی اس کو محسوس کرنے لگے تھے۔ ان انتظامی دقتوں کے علاوہ روما کے حدود سلطنت کی یکایک توسیع کی وجہ سے اور بھی مشکلات پیدا ہوگئی تھیں۔کیونکہ اس کی وجہ سے رومنوں کے عقاید، عادات وغیرہ میں ایک انقلاب عظیم پیدا ہوگیا تھا جو نظام جمہوری کی بنیاد کو کھوکلا کر رہا تھا۔ اس کا خمیازہ عہد گراکی اور زیادہ تر عہد سسرو کے مدبرین کو بھگتنا پڑا اور انھیں معلوم ہوا کہ قدیم دستور نہ صرف قوم رومن کے مزاج کے موافق نہ رہا تھا بلکہ اقوام متمدنہ پر حکومت کرنے کے لئے بھی موزوں نہ تھا۔ صفحات مابعد میں ہم پہلے تو بیرونی ممالک میں سلطنت رومن کی توسیع کا ذکر کریں گے اور اس کے بعد بتائیں گے کہ ان فتوحات کا خود سلطنت رومن پر کیا اثر ہوا۔



باب اوّل

روما و قرطاجنہ۔ فتح دیار غرب

۴۸۹ سنہ تا ۶۰۸ سنہ بنیادی

جغرافیائی موقعہ کے لحاظ سے ملک اطالیہ بحیرۂ روم کا مرکز ہے مگر ابتک اہل اطالیہ نے ان ممالک کے سیاسیات میں زیادہ توجہ ظاہر نہیں کی تھی۔ لیکن اب اطالیہ کی تمام اقوام متحد ہوچکی تھیں۔ ممالک مذکور کے باشندے اس جدید طاقت کے وجود کو محسوس کرنے لگے اور سلطنت روما کو بوجہ اپنی سیادت کے ممالک ساحلی کے سیاسی معاملات میں دخل دینا پڑا۔ اس بحر کے شرقی سواحل پر جو ممالک تھے ان سے رومنوں سے اس زمانے میں زیادہ سروکار نہ تھا۔ پرہس کو ہزیمت دینے اور جنوبی اطالیہ کے یونانی شہروں کے اس کی سیادت کے تسلیم کرلینے سے ممالک مشرق کے باشندوں کو اس زبردست سلطنت کے وجود کا علم ہوگیا تھا۔ اہل مصر نے رومنوں سے اتحاد پیدا کرنے کی خواہش کی اور علمائے یونان نے اس لاطینی جمہوریہ کے تاریخی اور سیاسی حالات کے بارے میں جستجو

باب ۱ شروع کی۔ مگر پیرہس کی ہزیمت کے پچاس سال بعد تک رومنوں نے ممالک مشرق کے معاملات میں زیادہ توجہ نہیں کی۔ لیکن غرب کی طرف یہ حالت نہ تھی کیونکہ جزیرہ نمائے اطالیہ کے غربی سواحل زرخیز اور آباد تھے اور سواحل مذکور ہی کی طرف اطالوی تجارت کی ترقی کا زیادہ موقع تھا، مگر اس نواح میں رومنوں کو زیادہ دشواریاں پیش آئیں کیونکہ فینیقی جمہوریہ قرطاجنہ کا ستارۂ عروج اس وقت نصف النہار پہ تھا۔ سلطنت ہائے ٹائبر (سور) وسڈن (سیدا) کی طرح اس جمہوریہ نے تجارتی اور بحری تفوق حاصل کیا تھا، اسکے علاوہ خشکی پر بھی اہل قرطاجنہ نے ایک بڑی سلطنت قایم کی تھی۔ شمالی افریقہ کے زرخیز اور وسیع مقبوضات کے علاوہ، انھوں نے سواحل اطالیہ کے قریب سارڈینیا اور سسلی میں اپنے قدم جمالئے تھے۔ سسلی کے مشرق میں شہر سائر اکیوز تھا جس کے باشندے اپنی آزادی کو اہل قرطاجنہ کی دستبرد سے ابتک محفوظ رکھے ہوئے تھے مگر ان کا نہ کوئی معاون تھا نہ ان کے ذرائع وسیع تھے۔ اہالیان روما و قرطاجنہ کے درمیان عرصہ سے اتحاد تھا اور سابق کے تجارتی معاہدات کے علاوہ پیرہس کو فوج کشی کے موقع پر جس سے دونوں فریق کو خطرہ تھا ایک جدید معاہدہ بھی ہوا تھا، مگر اب یہ خطرہ رفع ہوگیا تھا اور پیرہس کے علاوہ دوسرے لوگ بھی اس امر کو محسوس کرنے لگے تھے کہ

باب ۲ اہل قرطاجنہ جو سمندروں پر حکمراں تھے، ان کے اور سلطنت روما کے درمیان جس کی سیادت تمام ملک اطالیہ نے تسلیم کرلی تھی بہت جلد سلسلۂ جنگ شروع ہوگا۔

پہلی فنیقی لڑائی ۲۶۵-۲۴۱ ق م

روما کے لئے سب سے زیادہ ضروری یہ امر تھا کہ اہل قرطاجنہ مشرق میں جس قدر بڑھ چکے تھے اس کے آگے نہ بڑھنے پائیں۔ مگر ۲۷۰ ق م میں شہر ٹارینٹم قریب قریب ان کے قبضہ میں آگیا تھا مگر سات سال کے بعد سسلی میں اہل قرطاجنہ کی حکومت کا قیام یقینی ہوگیا اور یہ رومنوں کے لئے باعث خطر تھا، کیونکہ جزیرۂ سسلی اطالیہ سے بالکل منتصل ہے۔ ۲۶۵ ق م میں کیمپینیا کی سپاہیوں کی ایک جماعت نے جس نے شہر مسینا پر قبضہ کرلیا تھا، ان پر ہیرو شاہ سیراکیوز نے حملہ کیا؛ ان میں سے ایک گروہ نے قرطاجنہ سے امداد کی درخواست کی، جس کو اہل قرطاجنہ نے منظور کیا اور اس شہر کے قلعہ میں اپنی فوج ڈال دی۔ مگر اہل مسینا کی ایک جماعت نے بحیثیت اطالوی ہونے کے اہل روما سے امداد کی درخواست کی اور وعدہ کیا کہ وہ اہل روما کی سیادت کو تسلیم کرلیں گے۔ ان کی درخواست سے رومن ایک مخمصے میں پھنس گئے۔ مگر شاہ ہیرو اور اہل قرطاجنہ دونوں رومنوں کے حلیف تھے اور اگر شہر مسینا اہل قرطاجنہ کے قبضہ سے نکل بھی جاتا تو اس کا حقدار

۴۸۹ تا ۵۱۳ بنیادی

۴۸۲ بنیادی

۴۸۹ بنیادی

باب ۱ شاہِ ہیرو تھا نہ کہ اہل روما۔ صلحنامہ کی شرائط کی پابندی کے علاوہ مجلس سینیٹ کو یہ بھی اندیشہ تھا کہ اس معاملہ میں دخل دینے سے قرطاجنہ کے ساتھ جنگ چھڑ جائے گی اور سمندر پار فوج بھیجنی پڑے گی۔ مگر آخرکار بلا لحاظ ان جملہ امور کے یہ طے پایا کہ کسی نہ کسی طرح قرطاجنہ کی دست درازی کو روکنا چاہئے اور مجلس عوام نے یہ رائے دی کہ اہل مسینا

سنہ ۴۹۰ بنیادی کی امداد کی جائے۔ سنہ ۲۶۴ ق م میں رومن لشکروں نے پہلی مرتبہ سمندر کو عبور کیا، شہر مسینا پر قبضہ کرلیا گیا اور اہل قرطاجنہ و سیراکیوز نے شکست کھا کے محاصرہ اٹھادیا اور واپس چلے گئے۔ جنگ کی ابتدائی روش سے کبھی یہ خیال نہ آسکتا تھا کہ وہ اس قدر طول پکڑے گی اور یہ قیاس کیا جانے لگا کہ اس جنگ میں جو رومنوں کا مقصد تھا یعنے سسلی سے اہل قرطاجنہ کا اخراج بہت جلد حاصل ہو جائیگا۔

سنہ ۴۹۱ بنیادی شاہ ہیرو سنہ ۲۶۳ ق م میں رومنونکا شریک ہوگیا۔ اس اتحاد سے نہ صرف روما کی حالت مستحکم ہوگئی اور مغرب کے یونانی اس کو وحشیوں سے بچانے والا اور اپنا محافظ خیال کرنے لگے بلکہ مشرقی سسلی میں ان کو ایام سرما آرام سے گزارنے اور تہیہ جنگ کرنے کا موقع ملا۔ اس کے علاوہ خود شاہ ہیرو ایک کار آمد اور وفادار معاون ثابت ہوا۔

سنہ ۴۹۲ بنیادی سنہ ۲۶۲ ق م میں مقام اگر یگنیٹم پر قبضہ کرلیا گیا اور

سنہ ۴۹۳ بنیادی سنہ ۲۶۱ ق م میں ان کامیابیوں سے مزید نفع اٹھانے کے لئے

باب رومن سینیٹ نے جہازوں کا بیڑا بنانے کا قصد کیا

پہلا رومن بیڑا

جس سے نہ صرف ان مقامات کی تسخیر عمل میں آسکے، جہاں فوجیں پہنچ نہیں سکتی تھیں اور سواحل کی حفاظت ہوسکے بلکہ ان جہازوں کے ذریعہ سے سرزمین افریقیہ تک بھی پہنچ سکیں، ۲۶۰ سنہ ق م میں پہلا باقاعدہ رومن بیڑا روانہ ہوا۔ اس بیڑے میں ایک سو کوئن کوئے ریم اور بیس ٹرائی ریم جہاز تھے۔ مقام مِلے کے قریب رومن کے کانسل سی ڈوئی لیس کی سرکردگی میں ایک زبردست بحری فتح نصیب ہوئی جس سے ان کو امید ہونے لگی کہ سمندر پر بھی ان کو اتنی ہی کامیابی ہوگی جتنی کہ خشکی پر۔

۴۹۴ بنیادی

مگر یہ امیدیں بر نہ آئیں اور ۲۵۶ سنہ ق م میں جزیرۂ سسلی میں فتوحات کی رفتار نہایت دھیمی تھی اس لئے مجلس سینیٹ نے سرزمین افریقیہ پر حملہ آوری کا قصد کیا۔ اس مہم میں کامیابی کی امید یقینی تھی کیونکہ اہل قرطاجنہ کے مقبوضات غیر محفوظ تھے، ان کی لیبیہ کی رعایا کی وفاداری مشتبہ تھی اور خود اہل قرطاجنہ جنگجو نہ تھے، لیکن رومنوں سے متعدد غلطیاں ہوئیں ورنہ اس جنگ کا نتیجہ بھی وہی ہوتا جو پچاس سال بعد ہوا۔ مقام ایکنومس کے قریب اہل قرطاجنہ کے بیڑے کا قلع قمع کردیا گیا، جس سے راستہ کھل گیا اور بسرکردگی کانسلان ایل مینلیس ولسو و مارکس ایٹلیس ریگولس رومن افواج بسلامتی قرطاجنہ کے سواحل پر اتر گئیں اور

۴۹۸ بنیادی

افریقہ پر ریگولس کا حملہ

باب تمام ملک تاخت و تاراج کردیا۔ مگر موسم گرما کے اختتام پر مجلس سینیٹ سے ایک سخت حماقت سرزد ہوئی یعنی انھوں نے کانسل مینلیس کو افواج کے ایک حصۂ کثیر کے ساتھ واپس بلالیا۔ اس واقعہ سے ثابت ہوتا ہے کہ جمہوریہ کے قدیم دستوری اصول اس زمانے کے طولانی سلسلۂ جنگ کے لئے موزوں نہ تھے۔ کانسل مینلیس حسب الحکم میدان جنگ سے جدید انتخابات کے لئے واپس آیا اور اس کے ہمراہی سپاہی بھی اپنے گھروں کو یکسالہ فوجی خدمت کے بعد واپس چلے گئے مگر اس سے مہم کی کامیابی مشتبہ ہوگئی۔ ریگولس کی ناعاقبت اندیشی اور عجلت پسندی بھی مزید خرابی کا باعث ہوئی، باوجود فوجوں کی تعداد کے گھٹ جانے کے صرف عارضی کامیابیوں کی بنا پر اس نے شرائط صلح اس قدر سخت پیش کئے کہ اہل قرطاجنہ نے سلسلۂ نامہ و پیام بالکل منقطع کردیا، حالانکہ ان کی حالت نہایت سقیم تھی کیونکہ رومن ان کے شہر کے دروازوں پر پہنچ گئے تھے، ان کی فوج کی ہمتیں سرد ہوگئی تھیں اور وحشی اقوام کے دل کے دل ان کی سرحدوں پر حملہ آور ہورہے تھے مگر اس نازک موقع پر اسپارٹا کا ایک نبرد آزما سپاہی زین تھیپس پہنچ گیا اور اس نے اپنی قابلیت اور تدبیر سے قرطاجنہ کے جنرلوں کی غلطیوں کا دفعیہ کیا جس سے

۲۹۹ بنیادی ان کی ہمتیں بڑھ گئیں۔ ۲۵۵ء ق م میں شہر قرطاجنہ سے

باب۲ صرف چند میل کے فاصلہ پر رومن افواج کو اس نے شکست فاش دی ۔ ریگولس قید ہوگیا اور رومنوں کی فوج جرار میں سے صرف دو ہزار آدمی اپنی چھاؤنی تک واپس پہنچے جو سمندر کے کنارہ پر تھی ۔ یہاں ایک رومن بیڑا ان کی مدد کے لئے پہنچ گیا مگر ان کی بد قسمتی کا سلسلہ اسی پر ختم نہیں ہوا بلکہ راستہ میں یہ بیڑا بھی غرق ہوگیا اور ۳۶۴ جہازوں میں سے صرف ۸۰ بچ سکے ۔

ان ناکامیابیوں سے عاجز ہوکر رومنوں نے سرزمین افریقیہ پر حملہ کرنے کا خیال ترک کردیا مگر اپنے مقابل کے سمندر پر ایک اور مقابلہ کرنے کی آرزو باقی تھی یہ بھی پوری نہ ہوئی ۔ شہر پینارمس پر قبضہ (۲۵۴ سنہ ق م) ہوجانے سے ان کی ہمتیں بڑھ گئی تھیں مگر دوسرے ہی سال ان کا فتح مند بیڑا واپسی میں ایک طوفان میں ڈوب گیا ۔ چار سال بعد رومنوں نے ایک دوسرا بیڑا بسرکردگی پی کلاڈیس شہر للی بیم کے محاصرہ میں مدد دینے کے لئے روانہ کیا مگر فتح نصیب نہ ہوئی اور اس کا رفیق ایل جولیس جو بعجلت ممکنہ اس کی امداد کے لئے روانہ کیا گیا تھا راس پاکینس کے قریب غرق سمندر ہوگیا ۔

۵۰۰ سنہ بنیادی

ان متواتر ہزیمتوں سے شکستہ خاطر ہوکر مجلس سینیٹ نے یہ رائے قایم کی کہ صرف لشکروں پر اعتماد کیا جائے اور آہستہ آہستہ غنیم کو ان چند مقامات سے

باب۱ نکال دیا جائے جس پر اس کا قبضہ تا حال قائم تھا۔ ۲۴۸ سنہ سے
۵۰۶ سنہ تا ۵۱۱ سنہ بنیادی ۲۴۳ سنہ ق م تک رومنوں نے سمندر پر قدم نہ رکھا مگر خشکی پر بھی ان کو کوئی ایسی کامیابی میسر نہ ہوئی، جس سے کچھ آنسو پچھتے۔ قرطاجنہ کا نیا سپہ سالار ہملکار بارکا نہ صرف اطالیہ کے سواحل پر غارت گری کرتا رہا بلکہ مقام ارکٹی کے مستحکم قلعوں سے جزیرۂ سسلی کے مغربی حصہ میں جو افواج تھیں، ان کو بھی پریشان کرتا رہا اور مقام ایرکس پر بھی اس نے قبضہ کرلیا۔ ان واقعات سے رومنوں کو یقین ہوگیا کہ جزیرۂ سسلی سے اہل قرطاجنہ کا نکلنا اس وقت تک دشوار ہے، جب تک کہ ان کا بحری لشکر سمندروں پر غالب ہے، اس لئے رومنوں نے ایک آخری کوشش کرنے پر کمر ہمت چست کی۔ خزانہ خالی تھا مگر رومنوں نے چندہ کرکے
۵۱۲ سنہ بنیادی دو سو جہازوں کا ایک بیڑا تیار کیا اور ۲۴۲ سنہ ق م کے موسم گرما میں اس کو بسرکردگی کانسل کائس لوٹاٹیس کٹالس سسلی کو روانہ کیا۔ کٹالس مقام ڈریپانا کے محاصرہ میں کمک پہنچانے کے لئے گیا ہوا تھا اب وہ اہل قرطاجنہ کے بیڑے سے جو چڑھا چلا آتا تھا، مقابلہ کرنے کے لئے روانہ ہوا جزایر ایگاٹیس کے قریب دونوں بیڑوں میں
لڑائی کا اختتام سواحل سسلی پر مقابلہ ہوا۔ اہل قرطاجنہ کو ایسی شکست فاش ہوی کہ جنگ کا فیصلہ ہی ہوگیا۔ حکومت قرطاجنہ اپنے لشکروں کی کمک کے لئے جزیرۂ سسلی کو زیادہ فوج اب

باب نہیں بھیج سکتی تھی، اس لئے انھوں نے ہملکار کو صلح کر لینے کا حکم دیا۔ کٹالس نے اس کی شرایط کو منظور کیا اور روما سے جو وفد اس غرض سے آیا تھا، اس نے بھی شرایط مذکورہ سے جملہ اہم امور میں اتفاق کیا۔ شرایط صلح کے مطابق اہل قرطاجنہ، سسلی اور دیگر جزایر ملحقہ سے دست بردار ہو گئے اور ۲۲۰۰ سکہ تیلنٹ انھوں نے بطور تاوان ادا کیا۔

جنگ کی نوعیت اور اسکے نتائج

مورخ پولی بیس کی رائے ہے کہ یہ جنگ اس کے زمانے اور ازمنہ ماسبق کی لڑائیوں سے زیادہ خونریز تھی اور دور دور تک پھیلی ہوئی تھی مگر بہ لحاظ اہمیت نتائج یا تدابیر و قابلیت فوجی، یہ جنگ جنگ ہائے مابعد کے مقابل میں کچھ بھی نہ تھی؛ نہ اس جنگ میں کسی فریق نے کوئی ایسا کارنمایاں کیا، جس کا ہینی بال کے حملہ اطالیہ سے مقابلہ کیا جاسکے اور نہ دونوں ملکوں میں سوائے ہملکار کے ہینی بال یا سیپیو کے پایہ کا کوئی جنرل تھا۔ دراصل واقعہ یہ تھا کہ دونوں غنیم ایک ایسی جنگ کے ابتدائی اصول سیکھ رہے تھے جن سے دونوں اس وقت ناواقف تھے۔ قرطاجنہ کے سپہ سالار جن غنیموں سے لڑنے کے عادی تھے، ان سے رومن بالکل متغائر تھے اور رومنوں کو بحری جنگ کا پہلے مرتبہ سابقہ پڑا تھا

باب ۴ اور بحری جنگ میں ان کو مقابلہ بھی اپنے زمانے کی عظیم ترین بحری قوت سے کرنا پڑا۔ ان جدید حالات کی وجہ سے کسی جانب سے جنگ کے انصرام میں زیادہ سرگرمی ظاہر نہیں کی گئی، اس کے علاوہ دونوں فریقوں کو جنگ کا طول دینا بھی منظور نہ تھا۔ ممکن ہے کہ ہملکار نے قصد کرلیا ہو کہ روما کی قوت کو توڑنے کے لئے ضروری ہے کہ اطالیہ پر فوج کشی کی جائے مگر حکومت قرطاجنہ نے صرف اطالیہ کے ساحلوں پر یورش کرنا کافی خیال کیا ہو، یہ بھی قیاس کیا جاسکتا ہے کہ روما کی مجلس سینیٹ نے اس امر کو محسوس کرلیا تھا کہ جب تک شہر قرطاجنہ کو نیست و نابود نہ کردیا جائے یہ نزاع ختم نہیں ہوسکتی مگر افریقہ پر حملہ کرنیکی اہل روما نے صرف ایک بار ہمت کی اور پھر اس مہم کو سر کرنے میں زیادہ سرگرمی ظاہر نہیں کی۔ ان حالات سے دونوں فریقوں کی کمزوریاں ظاہر ہوتی ہیں۔ قرطاجنہ کے لئے امور ذیل خالی از خطرہ نہ تھے:۔ اس کے حکمراں ان سپہ سالاروں پر رشک و حسد کرتے تھے جو میدان جنگ میں نام آوری حاصل کرتے، ان کے سپاہی غیر اقوام کے تھے اور ہروقت یہ خطرہ رہا کرتا تھا کہ اس کی رعایا میں بغاوت نہ پھیل جائے، یہ خطرے ایسے تھے کہ ہینی بال ایسا مدبر بھی ان کو رفع نہ کرسکا۔ روما کو قرطاجنہ پر یہ فوقیت حاصل تھی کہ اس کے شہریوں میں حب قوم کا جوش تھا، اس کے حلیف وفاشعار

باب ۵ تھے اور اس کی افواج جری اور قواعد داں تھیں۔ اگر ان کو کوئی ضرورت تھی تو ایسے نظام عمل کی جس پر پابند ہونے سے وہ ان ذرایع کا بہترین استعمال کرسکیں۔ کیونکہ اس وقت تک امور سلطنت کا تصفیہ مجلس سینیٹ کے ہاتھوں میں تھا، جس کے اراکین میں آپس میں تفرقہ تھا؛ اور مہمات فوجی کا انصرام جن عہدہ داروں سے متعلق تھا وہ ہر سال تبدیل ہوا کرتے تھے اور ان کے ماتحت سپاہی بھی ہر سال موسم گرما کے اختتام پر اپنے گھروں کو واپس ہوجایا کرتے تھے۔ ظاہر ہے کہ اس طرز عمل سے کوئی مفید نتائج مترتب نہیں ہوسکتے تھے اور اصلاح کی سخت ضرورت تھی۔ پہلی اور دوسری فینیقی جنگ کے درمیان جو وقفہ تھا اس کو اُنھوں نے اپنی قوت کو مستحکم کرنے میں صرف کیا۔ سواحل اطالیہ کے قریب جو جزائر تھے ان میں سے سسلی رومنوں کے قبضہ میں آچکا تھا۔ اس جزیرے کا مشرقی حصہ شاہ ہیرو کے زیر حکومت چھوڑ دیا گیا جو رومنوں کا معاون تھا مگر مغربی حصہ راست روما کے تحت میں آگیا اور اس کے نظم و نسق کے لئے ایک یا دو پریٹر اور غالبًا ایک کویسٹر مقرر کیا گیا۔

پہلی اور دوسری فینیقی لڑائی کے درمیان کا وقفہ

۵۱۳ بنیادی

صلحنامہ ۲۴۱ء ق م کی رو سے جزایر سارڈینیا و کارسیکا روما کے حوالہ نہیں کئے گئے تھے مگر تین سال کے بعد (۲۳۸ء ق م) میں خود قرطاجنہ کے بیرونی اجیر

۵۱۶ بنیادی

باب ۱

سپاہیوں کی تحریک پر رومنوں نے ان جزایر پر قبضہ کرلیا۔ اہل قرطاجنہ نے صدائے احتجاج بلند کی مگر رومنوں نے جنگ کی دہمکی دی، اس لئے ان کو سکوت اختیار کرنا پڑا اور جزایر مذکور باضابطہ رومنوں کے حوالہ کردئے گئے۔ مگر وہاں کے دیسی باشندے سات آٹھ سال تک اپنی آزادی کے لئے لڑتے رہے۔ ۲۲۷ سنہ ق م میں مجلس سینیٹ نے نہ صرف جزایر سارڈینیا وکارسیکا بلکہ سسلی میں بھی مستقل نظام حکومت قایم کرنے کا تہیہ کیا۔ چنانچہ سال مذکور میں دو زاید پریٹر منتخب ہوئے ایک کے سپرد جزائر سارڈینیا وکارسیکا کئے گئے اور دوسرے کے جزیرۂ سسلی کا غربی حصہ، اور اس طرح سے صوبجات روما کی تنظیم کا سنگ بنیاد رکھا گیا۔ دریائے پو کی وادی میں جو کیلٹی اقوام آباد تھیں، ان کو محکوم کرنا بھی جزیرہ نمائے اطالیہ میں حفظ امن کے لئے سخت ضروری تھا۔ اس قوم نے بسرکردگی قبائل بوئی و انسوبریز و ممالک غرب کے کیلٹی قبائل کی امداد سے ایڑوریا پر حملہ کرکے اہل اطالیہ کو خائف کردیا اور مقام کلوسیم تک پہنچ گئے جو روما سے صرف تین روز کے راستہ پر ہے، مگر یہاں پہنچ کر اہل کیلٹ ہمت ہار گئے اور ایڑوریا کے سواحل کی طرف واپس ہوگئے مگر مقام ٹیلامن پر ایک رومن لشکر پہنچ گیا تھا جو سارڈینیا سے روما کی حفاظت کے لئے آیا تھا اور ان کے عقب میں ایک دوسری رومن فوج موجود تھی۔ اہل کیلٹ

سارڈینیا اور کارسیکا کا الحاق۔ اولین رومن صوبے ۲۲۷ سنہ بنیادی

بوئیوں اور انسوبریوں کی تسخیر ۲۲۵ سنہ بنیادی

باب ۷ اس طرح دونوں طرف سے گھر کر نہایت جوش کے ساتھ لڑے مگر صورت حال ان کے خلاف تھی اور ان کی قوم کی تعداد کثیر جنگ میں کام آئی۔ رومنوں نے ان کو ہزیمت دینے کے بعد ان کی بستیوں پر یورش کردی۔ قبیلہ بوئی نے بہ آسانی اطاعت قبول کرلی مگر قبیلہ انسوبریز نے سختی کے ساتھ مقابلہ کیا، لیکن

۵۳۲ بنیادی سنہ ۲۲۲ ق م میں جنگ ختم ہوگئی اور دریائے پو کی زرخیز وادی کے تمام قبائل نے روما کی سیادت کو تسلیم کرلیا۔ روما نے اس مفتوح قوم کے افراد کو اپنے حلفا میں شامل نہیں کیا بلکہ مفتوحین کے درجہ پر رکھا اور تین نوآبادیاں بمقامات پلاسینٹیا و کریمونا انسوبیریوں کے ملک میں اور موٹینا بوائیوں کے ملک میں، ان اقوام کی روک تھام

ویافلامینیا کے لئے قائم کردیں؛ اس کے علاوہ ایک بہت بڑی سڑک "ویا فلامینیا" شمالی سرحد تک بنائی گئی۔ اطالیہ کے

الریائی بحری قزاقوں کی گوشمالی۔ روما اور یونان مشرقی سواحل پر چونکہ نہ تو قرطاجنہ کی سی زبردست سلطنت کا خوف تھا نہ کوئی بڑے جزیرے تھے جن کے الحاق کی حرص ہوتی؛ اس لئے رومنوں نے سواحل بحیرۂ ایڈریاٹک کو تجارت کے لئے مامون کرلینے پر اکتفا کیا۔

۵۲۵ بنیادی اور اس غرض سے ایک رومن بیڑے نے سنہ ۲۲۹ ق م میں بحیرۂ ایڈریاٹک کو عبور کیا اور الیریا کے سواحل کے بحری قزاقوں کو سخت گوشمالی دی؛ مگر اس مہم کے نتائج

باب دوررس تھے کیونکہ اس ذریعہ سے روما اور یونان کی ریاستوں میں ابتدائی تعلقات قائم ہوئے، اس لئے کہ یونانی ریاستوں کو بھی ان قزاقوں کی سرکوبی اور بحیرۂ ایڈریاٹک کے پرامن ہونے سے نفع تھا۔ ریاست ہائے کارکائرا۔ ایپی ڈامنس، اپولونیا سے اتحاد پیدا کیا گیا۔ ایٹولیا، اکائیا اور ایتھنز و کورنتھ کو سفارتیں روانہ کی گئیں، تاکہ اُن کو مطمئن کردیں کہ روما کی فوجیں سرزمین یونان پر کس غرض سے اُتری ہوئی ہیں۔ ہر جگہ ان کا خیرمقدم کیا گیا اور ۲۲۸ ق م میں رومنوں کو خاکنائے کارنتھ کے کھیلوں میں شرکت کی اجازت دی گئی، جس سے گویا یونانیوں نے تسلیم کرلیا کہ وحشی اقوام اور غیرملکی خود مختار حکمرانوں کے خلاف رومن یونان کی آزاد ریاستوں کے معاون ہوں گے۔ اس تعلق کے قایم ہوجانے سے رومنوں کو مشرق میں وہی نفع پہنچا جو مغرب میں حاصل ہوا تھا۔

۵۲۶ بنیادی

اہل قرطاجنہ ہسپانیہ میں

اس زمانے میں جب کہ رومن اپنے مقبوضات کو ہر طرح سے مستحکم کر رہے تھے، اہل قرطاجنہ نے ایک ملک پر قبضہ کرلیا جو جزایر سسلی، سارڈینیا اور کارسیکا کا نعم البدل ثابت ہوا۔ یعنی جزیرہ نمائے ہسپانیہ جس کی سیاسی اہمیت کو قرطاجنہ کے سربرآوردہ جنرل ہملکار بارکا نے محسوس کرکے وہاں قرطاجنی حکومت قایم کرنے کا منصوبہ باندھا۔ ملک ہسپانیہ زرخیز ہونے کے علاوہ اپنے جغرافیائی موقع کے لحاظ سے

باب ۱ روما پر حملہ کرنے کے لئے ایک موزوں مرکز تھا سنہ ۲۳۶ اور
سنہ ۵۱۹ تا سنہ ۵۲۶ بنیادی سنہ ۲۲۸ ق م کے درمیان ہملکار کی تدابیر سے ہسپانیہ کے جنوبی اور مشرقی حصہ پر قبضہ ہوگیا اور اس کے رشتہ دار
سنہ ۵۲۶ تا سنہ ۵۳۳ بنیادی ہسڈروبال نے سنہ ۲۲۸ سے سنہ ۲۲۱ ق م تک سلسلۂ فتوحات جاری رکھا اور بالآخر ہملکار کے بیٹے ہینی بال نے سنہ ۲۱۹ میں اس کی تکمیل کی اور دریائے ایبرو تک قرطاجنہ کا قبضہ ہوگیا۔ رومنوں کو ہینی بال کی پیش قدمی ناگوار ضرور تھی مگر اس وقت وہ اہل کیلٹ سے برسر پیکار تھے، اس لئے انھوں نے صرف اس امر پر اکتفا کیا کہ اہل قرطاجنہ سے وعدہ کرلیا جائے کہ وہ دریائے ایبرو کے آگے نہ بڑھیں اور مسیلیا ایمپوری اے اور ساگنٹم کی یونانی بستیوں کی آزادی سے معترض نہوں۔

ہینی بال نے اپنے باپ کی قابلیت ورثہ میں پائی تھی اور رومنوں سے اس کو بھی اسی قدر نفرت تھی، جتنی کہ اس کے باپ کو مگر یہ پیش بندیاں ہینی بال کے عزم بالجزم کو روک نہ سکتی تھیں کیونکہ اس کے منصوبوں
سنہ ۵۳۵ بنیادی میں تسخیر ہسپانیہ فتح اطالیہ کا پہلا زینہ تھا۔ اس لئے سنہ ۲۱۹ ق م
دوسری فینقی لڑائی سنہ ۲۱۸ تا سنہ ۲۰۱ ق م میں اس نے باوجود رومن سفارت کے احتجاج کے ساگنٹم پر قبضہ کرلیا، جس کی وجہ سے رومنوں سے قطع تعلق لازمی تھا اور مزید پیش قدمی میں کوئی امر مانع نہ رہا۔ قرطاجنہ سے دوبارہ جنگ ہونے کا اندیشہ تو رومنوں کو ضرور

تھا مگر سینیٹ کو یقین تھا کہ اگر جنگ ہوئی بھی تو افریقہ یا ہسپانیہ میں ہوگی جہاں ان کو اہل ساگنٹم سے کافی امداد ملے گی اور اس مقام کے مفتوح ہوجانے کے بعد بھی ان کی یہ امید قایم رہی ۔ ۲۱۸ سنہ ق م میں ایک کانسل پ ۔ کارنیلیس سیپیو ہسپانیہ کو روانہ کیا گیا اور دوسرا ٹی ۔ سیمپرونیس گراکس سسلی کو اور وہاں سے افریقہ کو ۔ مگر ہینی بال کی عجلت اور اخفاء سے ان کے تمام منصوبے خاک میں مل گئے ۔ قرطاجنہ جدید سے ۲۱۸ سنہ ق م میں روانہ ہوکر پانچ مہینے میں وہ کوہ پیرینیز کے اس پار دریائے رون کے قریب پہنچ گیا ، ٹھیک اُس وقت جبکہ سیپیو ہسپانیہ کے قصد سے مقام مسیلیا میں پہنچا ، پھر باوجود مشکلوں کے نامتناہی سلسلہ کے ہینی بال کوہ آلپس کو طے کرکے سس آلپائن گال کے میدانوں میں پہنچ گیا اور اس کے ورود سے تمام اہل اطالیہ ششدر رہ گئے جو افواج اس کی پیش قدمی کو روکنے کے لئے جمع کی گئی تھیں ، ان کو اس نے دو لڑائیوں میں ٹیسی نس اور ٹریبیا کے قریب شکست دی اور اس وجہ سے قوم کیلٹ کے قبائل جوق جوق اس کی فوج میں شریک ہونے لگے اور اس کو یہ ہمت ہوئی کہ اطالیہ کو تاخت و تاراج کرکے اپنی دیرینہ آرزو پوری کرے ۔ اس کی افواج کی تعداد صرف ۲۶۰۰۰ تھی ۔ اس کے مقابلہ میں اہل روما

(حاشیہ: باب ۲۳۶ سنہ تا ۲۳۵ سنہ بنیادی — اطالیہ پر ہینی بال کا حملہ)

باب۴ اور ان کے حلفاء سات لاکھ سپاہی میدان جنگ میں لاسکتے تھے، اس لئے ہینی بال کی کامیابی کی صورت صرف یہ تھی کہ قبل اس کے کہ رومن اپنی افواج کو جمع کرسکیں اور نظام فوجی کو کارگر بناسکیں، وہ ان کو ایسی شکست فاحش دے کہ پھر نہ سنبھل سکیں۔ پہلی کامیابی کے بعد اسے امید ہوگئی کہ اتحاد رومن ٹوٹ جائیگا اور رومن تن تنہا رہ جائیں گے اور خود حکومت قرطاجنہ بھی اس کی امداد پر زیادہ آمادگی ظاہر کرے گی۔ اپنی ذات اور اپنی فوج پر جو اسے اعتماد تھا وہ بیجا نہ تھا کیونکہ جب کبھی اس کی افواج کا روما کے لشکروں سے اس کی سرکردگی میں مقابلہ ہوا تو فتح کا سہرا اسی کے سر رہا؛ مگر جنوبی اطالیہ کے سوا باوجود اس کی عظیم فتوحات اور تیز پیش قدمی کے، اسے کہیں معاون نہ ملے اور اس کی ناکامی کا اصل سبب علاوہ رومنوں کے استقلال اور عزم بالجزم اور قرطاجنہ کی کمزوری کے یہ تھا کہ شمالی اور وسطی اطالیہ میں روما کے حلفاء اپنی وفاشعاری پر قایم رہے۔ ۲۱۷ء ق م کے موسم سرما میں ہینی بال نے کوہ ایپی نائن کو دوبارہ طے کرکے براہ مشرقی ایڈریاٹک ورنیا، جنوب کی طرف اسی راستہ سے حملہ کیا جو اقوام کیلٹ نے اختیار کیا تھا۔

جنگ جھیل ٹراسمین ۵۳۷ بنیادی اپریل میں اس نے فلامینس اور اسکی فوج کو جھیل ٹراسمین کے قریب تہ تیغ کردیا اور اسپولیٹیم کی طرف بڑھا جو روما سے صرف چند منزل پر تھا؛ مگر تسخیر روما کا اس وقت

باب ۱ اسے خیال نہ تھا اس لئے شہر اسپولیٹیم سے جس کے باشندوں نے اس پر اپنے دروازے بند کردئے وہ بعجلت مشرق کی طرف بڑھا بحیرۂ ایڈریاٹک کے سواحل پر شمالی اپولیا کے سرسبز ملک میں پہنچا جہاں اس کو رسد اور گھوڑے کافی تعداد میں مل گئے اور قرطاجنہ سے رسل و رسائل بھی بآسانی ہوسکتے تھے اس کے علاوہ اس نواح کے باشندے حال ہی میں روما کے حلفاء میں داخل ہوئے تھے اور ان کو ورغلانے کا بھی موقع مل گیا۔ قیاس غالب تھا کہ اگر اسے کوئی دوسری عظیم الشان فتح نصیب ہوتی تو روما کے خلاف میں عام بغاوت پھیل جاتی۔ مگر دوسرے سال کے موسم سرما تک اسے یہ موقع نہ ملا کیونکہ رومن جنرل کوئنٹس فیبس کنک ٹیٹر کھلے میدان میں لڑنے پر آمادہ نہ تھا۔ لیکن رومن اس کی سہل انگاری سے بیزار ہوگئے اور ۲۱۶ سنہ ق م کے کالنسلوں ل۔ امیلیس پالس اور ایم ٹرنٹیس وارو کو یہ حکم دیا گیا کہ وہ ایک فوج جرار لیکر اس گستاخ حملہ آور کی سرکوبی کریں۔ دونوں لشکروں کا صوبہ اپولیا میں مقابلہ ہوا جس سے ہینی بال کی آرزو پوری ہوئی۔ رومن افواج بمقام کانے قریب قریب نیست و نابود کردی گئیں اور لاطینی نوآبادیوں اور ساحل پر کی یونانی بستیوں کے سوا تمام جنوبی اطالیہ کے باشندے اس کے ہمنوا ہوگئے رومنوں کی شومئی قسمت کا یہیں خاتمہ نہیں ہوا بلکہ فلپ

کانے کی لڑائی۔ جنوبی اٹلی اور سیراکیوز کی بغاوت ۵۳۸ سنہ بنیادی

جنگ کینے بغاوت جنوبی اطالیہ

باب شاہِ مقدونیہ بھی ۲۱۵؁ ق م میں ہینی بال سے متحد
۵۳۹ بنیادی ہوگیا اور اطالیہ پر حملہ کرنے کی دھمکی دینے لگا۔ دوسرے
سال میں وفاشعار شاہِ ہیرو کے انتقال کے بعد
اہل سائرا کیوز نے روما سے بغاوت کی اور اہل قرطاجنہ
۵۴۲ بنیادی کی ایک فوج سسلی پہنچ گئی۔ ۲۱۲؁ ق م میں ساحل جنوبی
کے یونانی شہر بھی رومنوں کے قبضہ سے نکل گئے۔ مورخ
پولی بیس نے ایک مقام پر تذکرۃً بیان کیا ہے کہ رومن
جب ہر طرف سے آفت میں گھر جاتے تو ایسی حالت
میں اور زیادہ خطرانگیز ہو جاتے۔ اس کے قول کی صداقت
ان کے اس استقلال سے ہوتی ہے جو انھوں نے
اس موقع پر دکھایا۔ دشمن کی متواتر کامیابیوں سے مرعوب
ہونا کیسا انھوں نے صبرو استقلال کے ساتھ اپنی ناگفتہ بہ
۵۴۰ بنیادی حالت کی اصلاح شروع کی۔ پہلے تو انھوں نے ۲۱۴؁ ق م
میں فلپ شاہِ مقدونیہ کو اپنے معاون شہر اپولونیا کا
محاصرہ اُٹھانے پر مجبور کیا اور ۲۱۱؁ ق م میں اس کے
خلاف یونان کی مختلف ریاستوں کو برانگیختہ کرکے اس کو
محاصرۂ و تسخیر سیراکیوز اطالیہ پر حملہ کرنے کے خیال سے باز رکھا۔ شہر سیراکیوز ایک
طولانی محاصرہ کے بعد مسخر ہوا اور اس وجہ سے رومنوں کا
۵۴۲ ۵۴۳ بنیادی اقتدار جزیرۂ سسلی میں دوبارہ قائم ہوگیا۔ سرزمین اطالیہ
میں قائدین روما نے ہینی بال کے غیاب سے موقع پاکر شمالی
اپولیہ پر قبضہ کرلیا مگر زیادہ تر ان کی کوشش یہ رہی کہ

کیمپنیا اور خصوصاً شہر کاپوآ پر دوبارہ قبضہ کرلیا جائے۔ اس باب
شہر کے متعلق ہینی بال کا خیال تھا کہ اطالیہ کی سیادت
میں روما کا جانشین ہوگا اور اس کو مشتبہ حالت میں دیکھکر
ہینی بال جنوب سے پلٹ پڑا جہاں وہ ٹارنٹم کے قلعہ میں
ایک رومن فوج کا محاصرہ کئے ہوئے تھا۔ شہر کاپوا کا رومن
فوجیں محاصرہ کئے ہوئے تھیں۔ ہینی بال نے کوشش کی
کہ ان کی صفوں کو چیر کر شہر میں گھس جائے مگر اس میں
اس کو ناکامی ہوئی اس لئے اس نے قصد کیا کہ یکایک
روما پر دھاوا کردے کہ رومن مجبور ہوکر اس شہر کا محاصرہ اٹھادیں۔
شہر روما پر دھاوا کرنا نہایت جرات کا کام تھا جس نے اس کے
ہمعصروں کو متحیر کردیا مگر اس سے مفید نتائج مترتب نہیں ہوئے۔
ہینی بال حددرجہ کی سرعت اور خموشی کے ساتھ "لاطینی سڑک"
کی راہ سے کوچ کرتا رہا یہاں تک کہ شہر روما صرف تین میل
رہ گیا بلکہ اس کی فوج کا اگلا حصہ دروازہ کولین تک پہنچ گیا
مگر نہ تو کسی فریق کو اس کی شرکت کی جرأت ہوئی نہ کوئی
رومن لشکر اس کے مقابلہ کے لئے میدان جنگ سے واپس
بلایا گیا اور نہ صلح کے لئے کوئی رومن سفارت اس کے
لشکر میں پہنچی۔ بیان کیا جاتا ہے کہ رومنوں کے اس بہادرانہ
کاپوا پر دوبارہ قبضہ ۵۴۳ بنیادی — سکوت سے ہینی بال مرعوب ہوکر جنوب کی طرف اپنے صدر مقام کو
واپس گیا۔ سنہ ۲۱۱ ء میں شہر کاپوا جیسا کہ امید تھی رومنوں کے
قبضہ میں آگیا اب جنگ کا مرکز ثقل صوبجات لوکانیا و بروٹیم

باب۵ کی طرف منتقل ہوگیا اور اہل روما کے دلوں میں امید پیدا ہونے لگی کہ اس پنج سالہ جنگ کے بعد اب انھیں اطمینان نصیب ہوگا۔ مگر ان کی یہ امیدیں قبل از وقت ثابت ہوئیں جب کہ وفادار اہل مسّیلیا نے پیام بھیجا کہ ہسدروبال اطالیہ میں منہزم ہونے کے بعد اطالیہ کی طرف ہینی بال سے شرکت کے لئے قدم بڑھائے ہوئے جارہا ہے۔ اس خبر سے رومن سخت پریشان ہوئے اور انھوں نے سعی بلیغ اس امر میں شروع کی کہ دونوں بھائی ایک دوسرے سے نہ ملنے پائیں۔ مگر جب انھیں معلوم ہوا کہ کانسل کلاڈیس نے دھاوا کرکے ہسدروبال کو میٹورس ندی کے قریب شکست دی اور اس کو قتل کردیا (۲۰۷ھ ق م)، تو ان کی خوشی کی کوئی انتہا نہ تھی۔ سرزمین اطالیہ پر اب گویا جنگ قریب قریب ختم ہوچکی تھی کیونکہ گو چار سال تک ہینی بال اطالیہ کے ایک گوشہ (برو ٹیم) میں موجود تھا مگر جزیرہ نمائے مذکور پر رومن اقتدار کے دوبارہ قیام کو وہ کسی صورت سے روک نہ سکتا تھا۔ سسلی پر رومنوں کا اقتدار پورے طور پر قائم ہوچکا تھا اور آخرکار ۲۰۶ھ ق م میں یعنی فتح میٹارس کے ایک سال بعد نوجوان پ سیپیو کی متواتر کامیابیوں نے اہل قرطاجنہ کو جزیرہ نمائے ہسپانیہ سے بالکل بیدخل کردیا اور ان کے قبضہ میں افریقہ کے باہر صرف وہ چپہ زمین کا رہگیا جس پر ہینی بال اب تک قدم جمائے ہوئے تھا۔ فتح مند سیپیو نے ہسپانیہ سے واپسی کے بعد قرطاجنہ پر فوری حملہ کرنے کا مشورہ

دریائے مٹورس پر ہسدروبال کی شکست

۵۴۷ بنیادی

۵۴۳ تا ۵۴۸ بنیادی ہسپانیہ سے اہل کارتھیج کا اخراج

دیا۔ رائے عام اس سے بالکل متفق تھی مگر اراکین سینیٹ اس باب
مشورہ پر عمل کرنے میں تامل کر رہے تھے کیونکہ ان میں سے
اکثر سیپیو کی کامیابیوں کو حسد کی نگاہ سے دیکھتے تھے۔ اس کے
علاوہ سیپیو کا یہ بھی خیال تھا کہ اگر اراکین سینیٹ اس کی
تجویز کو مسترد کردیں تو اس معاملہ کو عوام کے سامنے پیش
کردے۔ سیپیو اپنے اس ارادہ کو کھلم کھلا ظاہر کرتا تھا
جس کی وجہ سے اکثر اراکین سینیٹ اس سے ناراض تھے۔
بعض لوگ مثلاً کوئنٹس فیبیس اس منصوبہ کو خطرناک خیال
کرتے تھے جس کی دو وجہیں تھیں ایک تو یہ کہ ہینی بال ابھی
سرزمین اطالیہ پر موجود تھا اور دوسرے یہ کہ سلطنت کے ذرائع
بالکل ختم ہو چکے تھے، مگر سیپیو کی رائے قوم میں مقبول ہوئی
اور سنہ ۲۰۵ ق م میں وہ کانسل منتخب ہوا۔ جزیرۂ سسلی اس
کے تفویض ہوا اور اسے یہ بھی اختیار دیا گیا کہ اگر ضروری
خیال کرے تو افریقہ پر بھی حملہ کرے۔ اپنی ہر دل عزیزی کی
وجہ سے زرِ نقد اور رسد اس کو مقدار کثیر میں چندہ کے
طور پر ملی اور ہزاروں آدمی اس کی فوج میں بطیب خاطر
شریک ہوئے۔ اس امداد کی وجہ سے سنہ ۲۰۵ ق م میں
اس نے جزیرۂ سسلی میں کافی فوج جمع کرلی اور سنہ ۲۰۴ ق م
میں افریقہ پہنچا جہاں ملک نیومیڈیا کے بادشاہ ماسی نسا نے
اس کا خیر مقدم کیا۔ سنہ ۲۰۳ ق م میں اس نے قرطاجنہ کی
افواج کو دو دفعہ ایسی شکست دی کہ اہل قرطاجنہ کی ایک

افریقہ پر سیپیو کا حملہ سنہ ۵۴۹ بنیادی

سنہ ۵۵۰ بنیادی

سنہ ۵۵۱ بنیادی

باب۱ جماعت میں صلح کرلینے کا خیال پیدا ہوا۔ مگر دوسرا فریق جنگ قائم رکھنے پر تلا ہوا تھا اور اس کی رائے غالب رہی۔ ہینی بال اطالیہ سے واپس بلالیا گیا اور اس کے ساتھ اس کا بھائی ماگو بھی جس نے لیگیوریا میں اپنی فوجیں اُتار کر یہ کوشش کی تھی کہ رومن قرطاجنہ سے واپس چلے جائیں۔ ماگو نے دوران سفر میں انتقال کیا مگر ہینی بال رومنوں سے آخری جنگ کے لئے واپس آیا۔ رومن افواج سیپیو کی سرکردگی میں تھیں جو سال ۲۰۲ ق م میں عوام روما کی خاص رائے سے دوبارہ کانسل منتخب ہوا تھا۔ دونوں فوجوں کا بمقام زاما مقابلہ ہوا رومنوں کو فتح کامل ہوئی اور جنگ ختم ہوگئی۔ مجلس رومن نے اہل قرطاجنہ کی درخواست صلح کو خوشی کے ساتھ منظور کرلیا اور شرائط کے طے کرنے کا کام ہردلعزیز سیپیو اور دس اراکین سینیٹ کے سپرد کیا گیا۔ شرائط صلح کی رو سے قرطاجنہ کے جو مقبوضات افریقہ میں تھے بحال رکھے گئے مگر اہل قرطاجنہ کو یہ وعدہ کرنا پڑا کہ وہ افریقہ کے باہر کسی جنگ میں نہ شریک ہوں گے اور افریقہ میں بھی بلا اجازت رومنوں کے کسی سے جنگ نہ کریں گے۔ اہل قرطاجنہ کو اپنے تمام ہاتھی اور بیڑے بجز دس جہازوں کے اور تمام اسیران جنگ رومنوں کے سپرد کردینے پڑے اور دس ہزار سکہ ٹالینٹ تاوان میں ادا کرنے پڑے۔ ماسی نسا کے مقبوضات میں بطور انعام کے اضافہ کیا گیا اور اس کا

(۲۰۲ ق م بنیادی جنگ زاما)

شمار اہل روما کے "حلفاء اور دوستوں" میں ہونے لگا۔ باب

جنگ زاما نے دیار مغرب کی آیندہ قسمت کا فیصلہ ممالک کردیا کیونکہ اس جنگ کے بعد اہل قرطاجنہ کا دور دورہ جاتا رہا مغرب پر رومنوں اور ان کی سیادت فاتحین کی طرف منتقل ہوگئی۔ اطالیہ کے کی حکومت غرب میں اب روما کا کوئی مقابل باقی نہ رہا تھا اور مغرب میں اپنے اقتدار کو وسعت دینا نہ دینا ان کا اختیاری امر اور صورت حالات پر منحصر تھا۔ آیندہ پچاس سال میں اہل روما معاملات مشرق میں مصروف تھے اس وجہ سے مغرب میں اپنے مقبوضات کو وسعت دینے کی طرف انھوں نے توجہ

۶۲۹ بنیادی نہ کی ۱۲۵ ق م میں انھوں نے جدید فتوحات کا سلسلہ گال کے اس حصہ پر حملہ کرکے شروع کیا جو کوہ آلپس کے اُدھر واقع ہے۔ رومنوں کی زیادہ تر توجہ مقبوضات موجودہ کی تنظیم میں اور ان پر اپنا قبضہ مستحکم کرنے پر رہی مگر تمام صوبوں

سسلی وہسپانیہ میں ترقی کی رفتار مساوی نہ تھی۔ سسلی اور ہسپانیہ میں رومن حکومت کا قائم کرنا نہایت ضروری تھا ورنہ اندیشہ تھا کہ بدامنی پھیل جائے یا ان پر اہل قرطاجنہ کسی دوسرے حملکار کی سرکردگی میں پھر قبضہ کرلیں اس لئے رومنوں نے شاہ ہیرو متوفی کے مقبوضات اور جزیرۂ سسلی کے مغربی حصہ کو متحد کرکے ایک صوبہ بنا دیا اور اس کو ایک

۵۵۳ بنیادی رومن پریٹر کے سپرد کردیا (۲۰۱ ق م)۔ ہسپانیہ میں ۲۰۶ سے

۵۴۸ تا ۵۵۷ بنیادی ۱۹۷ ق م تک عارضی انتظام تھا مگر اس کے بعد اس ملک کو

باب۱ دو صوبوں میں منقسم کردیا گیا۔ ہر ایک صوبہ ایک پریٹر کے
تابع فرمان کردیا گیا۔ اور اس غرض کے لئے دو مزید پریٹروں
کا انتخاب ہر سال ہونے لگا۔ مگر ان انتظامات کے علاوہ
دونوں ملکوں کی انتظامی حالت میں کوئی مشابہت نہ تھی کیونکہ
۵۵۳ تا ۶۱۸ بنیادی سسلی میں ۲۰۱ ق م سے ۱۳۶ ق م یعنی غلاموں کی
جنگ شروع ہونے تک بالکل امن و اماں رہا اور اس صوبہ
سے رومنوں کو غلہ اور ان کی افواج کو رسد اور کپڑے کی
امداد ہوتی رہی اور اس وجہ سے یہ جزیرۂ اطالیہ کا ایک
جزو ہوگیا۔ وہاں کی اراضی بھی باہمت رومن تجار کے قبضہ
میں آگئیں۔ مگر برخلاف اس کے ہسپانیہ کے صوبہ داروں کا
کام نہایت دشوار ثابت ہوا۔ ساحل پر جو بستیاں تھیں اُن پر
رومن حکومت بآسانی قائم ہوگئی مگر اندرون ملک کی جنگجو
اقوام کو طوق غلامی ناگوار تھا اور وقت بیوقت کھلم کھلا
بغاوت پر تیار ہو جاتیں۔ سسلی میں پریٹر کی امداد کے لئے
تھوڑی سی فوج کی ضرورت تھی مگر ہسپانیہ میں پریٹروں کو کانسلوں
کے اقتدار کی ضرورت تھی اور چار رومن لیجن وہاں ہمیشہ
موجود رہتے اور اکثر یہ بھی ہوتا کہ کانسل بنات خود وہاں
جاتے۔ مگر ان دقتوں پر بھی قیام امن کی کارروائی جاری
۵۵۹ بنیادی رہی اور کیٹو (کانسل ۱۹۵ ق م) اور ٹائبیریس سیمپرو
نیئیس گراکس (پریٹر ۱۸۰ ق م) نے اپنی مساعی جمیلہ سے
۵۷۴ تا ۵۷۵ بنیادی وسطی ہسپانیہ کی بغاوت کو فرو کیا اور اس کے انتظامات

باب ۶۰۵ بنیادی کی وجہ سے ۴۰ سال تک ہسپانیہ میں بالکل سکون رہا۔ ۱۴۹ ق م
میں ویریاتھس کی سرکردگی میں رومن حکام کی سخت گیری کی وجہ
۶۲۱ بنیادی سے پھر بغاوت ہوئی جو ۱۳۳ میں شہر نومانٹیا کی تسخیر تک
رومن جنرلوں کی ناقابلیت کی وجہ سے فرو نہ ہوئی۔ مگر اسی سال
میں سیپیو افریکانس ثانی نے ملک ہسپانیہ کا باقاعدہ انتظام کیا
جس کی وجہ سے تمام ملک میں دو کوہستانی اضلاع کے سوا
رومن حکومت مستحکم ہوگئی لیکن اندرون ملک کی بے امنی
ساحلی اضلاع میں رومن تہذیب کی اشاعت کے مانع
نہ ہوی۔ رومن تجار اور ساہوکار ساحلی بستیوں سے اندرون
ملک میں پھیل گئے۔ رومنوں نے کان کنی جاری کردی اور
رومن سپاہی جو ہسپانیہ بھیجے جاتے واپس آنے کے عوض
وہاں کی عورتوں سے شادی کرکے وہیں آباد ہوجاتے۔ اطالیہ
کے باہر سب سے پہلے رومن ہسپانیہ میں آباد ہوئے اور
یہ سب رومن سپاہی تھے۔ ۱۳۳ ق م ہی میں ہسپانیہ
میں رومن تمدّن کا اثر غالب آچکا تھا۔

تیسری فینقی لڑائی افریقہ میں رومن حکومت کا قیام ابھی قبل از وقت
تھا کیونکہ سلطنت قرطاجنہ کی آزادی ابھی قائم تھی۔ مگر رومنوں
۱۵۰-۱۴۶ ق م نے ان پر ۲۰۱ ق م کے صلحنامہ کی رو سے ناقابل برداشت
۶۰۸ بنیادی قیود عائد کئے تھے اس کے علاوہ شاہ نومیڈیا جو رومنوں کا
وفادار حلیف تھا قرطاجنہ سے ہمیشہ برسر پرخاش رہتا
اس لئے جنگ کا چھڑ جانا بعید از قیاس نہ تھا۔ قرطاجنہ کا

باب ذراسا بھی سنبھلنا رومنوں کو شاق اور ناگوار تھا اور باوجود اس
سنہ ۵۵۹ بنیادی کے کہ اہل قرطاجنہ نے ہینی بال کو سنہ ۱۹۵ ق م میں خارج البلد
سنہ ۵۷۱ بنیادی کردیا اور سنہ ۱۸۳ میں وہ مر بھی گیا مگر اس سے بھی رومنوں کو
چین نہ آیا اور ہمیشہ ان کو یہ اندیشہ رہا کہ جب تک ان کے
رقیب کا وجود باقی ہے وہ ہمیشہ معرض خطر میں ہیں۔ اس لئے
رومن اس تاک میں تھے کہ اہل قرطاجنہ کسی طور پر شرائط
صلح کی خلاف ورزی کریں جس سے دوبارہ جنگ شروع کرنیکا
موقع ملے۔ اس موقع کے لئے ان کو زیادہ انتظار کرنا نہ پڑا
سنہ ۶۰۳ بنیادی کیونکہ رومنوں کا حلیف ماسی نسا شاہِ نومیڈیا اہل قرطاجنہ کو
ہمیشہ چھیڑتا رہتا تھا۔ سنہ ۱۵۱ ق م میں روما میں یہ خبر پہنچی کہ
اہل قرطاجنہ شرائط صلحنامہ کے خلاف ماسی نسا سے برسر جنگ
تھے۔ روما کی سینیٹ میں جو گروہ اہل قرطاجنہ کے خلاف تھا
اس کے لئے یہ بہانہ کافی تھا۔ اعلان جنگ فوراً کردیا گیا
اور مصیبت زدہ اہل قرطاجنہ کو حکم دیا گیا کہ وہ اپنے شہرکو
تباہ کردیں۔ اس حکم کی تعمیل سے انھوں نے انکار کیا اور
سنہ ۱۴۹ ق م میں قرطاجنہ کا محاصرہ شروع ہوا۔ دو سال تک
رومنوں کو خاطر خواہ کامیابی نہ ہوی اس لئے سنہ ۱۴۷ ق م
سنہ ۶۰۷ بنیادی میں پی کارنیلیس سیپیو ایمیی لیانس سیپیو فاتح زاما کا متبنّیٰ بیٹا
جس کی عمر ۳۷ سال تھی اور خدمت ایڈیل کا خواستگار تھا
سنہ ۶۰۸ بنیادی کانسل بناکر افریقہ روانہ کیا گیا۔ دوسرے سال سنہ ۱۴۶ ق م
میں اہل قرطاجنہ نے ہتھیار ڈال دئے اور ان کا شہر

مسمار کردیا گیا اور ان کے مقبوضات رومن صوبۂ افریقہ باب
میں شامل کرلئے گئے۔ نومی ڈیا پر ماسی نسا کے تینوں بیٹے
حکمراں تھے اور رومنوں کے حلیف ہونے کی وجہ سے
ان سے یہ بھی امید تھی کہ جدید صوبہ کو اقوام صحرائی
کے حملوں سے محفوظ رکھیں گے۔ اس طرح قرطاجنہ کی پہلی
جنگ کے شروع ہونے سے ایک سو سال کے اندر اندر اس
سلطنت کے تمام مقبوضات رومن حکام کے زیر اقتدار
ہوگئے اور بطور رومن صوبجات کے ان کی تنظیم عمل
میں آئی۔

اطالیہ سرزمین اطالیہ میں ہینی بال کے ساتھ جو لڑائیاں
ہوئیں ان سے بڑے بڑے سیاسی تغیرات ظہور میں آئے
جس سے رومنوں کا تفوق اور بھی بڑھ گیا۔ شمال کی کیلٹی
اقوام نے ہینی بال کا ساتھ دیا تھا اس لئے تعزیراً ان کی
سیاسی آزادی سلب کرلی گئی اور ان کا ملک رومن
بستیوں کی کثرت سے بالکل رومن ہوگیا۔ مورخ پولی بیس
کے عہد میں جنگ ہینی بال کے قریب ساٹھ سال بعد
دریائے پو کے اس پار بھی رومن تمدن پھیل گیا
۵۷۳ بنیادی تھا۔ شمال مشرق میں آخری لاطینی نوآبادی ۱۸۱ء ق م
میں بمقام ایکویلیا کوہ آلپس کے قبائل کی دست درازیوں
کو روکنے کے لئے قائم کی گئی اور شمال مغرب میں اہل لیگیوریا
کی روک تھام کے لئے جو عرصہ دراز تک مغلوب نہ ہوئے

باب ۱ ایک نوآبادی بمقام لونا سنہ ۱۸۰ ق م میں قائم کی گئی اور رومن
سنہ ۵۷۴ بنیادی اور سنہ ۱۷۳ ق م میں لاطینی بکثرت لیگوری ملک میں بسائے
سنہ ۵۸۱ بنیادی گئے۔ جنوبی اطالیہ میں بھی جنگ کے نتائج ہویدا تھے۔ ساحل
کے یونانی شہر سابیلی پہاڑی قبائل کے حملوں سے ضعیف ہوچکے تھے اور جنگ ہینی بال میں جو صدمے انھیں پہنچے ان کے سبب سے ان کی حالت اور بھی سقیم ہوگئی تھی ان میں سے اکثر کا رقبہ گھٹ گیا۔ تجارت اور آبادی کے لحاظ سے تو سب روبہ انحطاط تھے اور ان کی بجائے جدید رومن بستیوں (مثلاً برنڈوزیم و پوٹیولی) کو فروغ حاصل ہورہا تھا۔ اندرون ملک میں جنوبی سابیلی قومیں بھی گھاٹے میں رہیں۔ قبیلہ بروٹی کا نام روما کے حلفاء کی فہرست سے خارج کردیا گیا اور ان کی تمام اراضی ضبط کرلی گئیں۔ باشندگانِ اپیولیا و لیوکانیا کے ساتھ اس قدر سختی تو نہیں کی گئی مگر جنگ کی وجہ سے ان کی قوت ٹوٹ چکی تھی اور تعداد گھٹ گئی تھی۔ اس پر طرّہ یہ ہوا کہ رومنوں نے وسیع اراضی پر قبضہ کرکے روما کے آباد کاروں اور تاجروں کے سپرد کردیا اٹردریا کی آبادی گھٹ رہی تھی اور زوال کے آثار نمایاں تھے اس وجہ سے وہاں چھوٹے چھوٹے زمینداروں کی جگہ کمی آبادی کی وجہ سے چند افراد کے ہاتھوں میں تمام اراضی آگئیں اور بڑے بڑے علاقے قائم ہوگئے۔ ترقی اور سرگرمی کے آثار صرف وسطِ ملک میں

نمایاں تھے جہاں لاطینی اور رومن بستیاں تھیں مگر اس رقبہ باب۱
میں بھی لاطینیوں کے مقابلہ میں رومن عنصر غالب تھا۔
جس کا ثبوت اس امر سے ملتا ہے کہ سنہ ۲۰۱ اور سنہ ۱۴۶ ق م سنہ ۵۵ تا سنہ ۶۰ بنیادی
کے درمیان بیس (۲۰) نوآبادیاں قایم ہوئیں اور ان میں سے
صرف چار لاطینی تھیں۔



باب دوم

روما اور ممالک مشرق (۲۰۰ تا ۱۳۳ سنہ ق م)

شاہ پرہس کو پسپا کرنے کے بعد رومنوں کے تعلقات دیار مشرق کے ساتھ برابر بڑہتے گئے۔ سکندر اعظم کے مقبوضات تین حصوں میں منقسم ہوگئے تھے جن میں سے
۴۸۱ بنیادی ایک ملک مصر تھا۔ مصر کے ساتھ ۲۷۳ سنہ میں اتحاد قایم ہوچکا تھا اور تجارتی تعلقات کی وجہ سے یہ اتحاد مستحکم بھی ہوگیا تھا۔
۵۲۶ بنیادی ۲۲۸ سنہ ق م میں رومنوں نے ملک الیریا کے بحری قزاقوں کی سرکوبی کرکے ریاست ہائے یونان کو اپنا مرہون منت بنا لیا تھا۔ اب ملک گیری کی رومنوں کو زیادہ تمنا نہ تھی اور مشرقی بندرگاہوں سے تجارتی تعلقات قایم ہو جانے کو وہ کافی خیال کرتے تھے کیونکہ وہ جنگ قرطاجنہ میں ہمہ تن منہمک تھے اور ممالک مشرقی کے بے پایاں نزاعات میں دخل
جنگ مقدونیہ اول ۵۴۰ بنیادی دینے کا بالکل موقع نہ تھا جن میں یہ ممالک سکندر اعظم کی وفات سے مبتلا تھے ۲۱۴ سنہ ق م میں شاہ فلپ کے ہینی بال سے ساز و باز کرلینے اور اطالیہ پر حملہ کرنے کی دھمکی دینے سے

باب۲ روما کو مجبوراً مقدونیہ سے برسر جنگ ہونا پڑا۔ مگر رومنوں نے
اتنا ہی کیا کہ یونانی ریاستوں کو اس کی مخالفت پر آمادہ
کردیا اور اس وجہ سے فلپ اطالیہ پر حملہ کرنے سے
۵۴۹ بنیادی باز آیا۔ اور پھر موقع پاتے ہی رومنوں نے ۲۰۵ سنہ ق م
میں اُس سے برابر کی صلح کی۔ مگر اس جنگ کے نتائج
بہت اہم تھے کیونکہ نہ صرف اس سے روما کے تعلقات
یونانی ریاستوں سے قوی ہوگئے بلکہ مجلس سینیٹ کے
اراکین شاہ فلپ سے ہینی بال کا ساتھ دینے کی وجہ سے
سخت ناراض ہوگئے اور اس کے منصوبوں کو خون کی
نگاہوں سے دیکھنے لگے۔ آیندہ چار سال کے واقعات سے
۵۴۹ بنیادی اراکین سینیٹ کے یہ شبہے حد سے بڑھ گئے۔ ۲۰۵ سنہ ق م
میں فلپ نے انطاکس بادشاہ شام سے یہ سازش کی کہ
دونوں مل کر مصر کو آپس میں تقسیم کریں۔ وہاں اسوقت
بطلیموس فیلوپیٹر کی موت کے بعد ایک بچّہ حکمراں تھا۔
انطاکس شمالی شام اور فنیقیا پر قبضہ کرنا چاہتا تھا اور فلپ
کی نظر جزایر یونانی و سواحل بحیرۂ یونان پر تھی جو اسوقت
تک مصر کے قبضہ میں تھے فلپ کو امید تھی کہ قبل اسکے
کہ رومن جنگ قرطاجنہ (ثانی) سے فراغت پائیں وہ ان ممالک کو
اپنی سلطنت میں ملحق کرلے گا۔ مگر اٹالس شاہ پرگامم اور اہل
روڈز کی سخت مقاومت سے اس کی تدبیریں خاک میں
۵۵۳ بنیادی مل گئیں۔ ۲۰۱ سنہ ق م میں رومنوں نے قرطاجنہ سے صلح

کرلی اور ان کو اپنے مشرقی حلفاء کی امداد کو پہنچنے کا موقع باب۲
ملا۔ انطاکس کے ساتھ تو رومن لڑنے کو تیار نہ تھے اور
گو انھوں نے اہل مصر کو اپنی ہمدردی کا یقین دلایا تھا
مگر انطاکس نے جب جنوبی شام پر قبضہ کرلیا تو وہ مانع
نہ ہوئے۔ مگر فلپ کے ساتھ رومنوں کا مصالحت کرنیکا بالکل
خیال نہ تھا کیونکہ اہل قرطاجنہ کی امداد کرنے کی وجہ سے
رومن اس سے سخت بیزار تھے۔ اس کے علاوہ اگر وہ
بحیرۂ یونان میں سیادت حاصل کرلیتا تو ایسے سرکش اور
خطرناک ہمسایے کا وجود روما کے لئے ایسا ہی پُرخطر تھا
جیسا کہ قرطاجنہ کا۔ علاوہ بریں اخلاقاً بھی اہل روما یہ نہیں
دیکھ سکتے تھے کہ فلپ سلطنت ہائے یونان کو مورد ظلم وستم
کرے جن سے ان کے دوستانہ تعلقات تھے اور جن کی
حفاظت کرنا ان کا فرض تھا۔ فلپ کی قوت کو توڑ دینا
یا کم سے کم اس کی راہ میں رکاوٹ پیدا کردینا اراکین سینیٹ
کی رائے میں ضروری تھا مگر مجلس عام کو اعلان جنگ پر
آمادہ کرنا ذرا دشوار تھا اور منظوری یہ سمجھاکر حاصل کی گئی
کہ مقدونیہ پر فوج کشی نہایت ضروری ہے اور اسکے علاوہ
مقدونی افواج نے شہر ایتھینز پر حملہ کردیا تھا جس کا
شمار روما کے حلفاء میں تھا۔

جنگ مقدونیہ ثانی — یہ جنگ ۲۰۰ ق م کے موسم سرما میں شروع
ہوئی اور گو رومنوں کے ملک اپی رس میں پہنچنے سے

باب ۲ فلپ کے خلاف میں کوئی عام بغاوت نہیں پھیلی مگر اس کو
معلوم ہوگیا کہ اس کے معاون اگر روما کے طرفدار نہ تھے تو سنہ ۲۰۰-۱۹۷ ق م
اس کی بھی مدد کرنے پر آمادہ نہ تھے۔ بے اوشیا کے جنوب کی ۵۵۴ تا
طرف تو وہ نہ بزور شمشیر بڑھ سکا نہ اور کوئی تدبیر اس کی سنہ ۵۵۷ بنیادی
کچھ کام آئی۔ پرگامم اور روڈز کے بیڑے ایٹیکا کی حفاظت
اور مشرقی سواحل کی نگرانی کر رہے تھے۔ اسپارٹا کے
اکائیائی اور نابی، غیرجانب داری پر سب سے علیحدہ رہنے پر
مصمم عزم کئے ہوئے تھے اور باشندگان ایپرس و ایٹولیا
تھسلی اور مقدونیہ پر یورش کی دھمکی دے رہے تھے۔
اس کے علاوہ اس کے ذرائع بھی ختم ہوچکے تھے کیونکہ
مسلسل جنگ کی وجہ سے نہ اس کے پاس آدمی تھے
نہ روپیہ اور اس کا تنہا معاون، انطاکس جو اس کی امداد
کرسکتا تھا، شمالی شام کی تسخیر میں ہمہ تن مصروف تھا۔ ان
وجوہ سے باوجود اپنی بے نظیر جرأت اور کاردانی کے فلپ
رومنوں کا مقابلہ زیادہ عرصہ تک نہ کرسکا۔ ٹی ٹوئنکٹیس فلامینیس
(جو سنہ ۱۹۸ ق م میں کانسل تھا) نے جنگ کے پہلے ہی سنہ ۵۵۶ بنیادی
سال میں اس کو دریائے آؤس کے قریب شکست دی اور
درۂ ٹیمپی کی طرف اس کو ہٹا دیا اور دوسرے سال بمقام
کینوس کیفالے اس کو شکست فاحش دی۔ عین اسی وقت
اکائیوں نے جو رومنوں کے شریک ہوگئے تھے، کورنتھ پر
قبضہ کرلیا اور اہل روڈز نے فلپ کی افواج کو ملک کاریا میں

باب۲ شکست دی۔ فلپ نے سمجھ لیا کہ اب مقابلہ کرنا دشوار ہے اس لئے اس نے ہتھیار ڈالدئے اور سال مابعد میں ایک وفد روما سے شرائط صلح طے کرنے کے لئے بھیجا۔ شرائط صلح رومنوں نے ایسے پیش کئے جن سے وہ اغراض حاصل ہو جائیں جن کو مدِنظر رکھ کر انھوں نے اس جنگ کا آغاز کیا تھا اور مقدونیوں کی دست درازی سے وہ خود اور ان کے حلفاء محفوظ ہوجائیں۔ فلپ کی سلطنت اس کے قبضہ میں بحال رکھی گئی مگر یونان تھریس اور ایشیائے کوچک میں جو جدید مقبوضات اس نے پیدا کئے تھے وہ اس کے قبضہ سے نکال لئے گئے؛ اور قرطاجنہ کی طرح اس کو بھی بغیر روما کی اجازت کے کسی سلطنت سے جنگ کرنے سے ممنوع کیا گیا۔ اس طرح مقدونیہ ایک درجۂ دوم کی سلطنت ہوگئی اور آیندہ کے لئے اس کی طرف سے کسی قسم کا خدشہ باقی نہیں رہا؛ بلکہ یہ امید پیدا ہوگئی کہ اس کے وجود سے اہل تھریس اور قوم کیلٹ کی یورشوں سے امن رہے گا اور رومنوں کے خلاف یونان میں سازشیں نہ ہونے پائیں گی۔

یونان کی آزادی شرائط صلح کا دوسرا جزو یہ تھا کہ رومنوں نے اہل یونان کو آزاد کرادیا۔ خاکنائے کارنتھ کے کھیلوں میں نہایت گرمجوشی کے ساتھ "یونان کی آزادی" کا اعلان کیا گیا اور دو سال

۱۹۴ق م کے بعد یعنی ۱۹۴ق م میں فلامینس نے اپنی فوجیں بھی

مقام کالکس، ڈیمٹریاس اور کورنتھ سے ہٹالیں، جو اس زمانہ باب۲
میں "یونان کی تین بیڑیوں" کے نام سے موسوم تھیں۔ یونانیوں
کو آزادی دلوانے کے نہ صرف دو سبب تھے جن سے فلیمنیس
بلکہ سینیٹ و قوم رومن متاثر ہوئی تھی:- اولاً کہ ان کو یونانیوں
کے ساتھ واقعی ہمدردی تھی اور ثانیاً یونانیوں کے گزشتہ
کارناموں کو وہ عظمت کی نگاہ سے دیکھتے تھے۔ اس کے علاوہ
رومنوں کو سوائے اس کے کوئی چارہ نہیں تھا کیونکہ اگر
رومن یونان کو اپنے مقبوضات میں ملحق کر لیتے تو یہ ان
وعدوں کے بالکل خلاف ہوتا جو انھوں نے دورانِ جنگ
میں اور اس کے قبل یونانیوں کے ساتھ کئے تھے اور اس
ارادہ کے اظہار سے یونان میں سخت مخالفت ہوتی اور ایشیاء
اور یورپ کے یونانی انطاکس سے ساز باز کر لیتے۔ یونان
کے آزاد اور رومنوں کے ساتھ متحد رہنے سے مقدونیہ پر
بھی ایک قسم کی روک تھی اور مشرق سے بھی کسی حملہ کا
خطرہ نہ تھا، علاوہ اس کے رومن تجارت کے لئے بھی یونان
میں وسیع میدان تھا۔ مگر یونانیوں کو آزادی دلانے کے ساتھ
ہی ساتھ رومنوں نے ایسے انتظامات بھی کئے جس سے ان کا
اقتدار غالب رہے۔ مثلاً پیلوپنیس میں انھوں نے اکائیاں
کو کئی اضلاع بطور انعام دیدئے؛ اور یہ بھی ممکن ہے کہ رومنوں
کی خواہش تھی کہ یونانی سلطنتیں بغیر ان کی اجازت کے
ایک دوسرے کے ساتھ جنگ نہ کریں۔ ان انتظامات میں

باب۲ کامیابی نہیں ہوئی مگر اس کی وجہ یہی ہے کہ یونانی من حیث القوم محض ناکارہ تھے اور ان کے قبائل اور سبیتوں میں آپس میں ناتناہی نزاعیں تھیں۔ لیکن اس سے یہ نتیجہ نکالنا کہ رومنوں کی ابتداء ہی سے یہ خواہش تھی کہ ان نزاعات کا سلسلہ بڑھتا جائے، جس سے ان کو تمام ملک یونان ملحق کر لینے کا موقع ملے، اس زمانے کے مدبرین (مثلاً سیپیو و فلامینیس) پر ایک بہتان ہے، جس کے سزاوار ل۔ ممیس اور اس کے ہمعصر بھی نہیں ہو سکتے، جنھوں نے یونان کی آزادی کا خاتمہ کردیا اور یونانیوں پر ناگفتہ بہ مظالم کئے۔

انطاکس سے جنگ ۱۹۲-۱۸۹ ق م ۵۶۲ تا ۵۶۵ بنیادی ۵۵۶ بنیادی

انطاکس ثالث شاہ شام جو مصر کے مقبوضات کی تقسیم میں فلپ کا شریک تھا، جب جنوبی شام کی فتح سے ۱۹۸ق م میں واپس ہوا تو اس کو معلوم ہوا کہ فلپ رومنوں کے پنجہ میں ہے اور انھوں نے اسکوسائنوسیفالے پر قطعی شکست دی ہے۔ فلپ کی امداد کے لئے فوج بھیجنا اب بےسود تھا، اس لئے اس نے کوشش کی کہ کم سے کم خاندان بطلیموس کے اُن مقبوضات پر اپنا قبضہ مستحکم کرے جو ایشیائے کوچک اور تھریس میں ہیں، جن کا فلپ دعویدار ہے اور جن کو رومن آزاد قرار دے چکے ہیں۔ ۱۹۶-۱۹۷ ق م میں وہ ایشیائے کوچک کو تاخت و تاراج کرتا ہوا تھریس میں پہنچا مگر بہ سبب عیش پسندی، پست ہمتی اور فنون حرب سے ناواقف ہونے کے، باوجود اہل ایٹولیا کی منت و زاری

۵۵۷ تا ۵۵۸ بنیادی

اور یونان سے رومن افواج کے ہٹ جانے کے، ۱۹۲ء ق م باب ۲
تک اس کو بحیرۂ یونان کو عبور کرنے کی ہمت نہ ہوئی۔
اور پھر فوج بھی اتنی تھوڑی لے گیا، جس سے ظاہر ہوا کہ
اس نے اس معرکہ کی عظمت کا بالکل اندازہ نہیں کیا تھا۔
رومنوں کو اس کے ساتھ برسر پیکار ہونے میں بہت تامل
تھا، مدت دراز تک نامہ و پیام کرنے کے بعد انھوں نے
اعلان جنگ کیا کیونکہ انطاکس تمام ایشیا کا شہنشاہ خیال
کیا جاتا تھا اور بمقابلہ فلپ کے مشرق کی عظیم ترین
قوت سے مقابلہ کرنے سے رومن خائف تھے۔ مگر جنگ ناگزیر
تھی ورنہ اس کا نتیجہ یہ ہوتا کہ یونانی ریاستیں بالکل کس مپرسی
کی حالت میں رہجاتیں اور انطاکس بے روک ٹوک
بحیرۂ ایڈریاٹک کے سواحل تک پہنچ جاتا۔ لیکن جنگ کے
شروع ہوتے ہی رومنوں کو معلوم ہوگیا کہ "شاہنشاہ"
کی ظاہری قوت محض دھوکا ہی دھوکا ہے۔

۵۶۲ء بنیادی اگر انطاکس نے یونان پہنچتے ہی ۱۹۲ء ق م میں کچھ سرگرمی
دکھائی ہوتی تو یونانی افواج کے پہنچنے کے قبل اس کا عمل
دخل ہوگیا ہوتا مگر باوجود ہینی بال کے مشورہ اور اہل ایٹولیا
کی منت و سماجت کے، اس نے کچھ عیاشی میں اور کچھ
تھسلی کی چھوٹی چھوٹی بستیوں پر حملہ کرنے میں، اس قیمتی
۵۶۳ء بنیادی وقت کو ضایع کیا۔ ۱۹۱ء ق م میں رومن جنرل گلابریو ایک
زبردست فوج لے کر یونان پہنچا اور ایک ہی جنگ میں

باب ۲ جو بمقام تھرموپلی ہوئی، انطاکس کی ہمت ٹوٹ گئی اور وہ سراسیمہ وار براہ دریا ایفیسس کی طرف بھاگا اور اہل اٹیولیا کو رومنوں کے پنجہ میں چھوڑ دیا۔ مگر رومن جنگ کو اس طور پر ختم نہیں کر سکتے تھے کیونکہ اپنے وفا شعار حلفاء اہل پرگام و روڈز اور ایشیائے کوچک کے یونانی شہروں کی حفاظت اور انطاکس کی گوشمالی کے لئے ضرور تھا کہ ایشیا پر
۵۶۳ بنیادی حملہ کیا جائے۔ ۱۹۱ء ق م میں ایک رومی بیڑہ بحیرۂ ایجین میں پہنچا اور پرگام اور روڈز کے بیڑوں کی مدد سے
۵۶۴ بنیادی اس نے انطاکس کی بحری فوج کا قلع قمع کر دیا۔ ۱۹۰ء ق م میں جدید کانسل لیسیپیو (جس کی ہمراہی میں اس کا مشہور و معروف بھائی بھی تھا، جس نے ہینی بال کو نیچا دکھایا تھا) رومن لشکروں کو لے کر ایشیا میں وارد ہوا۔ اور بمقام میگنیشیا قریب کوہ سی پی لس واقع صوبہ لدیہ اس نے شہنشاہ کی غیر قواعد داں اور مختلف العناصر فوج کو شکست فاحش دی۔ یہ پہلا موقع تھا کہ اہل مغرب نے بسرکردگی روما کامیابی کے ساتھ مشرقی افواج کا مقابلہ کیا اور دونوں ممالک میں جو نزاع اب شروع ہوئی اس کا سلسلہ شہنشاہان روما کے زمانے تک جاری رہا۔ فتح میگنیشیا کے بعد جو صلح ہوئی
غربی ایشیا کے معاملات کا تصفیہ اس سے صورت حال عیاں ہے۔ یونان کی طرح الحاق کا یہاں بھی کوئی خیال نہ تھا، رومنوں کا اصل منشا یہ تھا کہ اپنے اقتدار اور اثر کو ایشیائے کوچک میں مستحکم کرلیں

باب ۷ اور یہی ایک مشرقی حکومت جس سے ان کو خطرہ کا اندیشہ تھا ان کے مقبوضات سے دور پڑ جائے۔ جزیرہ نمائے ایشیائے کوچک کی مشرقی سرحد پر ہالس ندی اور ٹارس کا سلسلۂ کوہی تھا اور یہی سرحد انطاکس کے مقبوضات اور ایشیائے کوچک کی ریاستوں، شہروں اور اقوام کے درمیان قرار دی گئی اور انطاکس کو اس سرحد سے آگے بڑھنے یا راس سارپیڈن واقع سلیسیا کے غرب کی طرف اپنے جہاز روانہ کرنے کی ممانعت کی گئی۔ اس سرحد کے غرب میں تھینیا اور پافلاگونیا کی چھوٹی چھوٹی ریاستیں تھیں اور ان سرحدی ریاستوں اور بحیرۂ ایجین کے درمیانی ممالک کی تنظیم رومنوں نے اس طریقہ پر کی کہ ان کے حلفاء کو وفاشعاری کا صلہ بھی مل جائے اور ان کے اقتدار میں بیرونی حملہ سے فرق نہ آئے۔ پرگامم اور روڈز کی قوت کو رومنوں نے خوب مستحکم کر دیا۔ پرگامم کو انھوں نے اضلاع کرسونیس، لیکاونیا، فریجیا، میشیا اور لدیہ دیدئے اور روڈز کو لیشیا اور کاریا۔ یہ عطیات نہ صرف بطور صلہ کے تھے بلکہ اس غرض سے بھی کہ رومنوں کے مفاد کی ان کے وجود سے حفاظت ہو اور یہ ریاستیں شمال میں اقوام تھریس و کیلٹ سے اور جنوب میں اہل شام کے حملوں سے رومن مقبوضات کو محفوظ رکھ سکیں۔ ساحل کے تمام یونانی شہر علاوہ ان شہروں کے جو پہلے ہی سے پرگامم کے باجگذار تھے آزاد کردئے گئے اور روما کے آزاد حلفاء میں ان کا شمار

باب۲ ہونے لگا۔

۵۹۹ تا ۵۶۵ بنیادی
اس طرح صرف گیارہ سال کے عرصہ میں یعنی ۲۰۰ سنہ سے ۱۸۹ سنہ تک رومنوں نے سکندرِ اعظم کے جانشینوں کی قوت توڑ کر بحیرہ کے مشرقی سواحل پر اپنا اقتدار قایم کرلیا تھا۔ اب دیکھنا یہ تھا کہ رومن صرف اسی پر اکتفا کرتے ہیں یا ہسپانیہ اور سسلی کی طرح ان ممالک کو بھی اپنی سلطنت میں ملحق کرلیتے ہیں۔

مقدونیہ کی تیسری جنگ ۱۷۱ سنہ تا ۱۶۸ سنہ ق م ۵۸۳ سنہ تا ۵۸۶ سنہ بنیادی
الحاق کا سلسلہ ابتدائے یونان واقع یورپ میں شروع ہوا۔ آزادی حاصل کرنے سے یونانیوں میں جو جوش پیدا ہوا تھا وہ چندروزہ ثابت ہوا اور اس کے عوض ہوا وہوس اور عام ناراضی کا زور ہوگیا۔ باہمی مناقشات اور عالمگیر افلاس کی وجہ سے یونان میں جابجا طوائف الملوکی پھیلی ہوئی تھی اور ۱۹۷ سنہ ق م میں جو انتظامات ہوئے تھے، ان کا قیام سلطنت مقدونیہ کی بڑھتی ہوئی قوت سے مخدوش نظر آرہا تھا فلپ نے انطاکس کے خلاف میں وفاداری کے ساتھ رومنوں کی امداد کی تھی مگر میگنیشیا کی صلح میں سخت ذلت ہوئی۔ اس کو مجبور کیا گیا کہ ملک تھسلی پر اپنا اقتدار قایم کرنے سے باز آئے اور اسکے علاوہ اس کا دشمن شاہ پرگامم تھریسی کرسونیس پر قبضہ کرکے اس کا ہمسایہ ہوگیا۔ مگر اب اس میں تاب مقابلہ باقی نہ تھی،

۵۵۶ سنہ بنیادی
اس لئے ۱۸۹ سنہ ق م سے اپنے وقت مرگ (۱۷۹ سنہ ق م)

تک وہ نہایت مشقت کے ساتھ اپنی سلطنت کے اندرونی بابٹ ذرائع کی افزائش میں مستغرق رہا اور رومنوں کے خلاف یونانیوں اور وحشیوں کو اُکسانے کے لئے برابر سازش کرتا رہا۔ اس کا بیٹا پرسیس بھی اسی روش پر چلتا رہا۔ اس نے الیریا اور تھریس کے حکمرانوں سے ربط و اتحاد پیدا کیا اور انطاکس چہارم شاہ شام اور پروسیاس شاہ تھی نیا کے خاندانوں میں شادی کرکے، ان سے بھی تعلقات پیدا کئے۔ اس کے علاوہ یونانیوں کو سکندرِ اعظم کے زمانے کی داستانیں یاد دلاتا رہا، جبکہ یونان نے مقدونیہ کی سرکردگی میں تمام دنیا کو ہلادیا تھا۔ مگر ان واقعات کو دیکھکر رومن سکوت نہیں کرسکتے تھے۔ یونان میں جو بے امنی پھیلی ہوی تھی، اس کا انھیں خوب علم تھا اور یومینس شاہ پرگامم اور اپنے عہدہ داروں سے پروسیس کی سازشوں اور تیاریوں کے تفصیلی حالات معلوم کرکے، انہوں نے جنگ کا اعلان کردیا جو باوجود پروسیلس کے بہادرانہ مقابلہ اور رومن جنرلوں کی ناقابلیت کے، کارگر ثابت ہوئی اور بہت جلد ختم ہوگئی۔ رومن افواج کے سرزمین یونان پر قدم رکھتے ہی یونانیوں کو پروسیس سے جو کچھ ہمدردی تھی وہ سرد پڑگئی۔ شاہان پروسیس و انطاکس نے پرسیس کی کچھ مدد نہ کی اور اس کے معاون صرف کوٹس شاہ تھریس اور گینتھیس شاہ الیریا تھے۔ رومن جنرل

باب ۴ ل۔ امیلیس پالس کو بمقام پڈنا ۱۶۸ سنہ ق م میں ایسی فتح
سنہ ۵۸۶ بنیادی ہوئی، جس سے جنگ ختم ہوگئی۔ پرسیس کو رومنوں نے
قید کرلیا اور حالت اسیری میں چند سال بعد وہ اطالیہ میں
مرگیا۔ رومنوں نے اس جنگ کا آغاز اس عزم بالجزم
کے ساتھ کیا تھا کہ سلطنت مقدونیہ کو نہ صرف بے دست و پا
کردیں بلکہ اس کے وجود کو مٹادیں۔ اثناء جنگ میں پرسیس
نے کئی دفعہ صلح کی درخواست کی مگر رومنوں نے اس کو رد
کردیا اور اس کی ہزیمت کے بعد فلپ اور سکندرِ اعظم
کی سلطنت کا خاتمہ ہوگیا۔ لیکن گو مقدونیہ کی ہستی ختم
ہوگئی تھی مگر اس کی باضابطہ تنظیم رومنوں نے بحیثیت
ایک صوبہ کے نہ کی، بلکہ برخلاف اس کے صوبہ جات کی
حکومت کے صرف چند اصول انھوں نے وہاں جاری
کئے، مثلاً ٹکس کی آمدنی، اسلحہ کی ضبطی، مختلف بستیوں
کی ایک دوسرے سے علیحدگی، مگر جس انتظام کی قیام امن
کے لئے سب سے زیادہ ضرورت تھی یعنے صوبہ دار کا تقرر
وہ عمل میں نہ آیا۔ سلطنت مقدونیہ کے چار حصے کئے گئے
ان میں جمہوری طرز حکومت جاری کرکے ایک دوسرے
سے بالکل الگ قرار دئے گئے اور آپس میں تجارت
اور مناکحت بھی ممنوع قرار دی گئی مگر شاہ مقدونیہ کے
سنہ ۶۰۵ تا سنہ ۶۰۸ بنیادی بجائے کوئی حاکم مقرر نہیں کیا گیا، جس کا اثر تمام ملک پر
ہوتا۔ اس کا لازمی نتیجہ یہ تھا کہ ہر طرف ابتری پھیل گئی

باب ۲
اور ۱۴۹ء–۱۴۶ء ق م میں ایک شخص اینڈرسکس نے جس نے اپنے کو پرسیس کا بیٹا مشہور کر رکھا تھا، سلطنت مقدونیہ کے بحال کرنے کی کوشش کی مگر ۱۴۶ء ق م میں اس کو بھی شکست ہوئی اور رومنوں نے بلا پس و پیش مقدونیہ کو اپنی سلطنت کا ایک صوبہ بنا لیا اور وہاں ایک صوبہ دار مقرر کر دیا۔ (مقدونیہ ایک رومن صوبہ ہوگیا)

(۶۰۸ بنیادی — معاملات یونان)
یونان میں رومنوں نے جو طرز عمل اختیار کیا تھا، اس سے ان کی سیادت کے بقاء کو تو کوئی خطرہ نہ تھا مگر قیام امن دشوار تھا۔ لیکن ۱۸۹ء ق م سے ۱۶۷ء ق م تک جب کہ پرسیس کا انتقال ہوا، یونانی ریاستوں کی حیثیت میں کسی قسم کا فرق نہیں آیا۔ (۵۶۵ء تا ۵۸۷ء بنیادی) مجلس سینیٹ کو ہر سال یونان کی اقوام اور فرقوں کے باہمی نزاعات اور شکایات کو سننا پڑتا تھا مگر رومنوں کی مداخلت صرف اس حد تک ہوتی تھی کہ یونانیوں کو معلوم ہو جائے کہ ان کی آزادی محدود تھی اور کوئی سلطنت یا ریاستوں کا اتحاد قوت نہ پکڑنے پائے، کیونکہ رومنوں کی عین خواہش تھی کہ ان کی حالت ہمیشہ سقیم رہے۔ فتح پڈنا کے بعد یونانیوں نے پرسیس کے ساتھ جو ہمدردی ظاہر کی تھی، اس کی سزا میں رومنوں کو اپنے اقتدار کے وسیع کرنیکا بہانہ مل گیا۔ جن جن یونانیوں پر مقدونیوں کے ساتھ ہمدردی رکھنے کا شبہہ تھا، وہ بطور ضمانت کے اطالیہ میں قید کر دیئے گئے،

باب ۱ تاکہ ان کے ہمقوم روما کے مطیع رہیں۔ اس طرز عمل کو اختیار کرنے کی اصل غرض واقعہ ذیل سے ظاہر ہوتی ہے:۔
قوم اکائیائی کی وفاداری میں کچھ شبہ نہ تھا مگر پیلوپونیس میں انکی قوت بڑھ رہی تھی اور رومنوں کا وہ نہایت آزادی سے جواب دیتے تھے، اس لئے ان کی قوم کے ایک ہزار سربرآوردہ اشخاص، جن میں مورخ پولی بیس بھی تھا قید کرکے روما روانہ کردئے گئے۔ ایٹولیا میں رومنوں کے اشارہ سے ان کے معاونین نے فریق مخالف کے پانچ سو اشخاص کو قتل کردیا۔ آکرنانیا کو ضلع لیوکاس اور ایتھنز کو اس کی وفاداری کے صلہ میں ڈیلوس اور ساموس انعام میں دئے گئے۔

تصفیہ یونان ۱۴۶ ق م
مگر یہ انتظامات بھی دیرپا ثابت نہ ہوئے۔ ۱۴۸ ق م میں اکائیائیون نے باوجود انتباہ کے سلطنت اسپارٹا کو بزور شمشیر اپنے اتحاد میں جبراً شریک ہونے پر مجبور کرنے کی کوشش کی۔ اور جب رومنوں نے ان کو یہ دھمکی دی کہ اگر ان سے یہ حرکت سرزد ہوگئی تو جنگ سائنوسفا لے کے بعد جو اضلاع ان کو ملے تھے واپس لے لئے جائیں گے تو آکائیائیون نے حماقت سے اعلان جنگ کردیا اور فوراً منہ کی کھائی۔ رومنوں نے دس شخصوں کا ایک کمیشن یونان کے نظم و نسق کے قطعی تصفیہ کے لئے روانہ کیا۔ سینیٹ کے حکم سے شہر کورنتھ جلاکر مسمار کردیا گیا اور اس کے مقبوضات ضبط کرلئے گئے۔ مقامات تھیبز و کالکس تباہ کردئے گئے اور اس بغاوت میں جن جن شہروں کی شرکت تھی ان کی فصیلیں گرادی گئیں۔ کل مقامات میں ایسی

باب۲ حکومتیں قائم کی گئیں جن میں امراء کا عنصر غالب تھا اور سب پر خراج عائد کیا گیا۔ سلطنتوں کے اتحاد توڑ دئے گئے اور ایک بستی کو دوسری کے ساتھ تجارت کرنے سے بھی روک دیا گیا۔ یونان میں بھی مقدونیہ کی طرح رومن صوبجاتی حکومت کے مختلف اصول جاری کئے گئے، مثلاً ضبط اسلحہ وتحصیل خراج اور مختلف بستیوں کی ایک دوسرے سے علیحدگی یونانیوں کی آزادی برائے نام رکھی گئی اور ان کے ملک کو ایک رومن صوبہ قرار دیکر صوبہ دار کے تحت میں نہیں رکھا گیا بلکہ مقدونیہ کے صوبہ دار کی نگرانی یونان پر بھی قائم کی گئی۔ اس طرح جزیرہ نمائے بلقان بحیرۂ ایڈریاٹک سے بحیرۂ ایجئین تک اور شمال میں دریائے ڈریلو اور کوہ اسکاردس تک براہ راست رومنوں کے زیر حکومت آگیا۔

ایشیا میں رومنوں کی سیادت ۱۸۹ء تا ۱۴۶ء ق م بحیرۂ ایجئین کے ایشیائی ساحل پر بھی مقدونیہ اور یونان کی طرح رومنوں نے جس طرز کی حکومت قائم کی تھی، وہ کامیاب ثابت نہ ہوئی اور وہاں کی ریاستوں کے باہمی نزاعات اور مناقشات کو رومن حکومت کی وجہ سے مزید اشتعال ہوا۔ رومنوں کی بدنیتی ۶۵ء تا ۶۰۸ء اور بھی ابتری کا باعث ہوئی۔ جنگ پڑنا کے بعد صورت حالات بنیادی سے یہ ظاہر تھا کہ رومنوں نے مقدونیہ اور یونان میں جو غیر منصفانہ طرز اختیار کیا تھا، اس کو مشرق میں بھی جاری رکھیں گے۔ مقدونیہ اور اکائیا میں رومنوں کا یہ اصول تھا کہ وہاں کی سلطنتوں کو کمزور کردیں اور انھوں نے نہایت بے انصافی کے ساتھ اپنے وفاشعار حلفاء یعنے سلطنت ہائے روڈز و پرگامم کے ساتھ بھی یہی سلوک

باب۲ کیا۔ روڈز کی آزادانہ روش رومنوں کو ناگوار تھی اور اس کی قوت اور تجارتی ترقی پر ان کو رشک تھا۔ اس لئے ان پر شاہ پرسئیس سے ساز باز رکھنے کا الزام رکھکر جنگ کی دھمکی دی اور گو وہ لوگ اس آفت سے بچ گئے مگر اس کے بعد رومنوں نے ان کو بجائے ہمسر حلفاء کے اپنا باجگذار بنا لیا اور اضلاع لیسیا اور کاریا سے ان کو دست بردار ہونے پر مجبور کیا، جو ۱۸۹ سنہ ق م میں ان کو دئے گئے تھے۔ اور ڈیلوس میں ایک آزاد بندرگاہ کھول کر اور کریٹ کے بحری ڈاکوؤں کی حوصلہ افزائی کرکے اہل روڈز کی تجارت کو خاک میں ملا دیا۔ یومینیس شاہ پرگامم پر رومن کسی قسم کا الزام اس کے سوا نہیں لگا سکتے تھے، کہ وہ طاقت ور اور کامیاب تھا اس لئے اس کو کمزور کرنے کے لئے اس کے بھائی اٹالس کو اس کے خلاف میں ابھارنے کی رومنوں نے بےسود کوشش کی اور قوم گلاٹے کو اس کے مقبوضات پر یورش کرنے کی ترغیب دیتے رہے، اس کے علاوہ انھوں نے صوبہ پمفیلیا کو آزاد قرار دیا اور پروسیاس شاہ بتھینا کے ساتھ خاص مراعات ملحوظ رکھیں۔ یہ تدبیریں کارگر ثابت ہوئیں اور گو یومینیس اور اس کے جانشین اٹالس دوم و سوم خوشامد اور فروتنی کے سبب سے اپنے تخت پر قائم رہے، مگر پرگامم کی قوت ٹوٹ گئی اور یہ ریاست بھی روڈز کی طرح نہایت کمزور ہوگئی جس سے ایشیائے کوچک میں اور بھی ابتری پھیل گئی۔

بنیادی ۵۰۵

رومنوں کی ہوس ملک گیری اس زمانے میں پھر بڑھ گئی اور باب۷
انھوں نے شاہان پانٹس و کاپاڈوشیا سے اتحاد قائم کرکے
اپنے زیر اثر ممالک کی سرحد کو آرمینیا اور دریائے فرات
تک پہنچا دیا۔ شام میں انطاکس ایپی فالیس کے انتقال
۵۹۰ بنیادی (۱۶۴ ق م) کے بعد، رومنوں نے وہاں کے معاملات
میں دخل دے کر ایک نابالغ انطاکس یوپاٹر کو تخت نشین
۵۸۶ بنیادی کرکے خود اس کے ولی بن بیٹھے۔ ۱۶۸ ق م میں ملک مصر نے
روما کی سیادت کو تسلیم کرلیا اور اسی بنا پر سینیٹ نے
بطلیموس فیلومیٹر کو تخت مصر پر بحال کیا، مگر اسکی قوت کو
ضعیف کرنے کے لئے، صوبۂ سیرین اور جزیرۂ قبرس اسکے
بھائی یوارگیتیس کے حوالہ کیا۔
مگر اس سرگرمی کو زیادہ عرصہ تک قائم نہ رکھا۔
۵۹۵ تا ۶۲۱ بنیادی شاہ یومینس کے انتقال (۱۵۹ ق م) سے ۱۳۳ ق م تک
رومنوں نے یا تو اس خیال سے کہ مشرق میں اب کوئی ان کا
مدِ مقابل نہیں ہے یا وہ مقدونیہ، افریقہ اور ہسپانیہ کے
انتظامات میں زیادہ تر مشغول تھے، سکوت اختیار کیا۔ جس کے
نتائج آیندہ چل کر نہایت خطر انگیز ثابت ہوئے۔ اور دور مابعد
میں میتھراڈاتیس شاہ پونٹوس نے سر اُٹھایا۔ کریٹ اور سلیسیا
کے بحری ڈاکو آزادی کے ساتھ غارت گری کرنے لگے اور اہل پارتھیا
(ایران) کی قوت بہت بڑھ گئی۔ اسی زمانے میں اٹالس سوم
کی موت کے بعد سلطنت پرگامم رومنوں کے قبضہ میں آکر

بابؔ صوبۂ ایشیا کے نام سے موسوم ہوئی۔

بحیرۂ روم کے مشرقی و مغربی دونوں ساحلوں پر اہل روما کی سیادت قائم ہوچکی تھی مگر دونوں کے ساتھ ان کے تعلقات مختلف تھے۔ صوبجات مغربی ان کو بطور صلۂ جنگ ملے تھے، اور اہل قرطاجنہ کی قوت کے ٹوٹ جانے کے بعد سسلی سارڈینیا ہسپانیہ اور بالآخر افریقیہ میں رومنوں کی حکومت قائم ہو جانے میں کوئی امر مانع نہ تھا۔ اس کے علاوہ رومنوں کا تمدن اور طرز حکومت ایسا تھا جو مغربی قوموں کے تمدن سے بدرجہا اعلیٰ تھا۔ اس لئے رومنوں نے مغرب میں نہ صرف اپنی حکومت قائم کی بلکہ اپنی تہذیب و تمدن کو بھی رائج کیا۔ مشرق میں رومن بظاہر یونانیوں کی مسلوب آزادی کو واپس دلانے کی نیت سے آئے تھے اور اس خطہ میں ان کا طرز حکومت آہستہ آہستہ جاری ہوا۔ اس کے علاوہ مشرق میں قدیم تہذیب کا سکہ بیٹھا ہوا تھا اور گو رومن صوبہ دار یونان پر حکومت کرتے تھے اور رومن افواج یونان کی اقوام کی محافظ تھیں مگر آخر زمانے تک ممالک مشرق میں یونانی تمدن اور تہذیب کا سکہ جما رہا اور رومن تمدن کا کوئی اثر نہوا۔

باب سوم

دور محاربات عظیم میں قوم رومن کی سیاسی حالت

صد سالہ جنگ و جدال کے بعد جس میں رومنوں کو غیر مترتب کامیابی ہوئی، ممالک متمدنہ میں انکا کوئی ہمسر باقی نہ رہا۔ مورخ پوتی بیس عہد مذکور کے حالات کا تبصرہ کرتے ہوئے ایک مقام پر لکھتا ہے کہ سب لوگ یہ خیال کرنے لگے تھے کہ رومنوں کے آگے سر تسلیم خم کرنیکے سوائے کوئی چارہ نہیں ،، اس باب میں ہم بیان کرینگے کہ سلسلہ جنگ و فتح مندی کا سلطنت فاتح کے اندرونی معاملات پر کیا اثر ہوا۔

دستور سلطنت میں بظاہر کوئی تغیّر نہیں ہوا۔ اور دستور جمہوریت کے اصول کے اعتدال کے ساتھ حسب سابق پابندی کی جاتی تھی۔ عنان حکومت ہارٹینسیس کی قرارداد کے مطابق اصولاً مجلس عامہ قوم کے ہاتھوں میں تھی،

باب ۳ ہر سال حکام کا انتخاب "قوم" کے جلسہ عام میں ہوتا اور قوانین بھی اسی جلسہ میں وضع کئے جاتے اور شہریان روما کو سزائے موت دینے کا بھی صرف "عامہ" کو اختیار تھا۔ مجسٹریٹ یا رکن سینٹ منتخب ہونے کا حق پٹریشین اور عوام (پلیبین) دونوں کو برابر حاصل تھا مگر اصول اور عمل میں بہت فرق ہو گیا تھا کیونکہ اس عہد میں روما کی اصل حکمران جماعت مجلس سینیٹ تھی اور اس مجلس کی پشت پناہ "شرفا" کی ایک جدید جماعت تھی، جس کو وہی حقوق حاصل تھے، جس سے قدیم رسم و رواج کے مطابق پٹریشین سابق، متمتع ہوتے تھے۔ مجلس سینیٹ کا تفوق جو جمہوریت کی ترقی کو روکے ہوئے تھا، قوانین کی بنا پر نہ تھا بلکہ زمانہ مذکور کی معمولی خرابیات کی وجہ سے۔ اور جب اس قسم کی ضرورت باقی نہ رہی تو عامہ نے جو دستوری حقوق کے مدعی تھے، سینیٹ کے اس تفوق پر حملہ کیا اور اس کے اقتدارات کو کم کر دیا۔ — سینیٹ کا تفوق

مگر جنگ ہائے فنیقی کی ابتدا سے شہر قرطاجنہ کی بربادی (۱۴۶ ق م) تک، سینیٹ کی حکومت زور و شور کے ساتھ قائم رہی اور اسی مجلس کی چاردیواری کے اندر اور اسکے احکام کے بموجب ملکی اندرونی اور بیرونی معاملات طے ہوتے رہے۔ یہ صحیح ہے کہ مجسٹریٹوں اور "عامہ" کے حقوق: یعنے کسی تحریک — سینیٹ اور مجلس عامہ

کو پیش کرنا اور نافذ کرنا جو پہلے سے حاصل تھے، اُن کو باب ۳
باضابطہ محدود نہیں کیا گیا؛ مگر اولاً تو یہ رواج پڑ گیا
تھا کہ کوئی مجسٹریٹ کسی تحریک کو مجلس عامہ میں بغیر اجازت
یا بلا ہدایت سینیٹ پیش نہ کرے اور جب یہ رواج
عرصہ تک جاری رہا تو اہل سینیٹ کو یہ دعویٰ ہو گیا
کہ انکے سوا اس قسم کی تحریک مجلس عام میں پیش
کرنے کا کسی کو اختیار نہیں۔ اِس کی دو مرتبہ خلاف
۵۲۲ بنیادی ورزی کیگئی یعنے (۲۳۲ سنہ ق م) میں ٹربیوں ک۔ فلامی نیس
نے ایک زرعی قانون باوجود سینیٹ کی سخت مخالفت کے
۵۸۶ بنیادی منظور کرایا اور (۱۶۷ سنہ ق م) میں پریٹر م۔ یووینٹیس تھالنا
نے جنگ روڈز کا مسئلہ بلا استمزاج سینیٹ مجلس
عامہ میں پیش کیا۔ مگر یہ طرز عمل خطرناک اور خلاف
اصول قرار دیا گیا۔ دوسری وجہ یہ تھی کہ خود مجسٹریٹوں
کا رجحان یہ ہو گیا تھا کہ مجلس عامہ میں انہیں مسائل
کو پیش کریں، جن کے لئے اصول دستور کے مطابق عامہ
کی منظوری کی ضرورت تھی۔ دوسرے معاملات میں اور
بعض ایسے معاملات میں بھی جس میں رواج سابق کے
مطابق عامہ کی منظوری کی ضرورت تھی اب صرف سینیٹ
سے مشورہ کیا جاتا اور اسی مجلس کا حکم قطعی خیال کیا
جاتا۔ مثلاً مجسٹریٹوں کی میعاد کی توسیع کے لئے جنگ
ہائے سامنی کے زمانہ میں قوم کی منظوری کی ضرورت

باب ۳ تھی مگر اب صرف سینیٹ کی منظوری کافی تھی۔ اسی طرح اعلان جنگ و صلح کے لیے "عامہ قوم" کی منظوری کی ضرورت تھی مگر شرائط صلح سینیٹ میں طے ہوتے تھے۔ اور غیر ملکوں کے سفراء بھی اسی مجلس میں پیش ہوتے۔ اسی مجلس کو دوسری سلطنتوں سے اتحاد قائم کرنے، فوجوں کو بھرتی کرنے، صوبجات کے الحاق اور اُن کے نظم و نسق کے انتظام کرنے کا اختیار تھا۔ محکمہ مالیہ پر بھی سینیٹ کی کامل نگرانی تھی اور اخراجات کی منظوری جو دستوری مجالس کے نہایت زبردست ہتیار ہیں، روما میں مجلس سینیٹ سے متعلق تھے۔ بقول پولیبیس "سلطنت کے مداخل و مخارج پر سینیٹ کو پورا اقتدار تھا"۔ اس کے علاوہ داخلی انتظامات میں بھی بجائے مجلس عامہ کے ہر اہم معاملہ میں سینیٹ سے پوچھ لیا جاتا۔

سینیٹ و حکام دستوری

جملہ امور مملکت میں سینیٹ کے زیر اقتدار ہونے اور عوام کے بے دخل رہنے سے مجلس سینیٹ اور مجسٹریٹوں کے باہمی تعلقات میں بھی تغیر ہونے لگا۔ مجسٹریٹ بجائے سینیٹ کے بالادست ہونے کے، اس کے زیر حکم ہو کر ہر معاملہ میں اس سے مشورہ لینے اور اس کے احکام کی تعمیل پر مجبور ہو گئے اور ان کا فرض اولین یہ ہو گیا کہ وفاداری کے ساتھ سینیٹ کے احکام کی تعمیل کریں۔ سینیٹ کے احکام کو قوانین کا

رتبہ حاصل ہونے لگا اور نہ صرف مجسٹریٹ انہیں پر بابت عمل کرتے بلکہ عدالتوں میں بھی وہ بطور نظیر کے پیش کئے جاتے؛ اور یہ بھی قرار دیا گیا کہ سینیٹ کے حکم سے کچھ عرصہ کے لئے قوانین کا نفاذ بھی رک سکتا ہے۔

اس تفوق کے حصول سے اراکین سینیٹ کو فطرۃً یہ خیال ہوا ہوگا کہ اس امر کی کوشش کی جائے کہ مجلس مذکور کی ہیئت ترکیبی اور طرز عمل کے جن جن امور میں زیردستی کی چھاؤں بھی پائی جائے، انکو دفع کردیا جائے۔

سینیٹ کی ہیئت ترکیبی

ایک نہایت اہم معاملہ میں تو انکو کامل کامیابی ہوی:۔ مجسٹریٹ کو زمانہ قدیم میں اراکین سینیٹ کے تقرر کا اختیار تھا مگر اس حق کو عمل میں لانے میں اس قدر شرایط عائد کر دی گئی تھیں کہ آزادی انتخاب کا بالکل موقع باقی نہ رہا تھا۔ (۲۱۶ سنہ ق م) میں جس ترکیب سے سینیٹ کی خالی جگھوں کو پر کیا گیا، ان سے ظاہر ہے کہ انتخاب کا ایک خاص طریق قائم کیا گیا تھا اور اس کی پابندی مجسٹریٹوں پر لازمی کی گئی تھی۔ جو اشخاص کیورُیول مجسٹریٹ رہ چکے ہوں، اگر وہ پہلے سے رکن سینیٹ نہوں تو ان کا حق سب پر مرجح تھا؛ ان کے بعد ان اشخاص کا حق تھا جو پلیبیوں کے ٹربیون، ایڈایل یا کویسٹور رہ چکے ہوں اور سب کے

باب۳ آخر میں وہ لوگ جنہوں نے میدان جنگ میں کار نمایاں کیئے ہوں۔ مگر اس سال میں جنگ کا نے میں متعدد اہل سینیٹ کے کام آنے کی وجہ سے کئی جائدادیں خالی ہوئی تھیں۔ دوسرے سالوں میں غالباً مجسٹریٹ کو انہیں لوگوں میں سے اراکین سینیٹ کو منتخب کرنا پڑتا ہوگا۔ جن کو گزشتہ انتخاب کے بعد کسی خدمت مجسٹریٹ کے انجام دینے کی وجہ سے بلحاظ رسم حق ہوتا۔ اس طور پر سینیٹ ایسی مجلس شوریٰ نہیں تھی جس کے اراکین کو مجسٹریٹوں نے قوم کے ہر طبقے سے منتخب کیا ہو، بلکہ انکا انتخاب باضابطہ قواعد کی پابندی کے ساتھ ہوتا تھا اور مجسٹریٹون کو سوائے اسکے کوئی چارہ نہیں تھا کہ ایسے اشخاص کو سینیٹ میں داخل کریں جو اُن قواعد کے مطابق استحقاق رکھتے تھے۔ عہد مذکور کے حالات سے یہ بھی ہویدا ہے کہ مجسٹریٹوں کا سینیٹ کے اراکین کو رکنیت سے علٰحدہ کرنے کا اختیار بھی زائل ہو گیا تھا اور ہر رکن سینیٹ اس مجلس میں داخل ہو جانے کے بعد تا حین حیات اس خدمت پر فائز رہتا، سوائے اس کے کہ اس سے کوئی شرمناک حرکت سرزد ہو۔ امور مذکورہ بالا سے ظاہر ہے کہ ارکان سینیٹ کے انتخاب میں مجسٹریٹ اپنی تمیز و ادراک کو دخل نہ دے سکتے تھے اور انتخابات

ایک محدود طبقہ میں سے کئے جاتے تھے یعنے ایسے بااثر
اشخاص میں سے جو کسی خدمت پر فائز رہ چکے ہوں۔
اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ "عامہ" کی نیابت اس مجلس میں
باقی نہ رہی اور عہد مذکور کے آخری ایام میں سینیٹ ایسے
اشخاص پر مشتمل تھی، جو مجسٹریٹ تھے یا جو لوگ اس
خدمت کو انجام دے چکے تھے۔

سینیٹ کا طرز کارروائی

مجلس سینیٹ کے طرز کارروائی سے صاف ظاہر ہے
کہ ابتدا میں یہ مجلس مجسٹریٹوں کی دست نگر تھی اور
قواعد سابقہ کی رو سے اسی وقت اظہار رائے کی
مقتدر تھی، جب کہ مجسٹریٹ اس سے مشورہ کرے۔
اور اس کو اختیار تھا کہ سینیٹ کے مشورہ پر عمل کرے
یا نہ کرے اور سینیٹ کا فیصلہ اسی وقت قطعی اور
واجب التعمیل ہو سکتا تھا۔ جب کہ مجسٹریٹ اسکو منظور کرے۔
مگر آخر میں صورت حالات برعکس ہو گئی تھی اور
اس لئے یہ کوشش ہونے لگی کہ قواعد سابقہ کو حالات
موجودہ کے مطابق کیا جائے۔ یعنے سینیٹ کے اقتدار کو
باضابطہ تسلیم کر لیا جائے:۔ مثلاً یہ دستور پڑ گیا کہ مجسٹریٹ
اپنی طرف سے کوئی تحریک پیش نہ کرتا۔ جس سے سینیٹ
اس کے متعلق فیصلہ کرنے پر مجبور ہوتی اور ارکان
سینیٹ کو یہ بھی اجازت ہو گئی کہ جب ان سے
کسی معاملہ کے متعلق رائے لیجاتی تو مسئلہ زیر بحث

باب۳ سے متجاوز ہوکر دوسرے معاملات پر بھی رائے زنی کرتے، جن میں ان کو دلچسپی ہوتی۔ یہ امر بھی قابل لحاظ ہے کہ زمانہ ماسبق میں مجسٹریٹ سینیٹ کے مشورہ کے مطابق عمل کرتے تھے مگر زمانہ حال میں سینیٹ کے احکام کے مطابق عمل کرنا لازمی تھا۔ مگر آگے چل کر ظاہر ہو گا کہ جب تک مجلس سینیٹ کے مقابلہ میں مجسٹریٹ کمزور تھے، ان تغیرات کا ہونا اور نہ ہونا برابر تھا، لیکن جب صورت حالات برعکس ہو گئی، تغیرات مذکور کے نتائج نہایت اہم ثابت ہوئے۔

سینیٹ کے تفوق کے اسباب

مجلس سینیٹ نے جو غلبہ مجلس عامہ اور حکام پر حاصل کر لیا، اس کے اسباب کو دریافت کرنا زیادہ دشوار نہیں:۔ عوام کی دو مجلسیں تھیں، جن کے ذریعے سے وہ حکام کا انتخاب اور قوانین نافذ کرتے تھے مگر دونوں مجلسوں:۔ یعنے "جمہور کی کمیٹیا" اور "پلیبیوں" کی کانسلیم کے طرز عمل میں ایک بڑا نقص تھا:۔ یعنے انکا انعقاد صرف مجسٹریٹ کے حکم سے ہو سکتا تھا، اور شہر ایتھنز کی طرح کوئی ایسے ایام مقرر نہیں تھے، جن میں اس مجلس کا انعقاد لازمی ہوتا، بلکہ برعکس اس کے متعدد ایام ایسے تھے، جن میں مجالس مذکور کا انعقاد ممنوع تھا۔ اس کے علاوہ ان کے اراکین انھیں معاملات پر بحث کر سکتے تھے جو کہ حکام پیش کریں۔ بعض معاملات ایسے ضرور تھے

مجلس عامہ کی ہیئت

جن کے طے کرنے کے لئے حکام وقت مجبور تھے باب۳
کہ مجالس کا انعقاد کریں اور عامہ قوم کی رائے لیں،
مگر متعدد معاملات ایسے بھی تھے، جن میں از روئے
دستور قوم سے مشورہ لازمی نہیں تھا اور انسے مشورہ
کرنا یا نہ کرنا ان کی رائے پر منحصر تھا مگر
یہ زمانہ ایسا تھا کہ قوم سے ہر معاملہ میں مشورہ
کرنا دقت سے خالی نہ تھا۔ مجالس عوام صرف
شہر میں یا اس کی فصیل کے باہر کیمپس مارٹیس
پر منعقد ہو سکتی تھیں، مگر رائے دینے والوں کی
تعداد کثیر تھی، جن میں سے اکثر روما سے فاصلہ پر
رہا کرتے یا دور دراز ممالک میں فوجی خدمت کی
ادائی میں مصروف رہتے۔ اِن جملہ افراد کو جمع کرنا
سخت دشوار۔ اور اگر یہ اہل شوری جمع بھی ہوسکیں تو
ان میں یہ اہلیت نہیں تھی کہ اہم فوجی یا غیر ملکی
معاملات پر رائے زنی کر سکیں، جو اِس زمانہ میں
رومن مدبرین کے پیش نظر تھے۔ برعکس اس کے
مجلس سینیٹ کے انعقاد میں کوئی دشواری نہ تھی۔
اسکے اراکین میں اس زمانہ کے تمام کاردان وبنرد آزما
جنرل موجود تھے اور ان میں سے اکثر مجسٹریٹی
کی خدمات انجام دے چکے تھے، اس لئے ایک
حد تک قوم کی نیابت کرنے کا ان کو حق تھا۔

باب۳ اس کے علاوہ مجلس سینیٹ میں ہر معاملہ پر پورے طور پر بحث کرنا ممکن تھا، جس کا مجالس عوام میں کوئی موقع نہیں تھا۔

حکام کی تبدیلیاں

مگر حکام وقت کے مجلس سینیٹ کی ہدایت اور احکام کے منتظر رہنے کے صرف یہی وجوہ نہیں تھے بلکہ جیسا کہ ہم بیان کر چکے ہیں۔ ان کے اقتدارات گھٹ گئے تھے اور ان کے فرائض میں بھی تغیر ہو گیا تھا۔ دستور رومن کی ایک بدیہی خصوصیت یہ ہے کہ رومن اپنے احکام اعلیٰ کو "اقتدار کامل" سے فائز کرتے تھے کیونکہ سلطنت کا حاکم اعلیٰ ہونے کی وجہ سے مجالس سینیٹ و عوام کا انعقاد اس کی مرضی پر منحصر تھا اور یہ مجالس صرف انھیں معالات پر رائے زنی کر سکتی تھیں جن کو وہ پیش کرے۔ افواج کا سپہ سالار بھی وہی تھا اور عدالت کا افسر اعلیٰ بھی، اور اپنے اقتدارات کے بر قرار رہنے تک، نہ کوئی اس کو ہٹا سکتا اور نہ کوئی اس سے باز پرس کر سکتا تھا، مگر ابتدائی کانسلوں اور زمانہ ما بعد میں قیصران روما کی طرح اس زمانے کے حکام اپنے اقتدارات کا پورے طور پر استعمال نہیں کرتے تھے، کیونکہ امراء اور عوام کے مناقشات کی وجہ سے ان کے اقتدارات پر حملے ہو رہے تھے۔ قانون والیرین کے لحاظ سے کانسلوں سے شہریاں روما

کو حدود شہر کے اندر سزائے موت دینے کا باب ۳
اختیار لے لیا گیا تھا اور عہدہ "ٹریبیوں" کے قیام سے
حدود شہر میں ان کے جملہ افعال میں اعتراض کا
اندیشہ پیدا ہو گیا تھا۔ (۴۳۵ ق م) میں ۳۱۹ سنہ
مردم شماری کا کام انسے الگ کر لیا گیا اور بنیادی
دو عہدہ داروں کے تفویض کیا گیا، جو "سینسر" کے نام
سے موسوم ہوئے۔ قانون ہارٹینسین کی روسے پلیبون
کے ٹریبیونوں کو بھی وضع قوانین کے متعلق تحریکات
کے پیش کرنے اور مجلس سینیٹ کے منعقد کرنے اور
اس سے مشورہ کرنے کا اقتدار حاصل ہوگیا۔ مگر
حکام کا اقتدار گھٹ جانے کے صرف یہی وجوہ
نہ تھے، بلکہ دائرہ انتظام کے وسیع ہو جانے سے جدید
خدمات کے قیام کی ضرورت دامن گیر ہوئی۔ ابتداً
"پریٹر کانسل" صرف دو تھے مگر (۳۶۴ ق م) میں ۵۹۰ سنہ
"پریٹر اربانس" (حاکم شہر) کا عہدہ قایم کیا گیا اور بنیادی
شہریان روما کے جملہ عدالتی نزاعات کا فیصلہ اسکے
سپرد کیا گیا۔ ایک سو بیس سال کے بعد ایک چوتھا
پریٹر "غیر ملکیوں" کے نزاعات میں حکم کرنے کے لئے
مقرر کیا گیا، جن کی تعداد روما میں بہت بڑھ گئی تھی۔
ممالک غیر کے الحاق کی وجہ سے حکام کی تعداد میں
مزید اضافہ ہوا۔ (۲۲۷ ق م) میں جدید صوبجات

باب۳ سسلی و سارڈینیا کے انتظام کے لئے دو پریٹر مقرر کئے گئے۔ (۱۹۷ ؁ق م) میں دونوں صوبجات ہسپانیہ کے لئے دو پریٹروں کے تقرر کی ضرورت ہوئی۔
اس طور پر اس عہد کی آخری نصف صدی میں "کامل اقتدار" یا امپیریم رکھنے والے حکام کی تعداد کم سے کم آٹھ تھی اور ان کے علاوہ متعدد نائب کانسل و نائب پریٹر بھی تھے۔ ان آٹھ حکام با اقتدار کی جماعت کو "کالج" یا جماعت کہتے تھے، جن میں سے ہر ایک فرداً فرداً "جماعت" کے جملہ اقتدارات کو عمل میں لانے کا مقتدر تھا۔ مگر ایسے ہم اقتدار حکام کے سبب سے معاملات مملکت میں جس قسم کی ابتری پیدا ہونے کا اندیشہ تھا، اس سے بچنے کے لئے چند خاص قواعد مقرر تھے۔ اس "جماعت" کے دو قدیم رکن یعنے دونوں کانسلوں کو باقی چھ پر فوقیت حاصل تھی، جو پریٹر کے نام سے موسوم تھے۔ کانسلوں کو "اقتدارِ اعظم" حاصل تھا، جس کا زمانہ مابعد میں شہنشاہان روما نے نہایت ہوشیاری کے ساتھ استعمال کیا اور بحالت اختلاف آراء پریٹروں کو کانسلوں کے آگے سر تسلیم خم کرنا پڑتا، مگر جب ہم درجہ حکام: مثلاً ایک کانسل اور دوسرے کانسل یا ایک پریٹر اور دوسرے پریٹر کے درمیان اختلاف پڑتا تو اس کیلئے یہ صورت

اختیار کی گئی تھی "کہ حکم دینے والے سے منع کرنیوالا باب۳
قوی ہے" مگر ظاہر ہے کہ قواعد مذکورسے سلطنت رومن
کے روز افزوں امور نظم و نسق کے انصرام
کے لئے جس، باقاعدہ تقسیم کار اور یک جہتی اور
یگانگی کی ضرورت تھی، ان کا حصول دشوار تھا۔ بلکہ
اس کے لئے ایک مرکزی جماعت کی ضرورت تھی،
جوان جملہ امور کو طے کرے۔ سینیٹ کے سوائے کوئی
جماعت اُن فرائض کو انجام نہیں دے سکتی تھی۔
جنگ فنیقی ثانی کے زمانہ سے سینیٹ کو یہ اقتدار
حاصل ہو چکا تھا کہ ہر سال کے آغاز پر یہ طے
کرے کہ کن محکمہ جات کے انتظام کی ضرورت
ہے اور ان خدمات کا بھی فیصلہ کرے کہ کانسلوں
اور پریٹروں کے تفویض کیا کیا فرائض کئے جائیں، یہ
انتظامات سینیٹ کے تفویض ہو جانے سے حکام
کو بھی ایک حد تک سبکدوشی حاصل ہوتی اور سیاسی
معاملات میں کسی قسم کا اختلاف باقی نہ رہتا۔ اسکے
علاوہ ایسے مواقع بھی بہت کم پیش آتے، جب کہ
کسی مجسٹریٹ کو سینیٹ کے اقتدار کے تسلیم کرنے
میں عذر ہوتا۔

لیکن سینیٹ کے تفوق کا زیادہ تر یہی سبب
تھا کہ بغیر اس کے با اقتدار ہونے کے امور مملکت کا شرفاء

انصرام دشوار تھا مگر اس تفوق کو طاقت اور استحکام باب۲
پہونچنے کا یہ سبب تھا کہ گروہ شرفاء سے اس مجلس
کے خاص تعلقات تھے، اس زمانہ کے "شرفاء" اور
پٹریسیوں میں بہت فرق تھا؛ پٹریسین کا اب بھی زمرۂ
شرفاء میں شمار ہوتا تھا مگر جن خاندانوں کا شمار اس زمانہ
میں زمرۂ شرفاء میں تھا ان میں سے اکثر گروہ پلیبئن میں سے
تھے۔ اس دور کے سربر آوردہ شرفاء میں سے اکثر
مثلاً کیٹو اکبر خاندان گراکی، سسرو، خاندان میٹیلی، خاندان
لیوی، خاندان لیسنی وغیرہ سب پلیب میں سے تھے۔
جس سے ظاہر ہے کہ ان تمام خاندانوں کا شمار
زمرہ شرفاء میں ہونے لگا تھا، جن میں سے کسی فرد نے
خدمت مجسٹریٹی حاصل کی ہو اور اس طور پر اس
خاندان کو یہ حق حاصل ہو گیا ہو کہ اپنے مکانات
میں بزرگوں کی مورتیں رکھیں، یا ان کو اپنے جنازوں
کے ساتھ نکالیں۔ جو شخص کہ خدمت مجسٹریٹی حاصل کر کے
اپنی اولاد کے زمرہ شرفاء میں شریک ہونے کا
باعث ہو، اس کو "بانئ خاندان" کہا جاتا، گو وہ خود گروہ
پلیب سے ہو۔ اس طور پر قانوناً زمرۂ شرفاء میں
شریک ہونے پر شہری کے لئے ممکن تھا جو کہ
کم سے کم خدمت کیوریول ایڈائل پر فائز ہو چکا ہو۔
یہ بھی واضح رہے کہ شرفاء کے اب خاص حقوق

باقی نہ رہے تھے نہ ان کے ساتھ کوئی خاص باب مراعات ملحوظ تھی۔ اس زمانہ کے ابتدائی ساٹھ ستر سال تک اس بارے میں اصول اور عمل کا کوئی فرق نہیں تھا اور ہر سال کسی نہ کسی خاندان کا زمرہ شرفاء میں اضافہ ہوتا:۔ مثلاً جنگ ہائے فینقیا کے زمانہ سے جمہوریہ کے آخری دور کے خاندانوں کی شرافت کے آغاز کا شمار ہوتا ہے:۔ مثلاً خاندان کیکلی میٹلی، خاندان اوری لئی کوٹے، خاندان فلامینی خاندان کالپیرنی ۔ مگر رفتہ رفتہ شرفاء کو اپنے گروہ میں نئے افراد کا شریک ہونا ناگوار ہونے لگا۔ خدمات جلیلہ پر فائز ہونے سے مقصود حصول دولت و اقتدار تھا اور اس دولت و اقتدار کے ذریعہ سے جدید اشخاص کو زمرۂ شرفاء میں داخل ہونے سے روکنے کی اور جملہ عہدہ ہائے سلطنت کو اپنی جماعت کے لئے مخصوص کرنے کی، ہر طور پر کوشش کی جاتی۔ پلیبوں میں سے جو اشخاص زمرۂ شرفاء میں شریک ہوگئے تھے، انہوں نے بشمول پٹریشیون کے ایک جدید جماعت بنالی اور غرور و نخوت میں ان سے بھی بڑھ گئے۔

(۲۱۷ قم) ہی میں لوگ یہ کہنے لگنے تھے کہ یہ ۵۳۷ بنیادی جدید شرفاء جن کو ایک زمانہ میں پٹریشین نگاہ حقارت سے دیکھتے تھے، اب وہی برتاؤ پلیبوں کے ساتھ کررہے ہیں۔

باب۳ اس عہد کے اختتام (سنہ ۱۳۳ ق م) کے قریب قریب
ان اشخاص کے لئے عہدہ ہائے جلیلہ کا حصول دشوار
سنہ ۶۲۱ ہو گیا تھا، جن کا تعلق گروہ امراء سے نہ تھا اور
بنیادی ان خاندانوں کے نوجوان سرکاری ملازمت کو اپنا خاص
حق تصور کرنے لگے تھے۔ اس طور پر خدمت ہائے
اعلیٰ اور رکنیت مجلس سینیٹ گروہ شرفاء کے لئے
مخصوص ہو گئیں، گو اصولاً ہر آزاد شہری انکا مستحق تھا۔
اور اس لئے سینیٹ کے اقتدار کو قائم رکھنے کے لئے
شرفاء اپنی دولت اور اثر کو آزادی کے ساتھ صرف
کرتے تھے، کیونکہ اس مجلس کے اقتدار کے قائم
رہنے پر، ان کے تفوق کا انحصار تھا اور ان کے
اغراض و مقاصد اس کے ساتھ متحد تھے۔

سیاسی ترقی اور توسیع ملک کا صرف یہی نتیجہ
طریق انتظام نہیں ہوا کہ سینیٹ کی قوت بہت بڑھ گئی، بلکہ اس
صوبہ جات و زمانہ میں حکومت صوبہ جات کی بنیاد پڑی اور پرو کانسلوں
پرو کانسلاں کی خطر انگیز اقتدارات کا آغاز ہوا۔

جدید مقبوضات کا انتظام کرنے میں رومنوں نے
ان رعایتوں کا لحاظ نہ کیا جن کو انھوں نے اطالیہ
میں پیش نظر رکھا تھا۔ ممالک مفتوحہ جدید کو "حلفاء"
کا لقب دیا گیا تھا اور ان ممالک میں سے بعض
ایسے ضرور تھے، جن کے ساتھ باضابطہ معاہدہ ہوا تھا۔

اور ایک حدتک روما کے مساوی خیال کئے جاتے تھے۔ باب۳
مگر ان ریاستوں کی تعداد قلیل تھی۔ رومنوں کی قوت اب پہلے سے بہت بڑھ گئی تھی اِس لئے کسی سلطنت کو اپنا ہمسر یا حلیف تسلیم کرنا انھیں شاق گزرتا تھا۔ روما کے جدید حلفاء در اصل محض نام کے ہی حلفاء تھے اور عہد نامہ ان کی ماتحتی کو چھپانے کے لئے محض ایک آلہ تھا۔

ان کے اور روما کے قدیم اور اصلی حلفاء کے درمیان یہ فرق تھا کہ ان کو محاصل ادا کرنے پڑتے، ان سے ہتیار چھین لئے گئے تھے، اور اُن کا انتظام رومن صوبہ داروں کے سپرد کر دیا گیا تھا۔ صوبہ جات کی تنظیم
مگر صوبہ داری حکومت کا قیام باضابطہ الحاق کے مترادف تھا اِس لئے رومن اس میں عجلت نہ کرتے تھے۔ جب چند مقبوضات کو متحد کر کے ایک صوبہ بنایا جاتا تو طرز عمل قریب قریب ایک ہی ہوتا۔ جدید صوبہ کی تنظیم کا کام مجلس سینیٹ کے اراکین کے ایک وفد کے سپرد کیا جاتا جو اِس کی ہدایات کے مطابق عمل کرتے اور ان کی رپورٹ ایک قانون کی صورت میں نافذ ہوتی جس کو ہم اس صوبہ کا دستور اساسی کہہ سکتے ہیں۔ جس میں جدید صوبہ کا رقبہ بستیوں کی تعداد اور ان کے حقوق و فرائض

باب ۳ اور سیاسی حیثیت، مقدار و طریقۂ وصول محاصل وغیرہ مثل امور عدالت و حکومت مقامی درج ہوتے تھے۔ اس قانون کی پابندی نہ صرف اس صوبہ کے باشندوں بلکہ رومن صوبہ دار پر بھی لازم ہوتی اور اس میں کوئی ترمیم یا اضافہ بلا منظوری سینیٹ یا عوام نہو سکتا تھا۔

جدید صوبہ جات کے دستور اساسی میں اصولاً دراصل وہاں کی رعایا کے ساتھ مراعات ملحوظ رکھی گئی تھی۔ مگر عملاً رومن صوبہ داروں کی حکومت جابرانہ تھی۔ سلطنت رومن کی اس معاملہ میں فراخ دلی کی وجہ غالباً یہ تھی کہ وہ اپنے اوپر حکومت کا بوجھ صرف بقدر ضرورت لینا چاہتی تھی اور جدید مفتوح اقوام کے احساسات کو پامال کرنا ناپسند کرتی تھی۔ اس کے علاوہ دور دراز ممالک کے صوبہ داروں کو وسیع اقتدارات دینا بھی خطرے سے خالی نہ تھا۔ پلینی کی تاریخ میں جو فہرستیں درج ہیں ان پر سرسری نظر ڈالنے سے معلوم ہو گا کہ رومن صوبہ جداگانہ بستیوں کا مجموعہ تھا اور ان بستیوں کی تعداد اور ان کے رقبہ کے تعین میں رومن موجودہ سیاسی تقسیموں کو پیش نظر رکھتے تھے گو اسمیں شک نہیں کہ رومن ان اتحادوں کو فسخ کر دیا کرتے تھے جن سے خطرہ کا اندیشہ ہوتا یا ان کو مذہبی معاملات تک

محدود رکھتے اور بعض بستیوں کے مقبوضات میں اضافہ باب۳
یا کمی کرتے تھے مگر ممالک متمدنہ ہی میں انھوں نے موجود
بستیوں کو برقرار نہیں رکھا بلکہ جنوبی ہسپانیہ میں بھی جہاں
شہری بستیاں بہت کم تھیں انہوں نے دیسی
قبائل کو بستیوں کے حقوق دئے گو رفتہ رفتہ
مرور زمانہ کیوجہ سے یہاں بھی شہری بستیاں
قائم ہوگئیں اور تہذیب و تمدن کے جدید مرکز
پیدا ہو گئے۔

سب بستیاں خواہ وہ قبائل ہوں یا شہر جو
کسی صوبہ کے حدود میں واقع تھے، روما کی سیادت
کو تسلیم کرتے اور روما کے حلفاء کی طرح اس
امر پر مجبور تھے کہ روما کے دوستوں کے ساتھ
دوستی رکھیں اور اس کے دشمنوں کے ساتھ دشمنی۔
بلا اجازت روما کے کسی سلطنت کے ساتھ
اتحاد نہ پیدا کریں اور بطور خود کسی سلطنت سے
جنگ کرکے نقض امن نہ کریں۔ تجارت ومناکحت
کی ممانعت رومنوں نے صرف اپنی سلطنت کی
توسیع کے ابتدائی زمانہ میں کی تھی جب کہ انہیں
اپنی قوت پر پورا وثوق پیدا نہیں ہوا تھا۔

حکومت مقامی

ان قیدوں کے علاوہ دوسرے امور میں
ہر ایک بستی کو حکومت خود اختیاری حاصل تھی

باب ۳ گوہر ایک بستی میں اس کی نوعیت جداگانہ تھی کیونکہ اولاً آزاد ریاستوں اور دوسری بستیوں میں بہت فرق تھا۔ ان آزاد ریاستوں میں ان بستیوں کا شمار تھا جن کے ساتھ رومنوں نے معاہدہ کیا تھا مثلاً قادس یا جن کو رومنوں نے بطور خود آزادی عطا کی تھی۔ مثلاً سینٹرو پے واقع سسلی یہ ریاستیں صوبہ دار کی نگرانی سے اور ادائے خراج سے مستثنیٰ تھیں اور اپنے اندرونی معاملات میں بجز روما کی سیادت کو تسلیم کرنیکے آزاد تھیں۔ مگر صوبہ جات کے معمولی باشندوں کی آزادی وسیع نہ تھی کیونکہ ان کو خراج ادا کرنا پڑتا تھا۔ اور رومن صوبہ دار کی ان پر براہ راست حکومت تھی۔ اور اس کو اختیار تھا کہ اپنے صوبہ کے باشندوں کو جس قدر آزادی چاہے عطا کرے۔ اس کو یہ بھی اختیار حاصل تھا کہ حکام مقامی کی نگرانی کرے ان کے حسابات کی تنقیح کرے اور مقامی دستور میں ترمیم کرے یا اس کو بالکلیہ منسوخ کردے۔ مگر کسی صوبہ کے باشندوں کو اپنے قوانین کی پابندی اور اپنے حکام کو منتخب کرنے سے ممنوع کرنے کی مثالیں شاذ و نادر ہی ہوں گی۔ رومن حکام کے لئے جو اصول معدلت قائم کئے گئے تھے ان میں مقامی رسم و رواج کا خاص لحاظ رکھا

باب ۳

گیا تھا۔

تحصیل ٹکس میں بھی رومنوں نے بہت کم تغیر کیا۔ سسلی میں سوائے چند بستیوں کے خراج کا قدیم طریقہ جاری رکھا گیا اور ایشیا میں بھی اولاً ایسا ہی کیا گیا تھا۔ دوسرے صوبوں میں مثلاً ہسپانیہ افریقیہ و مقدونیہ میں رومن صرف خراج کی سالانہ مقدار معین کردیتے تھے اور حکام مقامی کو اختیار تھا کہ جس طریقہ سے چاہیں اس کو وصول کریں۔ شاہان مقدونیہ جو خراج اپنی رعایا سے وصول کرتے تھے رومنوں نے جب اس صوبہ پر قبضہ کر لیا تو خراج کی مقدار انھوں نے نصف کردی جس سے ظاہر ہے کہ اگر اہل مقدونیہ کے ساتھ اس بارہ میں خاص رعایت نہیں کی گئی تھی تو دوسرے صوبوں میں بھی مقدار خراج زیادہ نہ ہو گی۔ مگر بہتر تو یہ ہوتا کہ رومن مدبرین نے وسعت نظر کے ساتھ وصولی ٹکس کی بنیاد کو مستحکم کر دیا ہوتا اور اس کام کو مرکزی حکومت کے زیر نگرانی کر دیتے جیساکہ زمانہ مابعد میں شہنشاہان روما نے کیا۔ اس کا نتیجہ یہ ہوتا کہ صوبہ جات کی رعایا کو رقم کم ادا کرنی پڑتی اور خزانہ سلطنت میں زیادہ روپیہ داخل ہوتا۔

ان امور سے ہم یہ نتیجہ اخذ کرسکتے ہیں کہ رومنوں نے

باب۳ جو قوانین صوبہ جات کے باشندوں کے لئے بنائے تھے ان پر کوئی اعتراض عائد نہیں ہوتا۔ مگر انہوں نے ان قوانین کی پابندی کے لئے کافی بندوبست نہیں کیا جس کی وجہ سے ان کے صوبہ دار فرعون بے سامان ہو کر سلطنت روما کے زوال کا باعث ہوئے۔

صوبہ دار ہر رومن صوبہ دار پر اصولاً اپنے صوبہ کے دستور اساسی اور ان قوانین کی پابندی لازمی تھی جو سینیٹ یا اہل روما نے اس کی ہدایت کے لئے بنائے تھے اور اہم معاملات میں دوسرے حکام کی طرح اس پر لازم گردانا گیا تھا کہ سینیٹ کے مشورہ سے عمل کرے۔ مگر صورت حالات ایسی واقع ہوئی تھی کہ یہ قیود بے سود تھیں۔ صوبہ داروں کو "اقتدار کامل" حاصل تھا مگر شہر روما کے حدود میں اس اقتدار کے استعمال پر جو قیود تھیں انکا سمندر پار وجود نہ تھا کیونکہ صوبہ کی حدود میں اس کا کوئی ہمسر نہ تھا۔ صوبہ جات کے باشندوں کو سزائے موت دینے کا اس کو اختیار تھا اور اس کے فیصلہ کا مرافعہ نہ ہو سکتا تھا۔ یہانتک کہ کوئی ٹریبون بھی اس کے احکام کو منسوخ نہ کر سکتا تھا اور پھر بعد مسافت کی وجہ سے سینیٹ کی نگرانی بھی اس پر برائے نام تھی۔ جو رقم خزانہ روما سے اس کو ملتی اور جو رقوم وہ اپنے صوبہ سے بطور ٹکس وصول

کرتا سب اس کے تصرف میں رہتیں۔ اگر اس کو زیادہ رقم کی ضرورت ہوتی تو اس کو اختیار کامل تھا کہ اپنے صوبہ کی رقم ٹکس پر اضافہ کردے جس کے وصول کرنے میں اس کو رومن افواج سے پوری امداد ملتی تھی۔ سرحدی معاملات میں بھی بہت کچھ اس کے صوابدید پر منحصر تھا اور اپنے ہمسایوں کے ساتھ صلح و آشتی سے رہنا یا ان سے جنگ کرنا اس کی مرضی پر منحصر تھا۔ اس پر طرہ یہ تھا کہ اس مطلق العنان حکومت میں نہ اس پر تجربہ کار حکام کی نگرانی تھی نہ امداد کیونکہ جملہ انتظامی حکام اس کے ماتحت تھے اور اس کے ساتھ آتے اور جاتے تھے۔ کوئیسٹر بھی جن کا تقرر راست روما سے ہوتا معاملات مالیہ کے انتظام میں صوبہ دار کے ماتحت تھے اور یہ عہدہ دار زیادہ تر نوجوان اور ناتجربہ کار ہوتے تھے اس لئے ان کا فرض تھا کہ صوبہ دار کی ویسی ہی اطاعت و فرمانبرداری کریں جیسے کہ بیٹا باپ کی کرتا ہے۔ یہ امر بھی ملحوظ خاطر رہے کہ ان مطلق العنان صوبہ داروں کو اکثر اوقات نہ تو امور انتظامی کا تجربہ تھا اور نہ اس اہم خدمت پر ان کا تقرر کئے جانے میں زیادہ کاوش کیجاتی تھی۔ بسا اوقات ایسے لوگوں کو صوبہ دار مقرر کردیا جاتا جنھیں کوئی انتظامی تجربہ نہ ہوتا تھا اور اگر ہوتا بھی تو بہت ہی کم۔ اس کے

باب۳ علاوہ اس امر کا تصفیہ کہ کس شخص کو کس صوبہ کا حکمراں کیا جائے یا تو باہمی رضامندی سے ہو جاتا یا قرعہ اندازی سے۔ صوبہ داری کی میعاد صرف ایک سال تھی گو کبھی کبھی اس میں توسیع بھی ہو جاتی۔ اسوجہ سے اچھے صوبہ داروں کو اپنے صوبہ کے حالات اور ضروریات سے واقف ہونے کا موقع نہ ملتا تھا اور بد طینت لوگوں کو موقع ملتا تھا کہ جس طرح ہوسکے اس میعاد قلیل میں اپنے زیر حکومت صوبہ کو لوٹ لیں۔ صوبہ داروں کو وسیع اختیارات حاصل تھے اور بعد مسافت کی وجہ سے مرکزی حکومت کی نگرانی سے وہ قریب قریب آزاد تھے، اس لئے محل تعجب نہیں تھا کہ ان میں اکثر اپنے اقتدار انکا نہایت بُرا استعمال کرتے یعنی رعایا پر جبر و ظلم کرتے۔ مگر دستور اساسی
۶۰۵ میں صوبہ داروں کے لئے بد اعمالی کی پاداش میں
بنیادی کافی سزا نہیں رکھی گئی تھی۔ ۱۴۹ق م میں قانون کیا لپرنیا کی رو سے ایک مخصوص عدالت صوبہ دارونکی سخت گیری کی تحقیقات کے لئے قائم ہوئی تھی جس سے صوبہ جات کے باشندوں کو دادرسی کا پہلے مرتبہ موقع ملا۔ مگر عملاً اس کا وجود ان کے حق میں زیادہ مفید نہ تھا کیونکہ اولاً تو یہ عدالت روما میں تھی اور ہسپانیہ یا ایشیا سے گواہوں اور کاغذات کا

ثبوت جرم کی تائید میں لانے کے لئے زر خطیر کی ضرورت تھی۔ باب۳
اس کے علاوہ اس عدالت کے ارکین اہل سینیٹ تھے یعنے وہ لوگ جو خود صوبہ دار رہ چکے تھے یا اس خدمت کے امیدوار تھے اور جنکو طبقہ امراء کے رکن ہونے کی وجہ سے ملزموں کے ساتھ زیادہ ہمدردی ہوتی تھی۔ مزید بران کسی صوبہ دار کے مقابلہ میں باشندگان صوبہ جات کو جب تک کہ وہ بر سر خدمت ہو، کسی قسم کا چارۂ کار حاصل نہ تھا اور جب یہ مدت ختم ہو جاتی تو نہ صرف شہادت کا بہم پہنچانا دشوار ہوتا، بلکہ انکے نقصانات کی تلافی بھی ناممکن تھی۔

صوبہ داروں کے استحصال بیجا کی کئی صورتیں تھیں، کبھی تو وہ رعایا سے خراج مقررہ کے علاوہ رقمیں وصول کرتے یا رومن افواج انکے سر پر مسلط کرنے کی دھمکی دیکر اپنی مٹھی گرم کرتے تھے، اور اگر اس پر بھی ان کی ہوس نہ مٹتی تو کھلم کھلا رعایا کو لوٹ لیتے تھے۔ یہ خرابیاں ایماندار صوبہ داروں کے زمانہ میں بھی ایک حد تک جاری رہتی تھیں۔

اس طریقہ حکومت کی بہت بڑی خرابی یہ تھی کہ اس کی وجہ سے تمام سلطنت میں یکساں طرز عمل دشوار تھا، کیونکہ اس طور پر صوبہ جات کی حکومتیں بجائے سلطنت کے اجزاء ہونے کے، علیحدہ علیحدہ حکومتیں بن گئی تھیں اور مرکزی

باب ۳ حکومت کی نگرانی سے قریب قریب آزاد تھیں۔ پھر ایک ہی صوبہ کی حدود میں ایک صوبہ دار اپنے پیشرو کے کئے ہوئے کو مٹا سکتا تھا، جس کی وجہ سے نہ تو مداخل و مخارج کا توازن و تخمینہ ممکن تھا نہ سرحدات کے متعلق کوئی قطعی اصول کا تصفیہ ہوسکتا تھا۔

پرو کانسلاں — اِن جملہ امور کے علاوہ صوبہ داروں کی آزادی سے دستور رومن کو بھی خطرہ تھا! صوبہ جات کی بد انتظامی اور ابتری سینیٹ و قوم رومن کے لئے باعث ننگ تھی اور صوبہ داروں کی آزادی سے سینیٹ و اہل روما کا اقتدار گھٹ رہا تھا۔ جس زمانہ کا ہم اس وقت ذکر کر رہے ہیں، اس کے آخر میں ایک تبدیلی نظام عمل میں کی گئی جس کی ابتدا یوں ہوی کہ صوبہ جات کی حکومت اوایل میں مجسٹریٹوں کے (جن کو امپیریم دلایا جاتا تھا) سپرد کی جاتی اور اگر کسی خاص وجہ سے صوبہ میں کانسل کے تقرر کی ضرورت نہ ہوتی تو عموماً پریٹر حاکم صوبہ ہوتا تھا، مگر یہ انتظام اسی زمانہ تک برقرار رہا، جب تک کہ روما میں کانسلوں اور پریٹروں کے ذمہ زیادہ کام نہ تھا۔ سنہ ۱۴۶ ق م کے بعد پریٹروں کا روما کے باہر جانا موقوف ہوگیا اور کانسل بھی صرف دوران جنگ میں جانے لگے اور ان دونوں عہدہ داروں کے بجائے پرو کانسل کا تقرر ہونے لگا۔ اس زمانہ کے قبل بھی یعنی سنہ ۳۲۷ ق م میں پرو کانسلوں کے تقرر کی ضرورت

(حاشیہ: ۶۰۸ بنیادی؛ سنہ ۴۲۷ بنیادی)

داعی ہوئی تھی، مگر ابتداءً یہ تقرر قوم رومن کی خاص منظوری سے باب۳
اور پھر وہ بھی شاذ و نادر عمل میں آتا تھا اور یہ عہدہ دار
نہ صرف بہ لحاظ نام کے بلکہ عملاً کانسلوں کے نائب تھے۔
جنگ قرطاجنہ ثانی میں ان عہدہ داروں کا تقرر بالعموم صرف
سینیٹ کے حکم سے بلا منظوری قوم ہونے لگا۔ اس
خدمت کی اہمیت اس زمانہ سے اور بھی بڑھ گئی جب کہ
سال بہ سال صوبجات ماوراء البحر انکے تفویض کئے جانے لگے۔
اس طرز عمل کا نتیجہ یہ ہوا کہ عامہ قوم کو ان عہدہ داروں کے
تقرر میں کچھ اختیار باقی نہ رہا جن کے تفویض ان کے
مقبوضات تھے۔ یہ ان کے دستوری حقوق کے بالکل
خلاف تھا اور عہد مابعد میں ان کے سرگروہوں نے
اس کو مسترد کرا دیا۔ کانسلوں اور پرو کانسلوں میں جو تعلق
تھا وہ باقی نہ رہا اور پرو کانسل، کانسلوں کے ماتحت
نہ رہے اور یہ ایک علیحدہ عہدہ ہو گیا، جس پر
سال بہ سال تقرر ہوا کرتا اور گو پرو کانسل اور پرو پریٹر
کانسلوں اور پریٹروں سے کم درجہ کے خیال کئے
جاتے تھے مگر عملاً ان کی نگرانی سے بالکل آزاد تھے
اور پھر وسیع اقتدارات اور حصول دولت و شہرت کے
جو مواقع پرو کانسلوں کو حاصل تھے وہ کانسلوں کو
باوجود حکومت کے اعلیٰ عہدہ دار ہونے کے نہ تھے۔
کیونکہ ان کا دائرہ عمل محدود تھا اور فرائض معمولی تھے۔

باب۳ اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ آخر کانسلی کی صرف یہ قدر رہگئی کہ لوگ اس کو پروکانسلی کے حصول کا زینہ خیال کرنے لگے اور وہ زمانہ قریب آگیا، جب کہ شہر روما میں قیام امن کے لئے کانسل پروکانسلوں کی امداد کے خواستگار ہونے لگے اور بالاخر شہر روما میں پروکانسلوں کے اقتدار کا سکہ جم گیا۔

رومن لوگ اور انکی نئی دولت و ثروت۔

شہر روما اور دوسرے ممالک کے درمیان جو تعلقات پیدا ہو گئے تھے، اس کی وجہ سے اہل روما کے ہر طبقہ اور ان کے تمدن کے ہر شعبہ میں انقلاب عظیم ہو گیا۔ سواحل بحیرۂ روم کے جملہ ممالک کی تسخیر کی وجہ سے نہ صرف ہسپانیہ اور افریقہ کے قدرتی ذرائع رومنوں کی دسترس میں آگئے بلکہ یونان اور ایشیائے کوچک کے خزانوں پر بھی ان کا قبضہ ہوگیا، اس بیشمار دولت کے حصول کی وجہ سے ذرائع آمدنی اور ان کی تقسیم کے طریقے بہ مقابلہ سابق کے جداگانہ ہو گئے۔ کیونکہ سلطنت روما کا مداراب اطالیہ کی سرکاری اراضیات کی آمدنی یا شہریان روما کے خراج پر نہ تھا۔ ہر صوبہ میں وسیع علاقے ان کے قبضہ میں تھے۔ قرطاجنہ کے مقبوضات واقع افریقہ ومعدنہائے ہسپانیہ، شاہان مقدونیہ کی شاہی اراضیات سب اہل روما کی ذاتی ملک ہو گئی تھیں۔اس کے علاوہ

سسلی کے محاصل، دوسرے پانچ صوبوں کے خراج اور باج تمام سلطنت کے محصول چنگی سے بھی وہی مستفید ہوتے تھے۔ انتظامات مالیہ کے خاطر خواہ نہ ہونے کی وجہ سے یہ جملہ رقوم روما کے خزانہ میں داخل نہ ہوتی تھیں مگر باوجود اس کے ان جدید ذرائع آمدنی کی وجہ سے سلطنت روما اپنے شہریوں سے کسی قسم کا محاصل ۵۸۷ء
بنیادی
وصول کرنے سے مستغنی ہو گئی تھی اور ۱۶۷ء ق م کے بعد اطالیہ میں کبھی خراج وصول نہیں کیا گیا، اس زمانہ تک جب کہ اطالیہ پھر ایک صوبہ ہوگیا۔ مگر سلطنت کو جو آمدنی ہوتی تھی وہ اس آمدنی کا عشر عشیر بھی نہ تھی، جو اس کے افراد کو تھی کیونکہ جنگ میں جو کچھ مال غنیمت ملتا، اس کو زیادہ تر فتحمند جنرل اور اس کے سپاہی آپس تقسیم کر لیتے، اس طور پر نہ صرف بڑے بڑے معرکوں میں جلب منفعت کا موقع تھا بلکہ چھوٹی چھوٹی لڑائیوں میں بھی جو ہسپانی الیرین یا کیلٹک اقوام سے ہوا کرتی تھیں، جن کے طلائی زیورات کی بھی روما میں اتنی ہی قدر ہوتی تھی جتنی کہ فلپ یا انطاکس کے شاہی خزانوں اور یونان کے شہروں کے مجسمات کی۔ ایام جنگ کے علاوہ زمانہ صلح میں بھی ہر درجہ کے رومنوں کو صوبہ جات مفتوحہ میں حصول دولت کے بیشمار مواقع تھے۔ امرا خدمات صوبہ داری، لیگیٹی یا کویسٹری سے

باب۳ مستفید ہوتے تھے ٹھیکہ دار محاصل چنگی وصول کرتے یا سرکاری معادن و اراضی کا انتظام کرتے تھے اور تجار مہاجنی یا غلہ کی تجارت سے بیش از بیش نفع حاصل کرتے تھے۔ اس طور پر گویا ہر طبقہ کے رومنوں کو صوبہ جات میں قسمت آزمائی کا موقع تھا۔ دارالسلطنت روما کے باشندوں کو بھی صوبہ جات کے مال غنیمت سے مستفید ہونے کا اکثر موقع ملتا تھا کیونکہ انکو خوش کرنے کے لئے غلہ اور روپیہ اکثر تقسیم کیا جاتا اور تماشے مفت دکھائے جاتے تھے۔

شاعر ہورِیس نے کیٹو کے زمانہ کی سادگی اور کفایت شعاری پر رشک کیا ہے مگر یہ صحیح نہیں ہے کیونکہ اس زمانہ میں بھی رومن تمدن میں اسی قدر تصنع و تکلف پیدا ہو گیا تھا، جس کا زمانہ ماقبل میں وہم و گمان بھی نہ تھا؛ اور رومنوں میں حرص دولت عیاشی و فضول خرچی کا اس قدر اثر ہو گیا تھا کہ کیٹو نے اس کے خلاف نہایت سختی سے صدائے احتجاج
بلند کی ہے۔ عیش پرستی کی روک تھام کے لئے ۵۳۹ سنہ
بنیادی ۲۱۵ سنہ ق م میں متعدد قوانین نافذ کئے گئے، جن میں سے
پہلا "قانون اوپیا" تھا، جس کی رو سے رومن خواتین کو
قیمتی زیورات ملبوسات اور گاڑیوں کے استعمال سے ۵۵۹ سنہ
بنیادی روکا گیا تھا؛ مگر یہ قانون ۱۹۵ سنہ ق م میں باوجود کیٹو کی

سخت مخالفت کے منسوخ ہو گیا، جس سے ظاہر ہے کہ باب ۳
یہ سیلاب رک نہ سکتا تھا۔ پرخواری کا بھی رومنوں میں
مرض ہو گیا تھا، جو عرصہ تک جاری رہا۔ اور جس کی سنہ ۵۷۳ و
روک کے لئے سنہ ۱۸۱ و ۱۶۱ و ۱۴۱ ق م میں باربار قوانین سنہ ۵۹۳ و سنہ ۶۱۳
نافذ کئے گئے۔ تعیش کی ایک اور نشانی یہ تھی کہ بنیادی
ممالک غیر سے ہزاروں غلام اطالیہ میں آنے لگے،
جن میں سے بعض تو لڑائیوں میں گرفتار ہوتے تھے
اور بعض خریدے ہوئے ہوتے تھے۔ اکثر مقامات پر
مثلاً ڈیلاس (یونان) میں غلاموں کی فروخت کے بڑے
بڑے بازار تھے۔ رفتہ رفتہ غلاموں کی بھیڑ بہت
بڑھ گئی اور رومنوں کے گھروں اور علاقوں میں انکا
وجود ناگزیر ہو گیا۔

توفیر دولت کا اثر صرف اسی حد تک نہیں رہا تمدنی تفریقیں
بلکہ اس کی وجہ سے تمدن رومن کا خاکہ بالکل بدل گیا
اور اس کے افراد میں جو مساوات تھی، وہ ہمیشہ کیلئے
ختم ہو گئی۔ جس زمانہ میں کہ پرہس اطالیہ میں وارد ہوا،
رومنوں کا عام پیشہ زراعت تھا اور ہر ایک کہ وہ
اسی میں مشغول تھا۔ پٹریشین و پلیبین اور اہل دولت
و نکبت میں تفرقے ضرور تھے اور قانون لِسی نِین کے
نفاذ سے ظاہر ہے کہ جدید فتوحات کی وجہ سے
امراء کی اراضیات کا رقبہ بڑھتا جاتا تھا مگر باوجود

بابؔ اس کے، جملہ طبقات کے حالات یکساں تھے اور طرز زندگی ایک ہی تھا۔ رومن لشکروں کے سپاہی اور جو کانسل میدان جنگ میں ان کے سرگروہ رہتے، سب زراعت پیشہ تھے؛ مگر ظاہر ہے کہ ممالک غیر پر حکومت قائم ہو جانے کے بعد اس طرز تمدن کی بقا دشوار تھی۔ کیونکہ ہسپانیہ اور افریقیہ کی مسلسل لڑائیوں، غیر ممالک سے غلہ اور غلاموں کی آمدنی، اور اہل دولت کے مقابلہ کی وجہ سے ملک اطالیہ میں قدیم طریقہ پر زراعت کرنے میں کوئی نفع نہیں رہا تھا۔ بر خلاف اس کے صوبجات مفتوحہ میں حصول دولت کے بیشمار ذرائع تھے۔ نتیجہ یہ ہوا کہ زراعت کرنا حصول معاش کا ذریعہ محض نہ رہا اور قوم رومن کے افراد میں مساوات قائم نہ رہی۔ کیونکہ امراء جب صوبہ جات مفتوحہ پر حکمرانی کرنے کے بعد واپس آتے؛ تو بجائے اپنے علاقوں میں سادگی کے ساتھ رہنے کے، عالیشان قصر وایوان بنا بنا کر ان میں ایشیاء کوچک اور یونان کے مال غنیمت کو بھر لیتے تھے؛ خدمت کے لئے صدہا خدام و غلام ہوتے یعنے اس کے بجائے کہ جمہوریہ کے شہریوں کی طرح اوقات گزاریں، شاہانہ زندگی بسر کرتے تھے۔ طبقہ امراء کے بعد ایک جدید طبقہ وجود میں آرہا تھا جس میں سرکاری ٹھیکہ دار اور اہل تجارت شامل تھے،

اس طبقہ کو ابتک وہ اقتدار اور اثر حاصل نہیں ہوا تھا بابت جو بعد میں نصیب ہوا اور نہ ابتک وہ طبقہ "ایکیوسٹرین" کے نام سے موسوم ہوا تھا، مگر روما کے دائرہ حکومت کی توسیع سے ان کے ذرائع حصول دولت میں فراوانی ہوگئی تھی، یہ طبقہ ابھی سے بے قابو ہورہا تھا اور طبقہ امراء میں اور اس طبقہ میں جو رقابت تھی اس سے سلطنت کو سخت نقصان پہنچا - ان دونوں طبقات کے بعد ایک تیسرا طبقہ تھا جو "عوام روما" کے نام سے موسوم تھا۔ اس طبقہ کی تعداد روز افزوں تھی کیونکہ اس میں وہ اہل حرفہ شامل ہوتے جاتے تھے، جو ہر سال بہ تعداد کثیر، تلاش معاش کے لئے روما میں وارد ہونے لگے تھے، انکے علاوہ غریب کساں بھی تھے جو سستے غلے. اور تماشونکے لالچ میں آتے تھے اور آزاد شدہ غلام، جنکی تعداد میں بھی ہر سال اضافہ ہوتا رہتا تھا - روما کی بدقسمتی تھی کہ اس کے قدیم دستور کی خصوصیات کی وجہ سے "عوام روما" کو سیاسی اہمیت حاصل ہوگئی، حالانکہ نہ ان کی تعداد غالب تھی نہ کسی طرح یہ جماعت قابل عزت تھی - روما کے قدیم ۳۵ قبائل کے رائے دہندے منتشر ہوکر دور دراز مقامات پر آباد ہوگئے تھے، جس کی وجہ سے نہ وہ مجالس عام کے

باب جلسوں میں شریک ہو سکتے تھے اور نہ اپنے سیاسی حقوق کو استعمال کر سکتے تھے؛ اس لئے مجبوراً معمولی معاملات میں رائے دہندگان مقیم شہر روما قوم رومن کی نیابت کرتے، اور حکام کو منتخب کرتے اور قوانین نافذ کرتے تھے ۔ مگر اس کا نتیجہ بہت برا ہوا۔ "عوام روما" کی تائید حاصل کرنا ہر معاملہ میں ضروری ہو گیا اور ان کو خوش کرنے کے لئے جو ذرائع استعمال کئے جانے لگے، انسے روما کی سیاسی زندگی زہر آلود ہوگئی ۔ صوبہ جات کی حکومت سے جو دولت حاصل ہوتی وہ "عوام روما" کو ہر طور پر رشوت دینے میں صرف کیجانے لگی، جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ "عوام روما" ہمیشہ متوقع رہتے کہ مال غنیمت سے ان کو حصہ ملے اور ہر سیاسی مسئلہ کے تصفیہ میں اپنے ذاتی نفع کو مقدم رکھتے تھے ۔ اس کے علاوہ قوم رومن کی ایک تعداد قلیل اپنے جملہ اقتدارات شاہی کا استعمال عرصہ تک جاری نہ رکھ سکتی تھی اور جب زمانہ ما بعد میں یہ کوشش کیجانے لگی کہ امور مملکت میں مجلس عوام کو زیادہ حصہ ملے، تو اس کی خرابیاں اور بھی واضح ہوگئیں۔

علوم جدیدہ اور اخلاق مگر ان انقلابات کا اثر تمدن رومن کی ہئیت ترکیبی تک محدود نہ تھا ۔ قدیم رسوم و رواج کا اثر کسی قوم میں اس قدر گہرا نہ تھا جتنا کہ رومنوں میں ؛ لیکن جب

ایک زمانہ تک آس پاس کے ملکوں سے بالکل الگ تھلگ رہنے کے بعد، رومنوں کی فتوحات کا سلسلہ شروع ہوا اور سواحل بحیرۂ وسطےٰ کے ممالک سے ان کے تعلقات قائم ہوگئے تو بیرونی اثرات کے سیلاب سے ان کا بچنا سخت دشوار ہوگیا۔ ان جدید اثرات میں غالب ترین یونانی تمدن کا اثر تھا جو تمام ممالک مشرق میں پھیلا ہوا تھا۔ یونانی تمدن سے رومنوں کو ابتداءً جنوبی اطالیہ کی یونانی بستیوں میں سابقہ پڑا اور اسلئے یہ امر قابل لحاظ ہے کہ رومن ادبیات کی ابتدا، جنوبی اطالیہ کے ان اضلاع میں ہوئی، جو یونانی تمدن سے متاثر ہو چکے تھے۔ مگر جنگ زاما کے پچاس سال کے اندر، رومنوں سے یونان کی قدیم سلطنتوں اور ایشیائے کوچک کی قدیم یونانی بستیوں سے، قوی تعلقات پیدا ہو گئے۔ یونانیوں کے جملہ طبقات میں اس اطالوی جمہوریہ سے خاص دلچسپی پیدا ہوگئی تھی، جس نے بحیرۂ روم میں اپنا سکہ بٹھانے کے علاوہ سلطنت قرطاجنہ کو تہ وبالا کردیا اور مقدونیہ اور شام کی سلطنتوں کا خاتمہ کردیا۔ رومنوں کو بھی یونانیوں کے ساتھ دو وجہوں سے ہمدردی تھی، ایک تو یہ کہ یونان کی شہری سلطنتوں کی سیاسی حالت روما کے مشابہ تھی اور دونوں کا نفع اس میں تھا کہ مطلق العنان حکام اور وحشی قوموں کو دور رکھیں اور

باب ۳ دوسرے یہ کہ رومن یونانیوں کے ادبیات، زبان، فنون لطیفہ اور سیاسی زندگی کو بہ نظر استحسان دیکھتے تھے۔ اوائل میں ان جدید تعلقات سے اچھے نتائج مترتب ہوئے کیونکہ یونانی تمدن، جس نے رومنوں کو اپنا گرویدہ بنالیا تھا اسوقت بالکل خالص تھا اور یونانیوں کے ان مقامات سے روما میں پہنچا تھا، جہاں انحطاط شروع نہیں ہوا تھا۔ مثلاً آکائیا، ایتھنز، اور روڈز، اور مورخ پولی بیس اور فلسفی پانے تیس کے مثل سربرآوردہ لوگ اس کے ترجمان تھے۔

یونانیت اور علوم و فلسفہ یونانی کی ترویج

رومنوں میں یونانی ادبیات اور فلسفہ کے ساتھ جو بڑی توجہ پیدا ہوگئی تھی، وہ محض معمولی نہ تھی بلکہ اکثر رومنوں کو خصوصاً بعض روشن خیال افراد کو ان کے ساتھ ایک شغف پیدا ہوگیا تھا اور اس کا نتیجہ صرف یہی نہیں ہوا کہ رومن یونانیوں کے عادات و اطوار اختیار کریں بلکہ علمی مشاغل وسیع ہو گئے، رومنوں میں علمی کاوش پیدا ہوگئی اور انسانیت آگئی۔ یونانی اثرات سے ایک جدید رومن علم ادب کی بنا پڑی، جس میں باوجود روما کی فتوحات کا تذکرہ ہونے کے، طرز ادا یونانی تھا اور کبھی کبھی یونانی زبان میں بھی رومن خامہ فرسائی کرتے تھے۔ مثلاً اینیس کی نظمیں اور مورخین فیبئس پکٹور اور ل۔ سنسیس ایلی مینٹس کی تاریخیں یونانی زبان میں ہیں۔ یونانی زبان کی تحصیل اور یونانی مصنفین کی تصانیف کا

مطالعہ رومیوں کی تعلیم کا باضابطہ جزو بنگیا۔ روما کے باب
اہل سیاست مجلس سینیٹ میں تقریر کرنے کے لئے
نہ صرف یونان کا فن بلاغت سیکھتے، بلکہ یونانی فلسفیوں
کی تصانیف کا مطالعہ کرتے یا ان یونانیوں سے مشورہ
کرتے جو روما میں درس دیا کرتے یا ان کے دوست
ہوتے تھے۔

مگر اس زمانہ میں بھی یونانی تمدن کا اثر نظام قومی
کے لئے خطرہ سے خالی نہ تھا کیونکہ ایتھنز کی طرح
روما میں "علوم جدیدہ" کی وجہ سے رومنوں کے
اعتقادات میں فتور پڑ رہا تھا۔ یونانی فلسفہ کے مطالعہ
کی وجہ سے رومنوں کو نہ صرف جدید اصول سیاسی یا مذہبی
اعتقادات کا علم ہوا، بلکہ یونانی فن مناظرہ نے ان کی
تشحیذ ذہن کر کے بحث اور تنقید کا موقع دیا۔ اور
ان علمی مباحث نے رومنوں کی کیفیت دماغی کو بالکل
بدلدیا۔

چونکہ یہ انقلاب ایسے وقت میں ہوا جب کہ رومنوں
کے لئے حصول دولت و شہرت کے ذرائع بیشمار
ہو گئے تھے، اس لئے اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ قدیم
رسم و رواج کا اثر زائل ہونے لگا، رسم و رواج کی
پابندی، حکام کی اطاعت، افراد کا بمقابلہ قوم کے
اپنی ہستی کو کچھ نہ سمجھنا، ضبط قومی کی پابندی کرنا، ان جملہ

باب۳ روایات قدیم سے رومن متنفر ہونے لگے۔ رومامیں بھی شخصی آزادی کا مرض پیدا ہو گیا۔ جو یونانی جمہوریت کا جزو اعظم تھا۔ امراء کبار جنہوں نے بادشاہوں کو نیچا دکھایا تھا اور بڑے بڑے صوبہ جات پر شاہانہ کروفر سے حکومت کی تھی۔ اپنے وطن کو واپس آنے پر معمولی شہریوں کی طرح زندگی بسر نہیں کر سکتے تھے۔ ذاتی شہرت کے حصول کے لئے اکثر لوگوں کو خواہش ہوتی تھی کہ فتوحات سے واپس آنے پر انکا خاص طورپر استقبال ہو اور اس پر طرّہ یہ تھا کہ کبھی کبھی فرضی فتوحات کے لئے استقبال کی خواہش کیجاتی تھی۔ اس غرض کے حصول کے لئے بعض سر براوردہ لوگ بڑے بڑے خطابات اپنے نام کے ساتھ لگا لیتے تھے۔ عوام کو اپنے جود ونوال سے گرویدہ بنانے کی کوشش کرتے تھے اور غلاموں اور دوسرے متوسلین کے جوق کے جوق، اپنے ایوانات میں بھرے رکھتے تھے۔ اس طرح سے مالدار ساہوکار اور ٹھیکہ دار جب صوبجات سے واپس آتے، تو اپنے بزرگوں کی طرح سادہ زندگی بسر کرنا انکو شاق گزرتا تھا۔ طبقہ ادنےٰ میں غیر ملکی غلاموں سے میل ملاپ پیدا ہو جانے اور ان کے مذہبی اعتقادات اور اخلاقی بُرائیوں سے متاثر ہو جانے کے سبب سے جدّت پسندی کا مرض پیدا ہوگیا تھا۔ جس کو کوئی قانون

روک نہیں سکتا تھا۔ فرقہ اناث کو بھی قدیم رسم ورواج باب۳
کی پابندی شاق گزر رہی تھی۔ قانون اوپیا کی تنسیخ کی ۵۵۹ھ
تحریک (۱۹۵ ق م) کے خلاف تقریر کرتے وقت بنیادی
کیٹو نے نہ صرف اس زمانہ کی عورتوں کے اسراف اور
عیش پسندی کو نشانہ ملامت بنایا ہے، بلکہ انکے اخلاق
و عادات میں جو آزادی آگئی تھی اور جو رومنوں کے
رسم و رواج کے بالکل خلاف تھی، اس کو بھی
قابل ملامت قرار دیا ہے۔

ناظرین کو یہ خیال نہ کرنا چاہیئے کہ ان تغیرات کی
مخالفت نہیں ہوئی مگر اس مخالفت کا سبب یہ تھا کہ
رومنوں کو ہر قسم کی بدعت سے طبعی منافرت تھی اور
بیرونی اثرات کو وہ حقارت کی نگاہ سے دیکھتے تھے۔
نہ یہ کہ وہ اس امر کو محسوس کرتے تھے کہ انقلابات مذکورہ
سے نظام جمہوریہ معرض خطر میں تھا۔ کئی مرتبہ سینیٹ
کے خاص احکام اور قوانین کے نفاذ سے یہ کوشش
کی گئی کہ عیش پسندی اور عیاشی کو روکا جائے اور روما سے
جدید علوم کے غیر ملکی معلمین کو نکالدیا جائے۔ اس
مخالفت کی روح و رواں م۔ پورکیئس کیٹو تھا (کانسل ۵۵۹ھ
۱۹۵ ق م۔ سینسر ۱۸۴ ق م)، جس کو گویا قدیم ۵۷۰ھ
رومن شہریوں کا مجسمہ کہنا چاہیئے۔ اس زمانہ کے بنیادی
جدید رسوم پر وہ ہمیشہ لعن طعن کرتا رہتا تھا اور اپنی

باب۳ ایمانداری، فصاحت اور جرات کی وجہ سے اس کی مخالفت
بے اثر نہ تھی۔ جس شخص کو وہ برا سمجھتا اس کی نہایت
سختی کے ساتھ مخالفت کرتا، خواہ وہ ظالم صوبہ دار ہوں
جو اہل صوبہ جات کو لوٹ کر اپنے گھر بھر لیتے تھے
یا ایسے افسر ہوں جو یونانی فلسفیوں (مثلاً ابنئیس) کو اپنے
۵۷ مصاحبین میں رکھتے۔ ۱۸۴ق م میں کیٹو سینسر مقرر ہوا۔
بنیادی اس عہدہ سے آبائی رسوم کی پابندی کی نگرانی متعلق تھی،
اسلئے اس نے ہر طور پر کوشش کی کہ قوم کے ہر طبقہ
میں قدیم رسم و رواج سے کوئی شخص سرمو تجاوز نہ کرنے
پائے مگر کیٹو کی مخالفت بھی اس سیلاب کو روک نہ سکی
اور سیاسی انقلاب کا، نظام جمہوریہ نے جس مردہ دلی سے
مقابلہ کیا اس سے صاف ظاہر ہے کہ رومنوں میں اب
جمہوریت پسندی باقی نہ رہی تھی +



حصۂ چہارم

عہدِ انقلاب

۱۳۳ ء تا ۴۹ ق م

بابِ اوّل

ازگراکی تا سولا

۱۳۳ ق م تا ۸۱ ء ق م

مجلس سینیٹ ڈیڑھ سو سال تک روما پر حکمراں رہ چکی تھی مگر اب وہ زمانہ آگیا ہے کہ روما کی اصل حکمراں جماعت یعنے عامہ قوم کی طرف سے اس کے تفوق پر زبردست حملے شروع ہوں اور عہد مجلس سینیٹ اور مجلس عامہ کے اقتدارات کے تصفیہ کے لئے روما کے سیاسی گروہوں میں سلسلۂ مباحث کا آغاز ہو۔عہد مابعد میں مجلس سینیٹ اور مجلس عامہ کا جھگڑا پسِ پشت ہو گیا کیونکہ دونوں کے اقتدارات افواج اور صوبہ داروں کی درازدستی سے

باب ۱ معرض خطر میں تھے۔ مگر ۱۳۱ ق م تک عوام کے سرگروہوں کا مدعا یہی تھا کہ مجلس عامہ کے اقتدار کو دوبارہ قائم کریں برخلاف اس کے سولا کے قوانین کا منشا یہ تھا کہ اہل سینیٹ کا امور سیاسی میں پھر غلبہ ہوجائے۔

مجلس سینیٹ کی ہیئت ترکیبی میں ایک اصولی کمزوری تھی یعنے اس کے اقتدار کی مضبوط دستوری بنیاد نہ تھی اور اس کی قوت کا زوال اسی وقت سے شروع ہوگیا جب کہ وہ عارضی اسباب رفع ہوگئے جن کی وجہ سے اس نے زور پکڑا تھا۔ مجلس سینیٹ حکام کو اسی صورت میں مشورہ دےسکتی تھی جبکہ وہ درخواست کریں اور حکام کو اختیار تھا کہ اس کے مشورہ پر عمل کریں یا نہ کریں مگر جیسا کہ ہم بیان کرچکے ہیں یہ رواج پڑگیا تھا کہ حکام ہر اہم معاملہ میں سینیٹ کے مشورہ پر عمل کریں۔ لیکن ظاہر ہے کہ اگر اس رسم کی پابندی اُٹھادی جائے یا حکام آزادانہ کارروائی کرنا چاہتے تو مجلس سینیٹ کو کوئی چارہ نہ تھا۔ سوائے اس کے کہ مقابلہ کرنے والے حاکم کو قابل ملامت قرار دے یا کسی دوسرے حاکم (کانسل) یا ٹریبون کو اس کے مقابلہ پر کھڑا کردے۔ مگر اس سے زیادہ اس کے حیطۂ اقتدار سے باہر تھا۔ یہ تدبیریں اگر کارگر ہوسکتی تھیں تو صرف ان حکام کے مقابلہ میں جو روما میں موجود ہوں مگر جن حکام پر سینیٹ کی نگرانی کی خاص ضرورت تھی سپہ سالار ہوں یا حکام صوبجات

حکومت سینیٹ کی کمزوری

ہوں ان کے مقابلہ میں سینیٹ کو کوئی چارہ کار حاصل نہ تھا۔ باب
صوبہ داروں کی آزادی پر ۶۲۸ھ ۱۲۶ ق م کے قبل ہی سے سینیٹ کو ۶۰۰ھ بنیادی
رشک ہورہا تھا۔ اور اس کا تفوق معرض خطر میں پڑگیا تھا۔
اس کے علاوہ سینیٹ کو مجلس عامہ پر قانوناً کسی قسم کا تفوق
حاصل نہ تھا کیونکہ سوائے چند مخصوص امور کے کانسل کو یہ
اقتدار حاصل تھا کہ اپنے اختیار تمیزی سے کسی مسئلہ کو سینیٹ
میں طے کرائے یا مجلس عامہ میں؛ اگر وہ چاہتا کہ کسی مسئلہ کو
مجلس عامہ میں طے کرائے تو سوائے رواج کے کوئی امر
مانع نہ تھا کہ اپنے اس فعل کے لئے سینیٹ کی منظوری حاصل
کرے اور ازروئے قانون مجلس عامہ کو اقتدار حاصل تھا کہ
جملہ مسائل کا تصفیہ کرسکے۔ عامۂ قوم کو اصولاً اب بھی
حکمرانی کا حق حاصل تھا اور گو عرصۂ دراز سے اس حق سے
وہ مستفید نہ ہوئی تھی مگر یہ امر ممکنات سے تھا کہ کوئی کانسل
ایسا کھڑا ہو جائے جو بجائے سینیٹ کے عامۂ قوم سے
ملکی معاملات میں مشورہ کرے اور مجلس عامہ میں بھی
اپنے قانونی حقوق کے استعمال کا جوش پیدا ہو جائے۔

۶۲۸ھ ۱۶۷ ق م سے عامہ قوم میں بےچینی پیدا ہونی شروع ۵۸۶ھ بنیادی
ہوئی اور حکام کو سینیٹ کے احکام کی بجاآوری میں مضائقہ
ہونے لگا جس کے اسباب یہ تھے کہ محاربات عظیم کی وجہ
سے قوم میں جو جوش اور ولولہ پیدا ہوا تھا وہ فرو ہو رہا
تھا۔ روز افزوں افلاس اور نظام تمدن کے زیروزبر ہوجانے سے

باب ۱ بےچینی پیدا ہوگئی تھی اور چونکہ نظم و نسق سلطنت میں ابتری کے آثار نمایاں تھے جس کی ذمہ دار مجلس سینیٹ تھی اس لئے لوگوں کے دلوں میں یہ خیال جاگزیں ہوگیا کہ اس کے اقتدارات سلب کرلئے جائیں۔ صوبجات شرقی میں ہر طرف ابتری پھیلی ہوئی تھی؛ مغرب میں ویریاتھس بلا امداد غیرے کامیابی کے ساتھ رومنوں کا مقابلہ کر رہا تھا۔ مجلس سینیٹ امرا کے لئے مخصوص ہوگئی تھی اور امرا میں خودغرضی بڑھتی جاتی تھی اور قابلیت اور یکجہتی معدوم ہوتی جاتی تھی۔

برادران گراکی ۱۳۳ تا ۱۲۱ ق م ۶۲۱ تا ۶۳۳ بنیادی

سینیٹ کے اقتدار پر پہلا باضابطہ حملہ دو بھائیوں ٹائبیریس اور گائیس گراکس کی طرف منسوب کیا جاتا ہے۔ جس کی وجہ یہ تھی کہ شہریان روما کے جس طبقہ پر اس کی گزشتہ عظمت کا دارو مدار تھا وہ معدوم ہو رہا تھا۔ یہ طبقہ چھوٹے زمینداروں کا تھا جو طرح طرح کی مصیبتوں سے تباہ ہو رہے تھے؛ حالانکہ اسی زمانے میں روما کی سلطنت چہاردانگ عالم میں پھیل رہی تھی اور امرا و تجار بے شمار دولت حاصل کر رہے تھے۔ مگر ہنیبالی جنگوں نے چھوٹے زمینداروں کی اراضی کو تباہ کردیا تھا اور ان کی تعداد کو گھٹا دیا تھا اور صلح ہوجانے پر بھی ان کو مرفہ الحالی نصیب نہ ہوئی۔ فوجی خدمت کا بوجھ ان کے کندھوں پر اب بھی تھا اور اس کے علاوہ ان کو غلہ پیدا کرنے میں امرا کے غلاموں کا مقابلہ کرنا پڑتا اور اس

غلہ کا جو ممالک غیر سے سمندر کے رستہ آتا جس کی وجہ سے باب زراعت میں کوئی نفع باقی نہ رہا۔ مزارعین کی سخت محنت اور قلیل نفع کے مقابلہ میں فوجی ملازمت جس میں لوٹ کے حصہ کی بھی امید تھی زیادہ خوشگوار معلوم ہونے لگی۔ اور پھر شہروں میں غلہ مفت ملتا اکثر اوقات نقد رقمیں بھی ملتیں اور عمدہ عمدہ تماشے مفت دکھائے جاتے تھے۔ نتیجہ یہ ہوا کہ مزارعین اپنی اراضی کو چھوڑ کر یا تو فوجی ملازمت اختیار کرتے یا شہروں میں جاکر اقامت گزیں ہوتے اور ان کی اراضیات بےچراغ ہوگئیں یا امرا کے وسیع مزارع میں شامل ہوگئیں جہاں غلاموں کے ذریعہ سے انگور اور زیتون کی کاشت ہوتی یا مویشی رکھے جاتے تھے۔

مگر یہ حالت اطالیہ کے تمام اضلاع میں نہ تھی۔ وسطی سطح مرتفع، کمپانیا اور دریائے پو کی نو آباد کردہ زرخیز وادی کے اضلاع بہت کم متاثر ہوئے تھے۔ مگر اٹرورِیا اور جنوبی اطالیہ میں حالت نہایت خراب تھی جس پر مدبرین روما کی توجہ کا منعطف ہونا ضروری تھا۔ زمینداروں کی حالت زار سے حکومت روما ضرور آگاہ تھی کیونکہ مردم شماری میں کارداں مردوں کی تعداد گھٹتی جاتی تھی؛ افواج کی بھرتی میں دقت پڑ رہی تھی اور ایٹرورِیا اور ایپولیا میں غلاموں نے علم بغاوت بلند کردیا تھا۔ سنہ ۲۰۰ اور سنہ ۱۶۰ ق م کے سنہ ۵۵۴ تا سنہ ۵۹۴ بنیادی
درمیان میں زمینداروں کی تکالیف کو رفع کرنے کی مختلف

باب تدبیریں کی گئیں۔ بیس نوآبادیوں کے قیام کے علاوہ ایپولیا اور سامینم میں نبرد آزما سپاہیوں کو اراضیات دی گئیں۔

۵۷۴ بنیادی سنہ ۱۸۰ ق م میں چالیس ہزار باشندگان لیگیوریا کو ان کے زادبوم سے اٹھاکر بے چراغ اراضی پر آباد کیا گیا اور سنہ ۱۶۰ ق م میں پامپیٹن کی دلدلوں کو بغرض کاشت سکھا ڈالا گیا۔ مگر ان کوششوں میں صرف جزوی کامیابی ہوئی۔ سسں الپائن گال اور پکینم میں جو نوآبادیاں قائم کی گئی تھیں کچھ سرسبز ہوئیں مگر دوسری نوآبادیاں حالت اضمحلال میں رہیں بلکہ دونوں آبادیوں کو صرف آٹھ سال کے بعد پھر آباد کرنے کی ضرورت پیش آئی جن سپاہیوں کو اراضیات دی گئیں تھیں وہ زراعت کے عادی نہ تھے اور موقع ملتے ہی وہ لوگ بطیب خاطر افواج

۵۹۴ بنیادی میں شریک ہوگئے۔ سنہ ۱۶۰ ق م کے بعد یہ کوششیں بھی

۵۹۷ بنیادی موقوف ہوگئیں اور سوائے اس کے کہ سنہ ۱۵۷ ق م میں بمقام آکزیمم واقع ضلع پکینم ایک نوآبادی قائم کرکے ان خرابیوں کو

۶۲۱ بنیادی رفع کرنے کی کوئی کوشش پھر سنہ ۱۳۳ ق م تک نہ کی گئی جب تک طائبیرس گراکس نے خدمت ٹربیون پر فائز ہوکر اس مسئلہ کے حل کرنے پر کمر ہمت چست نہ کی۔

طائبیریس گراکس جدید ٹربیون کوئی معمولی سرا نبوہ نہ تھا بلکہ ایک ایسے خاندان سے اس کا تعلق تھا جس کا شمار کئی پشتوں سے طبقۂ شرفا میں تھا۔ اس کا باپ خدمت ہائے کانسل و سنسر انجام دے چکا تھا اور اس کی ماں کارنیلیا دختر سیپیو

"افریقی" اکبر اول اپنے زمانے کی خواتین میں لایق ترین خیال بابا کیجاتی تھی۔ اس کی بہن سیپیو اصغر کی بیوی تھی اور اس نے خود خاندان کلاڈئ کی ایک خاتون سے شادی کی تھی۔ اس کے دوستوں میں پ۔ میوسیس اسکیوولا (کانسل ۱۳۳ق م) اپنے عہد کا سب سے بڑا مقنن تھا اور پ لیسی نیس کراسس بھی مقنن ہونے کے علاوہ نہایت فصیح و بلیغ تھا۔ گراکس کی ماں نے اس کو نہایت اہتمام سے تعلیم دلائی تھی۔ صاحب علم اور فن بلاغت میں کامل ہونے کے علاوہ اس نے سپہ گری اور انتظام مملکت میں بھی ملکہ حاصل کیا تھا۔ عامۂ قوم کو اس کی عالی خاندانی اور وسیع تعلقات لیاقت اور اعلیٰ اخلاق سے امید کامل تھی کہ وہ اصلاح نظام سلطنت میں کامیاب ہوگا۔

اراضیات عامہ

چھوٹے زمینداروں کی تعداد کی افزایش صرف ایک طریقہ پر ممکن تھی۔ خانگی اراضیات کو زمینداروں میں تقسیم کرنے کے لئے ضبط کرنا خلاف مصلحت تھا اور خریدنے میں سخت خسارہ تھا۔ لیکن ان کے علاوہ اطالیہ میں سلطنت کے وسیع علاقے تھے جو رومن قوم کی ملک خیال کئے جاتے اور ان کے تمتع کے لئے مخصوص تھے۔ مگر اراضیات مذکورہ کا حصہ کثیر امیر لوگوں کے قبضہ میں تھا یا چراگاہوں کے لئے مالکان مویشی کو اجارہ پر دیا گیا تھا۔ امرا کے قبضہ میں سے اراضیات مذکورہ کو نکال لینا اور اس کو تمام قوم کے مصرف میں

باب لانے کے لئے متعدد نظائر موجود تھیں۔ روما کی ابتدا کی فتوحات کے زمانے میں ٹریبیونوں نے یکے بعد دیگرے اس مسئلہ پر زور دیا تھا کہ اضلاع مفتوحہ کی اراضیات کے ٹکڑے کرکے روما کے غریب شہریوں میں تقسیم کردیا جائے کیونکہ اس سے زراعت کو فروغ ہوتا، زمینداروں کی تعداد بڑھتی اور غربا کی دستگیری ہوتی۔مگر اہل دولت تقسیم اراضیات کے ایک دوسرے طریقہ کو پسند کرتے تھے۔بنجر زمینات کے متعلق یہ طرز عمل تھا کہ لوگوں سے درخواست کیجاتی کہ وہ ان اراضیات پر آکر آباد ہوں اور کاشت کریں۔ہر شخص کو اختیار تھا کہ جس قدر زمین کاشت کرسکے لے لے۔زمین باقاعدہ تقسیم کیجاتی اور سلطنت کی ملک رہتی تھی۔ کاشتکار کو صرف قبضہ حاصل تھا اور اس کو استمراری پٹہ نہ ملتا تھا۔ لیکن اگر وہ ثابت کرسکے کہ اس نے سلطنت کی اجازت سے اراضی کو کاشت کیا ہے تو اس کے قبضہ میں کسی قسم کی مداخلت نہ ہوتی۔اس طرز عمل کا اصل منشاء یہ تھا کہ جو اراضیات ناقابل تقسیم تھیں وہ بھی آباد ہوجائیں۔مگر رفتہ رفتہ امراء کو خوش کرنے کے لئے قابل کاشت اراضی کے متعلق بھی یہی طرز عمل رائج ہوگیا۔اراضیات کا رقبہ بڑھنے لگا اور مالکان اراضی بجائے کاشت کرنے کے ان زمینات کو نہ صرف بطور چراگاہ اپنے مصرف میں لانے لگے بلکہ شکارگاہوں کے لئے بھی۔ سرکاری اراضیات کے چند امراء کے قبضہ میں آجانے کے علاوہ اس پر یہ طرہ ہوا کہ سرکاری چراگاہوں پر دولتمند مالکان مویشی

بلا شرکت غیرے قبضہ کرنے لگے جس سے عوام میں سخت بےچینی پھیل گئی۔ ان خرابیوں کو دفع کرنے کے لئے قوانین لیکنیا نافذ کئے گئے اور یہ حکم دیا گیا کہ کوئی شخص پانچسو ایکڑ سے زیادہ زمین اپنے قبضہ میں نہ رکھے اور سَو راس مویشی یا پانچسو راس بھیڑ سے زیادہ سرکاری چراگاہوں میں نہ چرائے مگر اس قانون کی پابندی نہیں کی گئی اور رومنوں نے جنگ ہائے سامنی و فینیقی (ثانی) میں جو وسیع اراضیات حاصل کی تھیں وہ سب امرا کے قبضہ میں چلی گئیں یا مالکانِ مویشی کو پٹے پر دے دی گئیں۔ بابل

ٹائبیریس گراکس کی تجاویز

گراکس نے زمینداروں کے افلاس کے دفعیہ کی جو ترکیب نکالی اس کا جزو اعظم یہ تھا کہ قوانین مذکورہ کے منشاء کے خلاف جن لوگوں نے سرکاری اراضی پر قبضہ کرلیا تھا وہ اس سے دست بردار ہونے پر مجبور کئے جائیں۔ جن لوگوں کے پاس پٹہ اراضی نہیں تھا وہ بالکل بیدخل کردئے جائیں اور کسی کی اراضی مقبوضہ کسی صورت میں ایک ہزار ایکڑ سے زیادہ نہ ہو اور جو اراضی اس طرح سے مسترد ہو وہ عوام میں تقسیم کردی جائے۔ ضبطی و تقسیم اراضی کے انصرام کے لئے تین رکنوں کا کمیشن مقرر کیا گیا۔ تجاویز مذکورۂ بالا کے لئے زمانۂ گزشتہ میں نہ صرف نظائر موجود تھے بلکہ ان کے عمل میں لانے کی شدید ضرورت تھی مگر بالآخر اس میں ناکامی ہوئی جس کے وجوہ کا تذکرہ مابعد آئے گا۔

باب اس وقت ہم صرف اس سیاسی مناقشہ کا ذکر کریں گے جو اسکی وجہ سے برپا ہوگیا۔ مجلس سینٹ نے ابتداہی سے باثروت مالکانِ اراضی کی جانب داری شروع کردی اور ٹائبیریس کو مجلس مذکور کا مقابلہ کرنا پڑا جس کا اسے وہم و گمان بھی نہ تھا۔ اس لئے اس کو مجبوراً عامۂ قوم کے اقتدارات سیاسی پر تکیہ کرنا پڑا اور حکام ٹریبیون کے فراموش شدہ اختیارات کو تازہ کرنے کی کوشش شروع کی جن کی رو سے ان کو حکام سینیٹ کے افعال میں دخل دینے کا منصب حاصل تھا۔ لیکن بالآخر خدمت ٹریبیونی پر اپنے دوبارہ انتخاب کی کوشش میں مارا گیا۔ مگر یہ معرکہ اس کی موت کے

گائیس گراکس ۱۲۳ بنیادی

ساتھ ختم نہ ہوا۔ سنہ ۱۲۳ ق م میں اس کا بھائی گائیس ٹریبیون منتخب ہوا اور اس نے سینیٹ کے مقابلہ کا عزم بالجزم کرکے اس کے اقتدارات محصلہ پر ہر جانب سے حملہ شروع کردیا۔ گائیس کے ایماء سے مجلس عامہ نے تقسیم صوبجات کے متعلق سینیٹ کو جو اقتدارات حاصل تھے ان کو محدود کردیا اور لطور خود صوبۂ ایشیا کے محاصل کا انتظام کیا اور فوجی ملازمت کے قواعد کو بدل دیا۔ اندرونی معاملات میں بھی مجلس عامہ نے سینیٹ کے اقتدارات کی بیخکنی شروع کردی۔ مجلس مذکور نے اعلان کردیا کہ کانسلوں کو سینیٹ کے احکام کے بموجب شہریان روما کو سرسری سزا دینا قانون مرافعہ کی خلاف ورزی ہے اور حکام صوبجات کی بد اعمالی کی تحقیقات کے لئے جو جدید عدالت قائم ہوئی تھی اس کی نگرانی سینیٹ کے

ہاتھوں سے نکال لی۔ٹائبیریس نے اپنا دارو مدار قوم کے صرف ایک طبقہ کی امداد پر رکھا تھا مگر برخلاف اس کے گائیس نے ہر طبقہ کی دلجوئی شروع کی جس سے اس کو امداد کی امید تھی۔ لاطینی اور اطالوی ٹائبیریس کی زرعی تجاویز کے اس بنا پر مخالف تھے کہ وہ ان اراضیات سے بیدخل کئے جارہے تھے جن کو وہ اپنا حق خیال کرتے تھے اور تقسیم اراضی میں ان کا کوئی حصہ نہیں رکھا گیا۔گائیس نے نہ صرف ان کی اس شکایت کو رفع کیا بلکہ نہایت گرمجوشی سے ان کو سیاسی حقوق دینے کی تحریک پیش کی۔ باشندگان شہر کو ہموار کرنے کے لئے جن کو دوردراز اضلاع میں اراضیات کی خواہش نہ تھی ہر ماہ میں غلہ کم قیمت پر تقسیم کیا جانے لگا۔اور کاروباری لوگوں (مثلاً وصول کنندگان محاصل، تجار، اور ساہوکار) کو شریک حال کرنے کے لئے ان کو جدید صوبۂ ایشیا کے محاصل کی وصول کا حق عطا کیا گیا اور اس جماعت کو سینٹ کا مقابل اور حریف بنانے کے لئے "عدالت تحقیقات بد اعمالی حکام صوبجات" کے اراکین کا انتخاب اس طبقہ سے متعلق کردیا گیا۔مگر افسوس کہ سینٹ کا یہ حریف (گائیس) بھی اپنے بھائی کی طرح ایک بلوے میں مارا گیا۔

زرعی اصلاحات کی ناکامیابی ۱۲۵ تا ۶۳۲ بنیادی

برادران گراکی کی زرعی اصلاحات دیرپا ثابت نہوئیں۔ زرعی کمیشن کی کارروائی ۱۲۹ سنہ سے ۱۲۲ سنہ ق م تک قابضین اراضی کی شورشس کی وجہ سے بند رہی مگر جنوبی اطالیہ میں

باب ۱ تقسیم اراضی کا کچھ کام ہوا۔ گائیس نے اپنے بھائی کی تجاویز کو بارور کرانے کے لئے جن نوآبادیوں کی بنا ڈالی تھی وہ سرسبز نہ ہوئیں۔ اس کی زندگی ہی میں اس کے بھائی کے قانون کا وہ دفعہ جس کی رو سے جدید پٹہ جات کو ناقابل انتقال قرار دیا گیا تھا منسوخ کردیا گیا اور بیع وشرائے اراضی کا سلسلہ شروع
۶۳۶ سنہ بنیادی ہوگیا۔ ۱۱۸ سنہ ق م میں تقسیم اراضی کو موقوف کردیا گیا اور ۱۱۱ سنہ ق م میں جملہ اراضیات پٹہ کو قابضان اراضی کی ملک قرار دیا گیا جس کی وجہ سے زرعی مسائل نے ایک جدید پہلو اختیار کیا۔ اور سرکاری زمینات پر رعایا کا حق زیر بحث نہ رہا بلکہ اس معاملہ پر بحث چھڑ گئی کہ خزانۂ سلطنت سے اراضی خرید کر تقسیم ہونی چاہئے یا نہیں۔

مگر زرعی اصلاحات کی ناکامیابی کے باوجود سیاسی معرکہ جاری رہا اور اس طریقہ پر جس کا خاکہ گائیس گراکس نے ڈال دیا تھا۔ عوام پسند فریق کو عامۂ قوم کے اقتدارات شاہی پر اصرار تھا اور اپنے اغراض کے حصول کے لئے انھوں نے اپنا دارومدار مجلس پلیب اور عہدہ داران ٹریبیون پر رکھا جن کی بدولت پلیب کو پٹریشین کے مقابلہ میں سابقہ معرکوں میں کامیابی ہوئی تھی۔ ٹائبیریس اور گائیس کے حسرتناک انجام سے عوام کے نظام عمل میں جو کمزوریاں تھیں ان کا انکشاف ہوتا ہے اور وہ حسب ذیل تھیں:۔ مجلس پلیب کی ہیئت ترکیبی میں مختلف اجزا شامل تھے جن سے یکسانی

طرزِ عمل کی امید نہ ہوسکتی، ٹریبیونوں کی میعاد حکومت محدود تھی، باب پلیب میں نااتفاقی کا ہونا بعید نہ تھا، اور بالآخر ان متضاد عناصر کا جن کو گائیس گراکس نے سینیٹ کے خلاف کچھ روز کے لئے متحد کرلیا تھا یکجا رکھنا ممکن نہ تھا۔

گائیس کی موت کے دس سال بعد جمہوریت پسندوں میریس
سنہ ۱۱۸ تا سنہ ۱۰۰ ق م نے سینیٹ کی اقتدارات پر پھر حملہ شروع کیا یہ حملہ اس لئے
سنہ ۶۳۶ تا سنہ ۶۵۴ بنیادی بہت زیادہ اہم ہے کہ بجائے محض اندرونی معاملات کے یہ خارجی انتظامات پر تھا۔ روما کی ماتحت ریاست نیومیڈیا میں مسی کپسا کے انتقال (سنہ ۱۱۸ ق م) کے بعد سخت ابتری پھیل گئی تھی جس سے سینیٹ کی بدنامی ہورہی تھی۔ جگرتھا نے سلطنت روما کے احکام کو بالائے طاق رکھکر اور عمائدین کو کثیر رقوم بطور رشوت کے دیکر سلطنت کے صحیح وارثوں کو قتل کرادیا اور خود اس کا مالک بن بیٹھا۔ اراکین سینیٹ کو اس نے رشوتیں دیکر ہموار کرلیا تھا مگر جمہوریت پسندوں کو یہ سخت ناگوار تھا۔ ان کو شورش سے
سنہ ۶۴۲ بنیادی مجبور ہوکر سنہ ۱۱۲ ق م میں جگرتھا کے خلاف اعلان جنگ کرنا پڑا مگر اس نے کانسل کیلپرنیس بیسشیا کو رشوت دے کر اپنے دام تزویر میں پھنسا لیا اور نائب کانسل البنس کو دنداں شکن شکست دی جس کی وجہ سے روما میں پھر شورش پیدا ہوی اور ٹریبیونوں کی تحریک پر اس جنگ کے متعلق تحقیقات کرنے کے لئے ایک کمیشن مقرر کیا گیا۔

باب ۱۰۹ء ق م میں کیکیلیس میٹیلس نے بحیثیت کانسل نیومیڈیا کی مہم کی کمان اپنے ہاتھ میں لی۔ یہ شخص بزرو آزما سپاہی تو ضرور تھا مگر طبقۂ شرفا کا سرگرم رکن ہونے کی وجہ سے عوام کے سرگروہوں نے یہ کوشش شروع کی کہ اس جنگ کی سرکردگی انھیں کے طبقہ کے کسی فرد کے سپرد کی جائے۔ اس مہم کے لئے انھوں نے گائیس میریس باشندہ آرپنیم کو منتخب کیا جو تجربہ کار فوجی افسر تھا۔ باعتبار نسل اس کا شمار طبقۂ ادنیٰ میں تھا۔ سیاست میں بھی اس کو زیادہ دخل نہ تھا اور تربیت و مزاج کے لحاظ سے اس کو امراء کی نزاکت پسندی اور زنانہ پن سے سخت نفرت تھی۔ میریس غلبۂ آراء سے کانسل منتخب ہوا اور گو سینیٹ نے کوشش کی کہ میٹیلس خدمت نائب کانسلی پر برقرار رہے مگر مجلس عامہ کی رائے سے جنگ کا انصرام میریس کے تفویض رہا۔

جگرتھا کو شکست ہوئی اور اس کا فاتح میریس (جو اپنی غیر موجودگی ہی میں دوبارہ کانسل منتخب ہوچکا تھا)

بنیاد کی ۶۵۰ اس کو اپنے ساتھ روما میں پابزنجیر لایا (جنوری ۱۰۴ء ق م) مگر میریس کی فتوحات کا سلسلہ اس جنگ کے ساتھ ختم نہ ہوا۔ اقوام کمبری و ٹیوٹن اطالیہ کی سرحد پر حملہ آور ہوکر رومن جنرلوں کو چار دفعہ شکست دے چکی تھیں، اس لئے میریس کو ان حملہ آوروں کو رفع کرنے کا حکم دیا گیا۔ دو سالہ جنگ کے بعد میریس نے اقوام مذکور کو مقام ایکوے سیکس ٹے

(۱۰۲ ق م) اور راڈین میدان (۱۰۱ ق م) میں شکست فاحش باب
۶۵۲ بنیادی دے کر ان کا قلع قمع کردیا اور پانچویں دفعہ کانسل منتخب ہوکر
۶۵۳ بنیادی روما میں فاتحانہ داخل ہوا عوام پسندوں نے اس امید پر اس کا نہایت گرمجوشی سے استقبال کیا کہ وہ اپنے اقتدارات کانسلی اور فوجی کامیابی کی وجہ سے ان کی مدد کرسکے گا ان کو کامیابی ضرور ہوئی مگر وہ چند روزہ تھی اور اس کے نتائج انکے لئے اندوہناک ثابت ہوئے۔ میرئیس بار ششم کانسل منتخب ہوا اور عوام کے سرگروہوں میں سے گلوسیا پریٹر اور سیٹرنینس

سیٹرنینس اور اسکے قوانین

ٹریبیون منتخب ہوا۔ مگر برادران گراکی کی قابلیت اور حسن تدبیر نہ میرئیس میں تھی نہ اس کے معاونین میں اور سیٹرنینس نے جن قوانین کے نفاذ کی تحریک کی اس کی غرض سوائے اسکے کچھ نہ تھی کہ سینیٹ کو دق کیا جائے۔ اس نے فروخت غلّہ کے بارے میں ایک قانون نافذ کرایا جس کا نتیجہ صرف یہ
۶۳۱ بنیادی ہوا کہ ۱۲۳ ق م میں غلّہ کی قیمت جو مقرر کی گئی تھی وہ کچھ گھٹ گئی۔ اور اس کے زرعی قانون کی اہمیت صرف یہ تھی کہ اس میں ایک دفعہ تھا جس کی رو سے جملہ اراکین سینیٹ کو اس کی پابندی کرنے کی قسم کھانی لازمی تھی۔ یہ قوانین نافذ ہوگئے، جملہ اراکین سینیٹ نے باستثنائے میٹیلس حلف اُٹھا لیا مگر اس کے ساتھ اس جماعت کی کامیابی کا زوال ہوگیا۔ کیونکہ اس کی سخت گیری اور ناعاقبت اندیشی نے ملک کی تمام جماعتوں کو برافروختہ

باب کردیا: تھا اس کے علاوہ ان کی میعاد حکومت بھی ختم ہونے کو تھی۔ جدید انتخابات کے موقع پر پھر بلوہ ہوگیا اور سینیٹ نے میریس سے درخواست کی کہ بحیثیت کانسل سلطنت کو اپنے شرکار کی دست اندازی سے بچائے۔ سیٹرنینس اور گلوسیا نے مایوس ہوکر اپنے کو حوالہ کردیا مگر قبل اس کے کہ سینیٹ ان کے متعلق کوئی فیصلہ کرے عوام نے ان کو گھیر کر قتل کردیا۔

سینیٹ کے مقابلہ میں عوام پسندوں کو اس دفعہ پھر ناکامیابی ہوئی مگر میریس سے انھوں نے جو تعلقات پیدا کئے تھے اور ان کی امداد سے اس نے جو اقتدار حاصل کیا تھا یہ دونوں باتیں اس انقلاب کی تاریخ میں خاص اہمیت رکھتی ہیں۔ میریس کا چھ مرتبہ کانسل مقرر ہونا نہ صرف اس کی فتح کی نشانی تھی بلکہ اس سے یہ بھی ثابت ہوتا تھا کہ عہدۂ سپہ سالاری کے اقتدارات کا تقسیم ہونا اور افسروں کا جلد جلد تبدیل ہونا اب مقبول عام نہ رہا تھا۔ اور یہ ہی نہ صرف سینیٹ کی پسند خاطر تھا بلکہ دستور جمہوری کا جزو اعظم بھی تھا۔ عوام پسندوں نے اس کی خلاف ورزی کرکے صرف سینیٹ کو برافروختہ کیا بلکہ جمہوریہ بھی مضمحل کردیا۔ سیاسی معاملات کا بالکلیہ ایک ایسے کانسل کے تفویض کردینا جس میں جوہر سپہ گری کے علاوہ کوئی اور خصوصیت نہ ہو اس سے دراصل یہ ثابت ہوتا تھا کہ ملکی حکام کا اقتدار ناکافی تھا اور فوجی

عنصر کو ملکی معاملات میں مداخلت کی ترغیب ہونے لگی۔ سیٹرنینس باب
نے میریس کے سپاہیوں کے لئے خاص رعایات ملحوظ رکھی
تھیں اور خود میریس نے اس کے قوانین کے نفاذ میں سرگرمی
دکھائی تھی جس سے اس جدید طرز عمل کے نتائج ظاہر ہوگئے۔
گو میریس کوئی سیاست داں نہ تھا مگر تغیرات مذکورہ کو عمل میں لانے میں اس کا دخل کچھ کم نہ تھا۔ اس کی فوجی اصلاحات
فوجی اصلاحات
نے فوج میں جمہوری عنصر کو قوی کردیا اور اہل فوج کے
تعلقات افسر کے ساتھ وابستہ ہوگئے۔ رومن لشکروں میں
دولت یا امارت کے لحاظ سے جو امتیاز تھا اس کو اس نے
بالکل اٹھا دیا اور قدیم جبری بھرتی کے بجائے اس نے
بطیب خاطر بھرتی کرنے کے طریقے کو رواج دیا۔ اس طور پر
افواج کی کارکردگی تو بڑھ گئی مگر عامۂ قوم اور ملکی حکام سے
ان کے جو تعلقات تھے ہمیشہ کے لئے منقطع ہو گئے۔
سیٹرنینس کی شکست کے بعد کئی سال تک سکون
رہا۔ اور آیندہ اہم معرکہ سے شکست خوردہ عوام پسندوں کو
کوئی تعلق نہ تھا۔ اس کے دو سبب تھے ایک تو سینیٹ
اور تجارت پیشہ لوگوں کی باہمی رقابت جو سال بسال
بڑھتی جاتی تھی اور دوسرے روما کے اطالوی حلفار کی آزادی کا
مسئلہ جو عرصہ سے تصفیہ طلب تھا۔ وصول کنندگان، محاصل
ساہوکار اور دیگر تجارت پیشہ لوگ جو اب طبقۂ ایکیوسٹرین
کے نام سے پکارے جاتے تھے "عدالت تحقیقات بداعمالی

باب حکام صوبجات" سے جن کا انتظام ان کے متعلق تھا، ناجایز
نفع اُٹھانے لگے تھے اور اپنے رقیبوں یعنے حکام صوبجات کو
پریشان کرتے تھے۔ ہر ایک صوبہ دار، لیگیٹ یا کیوئیسٹر جو
ان کی کارروائیوں میں مزاحم ہوتے اس کو خوف رہتا کہ
وہ ایک ایسی عدالت کے سامنے پیش کیا جائے گا جو
اس کے مخالف ہے۔ اس لئے معمولی حکام صوبجات اس
طبقہ کی سخت گیریوں سے چشم پوشی کرتے اور اگر کوئی عہدہ دار
ان کے معاملات میں دخل دینے کی جرأت کرتا تو جلاوطنی
۶۶۱ بنیادی اختیار کرنی پڑتی یا جرمانہ ادا کرنا پڑتا۔ ۹۳ سنہ ق م میں
اس معاملہ میں اصلاح ناگزیر ہوئی کیونکہ عدالت مذکورۂ بالا
نے پ۔ روٹی لیس روفس پر استحصال بالجبر کا الزام لگایا
حالانکہ اس کا قصور صرف یہ تھا کہ اس نے رومن محصول کنندگان
محاصل کی سخت گیری کو صوبۂ ایشیا میں روکنے کی کوشش
کی تھی۔

اطالوی حلفاء کی ناراضی امور مذکورۂ بالا سے ظاہر ہے کہ اصلاح کی سخت
ضرورت تھی مگر اصلاح کو عمل میں لانا اس قدر دشوار تھا
کیونکہ اگر کوئی تجویز پیش کیجاتی تو طبقہ فروسی اسکی مخالفت
میں اپنا پورا زور لگادیتا اور سیمپرونیس کے قانون کی تنسیخ
بھی ضروری ہوتی جس کی وجہ سے عوام پسند برافروختہ ہوجاتے
اطالویوں کے حقوق کا مسئلہ اس سے بھی زیادہ پیچیدہ تھا
کیونکہ ان میں سخت بےچینی ہوئی تھی اور دو سو سال کے

مسلسل اتحاد اور فتوحات اور خطرات میں شرکت کے بعد باب
ان کی خواہش تھی کہ روما کے ساتھ بالکلیہ متحد ہوجائیں
جس کو ایک زمانے میں وہ نفرت کی نگاہ سے دیکھتے تھے
مگر شومئ قسمت سے جیسے جیسے شہریت روما کی وقعت
بڑھتی گئی رومن اپنی جماعت میں دوسروں کو شریک کرنا
ناپسند کرنے لگے اور جب آزادی کے ساتھ زمانۂ ابتدائی
میں سیاسی حقوق عطا کئے گئے تھے وہ معدوم ہوگئے۔
حلفاء روما دیکھ رہے تھے کہ وہ اپنے قدیم حقوق سے
محروم کئے جارہے ہیں اور ان پر جدید فرایض کے بار
بڑھتے جاتے ہیں۔اس کے علاوہ رومنوں کو جن فتوحات
حاصل کرنے میں انھوں نے امداد کی اس سے انھیں
کوئی نفع حاصل نہ ہوتا اور حکام روما ان کے ساتھ سختی
روا رکھتے اور بدظنی کی نگاہ سے دیکھتے۔گزشتہ چالیس
سال میں ان کی حالت امیدوبیم کی تھی۔ مارکس فلویس
گایس گراکس اور سیٹرنینس ہر ایک نے دادرسی کی امید
دلائی تھی مگر کسی نے اپنے وعدہ کو ایفا نہ کیا ۔ ہر
موقعہ پر اطالی جوق جوق روما میں پہنچتے اور آخرکار کانسل
کے حکم سے وہاں سے سختی کے ساتھ نکال دئے جاتے۔
ان کے دعاوی کے حق بجانب ہونے میں کوئی شک
نہیں اور ان کی دادرسی نہ کرنا خطرے سے خالی
نہ تھا۔مگر حقوق عطا کرنے میں بھی سخت مشکلات تھیں۔

باب مجلس سینیٹ اور عوام روما ہردو غیر لوگوں کو مساوات دینے کے برخلاف تھے اس کے علاوہ شہریوں کی تعداد میں وقتِ واحد میں اضافہ کثیر کرنا قرین مصلحت نہ تھا۔

مارکس لیوئیس ڈروسس ۹۱ سلسلہ ق م ۶۶۳ بنیادی

مارکس لیوئیس ڈروسس نے اس مسئلہ کو بحیثیت ٹربیون حل کرنے کا بیڑہ اُٹھایا۔ سسرو کا بیان ہے کہ یہ شخص اعتدال پسندوں کی جماعت سے تھا جس سے اس کو خود بھی تعلق تھا۔ ڈروسس امیر دولتمند اور ہردلعزیز تھا اور اپنی ذاتی وجاہت اور اثر سے اس کو امید تھی کہ وہ مسائل زیر بحث کو انتہا پسندوں کے پنجہ سے نکال کر انصاف اور خموشی کے ساتھ طے کر سکے گا مگر سسرو کی طرح اس کو بھی اپنی جان کھو کر یہ معلوم ہوا کہ سیاسیات روما کے تلاطم انگیز دریا میں اعتدال پسندی کا گزر نہ تھا۔ اس نے عدالتوں کی اصلاح کی تجویز پیش کی جس سے طبقۂ ایکیوسٹرین برافروختہ ہوگیا اور ان کے ہمدرد جو سینیٹ میں تھے وہ بھی ناراض ہوگئے۔ اس نے زرعی قوانین اور کچھ قواعد فروخت غلہ کے متعلق پیش کئے تھے جس سے سینیٹ کے دوسرے اراکین بھی اس سے بیزار ہوگئے اور جمہوریت کے خلاف پھر ایک جماعت کھڑی ہوگئی۔ اطالویوں سے بھی وہ نامہ و پیام کر رہا تھا جس کو اس کے مخالفین نے نمک مرچ لگا کر روما کی خلقت کو جو آگ بگولا ہو رہی تھی یہ باور کرایا کہ ڈروسس روما کے خلاف بغاوت پھیلا رہا ہے۔

اس کے قوانین تو نافذ ہو گئے مگر سینیٹ نے ان کو فوراً منسوخ باطل کرایا اور مجلس سینیٹ میں یہ باغی اور غدّار قرار دیا گیا۔ آخرکار سینیٹ سے واپس ہوتے ہوئے کسی گم نام قاتل نے اس کا خاتمہ کردیا۔

جنگ حلفا ۹۰-۸۹ ق م ۶۶۴ تا ۶۶۵ بنیادی

عدالتوں کا انتظام طبقۂ ایکیوسٹرین کے ہاتھوں میں رہا مگر ڈروسس کے انتقال کے بعد ہی اطالویوں نے روما کے خلاف علم بغاوت بلند کیا جس کی وجہ سے جملہ مباحث کا سلسلہ ختم ہوگیا۔

اطالوی عرصہ سے بغاوت کی تیاری خفیہ طور پر کر رہے تھے؛ ڈروسس کا قتل گویا ایک چنگاری تھی جس نے آتش جنگ کو مشتعل کردیا۔ وسطی اور جنوبی اطالیہ میں اطالیہ کے تمام باشندے روما کے مقابلہ پر کھڑے ہوگئے۔ اضلاع اٹروریا و امبریا جنگ سے الگ تھلگ رہے اور لاطینی نوآبادیاں اپنی وفاداری پر قائم رہیں مگر شمال و جنوب کے سابیلی قبائل مارسی و پیلگنی اور اہل سامنیم و لوکانیا (جنگی زبان اسوقت تک آسکن ہی تھی) جنگ میں شریک ہوگئے۔ انھوں نے اپنے منصوبوں کا اعلان کرنے میں ذرا تعویق نہ کی۔ ان کا قصد تھا کہ ایک جدید اطالوی سلطنت قائم کی جائے جس کا دارالسلطنت شہر کارفینیم ہو جس کا نام ”اطالیکا“ رکھا گیا۔ اس جدید دارالسلطنت کے تمام اہل اطالیہ شہری ہوسکتے تھے اور اسی مقام پر مجلس عامہ اور مجلس سینیٹ کی بنا

باب ڈالی جانے والی تھی۔ مجوزہ سینیٹ کے ۵۰۰ اراکین رکھے گئے تھے اور روما کی طرح مجسٹریٹ بھی تھے۔ دستور مجوزہ اسی رومن دستور کے مماثل تھا جس کو وہ تہ وبالا کرنے کی فکر میں تھے۔

مگر رومن ان خطرات سے مرعوب ہوئے اور حسب سابق انھوں نے مداخلت کی کارروائی شروع کردی۔ دونوں کانسل میدان جنگ میں پہنچ گئے۔ ہر ایک کے ساتھ پانچ لیگیٹ تھے جن میں میریس اور اس کا رقیب ل۔ کارنیلیس سولا بھی تھے۔ مگر سال اول کی جنگ کا نتیجہ دل خوش کن ثابت نہ ہوسکا۔ وسط اطالیہ میں شمالی سابیلی قبائل اور جنوب میں سامینوں کے خلاف جو افواج روانہ کی گئی تھیں ان کو شکست ہوئی، اور گو سال کے ختم ہونے کے قبل شمال میں میریس اور سولا نے اور کمپانیا میں کانسل سیسرو نے دشمن کو پسپا کیا۔ مگر خزانے کے خالی ہونے پر باغیوں کی قوت کے غیر متزلزل رہنے اور وفادار اضلاع میں بھی بغاوت پھیلنے کی افواہ نے رومنوں کو مجبور کیا کہ وہ فراخ دلی کی پالیسی اختیار کریں جس کو انھوں نے کئی بار حقارت کے ساتھ مسترد کیا تھا۔ اور کوئی ایسا سمجھوتہ کریں جس سے بغاوت کا اثر پھیلنے نہ پائے بلکہ باغیوں میں بھی آپس میں عناد پیدا ہو جائے۔ ۹۰ ق م کے اختتام کے قریب کانسل سیزر نے قانون جولیا نافذ کرایا جس کی رو سے ان تمام بستیوں کو شہریان روما کے حقوق عطا کئے جانے کا وعدہ کیا گیا جنھوں نے بغاوت میں شرکت

قانون جولیا ۹۰ق م بنیادی

قانون پلاٹیا پاپریا ۸۹ق م بنیادی

نہیں کی تھی۔ سال مابعد ۸۹ ق م میں دو ٹریبیونوں نے باب قانون پلاٹیا پاپیریا بطور اس کے تتمہ کے نافذ کرایا جس کی رو سے حلفاء کی جملہ بستیوں کے باشندوں کو جو اطالیہ میں مقیم ہوں یہ اجازت دی گئی کہ وہ ساٹھ روز کے اندر اپنے نام پریٹر کے پاس لکھا دینے سے شہریان روما کے حقوق حاصل کرسکتے ہیں۔ایک تیسرا قانون قانون کالپرنیا بھی غالباً اسی زمانے میں نافذ ہوا جس کی رو سے رومن حکام کو اختیار دیا گیا کہ میدان جنگ میں جو شخص شہریان روما کے حقوق کی خواہش کرے اس کی درخواست منظور کرلی جائے شہریت روما کو عام کردینے سے رومنوں کو پوری کامیابی ہوئی
۶۶۵ بنیادی اور باغیوں کی قوت مقاومت گھٹ گئی۔ ۸۹ ق م کے ختم تک صرف سامنی اور لوکانی رومنوں کے مقابلہ میں باقی رہے اور ان کو بھی سولا نے سامینم میں حملہ کرکے پسپا کردیا۔

اہل اطالیہ آزاد تو ضرور ہوگئے تھے مگر نئے شہریوں کی سیاسی حیثیت کا تصفیہ کئی سال تک نہوا۔ اب تک سیاسی حیثیت سے ملک اطالیہ ایک مشارکت زیر اثر شہر روما تھا، مگر اب یہ حالت باقی نہ رہی اور روما کے اطالوی حلفاء بلدیات کی صورت میں سلطنت رومن میں ضم ہوگئے۔ اطالویوں کا آزاد ہوجانا ازراہ انصاف ضروری تھا مگر قدیم جمہوری دستور کی مشکلات میں اس سے

باب اور اضافہ ہوگیا۔شہریوں کی تعداد میں اس طور پر اضافہ ہو جانے سے قدیم دستور جس کی رو سے شرفا وپلیب شہر روما تمام قوم کے نائب خیال کئے جاتے تھے مضحکہ انگیز ہوگیا، کیونکہ اس کی وجہ سے قوم کے جملہ بقیہ افراد اپنے سیاسی حقوق سے محروم رہتے۔ دیہات اور قصبات کے جدید شہریوں اور شہریان روما میں منافرت ہوگئی۔شہر روما والے دیہات کے باشندوں کو نظر حقارت سے دیکھتے اور گنوار کہتے اور علیٰ ہذا دیہاتی روما کے سیاست والوں اور ان کی چالوں سے خائف رہتے اور روما کے سیاسیات میں جن میں ان کو صرف برائے نام دخل تھا بہت کم دلچسپی لیتے۔اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ جب جمہوریہ بالآخر معرض خطر میں آئی تو باوجود سسرو کے زبردست اثر کے انھوں نے اس کی بقا کے لئے کوئی کوشش نہیں کی۔

جنگ حلفا تو ختم ہوگئی مگر رومنوں کو چین نصیب نہ ہوا۔قدیم مناقشات پھر تازہ ہوگئے۔آزاد شدہ اطالویوں کو صرف چند محدود قبائل میں ووٹ درائے) دینے کی اجازت دی گئی تھی جس سے وہ سخت ناراض تھے۔اراکین سینٹ میں باہمی رقابت کی وجہ سے سخت نااتفاقی تھی اور امور مذکورۂ بالا کے علاوہ عالمگیر افلاس اور بربادی نے ہر طبقہ کو پریشان کر رکھا تھا۔متھراڈاٹیس کے خلاف اعلان جنگ کردیا گیا اور یہ بات عام طور پر مشہور تھی کہ اس کے

مقابلہ میں جو فوج روانہ کی جائے گی اس کی سرکردگی کے لئے بابل میریس اور کارنیلیس سولا میں سخت معرکہ ہوگا۔

رفس پ سلپیکیس روفس مشیہ قدم ۶۶۶ بنیادی

اسی پرآشوب زمانے میں ٹریبیون پ۔ سلپیکیس روفس نے حسب ذیل تجاویز پیش کیں یعنے (۱) متھراداٹیس کے مقابلہ میں افواج کی کمان میریس کے سپرد کی جائے (۲) جدید شہری تمام قبائل میں تقسیم کردئے جائیں (۳) آزاد شدہ غلام شہر کے چار قبائل تک محدود نہ رہیں (بلکہ جملہ ۳۵ قبائل میں تقسیم کردئے جائیں) (۴) جس رکن سینیٹ پر ۲۰۰۰ دینار نقرہ سے زیادہ قرضہ ہو وہ اس مجلس کی رکنیت سے دست بردار ہوجائے (۵) جو اشخاص کہ اطالویوں کی بغاوت میں شریک ہونیکے شبہ پر جلاوطن کردئے گئے تھے واپس بلالئے جائیں۔

ان تجاویز کو پیش کرنے میں سلپیکیس کی نیت خواہ کچھ ہی رہی ہو مگر آتش فساد مشتعل ہوگئی۔ کیونکہ قدیم رائے دہندے اپنی تعداد میں اضافہ کثیر ہو جانے سے سخت ناراض ہوگئے۔ اہل سینیٹ کو آزاد شدہ غلاموں کے حقوق میں کسی طرح کا تغیر اور اپنی جماعت میں کسی قسم کی قطع و برید ناگوار تھی اور اس کے علاوہ سینیٹ نے اور سولا نے جو اب کانسل مقرر ہوگیا تھا ایشیا کی سپہ سالاری کا میریس پر منتقل ہونے کی مخالفت کرنیکا تہیہ کرلیا۔ جانبین بزور شمشیر ان معاملات کا تصفیہ کرنے پر تلے ہوے تھے۔ کانسلوں نے جدید قوانین کو روکنے کے لئے عام تعطیل کا اعلان کردیا۔ سلپیکیس نے اس کے

بابلِ جواب میں اپنے حلفاء کو مسلح کر دیا اور کانسلوں کو فورم سے نکال دیا اور اعلان مذکورۂ بالا کی تنسیخ کر کے اپنے قوانین کو نافذ کرا دیا۔ مگر اس کی کامیابی چند روزہ تھی۔ سولا مقام نولا واقع کمپانیا میں اپنی افواج کے ساتھ خیمہ زن تھا۔ اس نے فوراً روما کا رخ کیا۔ یہ پہلا موقع تھا کہ کوئی رومن کانسل اپنی افواج کے ساتھ شہر روما میں داخل ہوا۔ چونکہ مقابلہ لاحاصل تھا۔ اس لئے میریس اور سلپیکیس ہر دو فرار ہو گئے۔ سولا نے مجلس سنتوریہ کو مجتمع کر کے ان تجاویز کو پیش کیا جن کو وہ قیام امن کے لئے ضروری خیال کرتا تھا۔ اِن میں اہم ترین تجویز یہ تھی کہ بلا اجازت سینیٹ کوئی تحریک مجلس میں نہ پیش ہو۔ اس کے بعد کانسلوں کا انتخاب کرا کے وہ یونان کی طرف اوائل سنہ ۸۷ ق م میں روانہ ہوا۔ سنہ ۶۶۷ بنیادی

میریس و کِنّا

سولا اپنے مقاصد میں کامیاب تو ضرور ہوا مگر اسکی کامیابی قیام جمہوریہ کے لئے مضر ثابت ہوئی کیونکہ اس نے سب سے پہلے سیاسی حریفوں کو اس امر کی تعلیم دی کہ قطعی کامیابی کے لئے مجالس سیاسی کی کثرت آراء پر تکیہ نہ کرنا چاہیئے مگر سپاہیوں کی شمشیرِ بُرّاں پر جن کو سوائے اپنے ہر دلعزیز سپہ سالار کے کسی کا پاس یا لحاظ نہ تھا۔ دوسروں نے بھی اس سبق کو خوب سیکھ لیا۔ سولا کی روانگی کے بعد کِنّا نے بحیثیت کانسل سلپیکیس کی تجاویز کو تازہ کیا مگر دوسرے کانسل آکٹیوس نے جدید شہریوں کا جو رائے

دینے کے لئے روما میں جوق جوق آئے تھے قتل عام کرادیا۔ بازار
اور میدان فورم ان کی لاشوں سے پٹ گیا۔ کِنّا بھاگ
کھڑا ہوا مگر سوّلا کی طرح وہ بھی اپنے فوجی طرفداروں کے پاس
پہنچا۔ سینٹ نے اس کو خدمت کانسلی سے معزول کردیا تو اس
نے حقوق عوام کو بحال اور خدمت کانسلی کی وقعت قائم
رکھنے کے لئے افواج سے امداد کی درخواست کی جو اس کے
قدم بقدم چلنے کو تیار تھے۔ آس پاس کی اطالوی بستیاں
بھی جن کے بیشمار افراد قتل عام میں کام آئے تھے
کِنّا کی حمایت پر تیار ہوگئیں اور روپیہ اور آدمیوں سے
اس کی مدد کی۔ سوّلا کے روما میں داخل ہونے کے بعد میریس
افریقہ بھاگ گیا تھا مگر وہ بھی وہاں سے نومیڈیا کے
ایک ہزار شہسوار لیکر ایٹرُوریا میں پہنچا اور اس کے جانباز
سپاہی جوق جوق اس کے جھنڈے کے نیچے جمع ہونے لگے
اس کے بعد وہ چھ ہزار سپاہی لے کر روما کے باہر کِنّا سے
آملا۔ سینٹ نے مقابلہ کی پوری تیاری کی تھی مگر چونکہ ہوا کا
رخ ان کے خلاف تھا اس لئے مجبوراً انھیں مقابلہ سے
ہاتھ دھونا پڑا۔ کِنّا کو پھر کانسل تسلیم کیا گیا اور میریس کو
جلاوطنی کی جو سزا دی گئی تھی وہ منسوخ کی گئی۔ میریس اور کِنّا
اپنے سپاہیوں کو ساتھ لئے ہوئے روما میں داخل ہوئے۔
میریس کی آتش غضب بجھانے کے لئے پھر قتل عام ہوا
اور وہ ساتویں مرتبہ کانسل منتخب ہوا مگر چند ہفتوں کے بعد

بابل سنہ ۸۶ ق م میں اس نے داعی اجل کو لبیک کہا اور آیندہ
۶۶۸ بنیادی تین سال تک کِنّا بلا شرکت غیرے روما پر حکومت
کرتا رہا۔حکومت دستوری گویا اس زمانے میں معطل رہی۔
۶۶۹ و ۶۷۰ بنیادی سنہ ۸۵ اور ۸۴ ق م میں کِنّا نے اپنے کو اور اپنے
کسی دوست کو کانسل نامزد کرالیا۔بقول سسرو سلطنت
میں کسی قسم کی قانونی حکومت نہ تھی۔اس کا کارنامہ صرف
یہ ہے کہ حال میں جن اطالویوں کو حقوق شہریت دیئے گئے تھے
ان کو تمام قبائل میں شریک کرلیا گیا۔مگر اس کے علاوہ
اس نے کچھ نہ کیا کیونکہ دراصل کِنّا اور اس کے شرکا کو
ہر وقت یہ کھٹکا لگا رہتا تھا کہ سولا ایشیا سے واپس ہوکر
۶۶۸ بنیادی ان کا قلع قمع کردے گا۔والیریس فلاکس جو سنہ ۸۶ ق م میں
کانسل منتخب ہوا تھا سولا کا قائم مقام بناکر بھیجا گیا مگر اسکے
سپاہیوں نے اس کو نکومیڈیا میں قتل کردیا۔سولا کو حکومت
۶۶۹ بنیادی روما نے خدمت سے علیحدہ کردیا تھا مگر اس نے سنہ ۸۵ ق م میں
متھرادایتس کے ساتھ صلح کرلی اور سنہ ۸۴ ق م میں ایشیا کے
معاملات کا تصفیہ کرکے اور فلاکس کے جانشین فمبریا کو
سولا کی واپسی ۶۷۱ بنیادی پسپا کرکے وہ براہ یونان سنہ ۸۳ ق م کے موسم بہار میں
چالیس ہزار سپاہیوں اور امراء مہاجرین کی تعداد کثیر کے
ساتھ برنڈیسم (برنڈسی) میں لنگر انداز ہوا۔کِنّا کو فلاکس
کی طرح اس کے سپاہیوں نے قتل کردیا تھا اور اس کا شریک
کاربو بحیثیت پروکانسل گال میں افواج کا سپہ سالار تھا اس لئے

اس کی پیش قدمی کو کوئی روکنے والا نہ تھا۔ کاپوا میں اس نے باب
ایک کانسل ناربانس کی افواج کو پسپا کیا اور مقام ٹیانم میں
دوسرے کانسل کی افواج اس کی شریک ہوگئیں۔ موسم سرما
کمپانیا میں بسر کرنے کے بعد اس نے روما کا رخ کیا اور
میرکس اصغر کو مقام پری نیسٹی میں شکست دے کر بلاکسی
مزید مقابلہ کے وہ روما میں داخل ہوگیا۔ شمالی اطالیہ میں اسکے
نائبین میٹلس، کنیئس پومپیس اور مارکس کراسس نے قطعی
فتوحات حاصل کیں۔ سسس آلپائن گال امبریا اور اٹروریا اس
کے قبضہ میں آچکے تھے اور اس کے مخالفین میں سے
کاربو فرار ہوکر روڈز چلا گیا اور ناربانس افریقہ کو۔ اب اسکے
مخالفین میں سے صرف ایک جماعت باقی رہگئی تھی یعنے
قبائل سامنی و لیوکانی جن سو کتا نے ہموار کرلیا تھا اور جو
اس کو اپنا جانی دشمن سمجھکر اس کے مقابلہ پر تُلے ہوئے
تھے اور میرکس کی افواج کی بقیہ جماعت کے ساتھ شریک
ہوکر روما کے قریب پہنچ گئے تھے۔ دونوں فریقوں میں روما
کی فصیلوں کے باہر جنگ ہوئی جس میں میرکس کے طرفداروں
اور اطالویوں کو شکست کامل ہوئی۔

اس طرح دس سال روما اور اطالیہ میں آتش خانہ جنگی
مشتعل رہی۔ حکومت دستوری خواہ وہ سینیٹ کی ہو یا مجلس عوام
کی، حالت تعطل میں تھی۔ اور مخالف جماعتیں اپنے مناقشات کا
فیصلہ بزور شمشیر فوجی سپہ سالاروں کی سرکردگی میں کرنے لگیں

باب ۱ جن کے ماتحت سپاہی ان کے حکم پر اپنے ہمقوموں کو تہ تیغ کرنے اور حکام سلطنت کے اقتدار کو بالائے طاق رکھنے پر تیار تھے خانہ جنگی کا اثر روما سے اطالیہ میں پہنچا اور اطالیہ سے صوبجات مفتوحہ میں۔اور تاریخ روما پہلی مرتبہ حریف صوبہ داروں کے باہمی تنازعات سے معرض خطر میں آگئی ۔خانہ جنگی کا نتیجہ ویرانی ہے جس کی وجہ سے اطالیہ سے فلاح وبہبودی معدوم ہو گئی ۔تمام قوم باہمی تنازعات سے پریشان تھی اور اطالیونکو حقوق شہریت مل جانا ایک ایسا انقلاب تھا جس نے جمہوریہ کی بنیاد کو ہلادیا۔فتحمند سولا کو اس کی قسمت نے ایسے منصب جلیلہ پر پہنچا دیا تھا کہ سلطنت کے ان امراض مزمنہ کو دفع کرتا، حریف جماعتوں کے درد دل کا علاج کرکے ان کو یکجہتی واتفاق کی طرف مائل کرتا اور حکومت کے کل پُرزوں کو درست کرکے اس کو ضروریات زمانے کے مناسب کرتا۔

———(+)———

باب دوم

سولا سے قیصر تک ۸۱-۴۹ ق م

سولا کی حکومت

روما کی فصیلوں کے باہر دروازہ کالین کے قریب فتح حاصل کرنے کے بعد سولا کو فوراً ڈکٹیٹر (حاکم مطلق) مقرر کیا گیا اور اس کو نفاذ قوانین اور تصفیۂ دستور کے متعلق اقتدار کامل عطا کیا گیا۔ سینیٹ نے اس کے گزشتہ افعال پر مہر اتفاق ثبت کی اور شہریان روما کے جان و مال پر اس کو پورا اختیار دیا گیا۔ شاہان روما کے اخراج کے بعد (ڈکٹیٹر) حاکم مطلق مقرر ہونے کی عزت سولا ہی کو حاصل ہوئی تھی۔ یہ تجربہ خطرہ سے خالی نہ تھا مگر سولا نے صاف صاف الفاظ میں سینیٹ کو متنبہ کر دیا تھا کہ اس کے علاوہ کوئی چارہ کار ممکن نہ تھا۔ سولا پر اصل اعتراض یہ نہیں ہے کہ جمہوریت کے دستور میں وہ کوئی مستقل ترمیم نہ کر سکا۔ کیونکہ باوجود قابل اور مستقل مزاج ہونے اقتدار کامل رکھنے، ایک زبردست فوج اس کے زیر نگین ہونے

باب ۲ اور مسلسل فوجی کامیابی کے، اس مہم عظیم کا انصرام اس سے ناممکن تھا۔ اس پر اصل الزام یہ ہے کہ سلطنت کے جن امراض کا علاج اس پر فرض تھا اس میں سے بعض کو اس نے بڑھا دیا اور بعض کی طرف مطلق توجہ نہ کی اور بجائے نظام سلطنت کی اصلاح کے اس نے اپنی جماعت کی کامیابی پر قناعت کی۔ اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ زمانہ مابعد کی نسلیں اس کے "عہد حکومت" کو خونریزی، سخت گیری اور قوانین کی عدم پابندی کے ساتھ منسوب کرتی ہیں نہ کہ قیام امن و اصلاح حکومت دستوری کے ساتھ۔ فتح حاصل کرنیکے بعد بجائے اپنے مخالفین کی دلجوئی اور انکے ساتھ مصالحت کرنیکے اس نے قتل عام اور ضبطی جائداد کا حکم دیا جس میں ہزاروں جانیں تلف ہوئیں۔ اس زمانہ سے ہر سیاسی انقلاب کے بعد قتل کا عام کھٹکا رہتا۔ یہانتک کہ سیزر کو بھی رومنوں کو یہ سمجھانے میں سخت دقت پیش آئی کہ فتح حاصل کرنے کے بعد وہ سولا کی طرح قتل عام کرانا نہیں چاہتا۔ سولا کے عہد حکومت کے بعد مختلف جماعتوں میں جو باہمی منافرت پھیل گئی اسکی وجہ سے عرصہ تک بے اطمینانی رہی۔ جو لوگ قتل کئے گئے تھے ان کی اولاد عہدے پر کرنے سے محروم کردی گئی تھی اور جن لوگوں کی املاک ضبط کرلی گئی یہ دونوں گروہ شورشوں میں شریک ہونے کے لئے ہروقت تیار رہتے۔

سولا کی سخت گیری کے نتائج

طبقہ ایکیوسٹیرین کے دولت مند لوگ اب پہلے سے بھی زیادہ باب۲
سینیٹ کی حکومت کے مخالف ہو گئے تھے خصوصاً
اس وجہ سے کہ سولا نے جس کے ساتھ انکو سخت نفرت
تھی سینیٹ کے ساتھ سازباز کرلیا تھا اور اس کے
خدام اس کا شکاری کتوں کی طرح پیچھا کئے ہوئے تھے۔
ممکن تھا کہ اطالیوں کو قدیم دستور کے ساتھ محبت پیدا
ہوجاتی مگر مقامات پرینسٹی و ناربا کے قتل عام، اٹروریا کے
قدیم شہروں پر سخت مظالم اور سامنیم اور لیوکانیا کی
بربادی، نے ان کو رومنوں سے متنفر کردیا۔ سولا کی
حکومت نے جزیرہ نمائے اطالیہ کی فلاح و بہبودی کا
بھی خاتمہ کردیا۔ خانہ جنگی کے بعد سولا کی ضبطیوں نے
ہزاروں خرابیوں کا دروازہ کھول دیا۔ ضبط شدہ آراضیات پر
اس نے جن سپاہیوں کو آباد کیا تھا ان کو زراعت سے
کوئی مناسبت نہ تھی۔ اور وہ اپنی اراضی کو چھوڑ کر
غارت گروں اور بد معاشوں کی جماعتوں میں داخل ہوگئے۔
رعایا جس طرح کہ سولا کی حکومت سے نالان تھی اسیطرح
اس کے سپاہیوں سے خائف و متنفر ہوگئی۔ وسیع قطعہ ہائے
اراضی یا تو سولا کے شرکاء کے قبضہ میں آگئے
یا ضبطی کے بعد تقسیم نہونے کی وجہ سے ویران ہوگئے۔
اطالیہ کے چند اضلاع کے سوائے آزاد شہری دیہات سے
معدوم ہوگئے اور غارت گری اور لوٹ مار کے سبب سے

باب۲ کسی کا جان و مال محفوظ نہ تھا۔ اس غارت گری میں
۶۸۱؁ غلاموں نے بہت کچھ حصہ لیا۔ ۷۳؁ ق م میں اسپارٹاکس
بنیادی کی بغاوت اور دس سال کے بعد کیٹی لین کی شورش
دونوں سولا کے عہد حکومت کی خصوصیات سے ہیں۔

سولا کی دستوری اصلاحات سولا کی دستوری اصلاحات میں چند مفید انتظامی
اصلاحات ضرور شامل تھیں مگر انکا رنگ جانب دارانہ
تھا اور زمانہ مستقبل کی ضروریات کا بالکل لحاظ نہ کیا گیا
تھا۔ اس کی انتہائی غرض یہ معلوم ہوتی تھی کہ مجلس سینیٹ
۶۶۶؁ کے تفوق کو جس کا دار مدار رواج پر تھا قانوناً تسلیم کرادے
بنیادی اس لئے اس نے ۸۸؁ ق م میں کانسل منتخب
ہو کر مجلس عامہ میں پیش ہونے والی تجاویز کے لئے
سینیٹ کی منظوری کو لازمی قرار دیا اور ڈکٹیٹر مقرر ہونیکے
بعد اس نے مجسٹریٹوں کے اقتدارات کی بیخ کنی شروع کی
کیونکہ ان خدمات کے ذریعہ سے سینیٹ کے مخالفین
اپنے اغراض کو پورا کرتے تھے۔ وضع قوانین میں
ٹربیون کو جو آزادی حاصل تھی اس کی سینیٹ کی ماقبل
منظوری مشروط تھی۔ سولا نے عام معاملات میں مداخلت
کرنے کے جو وسیع اقتدارات ان کو حاصل تھے صرف
پلیب کی حفاظت کی حد تک محدود کردیا اور عہدہ داران مذکور
کو دوسری خدمات سے ممنوع کر کے اس نے اس
خدمت کی قدر و قیمت گھٹادی۔ عدالتوں کی نگرانی

طبقہ ایکیوسٹیرین کے ہاتھوں سے نکالکر حسب سابق سینیٹ کے بابِ۲
متعلق کردی گئی۔ کسی شخص کے دوبارہ کسی خدمت پر
منتخب ہونے کی ممانعت کے بارے میں جو قانون سابق میں
نافذ تھا اس کو سولا نے پھر جاری کرایا تاکہ عوام میریس
کی طرح پھر کسی دوسرے شخص کو مناصب جلیلہ پر مقرر کرکے
بار بار منتخب کرنے نہ پائیں۔ اس کے علاوہ اس نے قانوناً
لازم قرار دیا کہ ہر شخص خدمت کانسلی پر دوسری خدمات سے
ترقی کرتا ہوا پہنچے یعنے کسی شخص کا راست خدمت کانسلی پر
تقرر نہو۔ اس نے پریٹروں کی تعداد بجائے چھ کے آٹھ
کردی اور کویسٹروں کی بیٖس۔ انتظامی ضروریات کے لحاظ سے
عہدہ داران مذکور کی تعداد میں اضافہ ضروری تھا مگر
تعداد کے بڑھنے اور فرائض کے منقسم ہو جانے سے
وہ بالکل سینیٹ کے تابع فرمان ہو گئے۔ پجاریوں اور
پیشین گوؤں کے مجالس کو سولا نے پھر امراء سینیٹ سے
متعلق کر دیا۔ اور یہ قانون پاس کردیا کہ ان میں خالی عہدے
خود وہ مجالس پُر کریں۔ دستور سیاسی میں قصداً اس قسم
کے تغیرات کرا کے اس کو اپنی جماعت کے مفید مطلب
بنانے پر دو اعتراض وارد ہوتے ہیں۔ ایک تو یہ جبکہ
مسلمہ رسم و رواج سینیٹ کو برادران گراکی کے حملوں سے
نہ بچاسکے تو ان جدید قانونی قیود سے سینیٹ کے
اقتدار کی حفاظت ناممکن تھی۔ اور ثانیاً یہ امر لابدی تھا

باب۲ کہ عوام پسندوں کو بھی جب موقع ملیگا تو وہ بھی سولا کی طرح
دستور سیاسی میں اپنے اغراض کے حصول کے لئے ترمیمات
کریں گے۔ دستور جمہوریہ کو بیرونی خطرات سے محفوظ کرنے میں
بھی سولا کو کامیابی نہیں ہوئی۔ اطالیوں کے حق شہریت
تو اس نے تسلیم کرلیا مگر انکو سیاسی حقوق دینے سے
مجالس عامہ ایک بازیچۂ اطفال ہوگئی اور نہ اسکی اصلاح کی
اس نے کوئی کوشش کی نہ اطالیہ کی اقوام کے لئے
اس نے کوئی جدید نظام سلطنت قائم کیا۔ صوبہ داروں
اور سپہ سالاروں کی روز افزوں مطلق العنانی سے
سلطنت کو جو خطرات تھے انہیں سولا سے بہتر کوئی
شخص نہیں سمجھ سکتا تھا۔ اسکے علاوہ رومن افواج کی
قومی حیثیت اب باقی نہ رہی تھی بلکہ اب وہ پیشہ ور
سپاہیوں پر مشتمل تھی جو اپنے کامیاب سپہ سالار کے سوائے
سلطنت کو کچھ بھی خیال میں نہ لاتے۔ سولا نے اپنی
صوبہ داری ایشیا کے زمانہ میں مرکزی حکومت کے
احکام کی تعمیل سے حقارت کے ساتھ انکار کیا تھا
اور اس نے رومن سپاہیوں کو سکھایا کہ سوائے اپنے
سپہ سالار کے کسی کی پروا نہ کریں اور صرف مال غنیمت
کا خیال رکھیں۔ مگر باوجود صوبہ داروں کی سرکشی سے واقف
ہونے کے اس نے صرف چند ناکافی قواعد کے
نفاذ پر اکتفا کیا اور اس اہم مسئلہ پر جس کا تصفیہ

آگسٹس کا عظیم ترین کارنامہ ہے کچھ بھی توجہ نہ کی۔ سولا کی باب یہ فرو گزاشت اس وجہ سے اور بھی زیادہ اہم ہے کہ اس کے دور حکومت کا نتیجہ تھا کہ شخصی حکومت سلطنت روما میں ممکنات سے ہوگئی۔ م۔ ایمیلیس لیپڈیس، پامپی اور سیزر پر سولا کی تقلید کا الزام لگایا جاتا ہے اور اسمیں شک نہیں کہ اس کے افعال سے طاقت ور امراء کو جمہوریت کے تہ بالا کرنے کی ترغیب ضرور ہوئی۔

مگر بمصداق "عیبش ہمہ گفتی ہنرش نیز بگو" عدالتی معاملاتمیں ایک اہم اصلاح اس کی طرف منسوب کیجاتی ہے۔ سنہ ۱۴۹ قم میں حکام صوبہ جات کی بداعمالی کے لئے ایک خاص ضابطہ بنایا گیا تھا۔ سنہ ۱۴۹ اور ۸۱ ق م کے درمیان میں رشوت ستانی اور بغاوت کے مقدمات کی بھی اس ضابطہ کے مطابق سماعت ہونے لگی۔ سولا نے دوسرے اہم جرایم کی سماعت بھی اس عدالت سے متعلق کر کے رومن قانون فوجداری کی بناڈالی۔

سنہ ۶۰۵ بنیادی

سنہ ۶۰۵ سنہ ۶۷۳ بنیادی

دستور قائم کردہ سولا کا خاتمہ سنہ ق م سنہ ۶۸۴ بنیادی

سولا کا یہ طرز حکومت نو سال تک قائم رہا مگر جیسا کہ اسکا قیام بزور شمشیر عمل میں آیا تھا اس کا اختتام بھی ایک سپاہی کے ہاتھوں سے ہوا۔ یہ شخص پامپی یس تھا جو سولا کے خاص فوجی افسروں میں سے تھا۔ اس نے بذات خود اپنے افسر بالا کے دستور کے اصل اصول کو توڑ کر تہ و بالا کردیا۔ ہسپانیہ کا صوبہ دار ک۔ سرٹوریس

باب ۲ میریس کے طرفداروں میں سے تھا۔ اس نے یکے بعد
دیگرے ان عہدہ داروں کو شکست دی جو سینیٹ نے
۶۷۷ سنہ بنیادی اسکی سرکوبی کے لئے روانہ کئے تھے اور ۷۷ سنہ ق م میں
جنوبی ہسپانیہ کا مالک بن بیٹھا۔ اس کی سرکوبی کے لئے
سینیٹ کو ایسا طرز عمل اختیار کرنا پڑا جس سے ثابت
ہوتا تھا کہ نظام سلطنت قایم کردۂ سولا سلطنت کی
ضروریات کے لئے ناکافی تھا۔ پامپی ہسپانیہ کو بہ اختیارات
پروکانسل روانہ کیا گیا حالانکہ اس کی عمر تیس سال سے
کم تھی اور اس نے خدمت کویسٹری تک انجام نہیں
۶۸۱ سنہ بنیادی دی تھی۔ سرٹوریس مقابلہ پر اڑا رہا مگر ۷۳ سنہ ق م میں
اس کے افسروں نے اسکو دھوکے سے قتل کردیا اور
۶۸۳ سنہ دیسی اقوام نے جو اس کو کمک دے رہی تھیں اطاعت
بنیادی قبول کرلی۔ پامپی ۷۱ سنہ ق م میں مع افواج روما واپس آیا۔
مگر اس کے غیاب میں اطالیہ میں ایک واقعہ ہو گیا
جس سے صاف صاف ثابت ہوتا تھا کہ تمدن روما
بغاوت عنقریب تہ و بالا ہونے کو ہے۔ ۷۳ سنہ ق م میں ایک
اسپارٹکس تھریسی غلام مسمی اسپارٹاکس ۷۰ اشخاص کے گلیڈیٹرون
۶۸۱ سنہ (تلوار سے لڑنے والے پہلوان) کی تعلیم گاہ واقع کاپوا سے
بنیادی ساتھ لئے ہوئے بھاگ نکلا اور تھوڑے سے عرصہ میں
ہزاروں فراری غلام، ڈاکو اور مفلس کسان اسکے شریک
ہوگئے۔ اور ۷۳ سنہ ق م کے اختتام کے قبل اسکے

زیر علم ستر ہزار آدمی ہو گئے اور اس نے رومن افواج کو باب ۲
دو مرتبہ شکست دیکر جنوبی اطالیہ پر قبضہ کرلیا۔ ۷۲ سنہ ۶۸۲
ق م میں اس نے روما کی طرف پیش قدمی کی مگر گو اس نے بنیادی
رومن افواج کو شکست فاحش دی مگر روما پر قبضہ کرنیکے
خیال سے باز آکر وہ تھوریئی کے ویران ضلع میں خیمہ زن
ہو گیا۔ جہاں لوٹ مار کا بہت موقع تھا۔ ۷۱ سنہ ق م میں ۶۸۳
پریٹر کراسس چھ رومن لشکر لیکر اس کے مقابلہ کے لئے پہونچا۔ بنیادی
جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ اسپارٹاکس کو شکست ہوئی اور وہ
مارا گیا۔

سولا نے ۷۸ سنہ ق م میں انتقال کیا اسی زمانہ سے پامپی کی پہلی
روما میں ان تمام طبقوں اور گروہوں نے جو اس کانسلی
نظام سلطنت کے مخالف تھے اس کے ایسے قوانین سنہ ۶۷۶ بنیادی
کی تنسیخ کے لئے شورش شروع کردی جن کو وہ
ناپسندیدہ خیال کرتے تھے۔ اندرونی اور بیرونی معاملات
میں متعدد ناکامیوں نے اس کی حکومت کو بدنام کردیا تھا
اور مخالفین کو اس حکومت پر حملہ کرنے کے لئے
صرف ایک زبردست سرگروہ کی ضرورت تھی۔ پامپی
کے ہسپانیہ سے واپس ہونے کے بعد انکی یہ وقت
بھی رفع ہو گئی۔ میریس کی طرح پامپی کو بھی سیاسیات میں
بہت کم دخل تھا۔ اس کو صرف یہ خواہش تھی کہ اس کا
بطور فاتح استقبال کیا جائے۔ اس کا نہ وہ قانوناً مستحق تھا

باب۳ نہ سینیٹ اس کے ساتھ یہ سلوک کرنے پر تیار تھی۔
اس کی یہ بھی خواہش تھی کہ سال آیندہ یعنے
۷۰ ق م میں کانسل منتخب کیا جائے اور بطور
صلہ صوبہ جات شرقی میں سے کوئی بڑا صوبہ اس کے
تفویض کیا جائے۔ سینیٹ کے مخالفین کو اسکی امداد
اور تائید کی ضرورت تھی اس لئے دونوں میں جلد
سمجھوتہ ہوگیا۔ پامپی اور مارکس کراسس (اسپارٹاکس کا
فاتح) اپنے سپاہیوں کی موجودگی میں کانسل منتخب ہوئے
جو روما کے دروازوں کے باہر خیمہ زن تھے اور
اپنے سپہ سالاروں کے استقبال میں شریک ہونے کو
تیار تھے۔ پامپی نے فوراً ان وعدوں کو پورا کرنا
شروع کردیا جو اس نے اپنے مویدین سے کئے تھے۔
ٹریبیونوں کے جو اقتدارات سلب کر لئے گئے تھے
بحال کردیئے گئے۔ عدالتوں کا انتظام عمال سینیٹ سے
علحدہ کردیا گیا جنہوں نے طبقہ ایکیوسٹرین سے بھی
زیادہ رشوت ستانی شروع کردی تھی۔ اور بالآخر سینسروں نے
سینیٹ میں سے سولا کے شرکاء کو جو زیادہ تر نالایق
اور بدوضع تھے خارج کردیا۔ عوام پسندوں کو کامل فتح
ہوئی مگر اس سے صاف ثابت ہوتا ہے کہ سیاسی معاملات کا
قطعی تصفیہ کرنے میں روما کی دونوں سیاسی جماعتوں کو
دخل نہ تھا بلکہ اس شخص کو جس کے ہاتھوں میں فوج کی

باگ ہو۔ ٹریبیون برادران گراکی کی طرح اب عوام کے باب سرگروہ نہ تھے۔ اور ایسے نمایاں ٹریبیون بھی مثلاً گابینیس ، مانیلیس ، کلوڈیس اور کیوریو اصغر کی حیثیت بھی محض سپہ سالاروں کے نائبین کی تھی جو اپنے بحال شدہ اقتدارات کو اس کے مخالفین کی سرکوبی کے لئے استعمال کرتے یا مجلس عامہ میں اس کے حسب خواہش عمل کراتے۔ اس انقلاب نے شہر روما میں سیاسیات کی اہمیت کا خاتمہ کردیا اور جوں جوں عامہ دستوری مباحث کو بے اصل سمجھنے لگے وہ ان مسایل کی طرف سے بے پروا ہونے لگے جو مجالس سیاسی میں زیر بحث رہتے۔ اس سے ان اشخاص کو جن کو حصول اقتدار کی حرص دامنگیر ہوتی (مثلاً قیصر) یہ موقع ملتا کہ دستوری قوانین کو بالائے طاق رکھ دیں یا ان میں من مانے تغیرات اپنے اغراض کے حصول کیلئے کریں۔ سیاسی رواج کی طرف سے بے رخی کرنے کی پوری مثال پامپی کے افعال سے ملتی ہے جس کے خلاف میں سسرو نے بے سود صدائے احتجاج بلند کی۔ پامپی کو سیاسی مباحث میں کوئی دلچسپی سوائے اس امر کے نہ تھی کہ اپنے ذریعہ سے وہ اہم فوجی خدمات حاصل کرے اور گو وہ بالطبع انقلاب پسند نہ تھا مگر چونکہ اس نے عملاً دستور کے تمام قوانین کی خلاف ورزی کی تھی اس لئے جمہوریہ کی بقا دشوار ہوگئی۔

ب ۲ کانسلی کی مدت کے اختتام پر پامپی کسی دوسری
قوانین گابی نیا اہم فوجی خدمت کا ان اہل سیاست سے امیدوار ہوا
و منیلیا جن کی اس نے امداد کی تھی ۔ اور معمولی صوبہ جات کی
سنہ ۶۸۴ تا حکومت قبول کرنے سے انکار کر کے سنہ ۷۰ سے
سنہ ۶۸۷ بنیادی سنہ ۶۷ ق م تک وہ روما میں گوشہ نشین رہا ۔ مگر
جیسا کہ سیرٹیس کے معاملہ میں ہوا تھا، سلطنت کی
بیرونی مشکلات نے پامپی کے حصول مقصد کو آسان
کردیا اور اس کی وجہ سے عوام پسندوں کو نہ صرف
سینیٹ کو پریشان کرنے بلکہ اپنے حامی (پامپی) کو صلہ دینے کا بھی
موقع ملگیا جس کے لئے سلطنت کا معرض خطر میں ہونا
سنہ ۵۸۷ کافی عذر تھا ۔ سنہ ۶۷ ق م سے رومنوں نے دیار مشرق میں
بنیادی کوئی سرگرمی نہ دکھائی تھی اور بحیرۂ روم میں انکی بحری فوج
برائے نام تھی ۔ اس کی وجہ سے سلیسیا کے بحری قزاق
بہت دلیر ہوگئے تھے اور گو رومن سنہ ۸۱ ق م سے
انکی یورشوں کو روکنے کی وقتاً فوقتاً کوشش کرتے تھے
مگر اس کا کچھ اثر نہیں ہوا ۔ ان قزاقوں کی غارتگری سے
بحیرہ روم کی تجارت بالکل ماند پڑگئی اور سواحل اطالیہ بھی
ان کے حملوں سے محفوظ نہ رہے ۔ ٹریبیون آلس گابینیس نے
سنہ ۶۸۷ سنہ ۶۷ ق م میں یہ تحریک کی کہ قزاقوں کی سرکوبی کی
بنیادی مہم پامپی کے تفویض کی جائے اور وہ تین سال کیلئے
سپہ سالار مقرر کیا جائے ۔ جملہ صوبہ جات واقع بحیرۂ روم

اور تمام سواحل پر پچاس میل کی حد تک اسکو رومن حکام پر بالائی نگرانی کا اقتدار عطا کیا گیا۔ پچاس لیگیٹ جو درجہ میں پریٹروں کے مساوی تھے اس کی امداد کے لئے مقرر کئے گئے۔ دوسو جہاز بھی اس کو دیئے گئے اور اسکو اختیار دیا گیا کہ جس قدر سپاہی چاہے بھرتی کرلے۔

۶۸۸ بنیادی
سال مابعد میں (۶۶ سنہ ق م) متھراداتیس کے خلاف جو جنگ ہورہی تھی اسکی کمان بھی قانون منیلیا کی رو سے بجائے لوکلس اور گابریو کے پامپی کے تفویض ہوئی۔ یعنے اس طور پر ممالک مشرق پر رومن حکومت کا دار و مدار بالکلیۃ اس پر ہو گیا۔ پامپی کو جو اقتدارات عطا کئے گئے تھے اصول جمہوریت کے بالکل خلاف تھے اور اس سے بہت بُری نظیر آیندہ کے لئے پیدا ہوتی تھی۔ اعتدال پسندوں (مثلاً کاٹلس جو "سینیٹ کا باپ" کہا جاتا تھا اور مقرر ہارٹینسیس) نے اس طرز عمل کے خلاف صدائے احتجاج بلند کی مگر نقار خانہ میں طوطی کی آواز کون سنتا ہے۔ جملہ تجاویز پیش شدہ کی نہ صرف عوام اور ٹربیون نے تائید کی بلکہ وصول کنندگان محاصل اور ساہوکاروں نے بھی جن کے معاملات خطرہ میں پڑ گئے تھے انکے نفاذ میں اپنا پورا زور لگا دیا۔

قیصر ۶۸۷ سنہ ۶۹۲ سنہ بنیادی
پامپی روما سے ۶۷ سنہ ق م میں روانہ ہوا

باب ۲
اور سنہ ۶۲ ق م کے ختم کے قریب واپس آیا۔ اس اثناء میں روما میں قیصر اور سسرو سیاسی معاملات میں پیش پیش رہے اور کیٹالین نے انقلاب حکومت کی کوشش کی۔ سیزر پر اہل روما کی نگاہیں اسی وقت سے پڑ رہی تھیں جب کہ سنہ ۷۰ ق م میں خدمت ٹریبیونی کے اقتدارات کے نفاذ پر جو قیود عائد کردی گئی تھیں رفع ہوگئیں اور عوام کو اسطرح اپنے پرانے ہتھیاروں کے استعمال کا موقع ملگیا۔ بہ اعتبار نسل اس کا شمار گروہ پٹریسین میں تھا اور اس کی جرات اور قابلیت کا شہرہ تھا۔ میریس کا بھانجا اور کِنا کا داماد ہونے کی وجہ سے میریس کے طرفداروں یعنے عوام کا سرگروہ ہونے کا اسے موروثی حق بھی حاصل تھا۔ ٹریبیونوں کے اقتدارات کی بحالی کی شورش میں وہ شریک تھا اس نے قانون منیلیا کی تائید کی تھی اور جب پامپی کے روما سے چلے جانے کی وجہ سے میدان خالی ہوگیا تو وہ عملاً عوام کا سرگروہ بن بیٹھا۔ عوام کے گزشتہ سرگروہوں میریس کنا اور سائرنیس کا چونکہ ایک طور پر وہ قائم مقام تھا اس لئے ان کے کارناموں پر جو بدنما دھبے انکے مخالف جانشینوں نے لگائے تھے ان کو رفع کرنے اور بدلہ لینے کا بیڑا اسنے اٹھایا۔ عامۂ قوم کو اس نے میریس کی قابل قدر خدماتکو یاد دلایا اور کاپیٹول میں اس کی فتح کی نشانیوں کو پھر

رکھوایا ۔ قیصر نے کوشش کی سولا کے قتل عام میں جو لوگ باعث پیش پیش تھے اور جن لوگوں نے سٹیرنس کو قتل کیا تھا ان کے افعال کی عدالتی تحقیقات ہو۔ اس کے علاوہ اس نے مقتولین کی اولاد کی دادرسی کیلئے بھی کوشش کی۔ قیصر دراصل رومنوں کے قدیم طریقہ پر اپنے خاندان کے دشمنوں سے ان کی گزشتہ دست درازیوں کا بدلہ لے رہا تھا مگر اس کے ساتھ ہی اس نے ان لاطینی قبائل کو جو ماوراء دریائے پو آباد تھے شہریاں روما کے حقوق عطا کیئے جانے کی کوشش کی اور اس طرح ان میں ہر دلعزیزی حاصل کر لی ۔ روما اور اس کے گرد ونواح کے باشندوں کو اس نے ۹۵ ق م میں خدمت کیورول ایڈیل

۶۸۹ پہ فائز ہونے کے زمانہ میں عمدہ عمدہ تماشے دکھا کر

بنیادی ۶۵ اور سڑک ایپین کی زر خطیر سے مرمت کرا کر اپنا گرویدہ بنالیا تھا ۔ لیکن قیصر کی یہ خصوصیت تھی کہ اس کے قوم یہ تمام افعال گویا اس کے اصل مقصد کے حصول کے زینے تھے ۔ اس کی دلی خواہش یہ تھی کہ معاملا سلطنت میں جو رسوخ پامپی نے حاصل کر لیا تھا خود بھی حاصل کرے اور اس مقصد کے حصول کی کوشش وہ نہایت ہوشیاری کے ساتھ اور بلا لحاظ اصول دستوری کرتا رہا اور اس معاملے میں وہ سولا سے بھی بڑھ گیا ۔ پامپی کی روانگی کے بعد اس نے کراسس سے روابط پیدا کر لیئے ۔ کراسس کی

باب۲ بیشمار دولت اور وسیع تجارتی تعلقات قیصر کے لئے نہایت
مفید ثابت ہوئے اور چونکہ وہ خود پسند اور کم عقل بھی تھا
۶۸۹ سنہ بنیادی اس لئے قیصر کو اس سے کام نکالنے کا اور بھی موقع ملا۔
جنوری ۶۵ سنہ ق م میں انقلاب پیدا کرنے کی جو کوشش
۶۹۱ سنہ بنیادی اس کی طرف منسوب کیجاتی ہے وہ غالباً صحیح نہیں مگر
یہ ظاہر ہے کہ ۶۳ سنہ ق م کی ابتداء سے وہ اس
فکر میں تھا کہ قوم سے کوئی اہم فوجی خدمت حاصل کرے
جس کی وجہ سے پامپی کی واپسی سے قبل اسکی حالت
قابل اطمینان ہو جائے۔ ٹریبیون رولس نے اس سال کے
ابتدائی حصہ میں ایک زرعی قانون پیش کیا تھا جس کی
اصل غایت یہ تھی کہ اس بارہ میں قیصر اور کراسس کو
ایسے وسیع اقتدارات دئے جائیں کہ وہ پامپی کے ہم پلہ
ہو جائیں۔ مگر عین اس وقت جب کہ قیصر کی کوششیں
بارآور ہونے کو تھیں کیٹیلین نے یکایک علم بغاوت
بلند کیا جس کی وجہ سے نہ صرف جمہوری جماعت کے
تمام افراد بدنام ہو گئے بلکہ قیصر پر بھی شبہ ہونے لگا
کہ وہ بھی انقلاب پسندوں کا شریک ہے۔

سسرو عامۂ قوم کی اس برافروختگی اور بیزاری سے قیصر کے
تمام منصوبے خاک میں ملگئے اور اس کا حریف
مارکس ٹولیس سسرو معراج کمال کو پہونچ گیا۔ سسرو کے
سیاسی کارناموں کی اہمیت کا اندازہ کرنے میں اسکے

دوستوں اور دشمنوں دونوں کو غلطی ہوئی ہے۔ اس میں باب۲
شک نہیں ہے کہ وہ خود پسند تھا، جرات و ہمت
نہ رکھتا تھا اور اس کا اصل مقصد یعنے جمہوریت کا
احیاء، دائرۂ ممکنات سے خارج تھا۔ مگر اسکے ساتھ ہی
ہم یہ بھی تسلیم کرنے پر مجبور ہیں کہ اسمیں خودغرضی کا
شائبہ تک نہ تھا وہ صرف برائے نام اصلاحات نہیں چاہتا
تھا اور اس کا مقصد صرف یہی نہ تھا کہ سینیٹ کا
تفوق دوبارہ قائم کرادے۔ اصل واقعہ یہ ہے کہ
وہ ایک کثیرالتعداد جماعت کا سرگروہ تھا اور جس طرزعمل کو
اس نے اختیار کیا وہ اس کے خاندانی تعلقات اور
پیشہ کے اثر کا نتیجہ تھا اور باوجود ناممکن العمل ہونیکے
صحیح اصول پر مبنی تھا۔ ڈرسس شہر آرپینم میں پیدا ہوا
تھا اور اس شہر کے دوسرے باشندوں کی طرح اس کو
بھی اپنے مشہور ہم وطن میریس کے کارناموں پر فخر تھا
جو اطالیوں کا دوست اور سولا اور گروہ امراء کا جانی دشمن
تھا اور جس نے اطالیہ کو تباہی سے بچایا تھا۔
چونکہ ڈرسس خود ایک "بلدیہ" کا باشندہ تھا
اسلئے اس کے دوست اور سرگرم حامی زیادہ اطالیہ کے
بلدیات کے باشندے تھے۔ روما کے امراء اور
عوام اس وجہ سے اس سے نفرت رکھتے تھے
اور اُسے غیرملکی کہتے تھے مگر وہ اطالیہ کے اس طبقہ کا

باب۲ سرگروہ تھا جنکو اس نے "حقیقی رومنوں" کا خطاب
سنہ ۶۹۱ دیا تھا۔ اسی طبقہ کی کثرت آراء سے وہ سنہ ۶۳ ق م
بنیادی میں کانسل منتخب ہوا۔ انہی نے سنہ ۵۸ ق م میں اس کو
سنہ ۶۹۶ جلاوطنی سے واپس بلایا اور سنہ ۴۹ ق م میں سیزر نے
بنیادی اس کو ہموار کرنے کی جو کوشش کی اس کا سبب یہی
سنہ ۷۰۵ بنیادی تھا کہ اس کا اثر طبقۂ وسطے میں بہت کچھ تھا۔ اشتراکیونکی
تحریکات اور امراء کے امتیازات ان دونوں امور سے
اس کو اور اس کے پیرووں کو منافرت تھی اور
انکی سادہ زندگی دارالسلطنت روما کے باشندوں کی
عیش پسندی کے بالکل برخلاف تھی۔ سسرو بہ اعتبار
نسل طبقہ ایکیوسٹرین سے تعلق رکھتا تھا جس میں اس
زمانہ میں ساہوکار اور وصول کنندگان محاصل زیادہ سربرآوردہ
تھے مگر جس میں اطالیوں کے آزاد ہوجانے کے بعد سے
اطالی قصبات کے سربرآوردہ اشخاص اور دیہات کے
چھوٹے زمیندار بھی شامل ہوگئے تھے۔ جمہوریت پسندونکی
زیادتیوں کا جتنا خوف اس طبقہ کو تھا اتناہی سسروکو
بھی تھا اور امراء کے سیاسی اور تمدنی تفوق کو وہ
رشک و حسد کی نگاہ سے دیکھتے تھے۔ مقنن اور
اہل علم ہونے کے سبب سے سسرو قدیم دستور کا
حددرجہ مدّاح تھا اور اس کے سیاسی مطمح نظر کی بنیاد
اس کے ذاتی حالات پر تھی۔ وہ قدیم دستور کے بقا کا

باب۲ مؤید تھا مگر اس کا مفہوم وہ نہ تھا جو دونوں گروہوں کے انتہا پسند سمجھے ہوئے تھے۔ اس کی تدابیر سیاسی کا منشا یہ تھا کہ سینیٹ کو جملہ اقتدارات حاصل رہیں مگر جو مجلس سینیٹ اس کے ذہن میں تھی وہ گروہ امراء کی ایک محدود جماعت نہ تھی بلکہ ایک ایسی جماعت جسکے دروازے قوم کے تمام لایق افراد کے لئے کھلے ہوئے تھے۔ عمّال کے متعلق اس کا خیال تھا کہ وہ سینیٹ کے احکام کا لحاظ رکھیں مگر اس کے ساتھ ہی زوردار اور قوم کے بہی خواہ ہوں۔ اور مجلس عامہ جو حکام کو منتخب کرتی اور قوانین نافذ کرتی اسمیں بجائے دارالسلطنت کے عوام کے تمام اطالیہ کی رومن قوم شامل ہو۔ اس مقصد کے حصول کے لئے اس نے کوشش کی کہ اُمراء روما اور اطالیہ کے طبقۂ وسطےٰ اور دارالسلطنت اور دیگر شہروں کے باشندوں کے درمیان خوشگوار تعلقات قایم کئے جائیں۔ کیونکہ اس کے خیال میں انہیں تدابیر سے اہل اطالیہ کا اتحاد ممکن تھا۔ مگر مساعی مذکور میں اس کو ناکامیابی ہوئی جسکی وجہ یہ تھی کہ اس کے منصوبے ناممکن العمل تھے۔ اُمراء روما خود غرض تھے اور یہ نہیں چاہتے تھے کہ ان کے معاملات میں دوسرے اشخاص دخل دیں۔ اطالیوں کو دستوری مباحث میں کوئی دلچسپی نہ تھی اور روما کے

باب ۳ اہل سیاست کو ہمیشہ وہ شک و شبہہ کی نگاہ سے دیکھتے تھے۔ اس کے علاوہ قدیم دستور سلطنت بالکل بیکار ہوگیا تھا اور اس میں اس قدر صلاحیت بھی نہ رہی تھی کہ بعد اصلاح سلطنت کی نظم و نسق اور صوبہ داروں اور افواج کی روک تھام میں اس سے مدد ملسکے۔

قیصر کے نامزد کردہ اشخاص اینٹونیس اور کیٹی لین کے مقابلہ میں سسرو کا ۶۳ سنہ ق م میں کانسل منتخب ہونا اطالیہ کے طبقۂ وسطے کی کوششوں کا طفیل تھا جو انقلابات اور قیصر کے منصوبوں کے متعلق افواہات سے خائف اور مرعوب ہوگیا تھا۔ سسرو نے کانسل منتخب ہو کر نہایت سرگرمی سے اپنے فرائض انجام دینے شروع کئے۔ رولس نے قیصر کے نفع کے لئے جو تجاویز پیش کئے تھے انکو سسرو نے منظور نہ ہونے دیا اور رابیریس کو ان الزامات سے بری کرادیا جو اس پر لگائے گئے تھے۔ مگر ۶۳ سنہ ق م کے انتخابات کانسلی کے بعد ایک جدید خطرہ پیدا ہوگیا۔ کیٹی لین کی بغاوت سے نہ جمہوریت پسندوں کو کوئی تعلق تھا نہ اسکی غایت یہ تھی کہ دستور میں اصلاح کیجائے۔ ل۔ سرجیس کیٹی لینا گروہ اُمرا سے تھا جو اعلیٰ خدمات سے ممتاز ہو چکا تھا اور اس کی

کیٹی لین کی بغاوت ۶۳ سنہ ق م ۶۹۱ سنہ بنیادی

قابلیّت اور جُرات میں شک نہ تھا مگر اس وقت باب۳
افلاس کی حالت میں تھا اور دو مرتبہ انتخاب کانسلی میں
ناکام ہونے کی وجہ سے سخت مایوس ہو چکا تھا
اور اپنی حالت کو درست کرنے کے لئے ہر مذموم
فعل کے کرنے پر تیار تھا۔ گزشتہ چالیس سال کی
تاریخ میں ایسی متعدد مثالیں موجود تھیں۔ اطالیہ میں اسقدر
ابتری پھیلی ہوئی تھی کہ تمدّن قومی اور حکومت کے
خلاف میں آتش بغاوت کا مشتعل ہو جانا ممکنات سے
ہو گیا تھا اور اب صرف ایک سرگروہ کی ضرورت
باقی رہگئی تھی۔ اور اس کمی کو کیٹی لین نے پورا کیا۔
مفلس اور قلّاش امراء سولا کی افواج کے سپاہی فاقہ کش کسان
جو اپنی اپنی اراضی سے بیدخل کر دئے گئے تھے،
ہر قسم کے مجرم، شہر روما اور ایپولیا کی چراگاہوں کے
غلام سب کیٹی لین کے زیر علم جمع ہو گئے۔ باغیوں نے
یہ بھی کوشش کی کہ جنوبی گال (فرانس) کی جدید
مفتوح شدہ اقوام کو ورغلائیں اور ہسپانیہ کے
جنگجو قبائل کو بھی جن کے دلوں میں ابھی سرٹوریس کی
یاد تازہ تھی۔ ایٹروریا میں جہانکے مزارعین مصائب میں
مبتلا تھے بغاوت شروع بھی ہو گئی مگر سسرو کی
عجلت کی وجہ سے فرو ہوگئی۔ کیٹی لین روما سے فرار
ہو گیا اور ایک معرکہ میں لڑتا ہوا مارا گیا۔ اور روما میں

باب۲ جو اس کے شرکاء تھے سب گرفتار کر لیئے گئے اور باوجود قیصر کی مخالفت کے سینیٹ نے کانسلوں کو حکم دیدیا کہ انکو فوراً قتل کردیا جائے۔

کیٹیلین کی بغاوت سے قیصر کے منصوبوں کے بارآور ہونے میں کچھ عرصہ لگ گیا۔ مگر اسکے برخلاف سسرو کی نہ صرف عزت افزائی ہوئی بلکہ اس کے خیال میں اس کے سیاسی مقاصد کی تکمیل قریب تر نظر آنے لگی کیونکہ کیٹیلین اور اس کے شرکاء کی بغاوت کو فرو کرنے میں سینیٹ اور طبقہ ایکیوسٹرین امراء روما اور طبقہ وسطے یعنے اطالیہ کی تمام جماعتوں نے متحد ہوکر کام کیا تھا جس میں زیادہ حصہ ایک ایسے کانسل کا تھا جو خود گروہ عوام سے تھا اور جس نے سینیٹ کے زیر ہدایت اور شہریوں کی جماعت کثیر کی امداد سے یہ کار نمایاں کیا تھا۔ مگر سسرو کے منصوبے جلد خاک میں ملگئے۔

پامپی کی ایشیا سے واپسی۔ پامپی ممالک مشرق میں فتوحات عظیم حاصل کرکے واپس آرہا تھا۔ اس نے نہایت قلیل عرصہ میں نہ صرف بحیرۂ روم کے سواحل کو سیلیسیا کے بحری قزاقونکی دست درازیوں سے محفوظ کردیا اور اس صوبہ پر رومن اقتدار قائم کردیا بلکہ متھیریڈیٹیس کو پس پا کرکے ملک شام کو سلطنت روما میں شامل کرلیا اور

رومن افواج کو دریائے فرات کے بالائی حصوں اور بحیرۂ خزر تک پہونچا دیا۔ پامپی کی واپسی کے بعد روما کے سیاسی مطلع کی حالت وہی تھی جو سنہ ۷۰ ق م میں تھی یعنے ملک کا سیاسی مستقبل کامیاب سپہ سالار کے طرز عمل پر منحصر تھا۔ پامپی کا مدعا صرف یہ تھا کہ اپنی موجودہ اغراض کو کسی نہ کسی سیاسی جماعت کے ذریعہ سے پورا کرائے۔ اسکی صرف دو غرضیں تھیں ایک تو یہ کہ ملک ایشیا میں اس نے جو انتظامات کئے تھے ان کو تسلیم کرلیا جائے اور ثانیاً اس کے سپاہیوں کو اراضیات دیجائیں۔ مگر مجلس سینیٹ میں اس کے بہت سے رقیب تھے۔ انکی بیجا مخالفت کی وجہ سے اور کچھ قیصر کی چالاکیوں سے باوجود سسرو کی کوششوں کے پامپی جمہوریت پسندوں سے امداد کا خواستگار ہوا۔ اور سنہ ۶۰ ق م میں قیصر کے صوبہ داری ہسپانیہ سے واپس آنے کے بعد وہ اتحاد قائم ہوا جو پہلی حکومت ثلاثہ کے غلط نام سے مشہور ہے کیونکہ یہ اتحاد قانوناً قائم نہیں ہوا تھا۔ اس کے ارکین پامپی قیصر اور کراسس تھے۔ پامپی سرغنہ تھا اور اپنے دعاوی کی تکمیل کے صلہ میں اس نے قیصر کی کانسلی کی تائید کا کام اپنے ذمہ لیا۔ کراسس کو اس کی دولت اور اثر کی وجہ سے شریک کیا گیا تھا مگر نہ معلوم اس کے لئے کیا صلہ تجویز ہوا تھا۔

پامپی قیصر اور کراسس اتحاد

باب۲ اتحاد مذکور کے اغراض و مقاصد کی طرف سے سسرو کو
کوئی شک و شبہ نہیں تھا اسکے قیام سے جمہوریت کے
بقا کی امید بالکل زائل ہوگئی کیونکہ پاہپی بھی جس کو وہ
دستوری حکومت کا حامی بنانا چاہتا تھا قیصر کا شریک
ہوگیا۔ سینیٹ اور طبقہ ایکیوسٹرین میں جو اتفاق ہوگیا
تھا وہ چند روزہ ثابت ہوا۔ ایشیا کے محاصل کے وصول
کرنے کے معاوضہ کی تشخیص میں جھگڑا پڑجانے سے
وصول کنندگان محاصل بھی برافروختہ ہوگئے اور ستم
یہ ہوا کہ اس کے خود جان کے لالے پڑگئے اور
۶۹۱ سینیٹ کے اقتدار کا بقا دشوار ہوگیا کیونکہ کیٹی لین
بنیادی کے دوست علانیہ دھمکی دے رہے تھے کہ وہ ۶۳ سنہ ق م
کے کانسل سے کیٹی لین کے شرکاء کے خلاف قانون
قتل کئے جانے کا بدلہ لیں گے۔ سسرو کو جس امر کا
۶۹۵ اندیشہ تھا وہ صحیح ثابت ہوا۔ ۵۹ سنہ ق م میں
بنیادی جمہوریت روما تین شخصوں کے ہاتھوں میں آگئی۔ قیصر نے
بہ حیثیت کانسل پاہپی کے انتظامات کو سینیٹ سے
منظور کرالیا۔ وصول کنندگان محاصل کی شکایت رفع کرکے
ان کو ہموار کرلیا اور ایک جدید زرعی قانون نافذ کرایا
جس کا منشاء یہ تھا کہ تقسیم کیلئے اراضی خزانہ سلطنت سے
خرید کی جائیں اور کمپانیا کی زرخیز اراضیات بھی تقسیم کردی جائیں
مگر قیصر کی غرض صرف یہی نہ تھی کہ باوجود سینیٹ کی

سخت مخالفت کے اس زرعی قانون کو نافذ کرائے یا اپنی باب۲
جماعت کی کامیابی پر قانع ہو جائے بلکہ اس کی غرض
یہ تھی کہ کوئی فوجی کمان حاصل کرے۔ اس نے قیصر گال کا سپہ سالار ہوتا ہے
دیکھا کہ صوبہ جات مغرب میں بھی حصول عزت کے
ایسے مواقع موجود تھے جن سے کہ پامپی نے مشرق میں
نفع اٹھایا تھا۔ ایک فرمانبردار ٹربیون نے تحریک کی
اور قانون واٹینیا کے ذریعہ سے قرار پایا کہ قیصر کو
پانچ سال کے لئے صوبجات الیریکم اور گال ماسواء الپ کا
صوبہ دار مقرر کرلیا جائے اور سینیٹ کے حکم سے
گال ماوراء الپ کا بھی اس کے صوبوں میں اضافہ کیا گیا۔
جو صوبہ جات اس کے تفویض ہوئے تھے ان سے
دگنے نفع کی امید تھی ایک تو یہ کہ اس کو اپنے جوہر
سپہ گری کے دکھانے کا موقع تھا اور پھر وادی پو کا
حاکم ہونے کی وجہ سے وہ اطالیہ کے حالات پر بھی
نگاہ رکھ سکتا تھا۔

دوسرے سال جیسا کہ سسرو کو خوف تھا اس پر سسرو کی
حملے شروع ہوگئے پی کلوڈیس نے بہ حیثیت ٹربیون ایک جلاوطنی اور واپسی ۵۸ سنہ تا ۵۷ سنہ قم ۶۹۶ سنہ تا ۶۹۷ سنہ
قانون کے نفاذ کی تحریک پیش کی جس کا منشاء یہ تھا
کہ جس شخص نے کسی رومن شہری کو بلا الزامات منسوبہ کی
سماعت کے قتل کرادیا ہو اس کا آگ پانی بند کردیا بنیادی
جائے۔ سسرو نے جب دیکھا کہ پامپی نے بھی اس کا

باب ۲ ساتھ چھوڑ دیا ہے وہ گھبراکر روما سے فرار ہوگیا۔اور کلوڈیس نے ایک دوسرے قانون کے ذریعہ سے اس کو واجب القتل قرار دیا۔ سسرو کی جلاوطنی اور قیصر کے غیاب کی وجہ سے کلوڈیس روما کا مالک بن بیٹھا مگر گو عوام میں اس کا بہت کچھ اثر تھا اور براوران گراکی کی طرح اس نے سینیٹ پر زبردست حملے شروع کردئے تھے مگر اس کے عہد ٹریبیونی میں سخت بے امنی پھیل گئی جو زبردست قوتوں کے معطل ہو جانے کا لازمی نتیجہ تھا۔ مگر اس کی زیادتیاں زیادہ عرصہ تک قائم نہیں

سنہ ۶۹۷ بنیادی
رہیں۔ پاہپی مجبوراً اٹھ کھڑا ہوا سینیٹ نے سسرو کی واپسی کی اجازت دی اور سنہ ۵۷ ق م میں مجلس عامہ نے اس قانونکو منسوخ کردیا جس کی رو سے وہ واجب القتل قرار دیا گیا تھا۔

اتحاد کی تجدید
سنہ ۵۶ ق م
سنہ ۶۹۸ بنیادی

سسرو کا استقبال نہایت گرمجوشی سے ہوا اور پاہپی بھی اس کا موید ہوگیا جس سے سسرو کو پھر امید ہوگئی کہ سنہ ۶۳ ق م کی طرح اسے پھر کامیابی ہوگی۔اس نے نہایت تحمل اور بردباری کے ساتھ ایک جدید دستوری جماعت کی بنیاد ڈالنے کی سخت کوشش کی مگر اس کو پھر ناکامی ہوئی۔ سینیٹ کی ایک زبردست جماعت پاہپی کو جدید خدمات دیئے جانے کی مخالف تھی اور ان کے ایما سے کلوڈیس کو جرات ہوئی کہ فاتح مشرق کی

باب ۲ توہین کرے جس سے پامپی سخت بیزار ہو گیا۔ قیصر کے
پاس بھی خبریں پہنچتی رہتی تھیں کہ اس کا زرعی قانون منسوخ
ہونے کو ہے اور یہ کہ لوگ "حکومت ثلاثہ" سے
بیزار ہو رہے ہیں۔ اس کے علاوہ اس کو بھی فکر
تھی کہ کسی طرح اس کی میعاد حکومت میں پنج سالہ
توسیع ہو جائے۔ اس لئے اس نے فوری کارروائی
شروع کردی اور نام نہاد حکومت ثلاثہ کے ہرسہ
اراکین مقام لوکا میں شورے کی غرض سے جمع ہوئے
جہاں انہوں نے اپنے اتحاد کو مستحکم اور تازہ کیا۔
سسرو نے مجبوراً سرتسلیم خم کیا اور سیاسی معاملات سے
کنارہ کش ہوگیا۔ قیصر کی میعاد حکومت میں پانچ سال کی
توسیع ہوگئی اور اس کے دونوں شرکاء کو بھی اہم
صوبہ جات کی حکومت پانچ پانچ سال کے لئے ملی۔
پامپی کو ہسپانیہ و افریقیہ اور کراسس کو صوبہ شام تفویض
ہوا اور اس طرح ان لوگوں نے سلطنت کو آپس میں
تقسیم کرلیا۔ مگر ان کا اتحاد چندروزہ ثابت ہوا ۵۳ء ق م
کراسس کا انتقال ۵۳ء ق م میں کراسس کو پارتھیون نے بمقام کارے شکست
دیکر قتل کرڈالا۔ اور اس کے بعد روما میں جو واقعات
۰۱ء ہوئے ان کے سبب سے پامپی اور قیصر میں ناچاقی
پیدا ہونے لگی۔ ۵۴ء ق م میں ۵۵ء-۵۷ء ق م کی بنیادی
بنیادی ۰۰ء طرح روما میں پھر بدامنی پھیل گئی اور سینیٹ نے اپنی

باب۲ بے بسی کی وجہ سے پاپمی سے درخواست کی کہ وہ
اطالیہ میں موجود رہے۔اس لئے اسنے اپنے صوبجات کی
حکومت اپنے نائبین کے متعلق کردی اور خود روما میں
اقامت گزین رہا تاکہ اس کے اثر کی وجہ سے بے امنی
نہ ہونے پائے۔ سینیٹ کے اس فعل سے یہ ثبوت
ملتا ہے کہ جمہوریہ بلا امداد غیر سے قائم نہیں رہسکتی
تھی۔ مگر پاپمی کی موجودگی بھی بیکار ثابت ہوئی۔ ابتری
بڑھنے لگی۔ یہانتک کہ سسرو سے حامیان دستور بھی
کہنے لگے کہ قیام امن کی غرض سے پاپمی کو غیر معمولی
پاپمی کی تنہا کانسلی اقتدارات دینے چاہئیں۔ ۵۲ سنہ ق م میں وہ تن تنہا
کانسل منتخب ہوا، اس کو جدید افواج دیگئیں اور اس کے
۷۰۲ بنیادی مفوضہ صوبہ جات پر اس کی حکومت میں پنج سالہ اضافہ
کیا گیا۔ اس کو "نجات دہندہ قوم" کے فرایض تفویض
ہوئے جس سے وہ بہت خوش ہوا مگر اس کے نتائج
پر اس نے غور نہیں کیا کیونکہ سینیٹ سے اس کے
تعلقات بڑھتے جاتے تھے اور اس مجلس میں ایک
زبردست جماعت کی یہ خواہش تھی کہ وہ قیصر پر حملہ آور
ہو کیونکہ وہ خود بغیر پاپمی کی امداد کے قیصر کا بال بیکا
نہیں کر سکتے تھے۔ قیصر کی میعاد حکومت مارچ
۷۰۵ بنیادی ۴۹ سنہ ق م میں ختم ہونے کو تھی مگر جنوری ۴۸ سنہ ق م
۷۰۶ بنیادی تک وہ بر سر حکومت رہسکتا تھا اس لئے اس کی

باب۲ خواہش تھی کہ ۴۹ سنہ ق م کے موسم خزاں میں بغیر روما
میں آنے کے اس کو دوبارہ انتخاب کی کوشش کا موقع
دیا جائے ۔ مگر اس کے مخالفین اس بات پر تُلے ہوئے
قیصر کو واپس بلا لینے کا مسئلہ تھے کہ وہ وقت مقررہ پر حکومت سے دست کش ہو جائے
اور اپنے سپاہیوں سے رخصت ہو کر ایک معمولی شہری کی
حیثیت سے اپنے کو انتخاب کے لئے پیش کرے
۴۰۳ سنہ یا اگر وہ برسر حکومت رہنا چاہے تو انتخاب کے لئے
۴۰۴ سنہ بنیادی کوشاں ہونے سے باز آئے ۔ ۵۰ و ۵۱ سنہ ق م میں قیصر کے
ساتھ نامہ و پیام اور سینیٹ میں مباحث کا سلسلہ جاری رہا
۴۰۵ سنہ بنیادی مگر اس کا کوئی قرار واقعی نتیجہ نہیں ہوا۔ یکم جنوری ۴۹ سنہ ق م
کو قیصر نے سمجھوتے کے لئے اپنی آخری تجاویز
پیش کیں ۔ سینیٹ نے جواباً اس کو حکم دیا کہ اپنی
افواج کو رخصت کردے ورنہ خارج از حفاظت قانونی
قرار دیا جائے گا ۔ دو ٹریبیون جو اس کے حامی تھے
مجلس سینیٹ سے نکال دئے گئے اور حکام سلطنت کو
قیصر دریائے روبیکن کو عبور کرتا ہے مع پامپی کے حکم دیا گیا کہ جمہوریہ کی حفاظت کی تدابیر
عمل میں لائیں ۔ قیصر اب زیادہ تامل نہیں کر سکتا تھا
۴۹ سنہ ق م اس نے روبیکن ندی کو عبور کر کے اطالیہ پر حملہ کر دیا
۴۰۵ سنہ بنیادی اس کی پیش قدمی سے اس کے دشمن چندھیا گئے اور
پامپی مع کانسلوں، اراکین سینیٹ اور اُمراء کی جماعت کثیر کے
اطالیہ کو غیر محفوظ خیال کر کے یونان کو چلا گیا اور

باب۲ مارچ کے آخر میں قیصر اطالیہ کا مالک بنکر روما میں
داخل ہوا۔ سسرو نے پامپی کو اطالیہ سے فرار ہوجانے کی
وجہ سے نشانہ ملامت بنایا ہے مگر فوجی اغراض کے
لحاظ سے پامپی کا یہ فعل بالکل درست تھا کیونکہ اُسکی
قوت زیادہ تر مشرق میں تھی سمندروں پر اس کا قبضہ
تھا اور اس کے نام کی دھاک تھی مگر سیاسی لحاظ سے
پامپی کی یہ غلطی تھی کیونکہ قیصر کو یہ کہنے کا موقع ملگیا کہ
وہ اطالیہ کا محافظ ہے ۔



باب سوم

عہدِ انقلاب میں سلطنت روما کی حالت

دونوں باب ہائے ماسبق میں جس زمانے کا ذکر کیا گیا ہے (یعنی ۱۳۳ ق م سے ۴۹ ق م تک) اس میں روما کے بیرونی تعلقات کی تاریخ سے اس کے اندرونی معاملات پر بہت کچھ روشنی پڑتی ہے۔ سلطنت کے قدیم نظام کا اس کی موجودہ ضروریات کے لئے ناکافی ہونے کا ثبوت نہ صرف ان متواتر ہزیمتوں سے ملتا ہے جو رومن سپہ سالاروں کی ناقابلیت یا ناتجربہ کاری پر محمول کی جاسکتی ہیں۔ بلکہ بغاوتوں سے جو رومن حکام کی سخت گیری کا نتیجہ تھیں اور بدانتظامی سے بھی جس کی وجہ سے سسلی اور ایشیا سے زرخیز صوبے تباہ ہورہے تھے۔ جماعت عوام کے سربرآوردہ افراد نے سینیٹ کو دق کرنے کے لئے یہ طرزِ عمل اختیار کرلیا تھا کہ وسیع عاملانہ اقتدارات کسی فرد واحد کے سپرد کرادیں۔ اور پامپی، میرئس اور قیصر نے اپنے کارہائے نمایاں سے اس طرزِ عمل کے مفید ہونے کو ثابت کردیا تھا۔ مگر ان اشخاص نے جو رسوخ حاصل کرلیا وہ نہ صرف سینیٹ اور

باب۳۲ حکام کے لئے مخدوش تھا بلکہ مجلس عامہ کے لئے بھی خطرہ سے خالی نہ تھا جو اشخاص مذکور کو مناصب جلیلہ پر پہنچا تو سکتی تھی مگر معزول کرنے پر قادر نہ تھی۔

عہد زیر ذکر میں روما کی فتوحات کا سلسلہ زور و شور سے جاری رہا۔ حالانکہ یہ زمانہ اندرونی مناقشات بلکہ خانہ جنگی کا تھا مگر اس کامیابی کا اصل راز یہ تھا کہ اس زمانے میں روما کی دونوں سربرآوردہ جماعتیں اپنے ذاتی مفاد کے لئے بلا لحاظ قواعد و قیود دستور قدیم اپنے پسندیدہ سرگروہوں کو اقتدارات کامل دیدیا کرتیں۔ اسی زمانے میں گال میں قیصر کے فتوحات اور ایشیا میں پامپی کی فتوحات کی وجہ سے رومنوں کو شمال میں جرمنوں سے اور مشرق میں پارتھیا سے پہلے پہل سابقہ پڑا اور اقوام مذکور سے سلسلۂ جنگ آیندہ چار صدیوں تک جاری رہا۔

روما و قبائل کیلٹی گالیا ماسوار الپ

عہد زیر ذکر کے اوائل میں سلطنت روما اور جرمنی قبائل کی بستیوں کے درمیان اقوام کیلٹ کی بستیاں بحر اوقیانوس سے دریائے ڈینیوب تک مسلسل چلی گئی تھیں۔ اس قوم کے جو قبائل شمالی اطالیہ کے میدانوں میں آباد تھے انہوں نے روما کی سیادت کو پہلے ہی سے تسلیم کرلیا تھا اور اس خطّہ میں سوائے کوہ آلپس کی پہاڑی اقوام سے کبھی کبھی چھیڑ چھاڑ ہو جانے کے کبھی نقض امن نہ ہوا کرتا اور یہاں کے باشندے تہذیب و تمدّن میں مسلسل ترقی کرتے رہے جس کی

وجہ صوبۂ مذکور سسرو کے زمانے میں اطالیہ کا سب سے زیادہ بابرکت زرخیز اور آباد حصہ خیال کیا جاتا تھا۔ دریائے پو کے جنوب میں خانہ جنگی کے قبل ہی نہ صرف رومن تمدن کا اثر قائم ہوگیا تھا بلکہ رومنوں کی معقول آبادی بھی ہوگئی تھی۔ سڑک ایمیلیا پر جو آرمینم سے مغرب کی طرف گئی تھی پانچ بڑی بڑی نوآبادیاں تھیں یعنے بونونیا، میوٹینا، پارما پلاکنٹیا و کریمونا جو ۲۱۸ھ ق م اور ۱۸۴ھ ق م کے درمیان قائم کی گئی تھیں اور مغرب کی طرف جنوا کی سڑک پر ڈرٹونا کی نو آبادی تھی ان نوآبادیوں کے علاوہ وہ بازار بھی تھے جو رومن حکام نے تجارت کو فروغ دینے کے لئے قائم کئے اور شہریان روما کی متعدد بستیاں ملک کے مختلف حصوں میں تھیں جن کے نام اندسٹریا، فاونٹیا، پولنٹیا، رفڈنیٹا، والنٹیا، فلورنٹیا تھے، سڑک ایمیلیا کی تعمیر کے بعد دوسری سڑکیں بھی تعمیر ہوئیں مثلاً ایک سمندر کے کنارے کنارے جنوا گذرتی ہوئی کوہ آلپس تک چلی گئی تھی اور شمال میں جنوا سے لگوریا کی سطح مرتفع سے گذرتی ہوئی ڈرٹونا تک چلی گئی تھی۔ دریائے پو کے شمال میں صرف دو نوآبادیاں تھیں ایکویلیا اور ایپوریڈیا جن کی علاوہ رومن بستیوں کے کسان بہت کم پائے جاتے ہیں۔ مگر کیلٹی قبائل رومن تمدن قبول کرتے جاتے تھے۔ ان کا قدیم نظام قومی جن کی بنا قریوں پر تھی ٹوٹ رہا تھا اور ان کے قدیم مرکزوں مثلاً میڈیولانیم کا شمار بڑے شہروں میں ہونے لگا تھا

باب۱۲ یعنے اب اس صوبے کی سیاسی تقسیم بجائے قبائل کے شہروں پر ہوگئی تھی۔ رفتار ترقی کا اندازہ ہم اس امر سے کرسکتے ہیں کہ ۸۹ق م میں گالیا ماسوائے پو کے باشندوں کو شہریان روما کے لاطینی حقوق عطا کئے گئے تھے اور صرف بیس سال کے بعد ان کو بھی کامل طور پر حقوق شہریت دیدئے گئے۔ ۸۱ق م میں غالباً سولا نے گالیا ماسوائے الپ کو علیحدہ صوبہ قرار دے کر ایک صوبہ دار کی ماتحتی میں کردیا جس کی وجہ غالباً یہ ہوگی کہ اس آباد صوبہ کے نظم و نسق کے لئے علیحدہ انتظام کی ضرورت تھی اور سرحدی صوبہ ہونے کی وجہ سے فوجی حیثیت سے بھی اس کی خاص اہمیت رکھتی تھی۔ مگر یہ طرز عمل خطرہ سے خالی نہ تھا کیونکہ اس صوبہ کا حاکم جس کو صوبہ داروں کے کامل اختیارات حاصل تھے اور جو فوج اور روپیہ بآسانی فراہم کرسکتا تھا سلطنت روما کے لئے ایک خطرناک ہمسایہ تھا جیسا کہ قیصر نے کچھ دنوں بعد ثابت کردیا۔

قوم کلٹ ماوراء الپ اور الحاق جنوبی گال۔ کوہ آلپس کی دوسری طرف جو کیلٹی قبائل آباد تھے ان سے اور رومنوں سے پہلے پہل برسر پیکار ہونیکی وجہ یہ تھی کہ ایک یونانی نوآبادی ان کی دست درازی سے تنگ آکر رومنوں سے امداد کی خواستگار ہوئی تھی۔ مسیلیا کی فوکسی نوآبادی سے اور رومنوں سے قدیم زمانے سے دوستانہ تعلقات تھے۔ بیان کیا جاتا ہے کہ یہ اتحاد

ٹارکوئنیس پرسکس کے زمانے میں قائم ہوا تھا مگر اس میں شک باب۳
نہیں کہ پہلی جنگ قرطاجنہ کے اختتام کے قبل ہی گہرے
تعلقات قائم ہوگئے تھے کیونکہ دونوں سلطنتوں کو لیگیوریا
کے ڈاکوؤں اور بحری قزاقوں کی یورشوں کی مدافعت کی
ضرورت تھی مگر جب سے کہ رومنوں نے ہسپانیہ میں مداخلت
شروع کی اور خصوصاً ہسپانیہ کے دونوں صوبجات کے قیام
۵۵۷ بنیادی (۱۹۷ ق م) سے مسیلیا رومنوں کے لئے نہایت اہم
ہوگیا کیونکہ یہ شہر ہسپانیہ کی راہ میں واقع تھا۔ رومن
صوبہ دار ہسپانیہ آتے جاتے اس شہر میں قیام کرتے اور
ان کا خاص طور پر استقبال ہوتا اور باشندگان مسیلیا
نے بھی کئی مرتبہ اہل لیگوریا کے خلاف روما سے امداد
کی درخواست کی تھی۔ گالیہ ماوراء الپ کے معاملات میں
۶۲۹ بنیادی قطعی مداخلت رومنوں نے ۱۲۵ ق م میں شروع کی
جبکہ لیگوریا کے قبائل کی قرار واقعی گوشمالی ہوچکی تھی
اور انہیں پہاڑوں میں رومنوں نے سڑکیں بنا کر اپنی
آبادیوں کی بنا ڈالدی تھی، اور اس طور پر رومنوں کا اثر
جنوبی گال کی سرحدوں تک پہنچ گیا تھا۔ مارکس۔ فلویس فلاکس
۶۲۹ بنیادی (کانسل ۱۲۵ ق م) کے حملے کی غرض صرف یہ تھی کہ
لیگیوریا کے قبیلہ سالووئی کی گوشمالی کی جائے جو مسیلیا کے
قریب کی سطح مرتفع پر آباد تھا اور جن کی یورشوں کی
اہل مسیلیا نے شکایت کی تھی۔ فلاکس نے اس قبیلہ کو

باب۳ آسانی سے پسپا کردیا اور اس کے جانشین ک۔ سیکٹسیس کالونیس
۱۲۳ بنیادی نے ۱۲۳ق م میں اس قبیلہ کا بالکل قلع قمع کردیا اور انکے
قومی مرکز کے آثار پر ایک رومی چھاؤنی قائم کردی جو زمانۂ
Stet میں ایکوئے سکسٹئے کے نام سے مشہور ہوئی۔

رفتہ رفتہ دوسرے کیلٹی قبائل سے بھی جنگ چھڑگئی۔
قبیلہ دوکانٹئی جو قبیلہ سالووئی کے شمال اور عقب میں آباد
تھا اس کو بھی فلاکس نے مطیع کرلیا تھا۔ اس قبیلہ کے
اُدھر قبائل ایلوبروگیس و آرورنی دریائے رون کے قریب
آباد تھے جو اپنے قدیم دشمنوں یعنے قبیلہ ایڈوئی پر اکثر یورشیں
کرتے رہتے۔ انھوں نے رومنوں سے اتحاد پیدا کرلیا تھا
اس لئے رومنوں نے قبائل ایلوبروگیس و آرورنی کے خلاف
اعلان جنگ کردیا جس کی ایک وجہ اور بھی تھی یعنے انھوں
نے قبیلہ سالووئی کے بادشاہ کو پناہ دی تھی۔ ایک مختصرسی
جنگ کے بعد ۱۲۱ق م میں کانسل ک۔ فیبیس میکسیمس
نے دریائے آزیر اور دریائے رون کے سنگم کے قریب
دونوں قبائل کی متحدہ فوج کو شکست دی جس کا نتیجہ یہ ہوا
کہ قبیلۂ ایلوبروگیس نے فوراً اطاعت قبول کرلی اور سال مابعد
میں نائب کانسل م۔ ڈامیٹیس آہینوباربس نے قبیلۂ آرورنی کو
دوبارہ شکست دیکر ان کی ہمت توڑ دی۔ رومنوں کی فتوحات
سے خائف ہوکر جملہ قبائل جو قبیلۂ آرورنی کی مُلک اور
ساحل دریا کے درمیان دریائے رون کے مشرقی کنارے پر

آباد تھے اور جو اس وقت تک قبیلۂ آروَرنی کے زیر اثر تھے باب۳
سبھوں نے اطاعت قبول کرلی۔ رومنوں نے اس فتح کی
اہمیت کو محسوس کرلیا تھا اس لئے وہ فوراً اس مملک
میں صوبہ داری حکومت کے جاری کرنے کی تدبیر کرنے لگے۔
غالباً جدید صوبہ کی سرحدوں کا ٹھیک تعیّن نہیں
کیا گیا اِسی لئے اس نواح میں جو اضلاع اس زمانے
میں رومنوں کے حلقۂ اثر میں آ گئے ان کی حدود کے
متعلق ہم صرف قیاس کرسکتے ہیں۔ صوبۂ مذکور کا بیشتر حصہ
دریائے روَن کے مشرق میں تھا اور اس کی وسعت
سمندر کے کنارے سے دریا کے بائیں جانب قبیلۂ ایلوبروگیس
کے ملک کی شمالی حدود اور جھیل جنیوا تک تھی اور
مشرق میں صوبۂ مذکور کے اور گالیا ماسوا ء الپ کے
درمیان میں بحری اور کوٹی آلپس کی وہ اقوام آباد تھیں
جنھوں نے رومنوں کی اطاعت قبول نہیں کی تھی۔ دریائے روَن
کے اُس پار اس صوبہ میں تمام ساحلی ضلع کوہ پیرینیز
تک شامل تھا اور اندرون ملک میں کوہ سیوینیز اور
قبیلۂ آروَرنی کی جنوبی حدود تک چلا گیا تھا۔ غالباً رومنوں
نے اس ملک کو کسی پروکانسل کے زیر حکومت کردیا
ہوگا مگر ہمیں اس بات کا علم نہیں کہ اس کے اندرونی
انتظام کے لئے کیا تدبیریں اختیار کی گئیں شہر مسیلیا کا شمار
حسبِ سابق روما کے آزاد حلفاء میں رہا۔ کیلٹی اور لیگیوری

باب۳ قبائل کی نہ تو قوت بالکل ٹوٹ گئی تھی اور نہ انھوں نے پوری طور پر اطاعت قبول کی تھی مگر غالباً رومنوں نے ان کے ملک کا کچھ حصہ چھین لیا اور ان کو خراج دینے پر مجبور کیا۔صوبۂ مذکور کے مشرقی اور مغربی گوشوں میں دو فوجی چھاؤنیاں ایکوئے سیکسٹئے اور ٹولوسا میں قائم کی گئیں۔ روما سے ہسپانیہ کو جو سڑک گئی تھی اس کی مرمت کی گئی اور اس کی حفاظت کے لئے بمقام ناربو ایک رومن نوآبادی قائم کی گئی۔

قوم کمبری کا حملہ نوآبادی مذکور کے قیام کے نوسال بعد اقوام کمبری و ٹیوٹن سلطنت روما پر ٹوٹ پڑیں جس سے نہ صرف صوبہ جنوبی گال معرض خطر میں پڑگیا بلکہ اندیشہ پیدا ہوگیا کہ کہیں یہ وحشی اطالیہ پر حملہ نہ کردیں۔جنوبی یورپ پر شمالی وحشیوں کا یہ پہلا حملہ تھا اور غالباً زمانۂ مابعد کے حملوں کی طرح اس حملہ کا سبب بھی یہی تھا کہ انھیں آباد ہونے کے لئے اراضیات کی ضرورت تھی اور جنوب کے زرخیز ممالک کو لوٹنا چاہتے تھے۔بحیرۂ شمالی کے سواحل سے نکل کر جو اس قوم کا مسکن تھا اور جہاں اس قوم کے افراد آگسٹس کے زمانے میں بھی آباد تھے جرمنوں نے مع اپنی عورتوں بچوں اور گاڑیوں کے جنوب کا رخ کیا اور ان کیلٹی قبائل کے ملک میں پہنچے جو سلطنت روما کی سرحدوں پر مغرب میں دریائے رون سے

باب۳ مشرق میں تھریس تک آباد تھے۔ مگر رومنوں نے جنوب سے
حملہ کر کے کیلٹی قبائل کی قوت کو توڑ دیا تھا اور جس مقام پر
قوم کمبری سے اہل کیلٹ سے مقابلہ ہوا وہاں کے باشندے
حال ہی میں رومن لشکروں کے ہاتھوں زک اُٹھا چکے تھے
اور زیادہ مقابلہ کرنے سے مجبور تھے۔ رومنوں اور جرمنوں میں
پہلا مقابلہ بمقام نوریا ہوا جو زمانۂ مابعد کے صوبہ نوریکم کے
وسط میں کیلٹی قبیلۂ ٹیورسکی کے ملک میں واقع تھا۔ اس
مقابلہ میں رومن کانسل ک۔ پاپیرس کاربو کو شکست ہوئی
۶۴۱ بنیادی (۱۱۳ھ ق م)۔ اس فتح سے گویا اطالیہ کا دروازہ جرمنوں
کے لئے کھل گیا کیونکہ دریائے پو کی زرخیز وادی کی حفاظت
کے لئے صرف اکویلیا کی نوآبادی تھی مگر جرمنوں نے اس
۶۴۵ بنیادی موقعہ سے نفع نہیں اُٹھایا۔ چار سال کے بعد ۱۰۹ھ ق م
میں جرمن پھر قبیلۂ آلوبروگیس کے ملک کی شمالی سرحدات پر
وارد ہوئے اور انھوں نے بار دیگر اسی کانسل م۔ جونیس سیلانس
کو شکست دی معلوم ہوتا ہے کہ اس چار سال کے عرصہ
میں وہ کوہ آلپس کے دامن سے ہوتے ہوئے مغرب
کی طرف بڑھ گئے تھے اور جب قوم بیلجک گال نے ان کی
پیش قدمی کو روک دیا تو قوم ہیلویٹی کے ملک میں سے گذر کر
رومن سرحدات پر پھر پہنچ گئے مگر فتح مند جرمن پھر رُک گئے
اور مجلس سینیٹ کے پاس اپنے سفراء کو اراضیات عطا کئے
جانے کی درخواست کے ساتھ روانہ کیا جس کا منظور ہو جانا

باب ۳ ناممکن تھا۔جرمنوں کی موجودگی اور ان کے مال غنیمت کو دیکھکر قوم ہیلویٹی بھی جوش میں آگئی اور ان کی تعداد کثیر جرمنوں کے شریک ہوکر سیلانس کے خلاف لڑی۔دو سال کے بعد

۶۴۷ بنیادی (۷ـ۱۰ق م) ہیلویٹی قبیلۂ ٹیگورینی کے افراد جنوبی گال میں لوٹ مار کرتے ہوئے بحر اوقیانوس کے سواحل تک پہنچ گئے اور واپسی میں انھوں نے کانسل ل۔کاسئیس لانگینس کو آلوبروگیس کے ملک میں شکست دی۔ان متواتر شکستوں سے رومنوں کا رُعب و داب بالکل جاتا رہا جس کا ثبوت

۶۴۸ بنیادی اس واقعہ سے ملتا ہے کہ ۱۰۶ق م میں اہل ٹولوسا نے بغاوت کرکے وہاں کی رومن چھاؤنی کے سپاہیوں کو تہ تیغ کردیا۔مگر رومنوں کے مصائب کا ابھی خاتمہ نہیں ہوا تھا۔۱۰۵ق م میں جرمنوں اور ہیلوئیٹیون کی متحدہ افواج نے رومن صوبۂ گال پر حملہ کرکے م۔آرلیس اسکارس کو شکست فاحش دے کر اس کو قید کرلیا اور ۶ اکٹوبر کو بمقام آروسیو (آرینج) دو پورے رومن لشکروں کا جو زیر کمان م۔مالیئس و نائب کانسل ک۔سرویلیس کیپیو تھیں بالکل قلع قمع کردیا کاربو، سیلانس اور کاسیس کی ہزیمتوں کے بعد رومنوں کو یہ شکست فاحش سخت ناگوار ہوئی۔اسی زمانے میں نیومیڈیا میں جگرتھا کے ہاتھوں رومنوں کو سخت ذلت ہوئی تھی جس کی وجہ سے مجلس سینیٹ کی بدانتظامی سے وہ سخت بیزار ہوگئے۔اور مجبوراً میریس باوجود اس کے کہ

وہ افریقہ میں تھا سنہ ۱۰۴ ق م میں کانسل منتخب کیا گیا اور باب ۳
اطالیہ پر دشمنوں کی یورش کو دفع کرنے کا کام اس کے سپرد ۶۵۰ بنیادی
کیا گیا جس کا ہر وقت خطرہ تھا۔ مگر رومیوں کی خوش قسمتی سے
قوم کمبری لوٹ مار کرتی ہوئی ہسپانیہ کی طرف چلی گئی اور
قوم ٹیوٹن اور ان کے ہیلویٹی حلفاء گال میں بیکار بیٹھے
رہے اور سنہ ۱۰۳ ق م میں جب کہ کمبری ہسپانیہ سے
واپس آئے اطالیہ پر حملہ کرنے کے متعلق آپس میں
تصفیہ ہوا۔ انھوں نے یہ طے کیا کہ قوم کمبری واپس
ہوتے ہوئے اطالیہ میں براہ الپریم داخل ہونے کی
کوشش کریں اور ٹیوٹن اور ہیلویٹی براہ راست جنوبی گال
کی طرف سے داخل ہوں۔ قوم کمبری کو دفع کرنے کا کام
ک۔ لوٹاٹیس کاٹلس کے سپرد ہوا جو میریس کے ساتھ سنہ ۱۰۲ ق م ۶۵۲ بنیادی
میں کانسل منتخب ہوا تھا۔ میریس بذات خود دو سال تک
یعنے سنہ ۱۰۴ اور سنہ ۱۰۳ ق م میں صوبۂ گال کے کیلٹی قبائل
کی شورش کو فرو کرنے اور جنگ کی تیاری میں مصروف
رہا اور ایکوئے سیکس ٹئے کی چھاؤنی کی فصیلوں کو وسیع
اور محفوظ کر کے قوم ٹیوٹن کا انتظار کرتا رہا اور اس مقام پر
دو متواتر لڑائیوں میں نہ صرف ان کو ہزیمت دی بلکہ
نیست و نابود کر دیا۔ اس طرح ٹیوٹنوں کی طرف سے
جو خطرہ تھا وہ تو جاتا رہا مگر کمبری ابھی تک باقی تھے۔
سنہ ۱۰۱ ق م میں میریس جو پانچویں مرتبہ کانسل منتخب ہوا تھا ۶۵۳ بنیادی

باب۳ اطالیہ کو واپس آیا اور بعجلت اپنے شریک کاٹلس کی امداد کے لئے پہنچا جس کو قوم کمبری نے شکست دیکر دریائے ادیجے کی طرف واپس ہو جانے پر مجبور کیا تھا۔ کاٹلس امرا کی جماعت کا سرگروہ تھا مگر اس کو فن سپہگری میں ذرا دخل نہ تھا۔ ۳۰ جولائی ۱۰۱ ق م کو میدان راڈین میں قوم کمبری کو قطعی شکست ہوئی اور ان کے ایک لاکھ آدمی یا تو میدان جنگ میں کام آئے یا گرفتار ہوئے۔

اس زمانے سے قیصر کے صوبہ دار مقرر ہونے تک صوبۂ گالیا ماورا ایلپ میں کوئی تغیر نہیں ہوا۔ اس میں شک نہیں کہ کیلٹی قبائل کی بغاوتوں سے کبھی کبھی اس صوبہ میں نقص امن ہو جایا کرتا اور رومنوں کی بدانتظامی کی وجہ سے ابتری پھیلی ہوئی تھی مگر فانٹیس (صوبہ دار

۶۷۹ تا ۶۸۱ بنیادی

گال ۷۵ تا ۷۳ ق م) کی حمایت میں سسرو نے جو تقریر کی ہے اس سے ثابت ہوتا ہے کہ گال میں رومنوں کا اثر بڑھتا جاتا تھا۔ اور اہل اطالیہ وہاں تعداد کثیر میں آباد ہوتے تھے۔ سسرو کا بیان ہے کہ "گال میں رومن تجار کسان ساہوکار اور ٹھیکہ دار بھرے ہوئے ہیں اور تمام کاروبار انہیں کے ہاتھ میں ہے"۔

۵۹ میں قیصر صوبۂ گال کا جس میں الیریکم بھی

قیصر صوبہ دار گال ۶۹۵ بنیادی

شامل تھا پانچ سال کے لئے صوبہ دار مقرر ہوا اور دریائے رون سے ساوے اور ڈراوے ندیون تک تمام شمالی سرحد کی

حفاظت اس کے سپرد ہوئی جس طور پر کہ مشرقی سرحد کی بابت
حفاظت اس کے قبل پاپیی کے سپرد ہو چکی تھی۔ یہ انتظام
قوم ہیلویٹی نہایت ہی عاقلانہ ثابت ہوا کیونکہ ۶۹۶ ق م کے موسم بہار
سنہ ۶۹۶ بنیادی میں روما میں یہ خبر پہنچی کہ قوم ہیلویٹی نے پھر حرکت شروع
کی ہے اور اس دفعہ اس کا صرف لوٹ مار کی غرض سے
یورش کرنے کا ارادہ نہیں ہے بلکہ تمام قوم نے عزم بالجزم
کرلیا ہے کہ اپنے قدیم مساکن کو خیرباد کہکے صوبۂ گال
میں آباد ہوجائیں۔ اپنے مساکن کو چھوڑنے کا قصد انھوں
سنہ ۶۹۳ بنیادی نے ۶۱ ق م میں کیا تھا اور دو سال تک وہ ضروری انتظامات
میں مصروف رہے۔ انھوں نے اپنے قلعے آبادیاں اور فصیلیں
برباد کردیں تین مہینے کے لئے غذا اپنے ساتھ لے لی اور
شمال اور مشرق کے ہمسایہ قبائل یعنے روراکس ٹونگی
لاٹوبرگیئیز اور بوئیئی کو شریک ہونے کی ترغیب دی اور
یہ تصفیہ کیا کہ ۲۸ مارچ ۵۸ ق م کو ان کی تمام جماعت
جینیوا کے قریب دریائے رون کے دہنے کنارے پر جمع
ہو جہاں سے قبیلۂ آلوبروگیئز کے ملک میں جانے کے لئے
ہموار اور آسان راستہ تھا۔

قیصر کو ان کے اس ارادہ کی اطلاع روما میں ملی
جہاں سے وہ صرف ایک لشکر لے کر آٹھ روز میں دریائے رون
کے قریب پہنچا اور گال کے قبائل سے اس نے کچھ دیسی
لوگوں کو بھی اپنی فوج میں بھرتی کرلیا۔ دریا کے دوسرے

باب۳ کنارے پر قوم ہیلویٹی اور ان کے حلفاء خیمہ زن تھے جنکی جملہ تعداد ۳۶۸۰۰۰ نفوس تھے۔ قیصر نے فوراً اس پُل کو توڑ دیا جس سے یہ لوگ دریائے رون کو عبور کرنا چاہتے تھے اور اس کے بعد اس نے رون کے بائیں کنارے پر پہاڑوں کے دامن تک خندقیں کھدوا دیں۔ قیصر کی یہ پیش بندیاں مفید ثابت ہوئیں اور ہیلویٹی مجبور ہوئے کہ کوہ ژیورا کے دروں کے دشوار گذار راستہ سے قبیلۂ سیکوانی کے ملک میں پہنچیں جہاں سے وہ ایکویٹین کی شاداب سرزمین میں بآسانی جاسکتے تھے جیسا کہ قوم ٹیگورینی نے پچاس سال قبل کیا تھا۔ قیصر کو جب ان کے اس قصد کا علم ہوا وہ فوراً تازہ دم افواج بھرتی کرنے کے لئے اطالیہ واپس ہوا اور پانچ لشکر لیکر کوہ آلپس کو دوبارہ طے کرتا ہوا قبائل دوکانٹی و آلوبروگیس کے ملک میں سے ہوتا ہوا وہ دریائے رون پر بمقام وی این پہنچا۔ اس کے بعد اس نے شمال کی طرف پیش قدمی کی اور ہیلویٹیون کو جا پکڑا جب کہ وہ مغرب کی طرف جاتے ہوئے دریائے ساؤن کو لاعین اور ماکون کے درمیان عبور کر رہے تھے اور انکے ہسرہ کو جس میں روما کے قدیم دشمن ٹیگورینی شامل تھے تہ تیغ کر دیا۔ پھر اس نے دریائے ساؤن کو عبور کیا اور دشمن کی اصل جماعت کا تعاقب کرتا رہا مگر رسد کی کمی کے سبب مراجعت پر مجبور ہوا اور ایدوئی قلعہ براکٹی کی طرف چلا گیا ۔۔۔۔ ان کو غلہ باقراط مل گیا۔ ہیلویٹیون نے جب دیکھا کہ

باب۳ قیصر ان کے تعاقب سے دست کش ہو گیا ہے تو انھوں نے پھر کمر ہمت چست کی اور اس کا تعاقب شروع کیا قیصر ہبراکٹی سے آٹھ میل پر مورچے باندھ کر منتظر رہا۔ اس مقابلہ میں ہیلیویٹیون کو شکست کامل ہوئی اور ان کے باقی ماندہ افراد نے دریائے رون کو عبور کرنے کی ایک بے سود کوشش کرنے کے بعد ہتھیار ڈال دئے۔ قیصر نے ان کے ہتھیار چھین لئے اور اپنے مساکن کو واپس جانے کا انھیں حکم دیا۔ اس جنگ میں ان کے دو ثلث آدمی کام آئے اور صرف ایک ثلث دریائے رون کو عبور کرکے اپنے گھروں کو صحیح و سلامت پہنچے۔

آریووسٹس واہل جرمنی

مگر قوم ہیلویٹی کی شکست و ہزیمت سے صوبۂ گال کو حملہ آوروں کی دست درازی سے امن نصیب نہیں ہوا کیونکہ ابھی ایک دشمن ان کی سرزمین پر باقی تھا جس سے نجات دلانے کے لئے انھوں نے قیصر سے درخواست کی۔ اس کا قصہ یہ ہے کہ قریب چودہ سال قبل قبیلہ ہائے آروَنی و سیکوانی کی درخواست پر آریووسٹس کے زیر کمان پندرہ ہزار جرمنوں کی فوج دریائے رائن کو عبور کرکے اقوام مذکور کو ان کے قدیم دشمنوں یعنے قبیلۂ ایڈوئی کے خلاف مدد دینے کے لئے آئی تھی اور مسلسل جنگ کے بعد

۶۹۴ بنیادی

انھوں نے قبیلۂ ایڈوئی کو ۶۰ق م میں بمقام ماگیٹو بریگا

باب ۳ شکست فاحش دی۔ قبیلۂ ایڈوئی نے آخرکار زچ ہوکر رومنوں سے
۶۹۵ بنیادی امداد کی درخواست کی جو بے سود ثابت ہوئی کیونکہ ۵۹ سنہ ق م
میں آریووسٹس کو باضابطہ روما کے حلفاء میں شامل کرلیا گیا
اور اس کے خطاب شاہی کو سینیٹ نے تسلیم کرلیا۔ قبیلۂ ایڈوئی
کی حالت تو خراب تھی ہی مگر ان کے مقابلہ میں قبیلۂ سیکوانی
کی حالت زار اور بھی قابل رحم تھی کیونکہ ۱۲۰۰۰۰ جرمن
ان کے ملک میں آکر آباد ہوگئے تھے اور آریووسٹس نے
ان کو اور ۲۴۰۰۰ آدمیوں کے لئے گنجایش نکالنے کا
حکم دیا تھا۔ قبیلۂ ایڈوئی کے ایک رئیس ڈیویٹیاکس نے
جو اپنی وفاداری کی وجہ سے قیصر کا معتمد علیہ تھا رئیسوں کے
ایک دربار میں قیصر کو سمجھایا کہ اگر رومنوں کو اپنی عزت کا
خیال ہے تو اس کا فرض ہے کہ اپنے قدیم حلفاء کو اس
خطرہ سے بچائیں اور اس کے علاوہ جرمنوں کا صوبۂ گال
میں پھیل جانا خود ان کے مفاد کے لئے مضر ثابت ہوگا
قیصر قائل ہوگیا جس کا ایک سبب یہ بھی تھا کہ رومن
صوبۂ گال بعیدہ اور قبیلۂ سیکوانی کے ملک کے درمیان
صرف دریائے رون حائل تھا۔ اس لئے قیصر نے آریووسٹس
کے پاس سفیر روانہ کئے مگر اس نے نہایت درشتی
کے ساتھ جواب دیا۔ سیزر کو یہ بھی معلوم ہوا کہ قبیلۂ سوئیوی
کے جھنڈ کے جھنڈ عنقریب دریائے رائن کو عبور کرکے
اپنے اہل ملک کے پاس جو گال میں آباد تھے پہنچنے کی

تیاری کر رہے تھے۔ اس لئے قیصر نے قصد کر لیا کہ قبل اسکے کہ آریووسٹش کو کمک پہنچے اس کا قلع قمع کر دیا جائے۔ اس نے ویسونیٹو بیزانسون پر قبضہ کر کے وہاں اپنی فوج ڈال دی۔ یہ مقام قبیلۂ سیکوانی کا ایک مضبوط قلعہ تھا جس پر آریووسٹش حملہ کرنے کو تھا۔ اس کے بعد قیصر یلغار کرتا ہوا سات روز کے بعد ایک پیچدار راستہ سے آریووسٹش کے قریب پہنچ گیا جو غالباً اس میدان میں خیمہ زن تھا جو سلسلۂ کوہی ووژ اور دریائے رائن کے درمیان واقع ہے۔ دس روز تک نامہ و پیام کا سلسلہ جاری رہا اور قیصر کوشش کرتا رہا کہ دشمن مقابلہ پر آجائے۔ آخرکار دونوں فریقوں میں جنگ ہوئی اور جرمنوں کو ہزیمت نصیب ہوئی۔ آریووسٹش بھاگ کر دریائے رائن کے اُس پار چلا گیا اور قوم سوئیوی گال کے حملہ کا خیال چھوڑ کر اپنے زاد و بوم کو واپس ہوگئی۔ بابہ

قوم بیلگے صوبۂ گال اب دشمنوں کی دست و برد سے محفوظ ہوگیا تھا مگر رومن افواج جنھوں نے قوم ہیلویٹی کو اپنے مسکن کی طرف رخصت کرنے پر مجبور کیا تھا اور آریووسٹش کو دریائے رائن کے پار بھگا دیا تھا سرزمین گال سے ہٹائی نہیں گئیں۔ قیصر گال لیا ماسوا آلپ کو واپس ہوگیا مگر اس کی فوج قوم سیکوانی کے ملک میں حسب سابق مقیم رہی۔ رومن فوجی قبضہ سے اس نواح کے دیسی باشندوں نے یہ نتیجہ نکالا کہ رومن اپنے دائرۂ اثر کو صوبۂ گال کی

باب۳ حدود سے باہر بھی بڑھانا چاہتے ہیں۔ قوم بیلگے کو بھی جو گال کی اقوام میں نہایت جنگجو تھی چھ رومن لشکروں کا اپنی سرحدات کے قریب مقیم ہونے سے خوف ہوگیا کہ ان کی آزادی معرض خطر میں ہے۔ اس لئے اقوام مذکور کے رؤسا کا جلسۂ شوریٰ اس مسئلہ پر غور کرنے کے لئے منعقد ہوا اور یہ طے پایا کہ رومنوں کے خلاف فوراً اعلان جنگ کردیا جائے مختلف قبائل نے افواج بھیجنے کا وعدہ کیا جن کی جملہ تعداد تین لاکھ تھی مگر ان تیاریوں سے جس سخت مدافعت کی امید ہوسکتی تھی

بنیادی ۶۹۷ وہ بر نہ آئی۔ ۵۷ ق م کے موسم بہار میں جب قیصر ایک لشکر جرار لے کر قوم بیلگی کی سرحد پر پہنچا تو قبیلۂ ریمی نے فوراً مصالحت کی درخواست کی۔ اس مصالحت کی وجہ سے دریائے ایَن کا راستہ کھُل گیا اور قیصر اس ندی کے دوسرے کنارے پر خیمہ زن ہوگیا جہاں اس کے جدید حلفاء کا ملک اس کے عقب میں تھا۔ قوم بیلگے کی فوجیں نہایت استقلال کے ساتھ اس کے مقابلہ کے لئے بڑھیں مگر دو مرتبہ شکست کھاکر یعنے ایک دفعہ قبیلۂ ریمی کے قلعہ پر حملہ کرنے میں اور دوسری مرتبہ قیصر کے سلسلۂ رسل ورسائل کو منقطع کرنے میں جب ان کو ناکامی ہوئی تو ان کی ہمت بالکل ٹوٹ گئی ان کی فوجیں منتشر ہوگئیں اور سب قبائل اپنے مساکن کو واپس ہوکر رومن لشکروں کے ورود کے منتظر رہے۔ مگر قیصر کی عاجلانہ

پیش قدمی نے ان کی تدبیروں کو خاک میں ملا دیا۔ جملہ قبائل یا بجے نے یکے بعد دیگرے رومنوں کی صورت دیکھتے ہی اطاعت قبول کرلی اور گو قبیلۂ نروی ای نے سخت مقابلہ کیا۔ مگر موسم گرما کے اختتام کے قبل سلطنت روما کی سیادت کو بیلگی گال نے تسلیم کرلیا۔ رومنوں کی پیش قدمی کا ثبوت اس واقعہ سے بھی ملتا ہے کہ اس دفعہ رومن لشکریوں نے بجائے قبیلۂ سیکوآنی کے ملک کے موسم سرما شمالی گال میں بالائی لوار کے کناروں پر بسر کیا۔

سواحل اوقیانوس کی تسخیر

۵۶ق م کے موسم خزاں میں اطالیہ روانہ ہونے سے قبل سواحل اوقیانوس کے تمام قبائل نے جو لوار اور سین ندیوں کے درمیان آباد تھے قیصر کی اطاعت قبول کرلی۔ مگر موسم سرما میں اس کو معلوم ہوا کہ اس کے غیاب کی وجہ سے قبائل مذکور نے بسرکردگی قبیلۂ وینیٹی علانیہ بغاوت کردی ہے اور ایک رومن سفیر کو جو رسد جمع کرنے گیا تھا انھوں نے قید کرلیا ہے۔ اس لئے ۵۶ق م کے موسم بہار

۵۶ق م
ونیاوی

میں پہاڑی دروں کے کھلتے ہی قیصر گال کو واپس آیا اور افواج کو فوراً روانہ کیا تاکہ دوسرے اضلاع میں بغاوت پھیلنے نہ پائے۔ قوم بیلگے میں امن و امان قائم رکھنے کا کام لابی اینس کے سپرد ہوا اور کراسس کو یہ حکم ہوا کہ دریائے لوار کے جنوب میں جو اقوام آباد تھیں وہ باغیوں کو مدد نہ دینے پائیں ایک تیسری فوج کو جس میں تین ریجمنٹ

بابہ (لشکر) شامل تھیں یہ حکم دیا گیا کہ شمال کے باغی قبائل اہل باغیوں یعنے قبیلۂ وینیٹی سے ملنے نہ پائیں جن کی طرف قیصر بذات خود متوجہ ہوا اور ان کو ہانکتا ہوا جزایر اور کھاڑیوں میں پناہ گیر ہونے پر مجبور کیا جو لوار ندی کے دہانہ پر واقع تھے۔ یہاں ان پر قیصر کے بحری بیڑہ نے حملہ کرکے قلع قمع کر دیا باقی ماندہ اشخاص میں سے ان کے رئیس تو قتل کر دئے گئے اور دوسرے لوگ غلام بناکر فروخت کر دئے گئے تاکہ وحشیوں کو معلوم ہو جائے کہ "ایلچی را زوالے نیست" قیصر کو اسی وقت یہ بھی معلوم ہوا کہ شمال کی باغی اقوام نے ہتھیار ڈال دئے تھے اور جنوب میں پب۔کراسس نے سوائے چند جنوبی و مغربی قبائل کے صوبۂ ایکوئیٹین پر تسلط حاصل کر لیا تھا۔ قیصر نے بذات خود قبائل موری نی اور میپائی پر یورش کرکے جو شمالی ساحل پر آباد تھے سلسلۂ فتوحات کو ختم کیا۔

فتوحات مذکورۂ بالا سے روما کی سیادت کم سے کم بظاہر تمام ملک گال پر قائم ہوگئی مگر قیصر خوب جانتا تھا کہ یہ سیادت بزور شمشیر قائم ہوئی تھی اور اس ملک کے باشندوں کو جب موقع ملے گا وہ اس طوق غلامی کو اپنے گلے سے نکالنے کی کوشش کریں گے یہ بھی اندیشہ تھا کہ اگر کوئی تدبیر کارگر نہ ہوگی تو کیلٹی قبائل اپنے قدیم دشمنوں یعنے جرمنوں سے امداد کے خواہاں ہوں گے۔سال مابعد کے

باب ۳ موسم سرما میں یہ دونوں باتیں صحیح ثابت ہوئیں۔ دو جرمنی قبیلے اوسی پےٹیٹر اور ٹانکٹیری نے جن کو قوم سویوی نے اپنے وطن سے نکال دیا تھا دریائے رائن کو اس کے دہانہ کے قریب عبور کرکے قبیلۂ مناپی کے ملک میں آکر آباد ہوگئے۔

۶۹۹ بنیادی
اور قیصر نے جب ۵۵ھ ق م میں اطالیہ سے واپس آکر اپنی افواج کی کمان لی تو اس کو معلوم ہوا کہ دریائے رائن کے قریب کے کیلٹی قبائل حملہ آوروں سے ملے ہوئے تھے ان کا رومن مقبوضات سے اخراج ازحد ضروری تھا اور یہ بآسانی عمل میں آگیا۔ یعنے رائن اور میوز ندیوں کے سنگم کے قریب ایک ہی جنگ میں دونوں قبیلوں کو شکست فاش ہوئی اور ان کے بہت سے آدمی کام آئے اس طور پر دریائے رائن نہ صرف صوبۂ گال بلکہ سلطنت رومن کی مشرقی سرحد قرار پائی۔ اس سرحد سے تجاوز کرنے کا رومنوں کو خیال نہ تھا مگر اس کی استواری اور جرمنی قبائل پر سلطنت روما کی دھاک بٹھانے کے لئے ضروری تھا کہ ان کو یہ معلوم ہو جائے کہ اپنے اصلی وطن میں بھی وہ سلطنت روما کی زد سے باہر نہ تھے ان وجوہ سے اور ایک نیم متمدن وحشی قبیلہ مسمی اوبئی کی منت سماجت سے قیصر ملک جرمنی میں داخل ہوا اور رومن افواج نے پہلی مرتبہ دریائے رائن کو ایک پل پر سے عبور کیا جو خاص اسی غرض کے لئے بنایا گیا تھا مگر ان کے خوف سے تمام جرمنی قبائل بشمول قبیلۂ سویوی کے

قیصر دریائے رائن کو عبور کرتا ہے

بابنے جو بڑے نڈر خیال کئے جاتے تھے. بھاگ کھڑے ہوئے اور جنگلوں میں جاکر پناہ لی قیصر قبیلۂ سوگمبری کے ملک کو تاخت و تاراج کرکے اور قبیلۂ اوبئی کو ان کے دشمنوں سے چند روز امن و اماں دے کر واپس ہوا ۔

قیصر برطانیہ میں

مگر فوجی منظاہروں کی ضرورت صرف دریائے رائن کے اُس پار والے ممالک ہی میں نہ تھی بلکہ جزیرۂ برطانیہ میں بھی جہاں کے کیلٹی باشندے اپنے ہمقوموں کو روما کے خلاف میں برابر مدد دیتے رہے تھے۔ اس لئے انکو بھی یہ معلوم ہونا ضروری تھا کہ رومن اپنی سلطنت کی حدود میں کسی قسم کا نقضِ امن پسند نہیں کرتے۔ اسکے علاوہ جزیرۂ برطانیہ کے حالات سے جس کے پہاڑوں کی چوٹیاں ملک گال کے سواحل سے نظر آتی تھیں رومن بالکل ناواقف تھے اور غالباً اس پر فوجکشی کا ایک سبب یہ بھی ہوا ہوگا کہ قیصر اس کے حالات سے واقف ہونا چاہتا تھا۔ اس لئے موسم گرما گو قریب الاختتام تھا مگر اس نے حملہ کرنے کا تہیّہ کرلیا۔ جہاز بعجلت جمع کئے گئے جن میں وہ جہاز بھی تھے جن کو سال ماقبل میں قبیلۂ وینیٹی کے خلاف استعمال کیا گیا تھا۔ قیصر نے اپنے ساتھ صرف دو لیجئن لیں کیونکہ اس کا قصد باضابطہ فوجکشی کا نہ تھا بلکہ صرف جزیرہ کی دیکھ بھال کا۔ بندرگاہ پورٹس ایٹیس سے (جو موجودہ بولوں کے قریب یا اسی موقع پر آباد تھا) روانہ

ہوکر اس نے اپنی افواج کو باوجود اہل برطانیہ کی مخالفت باب ۳
کے مقام پیپونسی یا رومنی دلدل کے قریب اوتارا اور پڑاؤ
ڈال دیا مگر چونکہ موسم گرما ختم ہوگیا تھا اور اس کے بیڑہ
کے جہاز سمندر کی افواج کے تھپیڑوں سے خراب ہوگئے تھے
اس لئے اس نے مجبوراً جزیرۂ مذکور کی تسخیر کو سال آئندہ
تک ملتوی کردیا اور ۲۳ھ ستمبر کو وہاں سے واپس ہوگیا۔

موسم سرما میں سیزر فوجکشی کی تیاری کرتا رہا اور
۵۴ھ ق م کے موسم بہار میں وہ پھر پورٹس ایٹیس سے بنیادی
پانچ لشکروں اور دو ہزار گالوی سواروں کے ساتھ روانہ ہوا۔
مگر اس حملہ کے نتائج بھی زیادہ دیرپا ثابت نہ ہوئے کیونکہ
گو وہ دریائے ٹیمز تک پہنچ گیا بلکہ اس کے آگے بھی بڑھ گیا
اور وہاں کے زبردست رئیس کاسی ویلانس کی اس نے قوت
توڑ دی اور جزیرہ کے جنوبی مشرقی گوشہ کے اکثر قبائل نے
اطاعت قبول کرلی مگر اس کو موسم گرما کے اختتام پر واپس
ہونا پڑا اور اس کے حملہ سے زیادہ سے زیادہ یہ نفع ہوا کہ
اس کے جانشینوں کو معلوم ہوگیا کہ جزیرۂ برطانیہ پر فوجکشی
ناممکن نہیں۔

لیکن قیاس غالب یہ ہے اگر ملک گال میں پھر گال کی
آتشِ فتنہ و فساد کے مشتعل ہونے کا اندیشہ نہ ہوتا تو قیصر بغاوت
ان نتائج سے ہرگز مطمئن نہ ہوتا۔ قبیلۂ ٹریویری کی بغاوت
(۵۴ھ ق م) کے بعد گال کے ہر گوشہ میں بغاوتوں کا سلسلہ بنیادی

باب۳ شروع ہوگیا۔ قیصر نے غلّے کی کمیابی کے سبب سے اپنے لشکروں کو دور و دراز مقامات پر پھیلا دیا تھا جس سے شمالی مشرقی قبائل کو یہ جرأت ہوئی کہ وہ ان منتشر افواج پر علیحدہ علیحدہ حملہ کریں۔ قبیلۂ ایبورونی نے پیش قدمی کرکے اس رومن لشکر کو جو ان کے ملک میں مقیم تھا بدعہدی سے اس کی چھاونی سے نکال کر تہ تیغ کردیا۔ قبیلۂ نروئی نے ک۔ سسرو پر حملہ کیا۔ قبیلۂ ٹریویری نے لابی اے نس کو محصور کرلیا۔ مغرب میں آرموریکی قبائل اس لشکر کو گھیر لینے کی فکر کرنے لگے جس کی چھاونی قبیلۂ ایسووئی کے ملک میں تھی مگر سسرو نے اپنی چھاونی کو نہایت مردانگی کے ساتھ عرصہ تک محفوظ رکھا جس کی وجہ سے قیصر کو اس کی کمک کیلئے پہنچنے کا موقع ملگیا۔ قبیلۂ نروئی کو شکست ہوئی قبیلۂ ٹریویری کا جو جرمنوں سے امداد کی درخواست کررہے تھے لابی اے نس نے قلع قمع کردیا اور آرموریکی قبائل رومنوں کی کامیابی کی خبر سن کر منتشر ہوگئے مگر باوجود اس روک تھام کے آتش بغاوت ابھی فرو نہیں ہوئی تھی قیصر نے موسم سرما ملک گال میں بسر کیا اور ۵۳ ق م کے اوائل ہی میں اسے معلوم ہوا کہ نہ صرف شمال مشرق کے قبائل پھر جنگ کے لئے تیار تھے بلکہ دریائے سین کے جنوب کے قبائل سینونی و کارنوٹی بھی برگشتہ ہو رہے تھے۔ اس لئے اس نے حسب عادت حد درجہ عجلت کے ساتھ قصد کیا کہ قبل اس کے کہ باغیوں کی تیاریاں مکمل ہوجائیں

(حاشیہ: ۵۳ق م بنیادی)

ان پر حملہ کردے اور اپنے مستقر سمارد بریوا (آمیاں) سے دھاوا بابت کرتا ہوا قبیلۂ نروئی کے ملک میں پہنچا جنھوں نے مقابلہ کے لئے تیار نہ ہونے کی وجہ سے فوراً اطاعت قبول کرلی۔ اسکے بعد جنوب کی طرف بڑھ کر اس نے بمقام پیرس قبائل سینونی و کارنوٹی کے نواح میں دربار منعقد کیا لیکن قبائل مذکور کے رؤسا اس میں شریک نہیں ہوئے مگر جب قیصر نے ان پر فوجکشی کی تو انھوں نے مجبوراً ہتھیار ڈال دئے۔ موسم سرما باقی ماندہ زمانے میں قیصر قبائل ایبورونی، ٹریویری مینا پی کی شورش فرو کرنے میں مصروف رہا جنھوں نے ابھی تک اطاعت قبول نہیں کی تھی، موسم خزاں کی آمد تک امن قائم ہوگیا اور قیصر نے بمقام ریمز دربار کرکے اطالیہ کا رخ کیا۔

جنوبی اور وسطی گال میں بغاوت ورسنگیٹورکس کی سرکردگی میں۔

قیصر کے روانہ ہوتے ہی آتش بغاوت پھر مشتعل ہوگئی مگر اس دفعہ شمالی مشرقی اضلاع کے بجائے جنوبی و وسطی اضلاع میں ہوئی اس بغاوت کا بانی قبیلہ آرورنی تھا اور اس کے ساتھ وہ قبائل شریک تھے جو سین اور گارون ندیوں کے درمیان آباد تھے جس کی وجہ سے باغیوں کو نہ صرف جنوبی گال کے رومن صوبہ پر حملہ کرنے کا موقع تھا بلکہ وہ اس صوبہ اور شمالی اضلاع کے رومن لشکروں کے درمیان سلسلۂ رسل و رسائل کو بھی منقطع کرسکتے تھے اس کے علاوہ باغی قبائل کو ایک قابل اور مستقل مزاج سپہ سالار مل گیا تھا۔ یہ شخص قبیلۂ آرورنی کا نوجوان سردار ورسنگیٹورکس تھا۔ قیصر کو جیسے ہی اس

باب۱۲ بغاوت کی خبر ملی وہ کوہ آلپس کو طے کر کے گال واپس آیا مگر
اس کے پاس صرف وہی افواج تھیں جو اطالیہ سے اپنے ساتھ
لایا تھا یا صوبۂ گال میں بھرتی کی تھیں۔ اہل گال کو یہ امید
تھی کہ وہ قیصر کو اس کے لشکروں سے ملنے نہ دیں گے مگر
اس میں ان کو کامیابی نہ ہوئی۔ قبیلۂ کیاڈورکی کے سردار
لکٹیریس کے حملہ کے اندیشہ کی وجہ سے اس نے مختلف
مقامات میں فوجیں چھوڑ دیں اور صرف چند سوار اپنے ساتھ
لے کر کیونیس کے سلسلۂ کوہی کو باوجود یخ بستہ ہونے کے
طے کرتا ہوا قبیلۂ آروَرنی کے ملک میں آدھمکا اور دریائے رون
تک پہنچ گیا۔ پھر وہاں سے شمال کا رخ کر کے اپنے لشکروں سے
قبیلۂ لنگونیس کے ملک میں جاملا قبل اس کے کہ باغیوں کو
سنبھلنے کا موقع ملتا۔ اس طرح اسے یہ موقع مل گیا کہ بجائے
مدافعت کے خود دشمنوں کے خلاف پیش قدمی کرے۔ چنانچہ
جنوب کی طرف دھاوا کر کے اس نے یکے بعد دیگرے مقامات
ویلانوڈونم، کینابم (آرلینس) نوویوڈونم (نوآں) پر قبضہ کر لیا
اور شہر آواریکم (بورژ) بھی جو قبیلۂ بیٹورگیس کا صدر مقام
تھا اس نے ایک ممتد محاصرہ کے بعد لے لیا موسم سرما
بنیادی ۲۰۲ اب ختم ہو رہا تھا اس لئے قیصر نے قصد کیا (۵۲ سنہ ق م)
کہ قبل اس کے کہ بغاوت دوسرے اضلاع میں پھیلے ورسنگیٹورکس کو
لڑنے پر مجبور کیا جائے۔ اس لئے اس نے لابی اے نس کو
چار لشکروں کے ساتھ قبیلۂ سینونیس کی سرکوبی کے لئے روانہ

کیا تاکہ اس کے عقب میں بغاوت نہونے پائے۔اور اس کے بعد اس نے بذات خود قبیلۂ آرورنی کے قلعہ گرگوویا پر دھاوا کیا جہاں ورسنگیٹورکس بھی اس کا تعاقب کرتا ہوا چلا گیا مگر قیصر کے قدیم اور وفاشعار حلفاء یعنے قبیلۂ ایڈوئی کے خلاف امید بغاوت کرنے سے جنگ کے جلد ختم ہونے کی جو امید تھی وہ زائل ہوگئی اور قیصر کو یہ اندیشہ ہوا کہ مبادا کہیں ایڈوئی کی دیکھا دیکھی دوسرے قبائل بھی آمادۂ بغاوت ہوجائیں۔اس لئے اس نے بدرجۂ مجبوری قلعہ گرگوویا کا محاصرہ اُٹھا دیا اور شمال کی طرف بڑھ کر لابی اے نس سے جا ملا جو اپنے لشکروں کے ساتھ قبیلۂ سینونیس کے ملک میں مقیم تھا مگر اس کی رجعت اور ایڈوئی کی سرکشی کی خبر پھیلتے ہی تمام مُلک میں آتش بغاوت مشتعل ہوگئی۔قبیلۂ ایڈوئی کے صدر مقام براکٹی میں روسائے گال کا ایک جلسہ منعقد ہوا جس میں ورسنگیٹورکس نے جو سپہ سالار منتخب ہوا تھا اپنی تجاویز جنگ کو پیش کیا۔اس کا قصد تھا کہ خود فوج کا حصۂ کثیر اپنے ساتھ لے کر قیصر کے لشکروں کو مصروف پیکار رکھے اور اس کے حلفاء رومن صوبۂ گال پر تین طرف سے ایک ہی وقت میں حملہ کریں۔ قیصر کو جب اس کے منصوبوں کی اطلاع ہوئی اس نے فوراً صوبۂ گال کی محافظت کا انتظام شروع کیا۔قبیلۂ ایڈوئی کی بغاوت کی وجہ سے سیدھا راستہ بند ہوگیا تھا اس لئے اس کو قبیلہ ہائے لنگونی و سیکوانی کے ملک سے چکر پھیر

باب۳ کھاکر جانا پڑا۔ اسی حالت میں ورسنگیٹورکس نے اس پر حملہ کردیا لیکن شکست کھائی اور مجبوراً الیزیا کے ناقابل تسخیر قلعہ میں جاکر پناہ لی۔قیصر بھی اس کے تعاقب میں وہاں پہنچا اور قلعہ کا محاصرہ کرلیا۔ورسنگیٹورکس قلعہ کی حفاظت کرتا رہا اور اس نے اپنے تمام ہمقوموں سے درخواست کی کہ تعداد کثیر میں جمع ہوکر حملہ آوروں کا قلع قمع کردیں۔اس کی درخواست پر گال کے ہر حصہ سے فوجیں آنی شروع ہوئیں یہاں تک کہ قبیلۂ ایڈوئی کے ملک میں فوج کثیر الیزیا پر دھاوا کرنے کے لئے جمع ہوگئی جس میں ڈھائی لاکھ پیادے اور آٹھ ہزار سوار تھے دونوں فریقوں میں بہت سخت جنگ ہوئی۔اہل گال نے کوشش کی کہ عقب سے رومنوں کے مورچوں پر قبضہ کریں اور ورسنگیٹورکس بھی قلعہ سے نکل کر ان کے مقابلہ پر آگیا۔ رومن لشکروں نے دشمن کو دو دفعہ سخت قتل وخون کے ساتھ پسپا کیا مگر ان کے ٹڈی دل پھر مقابلہ پر آجاتے۔لیکن آخرکار فتح کا سہرا رومنوں کی جری قواعد داں فوج کے سر پر رہا۔ اہل گال اپنے نقصانات سے پریشان ہوکر سراسیمہ وار اپنے گھروں کو واپس گئے۔اور الیزیا میں جو لوگ محصور تھے ان کو ان کی قسمت پر چھوڑ دیا۔ورسنگیٹورکس نے مجبوراً اپنے ہمقوموں کو مشورہ دیا کہ رومنوں کی اطاعت قبول کرلیں اور خود سینہ سپر ہوکر رومنوں کے لشکر میں چلا گیا اور اپنے کو اپنی قوم کی طرف سے بطور فدیہ کے پیش کیا

تاکہ روما کا غصہ فرو ہو۔ قیصر اپنے مورچوں پر بیٹھا ہوا تھا جس کو باب ۳
اس کی فوج نے نہایت جرات کے ساتھ دشمنوں کے حملہ سے
بچایا تھا اور وہیں اس نے اہل قلعہ کی اطاعت قبول کی
اور اپنا فیصلہ سنایا۔ ورسنگیٹورکس قید کرلیا گیا اور اس کا فاتح
اس کو اپنے فتحمندانہ جلوس میں شرکت کی غرض سے اپنے ساتھ
روما لے گیا اور وہیں جلاد کے سپرد کردیا۔ اس کے ہمراہیوں
میں سے سوائے قبائل آروَرنی و ایڈوئی کے جن کو قیصر نے
بطور یرغمال کے روک لیا تھا سب فاتح افواج میں بطور مال
غنیمت کے تقسیم کردئے گئے۔

تسخیر گال حصول آزادی کے لئے اہل گال نے جو آخری کوشش
کی تھی اس میں بھی ان کو ناکامیابی ہوی۔ قلعۂ الیزیا کے سقوط سے
ان کو معلوم ہوگیا کہ وہ اپنے قلعوں میں بھی رومنوں سے
محفوظ نہیں ہیں، ان کے نبرد آزما سپاہی یا تو لڑائیوں میں
کام آچکے تھے یا قید کرلئے گئے تھے اور ورسنگیٹورکس کے بعد
ان میں کوئی ایسا سربرآوردہ شخص باقی نہ تھا جو انکو چند روز
۵۰۲ بنیادی کے لئے بھی متحد رکھ سکتا۔ ۵۲ ق م کے اختتام سے ۵۰ ق م
۷۰۴ بنیادی تک جب کہ قیصر نے ملک گال کو خیرباد کہا وہ زیادہ تر مقامی
شورشوں کو فرو کرنے میں مصروف رہا اور صرف دو قبیلے
یعنے بیلوواکی نے شمال میں اور کاڈورکی نے جنوب اقصیٰ
۷۰۳ بنیادی میں اس کا کچھ مقابلہ کیا۔ لیکن ۵۱ ق م کے موسم خزاں
تک صوبۂ گال میں امن و اماں پھر قائم ہوگیا یہاں تک کہ

باب ۲ جنوب و مغرب کی آئبیری اقوام نے بھی اطاعت قبول کرلی۔
۵۰ق م میں سوائے ایک دفعہ صوبۂ گالیا ماسواء الپ کا
۵۰ق م بنیادی
دورہ کرنے کے لئے جہاں کے باشندوں نے اس کا نہایت
گرمجوشی سے استقبال کیا قیصر زیادہ تر اپنی حکومت کو مستحکم کرنے
میں مصروف رہا خصوصاً قبائل بیلگی میں جن سے نقضِ امن کا
اکثر اس لئے اندیشہ رہا کرتا تھا کہ وہ نہایت جنگجو تھے اور جرمنوں
کے قریب آباد تھے۔ ختم سال پر قیصر نے اپنے وفادار لشکروں کا
قبیلۂ ٹریویری کے ملک میں معائنہ کرکے اطالیہ کی طرف
کوُچ کیا۔

قیصر کی مسلسل معرکہ آرائیوں کا نتیجہ یہ ہوا کہ تمام
ملک گال رومنوں کے زیر اثر ہوگیا۔ وہاں کے قبائل روما
کے حلفاء میں شریک ہوگئے اور سلطنت روما کی سطوت
وجبروت کو تسلیم کرنے لگے۔ ممکن ہے کہ قیصر نے ان کو
۴۹ق م بنیادی
ادائی خراج پر بھی مجبور کیا ہو۔ مگر ۴۹ق م میں خانہ جنگی
شروع ہوجانے سے باضابطہ صوبہ داری حکومت اس ملک میں
قائم نہ ہوسکی اور اس انتظام کی تکمیل کا سہرا شہنشاہ آگسٹس
کے سر رہا۔

دریائے ڈینیوب کی طرف رومنوں کی پیش قدمی
اطالیہ کے مشرق میں یعنے ان ممالک میں جو ایپائرس
اور مقدونیہ اور دریائے ڈینیوب کے درمیان واقع تھے
رومنوں کی پیش قدمی کی رفتار زیادہ تیز نہ تھی۔ کیلٹی، الیری اور
تھریسی قبائل سے اکثر جنگ ہوا کرتی تھی مگر اس سے سلطنت روما

کے مقبوضات میں کوئی قابل ذکر اضافہ نہیں ہوا ۔ باب ۳

الیریا اگر قیصر زندہ رہتا تو ممکن تھا کہ وہ ان ممالک کو بھی فتح کرلیتا جو اطالیہ کے مشرق میں واقع ہیں اور سلطنت روما کی سرحدات کو مشرق میں دریائے ڈینیوب تک پہنچا دیتا جیسا کہ مغرب میں اس نے دریائے رائن تک پہنچا دیا تھا۔ مگر عہد زیر تذکرہ میں مشرق میں رومنوں نے بہت کم پیش قدمی کی گو لڑائیاں اکثر ہوتی رہیں اور رومن اکثر ان قبائل پر فوجکشی کرتے رہے جو "اطالیہ کے دروازہ" یعنے ایکیولیلیا کے قرب وجوار میں یا جنوب میں سواحل بحیرۂ ایڈریاٹک پر آباد تھیں۔ بیان کیا جاتا ہے کہ ضلع اِسٹریا فتح کرلیا گیا تھا اور صوبۂ الیریا یا الیریکم کی سرحد شمال میں مقام سالونا تک پہنچ گئی تھی مگر جو اضلاع زمانۂ مابعد میں شمالی اور جنوبی الیریکم کے نام سے مشہور ہوئے وہ ہنوز فتح نہیں ہوئے تھے۔ صوبۂ مقدونیہ اور دریائے ڈینیوب کے درمیان میں جو ملک تھا اس کی بھی یہی حالت تھی۔

مقدونیہ ۱۱۴ھ ق م سے ۹۲ھ ق م تک کیلٹی اور تھریسی اقوام اس صوبہ پر برابر یورشیں کرتی رہیں اور رومن صوبہ دار ان کی مدافعت میں مشغول تھے۔ مگر ۹۲ھ میں ک۔ سینٹیس کی ہزیمت کے بعد غالباً متھریڈاٹیس کے اغوا سے ان اقوام کے حملوں کا سلسلہ پھر شروع ہوگیا جس کی وجہ سے صوبۂ مقدونیہ میں رومن حکومت کی بقا دشوار نظر آنے لگی۔ ۸۵ھ ق م میں سولا کی سرگرمی نے قبائل مذکور کو کچھ عرصہ کے لئے خاموش

باب۳ کر دیا مگر ۸۰ سنہ ق م سے پھر انکی یورشوں کا سلسلہ شروع ہوگیا
اور کئی سال تک جنگ جاری رہی۔کیوریو (۷۵ سنہ ۷۳ سنہ ق م)
اور مارکس لیوکلس کی ۷۳ سنہ ق م سے ۷۰ سنہ ق م تک کی
فتوحات نے کچھ عرصہ کے لئے زبردست قبائل کی قوت
کچھ توڑ دی اور اول الذکر دریائے ڈینوب تک پہنچ گیا تھا
مگر سسرو نے مقدونیہ کے سرحدی اضلاع کے جو حالات چھ سال
بعد بیان کئے ہیں اور اینٹونیس (کانسل ۶۳ سنہ ق م) کے
قبیلۂ ڈارڈانی سے ۶۲ سنہ ق م میں ہزیمت پانے سے
ثابت ہوتا ہے کہ وہاں کے حالات میں کوئی بیّن تغیر نہیں
ہوا تھا۔ اور جو اضلاع کہ زمانۂ مابعد میں صوبجات تھریس و
روما اور میزیا میں شریک کئے گئے ان پر جمہوریہ روما کا کبھی قبضہ
ممالک مشرق نہیں ہوا۔ جس سال ٹیبیریس گراکس روما میں ٹربیون منتخب
ایشیائی ہوا اسی سال سرزمین ایشیا میں پہلے رومن صوبہ کا قیام
صوبے
۶۲۵ عمل میں آیا۔ صوبۂ ایشیا کی تنظیم درحقیقت ۱۲۹ سنہ ق م
بنیادی
۶۲۱ ایرسٹانکریس کی بغاوت کے فرو کرنے کے بعد عمل میں آئی
بنیادی ہے مگر اٹالس ثالث شاہ پرگامم نے ۱۳۳ سنہ ق م میں اپنی
سلطنت کا وارث رومنوں کو قرار دیا اور صوبۂ مذکور میں اضلاع
میشیا لیڈیا آیونیا اور کاریا شامل تھے جو بلحاظ آبادی دولت
و ثروت اور زرخیزی اضلاع ایشیائے کوچک میں ممتاز تھے
اور ابتدا ہی سے اس صوبہ کا شمار رومنوں کے مفید ترین
مقبوضات میں ہونے لگا۔ اس صوبہ کے خراج پر سلطنت رومن

کے خزانے کا دار و مدار ہوگیا اور وصول کنندگان محاصل کو بھی بابِ۲ خوب نفع ہونے لگا۔رومن تجار اور عہدہ داروں کو بھی ہر طرح سے روپیہ کمانے کا یہاں موقع تھا۔مگر اس الحاق کے نتائج کا دائرہ نہایت وسیع تھا۔مشرقی ممالک میں رومنوں کے قدم جم جانے سے اہل مشرق کو معلوم ہوگیا کہ ایشیا کی شہنشاہی جو یکے بعد دیگرے شاہان فریجیا دارا و سائرس و شہنشاہان ایران سکندر اعظم شاہ مقدونیہ اور شاہ انطاکس سے منسوب تھی اب ایک اطالوی جمہوریہ کے قبضہ میں آگئی ہے۔

ایشیا کے موجودہ سیاسی حالات کے لحاظ سے ذرا بھی اندیشہ نہیں تھا کہ کوئی مشرقی سلطنت رومنوں کا مقابلہ کرنے کی جرأت کرے گی۔مشرق میں دعویدار سیادت تین سلطنتیں تھیں، ان میں سے مقدونیہ تو ایک رومن صوبہ ہوگیا تھا مصر کا خاندان بطلیموسی رومنوں کا باجگذار تھا، خاندان سیلیوسی کا دائرۂ حکومت نہایت تنگ ہوگیا تھا اور باہمی مناقشات سے ان کی قوت زائل ہوچکی تھی جزیرہ نمائے ایشیائے کوچک میں بھی کوئی سلطنت ایسی نہ تھی جو رومنوں کے مقابلہ کی جرأت کرسکتی۔مگر سلطنت پرگامم کے الحاق کے صرف چالیس سال کے اندر دریائے ہالیس کے پار کی ایک گمنام سلطنت نے حکومت روما کو قریب قریب تہ و بالا کردیا اور اس خطرہ کے دفع ہوجانے کے بعد دریائے فرات کے کنارے رومنوں نے اپنے مقابلہ میں ایک جدید اور طاقتور مشرقی حکومت کو

باب۳ پایا جس کے دم خم ان سے کم نہ تھے اور جس کے بادشاہ سائرس کے جانشین ہونے کے دعویدار تھے۔

سلطنت پانٹس کی ابتدا اس کی ہمسایہ سلطنتوں

متھریڈاٹیس شاہ پانٹس ۴۷۳ سنہ بنیادی

(بتھینیا و کپاڈوسیا) کی طرح سکندر اعظم کے بعد کے پُرآشوب زمانے میں ہوئی۔ اس کا بانی متھریڈاٹیس اول (۲۸۱ سنہ ق م) ان سات ایرانی اُمراء میں سے ایک کی اولاد میں سے ہونے کا دعویدار تھا جنھوں نے خاندان سیوڈوسمرڈس کے خلاف بغاوت کی تھی اور بعد میں اس کا سلسلۂ نسب ایران کے شاہی خاندان ایکامیڈے سے ملایا گیا۔ قریب ایک سو سال کے بعد اس خاندان کے پانچویں بادشاہ

۵۹۸ سنہ تا ۶۳۴ سنہ بنیادی

متھراڈاٹیس یوئرگیٹیس (۱۵۶ سنہ ۱۲۰ سنہ ق م) کے عہد حکومت میں سلطنت پانٹس روما کے حلفاء میں شامل ہوگئی اور جنگ قرطاجنہ ثالث میں اور ارسٹونیکس کی بغاوت کے

۶۲۱ سنہ تا ۶۲۵ سنہ بنیادی

فرو کرنے (۱۳۳ سنہ تا ۱۲۹ سنہ ق م) میں رومنوں کو خاطرخواہ مدد دی یوئرگیٹیس نے ۱۲۰ سنہ ق م میں انتقال کیا اور

۶۳۴ سنہ بنیادی

چھ سال کے بعد اس کا بڑا بیٹا متھریڈیٹس یوپاٹور پانٹس

متھریڈاٹیس اعظم

کی دارالسلطنت سینوپی میں وارد ہوا اور اپنی ماں لاؤڈیسی کو تخت سے اُتار کر بجائے اپنے باپ کے حکومت کرنے لگا۔

یہ عالی ہمت نوجواں گو بظاہر رومنوں کے ساتھ وفاداری کا اظہار کرتا رہا مگر اس کا اپنی آبائی حکومت کی تنگ حدود پر قانع رہنا اور کسی سلطنت کا باجگذار ہونا شاق تھا۔ اس کا

مقصد یہ تھا کہ اگر رومنوں کو ایشیا سے خارج نہ کرسکے تو کم سے کم ایک زبردست ایشیا کی سلطنت قائم کردے جس سے اہل یورپ کی دست درازی رُک جائے اور ایشیا پھر اہل ایشیا کے قبضہ میں آجائے اور اس کام کا وہ اہل بھی تھا۔ حُسنِ ذاتی قوت جسمانی اور بہادری کی وجہ سے اس نے اپنی ہمسایہ جنگجو اقوام مثلاً تھریسیوں سیتھین اور کالکین کو اپنا گرویدہ بنا لیا۔ ایشیائے کوچک کے دیسی باشندے بھی شہنشاہان ایران کی اولاد ہونے کی وجہ سے اس کی عظمت کرتے یونانی شہروں کے باشندے اس کے باپ کے مرہون منت تھے جس کو "محسن" کے لقب سے یاد کرتے تھے۔ اسکے علاوہ گو باعتبار نسل وہ ایرانی تھا مگر اس نے یونانی تمدن اختیار کرلیا تھا اور اس کو نہ صرف سائرس کا بلکہ سکندر اعظم کی جانشینی کا دعویٰ تھا ان جملہ امور سے متھریڈایٹس نے نفع اٹھایا اور گو وہ دغاباز بیرحم اور بدباطن تھا مگر اس نے ثابت کردیا کہ اس کے ہمعصروں میں تدبیر مملکت اور فن سپہگری میں اس کے برابر بہت کم لوگ تھے۔ باب ۲

قسمت نے بھی یاوری کی کیونکہ مغرب کے معاملات میں منہمک ہونے کی وجہ سے مشرقی سیاسیات کی طرف رومن بہت کم توجہ کرسکتے تھے۔ اسی زمانے میں قوم کمبری نے رومن مقبوضات پر یورش کی تھی اور جگرتھا سے افریقہ میں جنگ ہورہی تھی اس موقع سے نفع اُٹھاکر متھریڈائیس نے اپنے

باب۳ منصوبوں کے پہلے حصہ کو تکمیل پر پہنچا دیا اور ۹۵ سنہ ق م تک دریائے ڈینوب کے دہانہ سے کولکس اور آرمینیا کوچک تک بحر اسود کے سواحل پر اس کا اقتدار یونانی شہروں اور وحشی قبائل پر قائم ہوچکا تھا۔ بحر اسود اور اس کے لاانتہا ذخائر کو اپنے دست قدرت میں لاکر اس نے ایشیائے کوچک میں اپنی قوت کو مستحکم کرنا شروع کیا جس کی وجہ سے رومنوں کو مجبوراً اس کے معاملات میں دخل دینا پڑا متھریڈاٹیس نے آریوبارزانیس شاہ کپاڈوشیا کو معزول کرکے اس کی جگہ اپنے بیٹے آریارتھیس کو تخت نشیں

۶۶۲ بنیادی کردیا تھا۔ رومنوں نے ۹۲ سنہ ق م میں اس کو بحال کرانے کے لئے ل۔ کارنیلیس سولا کو روانہ کیا۔ متھریڈاٹیس نے

۶۶۴ بنیادی مصلحتاً سرِتسلیم خم کیا مگر ۹۰ سنہ ق م میں خانہ جنگی کے شروع ہوتے ہی اس نے پھر سر اٹھایا اور نہ صرف آریوبارزانیس کو تخت وتاج سے محروم کردیا بلکہ بتھینیا کے بادشاہ نکومیڈیس کو بھی معزول کرکے جو رومنوں کے حلفاء میں سے تھا اپنے ایک آوردہ کو اس ملک کا بادشاہ بنا دیا۔ رومنوں نے پھر مداخلت کی اور متھریڈاٹیس نے دونوں معزول شدہ بادشاہوں کے بحال کئے جانے پر اپنی رضامندی ظاہر کی اور سلطنت روما کے ساتھ اپنی وفاداری کا اعلان کیا۔ مگر ساتھ ہی ساتھ وہ خفیہ طور پر رومنوں کے خلاف ایک اتحادِ عظیم قائم کرنے کے لئے سعی بلیغ کررہا تھا اس مقصد میں

اس کو اس قدر کامیابی ہوئی کہ بحیرۂ اسود کے سواحل کے ۱ سب
تمام یونانی شہر اور ان کے وحشی ہمسائے یعنے
قبائل تھریسی سیتھین باسٹارنی اور سارماٹی سب اس کے
احکام کے منتظر رہنے لگے۔ شاہان آرمینیا و پارتھیا سے
اس کے دوستانہ تعلقات تھے اور اس کے سفراء شاہان مصر
وشام کے ساتھ اتحاد قائم کرنے کی فکر میں تھے۔ پانٹس میں
اس نے ڈھائی لاکھ پیادوں اور چالیس ہزار سواروں کی
فوج جرّار تیار کرلی تھی۔ اس کے علاوہ چارسو جہازوں کا
بیڑا بھی تھا، رومنوں سے جنگ چھڑ جانے کے لئے
صرف ایک بہانہ کی ضرورت تھی۔ رومن حکام ایشیا کی
حماقت اور ناعاقبت اندیشی سے متھراڈائیس کو چھیڑ چھاڑ
شروع کردینے کا بہانہ بآسانی مل گیا۔ حکومت جمہوریہ کی
کمزوری کا اس سے بہتر کوئی ثبوت نہیں مل سکتا کہ چند
حُکّام صوبجات کے خود مختارانہ افعال سے سلطنت روما بغیر
کسی انتباہ کے ایک سنگین معرکہ آرائی میں پھنس گئی اور
وہ بھی دوران خانہ جنگی میں ایک ایسے زبردست دشمن سے
جس کے مقابلہ کا سقوط قرطاجنہ کے بعد اس کو کبھی موقع
نہیں پڑا تھا۔ واقعات یہ ہیں کہ ۸۹ سنہ ق م میں م۔ اکولییس کے سنہ ۶۶۵ بنیادی
اغواء سے نیکومیڈیس نے متھراڈائیس کے مقبوضات پر
حملہ کردیا اور اماسٹرس تک اس کے ملک کو تاخت وتاراج
کردیا۔ متھراڈائیس نے جب شکایت کی تو رومن حُکّام نے

بابؔ تلافی کرنے سے انکار کردیا اور اس کے سفراء کو اپنی چھاونی سے نکل جانے کا حکم دیا اس لئے جنگ کا شروع ہونا لابدی تھا۔ ۸۸ ق م کے آغاز میں نکومڈلس نے پانٹس پر حملہ کردیا آوپئیس صوبہ دار سلیشیا صوبۂ کاپاڈوشیا میں بڑھ آیا اور ایکوئلیس اور ایل کاسیئس صوبہ دار ایشیا نے صوبہ جات بتھینیا و فریجیا کو گھیر لیا۔ ان کی فوج تعداد میں بہت زیادہ تھی مگر اس میں زیادہ تر وہ سپاہی تھے جو حال ہی میں صوبہ ہائے فریجیا و گلاٹیا میں بھرتی کئے گئے تھے اور جن پر بہت کم اعتماد کیا جاسکتا تھا۔ رومن سپہ سالار بھی متھریڈائیس اور اس کے تجربہ کار یونانی جنرلوں نیوٹالیموس و آرکیلاؤس کے مقابلہ میں کچھ نہ تھے مگر جنگ بہت جلد ختم ہوگئی۔ نکومڈلیس کو آمنیئس ندی کے قریب شکست فاش ہوئی اور وہ اپنی سلطنت کو دشمن کے قبضہ میں چھوڑکر پہلے پرگامس بھاگا اور وہاں سے روما چلا گیا۔ اس کے رومن حلیفوں کا جن کے سپاہیوں نے لڑنے سے انکار کردیا تھا اور بھی آسانی سے قلع قمع ہوگیا۔ کاسیس بھاگ کر جزیرۂ روڈز چلا گیا، آپیس اور ایکوئلیس دونوں کے دونوں گرفتار ہوگئے جن میں سے آخرالذکر قتل کردیا گیا

مجلس سینیٹ کو نہایت تعجب کے ساتھ معلوم ہوا کہ متھراڈائیس نہ صرف اضلاع بتھینیا، کاپاڈوشیا و فریجیا کا بلا شرکت غیرے مالک بن بیٹھا تھا بلکہ ان کے صوبجات بتیا

متھریڈیٹس سے پہلی جنگ ۸۸ ق م بنیادی

ایشیا میں متھریڈائیس کی فتوحات

لیشیا یا مفیلیا کا بھی۔اس خلاف امید انقلاب کی خبر سننے کے بعد رومنوں کو یہ بھی معلوم ہوا کہ جملہ یونانی شہروں میں وقت واحد میں متھراڈاٹیس کے اغواء سے تمام رومن باشندے قتل کردئے گئے۔اس کے علاوہ گو جزیرۂ روڈز کی تسخیر میں اس کو کامیابی نہیں ہوئی مگر ایشیائے کوچک کے سواحل کے قریب جتنے جزایر تھے سب پر اس نے قبضہ کرلیا تھا۔ متھراڈاٹیس نے ان فتوحات پر اکتفا نہیں کی کیونکہ اس کی آرزو تھی کہ یونان کو بھی رومنوں کے پنجہ سے آزاد کراکے اپنے دائرۂ حکومت میں لے آئے۔اس نے اپنے سپہ سالار آرکیلاؤس کو اس غرض سے یونان بھیجا۔جہاں اس کی بہت کم مخالفت ہوئی۔اور نہ صرف اہل ایتھنز بلکہ باشندگان بےاوشیا، اکائیا و اسپارٹا شاہ پانٹس کے حلفاء میں شریک ہوگئے۔جس کی وجہ سے جو تفوق رومنوں نے ایک سو سال قبل میگنیشیا کے میدان جنگ میں حاصل کیا تھا۔عارضی طور پر متھریڈاٹیس پر منتقل ہوگیا مگر اس کی اس عارضی کامیابی کا سبب یہ تھا کہ رومن اپنے آپس کے جھگڑوں میں مصروف تھے۔رومن سپہ سالار جو اس کے مقابلہ کے لئے روانہ کئے گئے تھے نااہل تھے۔اور ایشیائے کوچک میں رومن افواج کی تعداد بھی بہت کم تھی اس لئے جب سولا کی سپہ سالاری ۸۷ ق م میں سولا نے سینیٹ کے خاص حکم سے پانچ لیجنوں کے ساتھ یونان میں آکر فوج کی کمان اپنے ہاتھ میں

باب ۲۲

سولا کی سپہ سالاری ۲۶ ق م بنیادی

باب ۳ لی تو صورت حالات یکایک متغیر ہوگئی سولا کے موقع کارزار پر پہنچتے ہی پلوپونیز کی جملہ ریاستیں متھراڈائیس سے برگشتہ ہوگئیں اور ایشیائے کوچک کے یونانیوں نے بھی یہی وطیرہ اختیار کیا۔ سولا پہلے ایتھنز کی طرف مخاطب ہوا جہاں آرکیلائس اپنے حلیف آرسطیون کے ساتھ اپنی فوجیں لئے ہوئے پڑا تھا۔ محصور افواج نے سخت مقابلہ کیا مگر ۸۶ قم کے موسم بہار میں پہلے شہر ایتھنز اور پھر اسکے بندرگاہ پیریس پر رومنوں کا قبضہ ہوگیا۔ متھریڈائیس نے ایک فوج مقدونیہ کی تسخیر کے لئے روانہ کی تھی جو ایتھنز کے محاصرہ کی خبر پاکر سرعت کے ساتھ اہل ایتھنز کی امداد کے لئے آرہی تھی۔ سولا نے شمال کی طرف پیش قدمی کرکے ضلع بے اوشیا میں اس کا مقابلہ کیا اور کیرونیا کے تاریخی میدان جنگ میں اپنے دشمنوں کو شکست فاحش دی اور چند ماہ کے بعد بمقام اورکومنیوس اس نے متھراڈائیس کی دوسری فوج کا بھی قلع قمع کردیا جو اس نے اپنی افواج کی کمک کے لئے روانہ کی تھی اور اس طور پر سرزمین یورپ میں اس کی چند روزہ سیادت کا خاتمہ ہوگیا۔ ایشیائے کوچک کے باشندے اس کے ظلم وستم سے بیزار ہوگئے تھے اور جب سولا کی فتح کیرونیا کا حال ان کو معلوم ہوا تو بالکل بغاوت پر آمادہ ہوگئے۔ اس کے علاوہ اپنی جدید رعایا پر رُعب جمانے کے لئے اس نے وحشیانہ تدابیر اختیار کی تھیں

(حاشیہ: ۸۶ سنہ ۶۶۸ بنیادی — تسخیر ایتھنز کیرونیا اور اورکومنیوس کی فتوحات)

گلاٹیا کے کئی سرداروں کو اس نے دغا بازی سے قتل کردیا تھا اور اہل کیوس پر سخت مظالم کئے جس کی وجہ سے وحشی اور یونانی دونوں قومیں اس سے سخت متنفر ہوگئیں۔ اہل گلاٹیا نے اس کے صوبہ دار کو نکال باہر کیا اور متعدد یونانی بستیاں شہر ایفیسس کے دیکھا دیکھی علانیہ روما کی شریک ہوگئیں مقام آرکومینوس میں جب اس کی فوجوں کو شکست ہوئی تو اس کی ہمت بالکل ٹوٹ گئی اور اس نے اپنے سپہ سالار آرکیلائس کو حکم دیا کہ سولا کے ساتھ صلح کی گفت وشنید شروع کردے۔ سولا بھی خود صلح کا خواہاں تھا کیونکہ اس کے یونان روانہ ہونے کے بعد روما میں پھر انقلاب ہوگیا تھا اور وہاں اس کے جانی دشمن برسر حکومت ہوگئے تھے، جنھوں نے اس کو سلطنت کا دشمن قرار دے کر بجائے اس کے ل۔ والیریس فلاکس (کانسل ۸۶؁ ق م) کو سپہ سالار مقرر کردیا تھا۔ سولا کو اس کی کچھ پروا نہیں تھی کیونکہ اپنی افواج کی وفاداری سے اس کو امید تھی کہ جس طرح انھوں نے ۸۸؁ میں نولا سے روما تک اس کی متابعت کی تھی اسی طرح فلاکس کے خلاف بھی اس کی سرکردگی میں لڑیں گی مگر قبل اس کے کہ وہ اپنے ہمقوموں سے لڑے، اس کو فکر تھی کہ اپنی فتوحات کا ثمرہ حاصل کرے، کیونکہ روپیہ اور جہازوں کی جو اس کے پاس کمی تھی، صرف برابر کی صلح کرلینے سے پوری ہوسکتی تھی۔ سولا نے جو شرائط صلح پیش کیں ان کی

باب ۲

تجاویز صلح

باب۳ غایت یہ تھی کہ جنگ کے قبل فریقین کی جو حالت تھی وہ برقرار رہے۔ متھراڈاٹیس، فسلاگاپاڈوشیا، بتھینیا، ایشیا و پافلاگونیا خالی کردے۔ ستر جنگی جہاز رومنوں کے حوالہ کرے اور دو ہزار تیلنت بطور تاوانِ جنگ ادا کرے۔ متھراڈاٹیس کی خواہش تھی کہ ضلع پافلاگونیا پر اس کا قبضہ بحال رہے اور جہاز بھی اس سے نہ لئے جائیں۔ مگر سولا نے اس کے

بنیادی ۶۶۹ عذرات کی سماعت نہ کی۔ لیکن ۸۵ سنہ ق م میں صورت حالات ایسی ہوگئی کہ دونوں فریق صلح کے درپے ہوگئے۔ ۸۶ سنہ و ۸۵ سنہ ق م کے درمیان موسم سرما میں سولا مختلف کیلٹی کالیری اور تھریسی قبائل کی سرکوبی میں مصروف رہا جو اکثر اوقات رومن صوبہ مقدونیہ پر یورش کرتے رہتے تھے۔ جمہوریہ نے فلاکس کو سولا کا جانشین مقرر کردیا تھا مگر اس کو ایشیا میں آتے ہی فمبریا نے بمقام نکومیڈیا قتل کردیا اور فوج کی کمان

فلاکس کا قتل فمبریا ایشیا میں اپنے ہاتھ میں لے لی۔ یہ شخص نہایت بد اطوار تھا مگر اس نے بھی اپنا جوہر سپہ گری دکھا دیا۔ رومن صوبۂ ایشیا میں پہنچکر اس نے پرگامس پر قبضہ کرلیا اور بالآخر متھریڈاٹیس کو جزیرہ متی لین میں پناہ گیر ہونے پر مجبور کیا جس کی وجہ سے متھریڈاٹیس جبراً و قہراً سولا کی پیش کردہ شرائط قبول کرنے پر آمادہ ہوا اور سولا کی بھی خواہش تھی کہ کسی طرح جلد صلح ہوجائے ورنہ اس جنگ کا سہرا فمبریا کے سر رہیگا۔

سولا ایشیا میں اس لئے تھریس ہوتا ہوا ہیلیسپانٹ (درہ دانیال) پہنچا اور

لیوکاس بھی بیڑہ لے کر اس سے جاملا اور آبنائے مذکور عبور کرکے باب ۳
ایشیا میں وارد ہوا۔ متھراڈاٹیس بمقام ڈارڈانس اس سے ملاقی
ہوا اور شرائط سابقہ پر دونوں میں صلح ہوگئی۔ اس کے بعد
متھریڈاٹیس اپنی سلطنت پانٹس کو واپس چلا گیا۔ نکومیڈیس
اور آریوبازرانس تیسری مرتبہ اپنی سلطنتوں پر بحال کئے گئے۔
فمبریا کی فوجیں اس سے برگشتہ ہوگئیں، جس کی وجہ سے اس نے
خودکشی کرلی۔ اس طرح باوجود اس کے کہ مجلس سینیٹ نے
سولا کو خارج از قانون قرار دیا تھا مگر بلا لحاظ اس کے
اس نے دو عالیشان فتوحات حاصل کیں، ایک سلطنت غیر
سے عہدنامہ کیا اور اس کے بعد صوبہ ایشیا کے معاملات
کے فیصلہ کا تہیّہ کیا جس کو وہ دوبارہ اپنے قبضہ میں
لایا تھا۔

متھریڈاٹیس کے ساتھ صلح

سولا نے جو تدابیر اختیار کیں وہ اس حد تک تو
درست تھیں کہ ۸۸ ق م میں یونانیوں نے رومن باشندوں کا
جو قتل عام کردیا تھا اس کی سزا ضروری تھی۔ مگر ان سے
قیام امن میں مدد ملنے کی امید نہیں ہوسکتی تھی کیونکہ اہل ملک
مسلسل جنگ اور متھریڈاٹیس کی غارتگریوں سے پریشان حال
تھے، سولا نے حکم دیا کہ جن لوگوں نے متھریڈاٹیس کی شرکت
کی تھی سب گرفتار کرکے قتل کردئے جائیں، چنانچہ یہی ہوا
اس کے علاوہ باشندوں کو بھی حکم دیا گیا کہ نہ صرف دوران جنگ
یعنی پانچ سال کی مالگزاری ادا کریں جو ان کے ذمہ باقی تھی

سولا کے انتظامات ایشیا میں

باب۳ بلکہ بیس ہزار تیلنت بطور خرچہ جنگ داخل کریں۔ اس تاوان کی ادائی کے لئے سولا نے اس صوبہ کو چوالیس[۴۴] اضلاع میں تقسیم کردیا اور ہر ایک کے ذمہ ایک خاص رقم مقرر کردی گئی اور زمانۂ ادائی بھی معین کردیا گیا۔ اس میں شک نہیں کہ جو بستیاں اپنی وفاداری پر قائم رہیں ان کے ساتھ سولا نے مراعات ملحوظ رکھی یعنے ان کو آزاد کردیا اور بعض صورتوں میں ان کے مقبوضات میں اضافہ بھی کیا مگر یہ مراعات فلاکت و بربادی کے مقابلہ میں ہیچ تھی، جس میں سولا کی سخت گیریوں سے صوبۂ مذکور مبتلا ہوگیا۔ رقوم مذکورہ کے ادا کرنے کیلئے اہل ایشیا کو رومن مہاجنوں سے زیادہ سود پر قرض لینا پڑا جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ چودہ سال میں رقم واجب الادا اصل رقم کی چھ گنی ہوگئی، اس کے علاوہ سلیسا کے بحری قزاقوں نے ان کے ملک میں لوٹ مار شروع کردی جس کے دفعیہ کے لئے سولا نے کوئی تدبیر نہ کی اور اس کی فوجیں بھی ساکت رہیں، حالانکہ ان کا فرض تھا کہ اہل صوبہ کی حفاظت کریں جو انکے خورونوش کے کفیل تھے۔ یونان کی بھی جہاں سولا کو فتوح حاصل ہوئی تھیں وہی گت بنی جو ایشیا کی ہوئی تھی۔ وہاں بھی سولا لوٹ مار قتل اور غارتگری سے باز نہ آیا جس کے آثار چالیس سال بعد تک عیاں تھے۔ سولا کی خود غرضی اس امر سے بھی ظاہر ہے کہ سوائے اپنے ذاتی مقصد کے اس کو کسی دوسری شئے کی پروا نہ تھی۔ جس خطرہ کو اس نے

رفع کیا تھا اس سے صوبۂ ایشیا کو دوامًا محفوظ رکھنے کی اس نے بابت کوئی تدبیر نہ کی اور اس کو غیر محفوظ چھوڑ دیا۔ شاہان بتھینیا وکاپاڈوشیا جن کو اس نے بحال کرادیا تھا، بالکل بے دست و پا تھے اور متھریڈاٹیس کو دوبارہ اپنی قوت قائم کرنے اور سلسلہ فتوحات کی تجدید میں کوئی امر مانع نہ تھا۔

متھریڈاٹیس سے دوسری جنگ سنہ ۶۷۲ سنہ ۶۷۳ سنہ ۶۷۴ بنیادی

قیاس غالب یہ ہے کہ مقام ڈرڈانس میں جو مصالحت ہوئی تھی، اس کی شرائط کو قبول کرنے کے لئے فریقین میں سے کوئی بھی راضی نہ تھا۔ سنین ۸۳ سنہ، ۸۲ سنہ، ۸۱ سنہ ق م میں ل۔ مورینا صوبہ دار ایشیا نے متھریڈاٹیس کے ملک پر تین دفعہ فوجکشی کی، جن کو مورخ ایپین "جنگ متھریڈاٹیس ثانی" کے نام سے یاد کرتا ہے۔ جنگ کا سلسلہ سولا کے حکم سے روک دیا گیا مگر مورینا کا روما میں فاتحانہ استقبال کیا گیا اور یہی غالبًا اس کے حملوں کی اصل غایت تھی۔ متھریڈاٹیس نے کئی دفعہ درخواست کی کہ صلحنامہ مذکور ضبط تحریر میں لایا جائے مگر مجلس سینیٹ سے برابر انکار ہوتا رہا۔ اس نے بھی صوبۂ کاپاڈوشیا کے کچھ حصہ پر اپنا قبضہ قائم رکھا اور رومنوں سے دوبارہ جنگ کرنے کی تیاری میں مصروف رہا۔

اس کو جلد موقع مل گیا کہ اپنے گزشتہ نقصانات کی تلافی کرے اس لئے کہ سولا نے ۷۸ سنہ ق م میں انتقال کیا تھا۔ سرٹوریس نے ہسپانیہ میں کامیابی کے ساتھ علم بغاوت بلند کیا تھا اور مقدونیہ میں سرحدی جنگ شروع

باب ۱۳ ہوگئی تھی۔متھریڈاٹیس نہایت سرگرمی کے ساتھ ہر طرف سے امداد کا متلاشی ہوا۔ بحر اسود کے شمال میں جو جنگجو قومیں آباد تھیں اس کی امداد پر آمادہ ہوگئیں۔اس کے داماد ٹیگرانس نے جو نہ صرف آرمینیا بلکہ شام پر بھی حکمراں تھا اس کے ایماء سے کاپاڈوشیا پر حملہ کردیا۔سیلیسیا کے بحری قزاقوں کو بھی اس نے ہموار کرلیا جن کی سرکوبی میں رومن کوشاں تھے اور سرٹوریس سے بھی سلسلۂ اتحاد قائم کیا یعنے بقول سسرو "اس نے اپنے زبردست اتحاد میں بحر اوقیانوس کو بحر اسود سے ملادیا"

متھریڈاٹیس سے تیسری جنگ

سنہ ۷۴ ق م میں ملک بی تھینیا کے بدقسمت بادشاہ نکوڈیس نے انتقال کیا اور جیسا کہ اٹالس شاہ پرگامم نے اپنے مقبوضات کا وارث اہل روما کو قرار دیا تھا اس نے بھی

سنہ ۶۸۰ بنیادی

انھیں کو اپنی سلطنت بخش دی اور سینیٹ نے اسکی وصیت کے مطابق بتھینیا کو سلطنت روما میں شامل کرلیا۔مگر متھریڈاٹیس سے یہ کب دیکھا جاتا، اس نے فوراً نکوڈیس کے ایک بیٹے کی حمایت میں ایک لشکر جرار اور زبردست بیڑا لیکر ملک بتھینیا پر حملہ کردیا۔رومنوں نے سال مذکور کے دونوں کانسلوں کو اسکے پسپا کرنے کے لئے روانہ کیا گو دونوں کانسلوں کا وقت واحد میں روما سے غیاب، عملدرآمد کے خلاف تھا۔ایک کانسل یعنے م۔آرلییس کوٹا کو حکم دیا گیا تھا کہ بتھینیا کو دشمن کے حملوں سے محفوظ رکھے۔مگر چونکہ فن سپہ گری میں اس کو بہت کم دخل تھا،

متھریڈاٹیس نے اس کو ہزیمت دے کر کیلسیڈن کی فصیلوں کے اندر پناہ لینے پر مجبور کیا۔ متھریڈاٹیس نے اس کے بعد شہر سائی زکس کا محاصرہ کرلیا جس پر قبضہ کرلینے سے اس کو صوبۂ ایشیا کے زرخیز مغربی اضلاع پر خشکی اور تری دونوں راستوں سے یورش کرنے کا بآسانی موقعہ ملجاتا۔ اس کی ایک دوسری فوج نے صوبہ فریجیا پر حملہ کرکے خوب لوٹ مار مچادی مگر اب قسمت نے اس سے منہ موڑلیا اور اس کو وہ کامیابی نصیب نہوی جو ۸۸ ق م میں حاصل ہوی تھی۔

باب ۷

محاصرہ سائی زکس

سائی زکس کے باشندوں نے اپنے شہر کی نہایت مستعدی کے ساتھ محافظت کی اور اس کے علاوہ لیوکلس ان جنرلوں سے بہت زیادہ قابل تھا جن کو اس نے شکست دی تھی۔ لیوکلس کے زیر کمان پانچ رومن لشکروں کے ہزدآزما سپاہی تھے۔ برخلاف اس کے جن جنرلوں کو متھریڈاٹیس نے شکست دی تھی ان کے زیر کمان صرف غیر قواعد داں ایشیائی سپاہی تھے۔ ہم بیان کرچکے ہیں کہ کوٹا کیلسیڈن میں محصور تھا مگر لیوکلس نے فوراً اہل سائی زکس کی امداد کے لئے پیش قدمی کی۔ دشمن کی افواج کی تعداد چونکہ بہت زیادہ تھی اس نے بجائے ان کا مقابلہ کرنے کے اپنی افواج کا پڑاؤ ایک ایسے مقام پر ڈال دیا جہاں سے وہ متھریڈاٹیس کی رسد خشکی کے راستہ سے روک سکتا تھا اور اس سے یہ امید تھی کہ سمندر کے طوفانوں کی وجہ سے

تری سے بھی اس کی رسد رک جائے گی اس تدبیر سے اس کو باب ۱۲
پوری کامیابی ہوئی، موسم سرما کی آمد شروع ہوگئی۔ اہل سائزیکس
نے اطاعت قبول کرنے کا نام بھی نہ لیا اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ
بیماری اور فاقہ کشی کے سبب سے متھریڈاٹیس کی افواج کا خاتمہ
ہونے لگا اور آخرکار ۷۴ سنہ ق م کے ختم کے قریب اس نے سنہ ۶۸۰ بنیادی
شہر سائزیکس کا محاصرہ اٹھادیا اور اپنی فوج اور بیڑے کا ایک
حصہ اپنے ساتھ لے کر سمندر کے راستے نیکومیڈیا اور وہاں سے
پانٹس چلا گیا۔ لیوکلس بطور فاتح سائزیکس میں داخل ہوا اور اسکی
پیشین گوئی پوری ہوئی کہ لڑے بغیر دشمن کو ہزیمت ہوگی۔
اسکے بعد جزیرۂ لمنوس کے قریب متھریڈاٹیس کے بیڑے کو
اس نے شکست دی جس کے سبب سے صوبجات ایشیا
و بتھینیا حملہ آوروں سے صاف ہوگئے مگر لیوکلس کا بالکل
قصد نہ تھا کہ متھریڈاٹیس کو اس کی آبائی سلطنت پر حکمراں
رہنے دے جس سے اس کو رومنوں سے پھر لڑنے کے لئے
تیاری کرنے کا موقعہ ملتا۔ سولا سے یہی غلطی سرزد ہوئی تھی
جس کا رومنوں کو خمیازہ اٹھانا پڑا۔ اس لئے ۷۳ سنہ ق م لیوکلس کا
میں لیوکلس اپنی افواج کے ساتھ ملک پانٹس میں داخل ہوا پونٹس پر حملہ
اور امیسس اور تھیمس کیرا کا محاصرہ کرلیا مگر جب اس کو سنہ ۶۸۱ بنیادی
معلوم ہوا کہ متھریڈاٹیس نے ایک فوج کثیر اس کے مقابلہ
کے لئے تیار کرلی ہے تو اس نے قصد کیا کہ قبل اس کے کہ
متھریڈاٹیس کی امداد کے لئے اس کے دوردراز کے حلفاء

اور خصوصاً اس کا داماد ٹیگرانیس پہنچ سکے، اس پر حملہ کرکے باب۳
اس کا خاتمہ کردیا جائے؛ شہر ایمی سس کا محاصرہ اپنے نائب
مورینا کے تفویض کرکے لیوکلس پہاڑوں کو طے کرکے
دریائے لائی کوس کی وادی میں پہنچا اور ہموار زمین کو چھوڑ کر
جہاں متھریڈائیس کے سوار اس کو پریشان کرتے، اس نے
پہاڑیوں پر اپنی افواج کے خیمے ڈال دئے جہاں سے وہ
دشمن کی چھاؤنی پر بآسانی حملہ کرسکتا؛ اس کی رسد قریب الختم ہی
ہو رہی تھی کہ قسمت نے اس کی یاوری کی، متھریڈائیس کے
سوار اس کی راہ میں حائل ہوئے مگر ان کو رومنوں نے
پسپا کردیا۔ یہ ایک معمولی سی جھڑپ تھی مگر مشہور ہوگیا کہ
متھریڈائیس کو شکست فاحش ہوئی ہے؛ وہ خود بھی اپنی فوج کے
حق میں سخت بے پروائی برت کر فرار ہونے کی تیاری کرنے لگا۔ متھریڈائیس کی ہزیمت و فراری
جب اس کے ارادے کا حال اس کی فوج کو معلوم ہوا تو
اُن کے ہوش و حواس جاتے رہے۔ رومنوں نے اس گڑبڑ
میں حملہ کرکے متھریڈائیس کی چھاؤنی اور اس کے خزانہ پر
قبضہ کرلیا اور وہ خود سراسیمہ وار کوماناکی طرف بھاگا اور
وہاں سے اپنے داماد ٹیگرانیس کے پاس چلا گیا؛ اس کی
جان تو بچ گئی مگر اس کی سلطنت فاتحین کے قبضہ میں
آگئی۔ ۷۰ق م میں لیوکلس نے نہ صرف پانٹس کو ۶۸۴ بنیادی
اپنے تابع فرمان کرلیا بلکہ آرمینیا کوچک کو بھی؛ یہانتک کہ
متھریڈائیس کے بیٹے مکاریس شاہ باسپورانی نے بھی اطاعت

باب ۱۲ قبول کرلی۔اس مہم کے اختتام کے بعد وہ صوبۂ ایشیا کو واپس
۶۸۴ بنیادی آیا اور ۷۰ ق م کا بیشتر حصہ وہیں گذار دیا۔اس کا طرز عمل
سولا کے بالکل برخلاف تھا۔شہر ایمیسس کی آزادی حسب سابق
لیوکلس صوبۂ ایشیا میں قائم رکھنے سے اس نے ثابت کردیا تھا کہ اس کو یونانیوں سے
ہمدردی ہے اور اب اس نے قصد کیا کہ سولا کی سخت گیریوں
کی تلافی کرنے کی کوشش کرے۔صوبۂ مذکور کے باشندے
قرض کے بوجھ سے دبے جاتے تھے اور رومن ساہوکاروں
اور وصول کنندگان محاصل کے مطالبات کی ادائی کے لئے نہ صرف
اپنے مندروں کے خزانوں اور فنون لطیفہ کے بہترین نمونوں سے
دست کش ہوئے بلکہ اپنی اولاد کو فروخت کرنے پر مجبور
ہورہے تھے۔لیوکلس نے شرح سود میں کمی کرکے بارہ فیصدی
قرار دیا اور حکم دیا کہ رقم سود ادا شدنی، اصل رقم قرضہ میں
جمع نہ کیجائے۔اس نے یہ بھی حکم دیا کہ اگر اراضیات رہن
رکھی گئی ہوں تو قرضخواہ کو پیداوار کا صرف ایک ربع حصہ
دیا جائے اور باقی قرضدار کو۔سولا نے صوبہ مذکور پر جو تاوان
عائد کیا تھا اس کی رفتہ رفتہ ادائی کے لئے محصول عائد کئے۔
تجاویز مذکور کا نتیجہ یہ ہوا کہ چار سال کے اندر اہل صوبہ
بار قرض سے سبکدوش ہوگئے اور لیوکلس کے بہت ممنون
ہوئے،گو رومن مہاجنوں کو یہ بہت شاق گذرا۔۴۵ق م
۶۰۴ ۶۸۵ بنیادی تک بھی انتظامات مذکور میں سے بعض جاری تھے۔
۷۰ق م کے اختتام کے قریب یا ۶۹ق م کے

باب ۲ اوائل میں لیوکلس کا برادر نسبتی اپیپس کلاڈیس جو ٹیگرانیس کے پاس
آرمینیا پر حملہ بطور سفیر روانہ کیا گیا تھا' واپس آیا۔ انطاکیہ واقع شام پہنچکر
اس نے اپنا پیام نہایت دلیری کے ساتھ اس مطلق العنان
مشرقی بادشاہ کے گوش گذار کیا۔ رومنوں نے اس سے
مطالبہ کیا تھا کہ متھریڈاٹیس کو ان کے حوالہ کردیا جائے؛
تاکہ لیوکلس اس کو اپنے ساتھ روما لیجائے۔ رومنونکو پہلے ہی
سے خیال تھا کہ ٹیگرانیس اس مطالبہ کو کبھی روانہ رکھے گا
اور لیوکلس نے فوراً آرمینیا پر حملہ کرنے کی تیاری شروع کردی
سلطنت آرمینیا مگر اس ملک پر حملہ کرنا آسان نہ تھا اور روما کے اہل سیاست
اور خود لیوکلس کے سپاہی اس کے اس فعل کو احمقانہ خیال
کرتے تھے؛ اوّل تو مسافت بہت زیادہ تھی پھر ملک آرمینیا
نہایت غیر ہموار اور دشوار گذار تھا اور اس کا حکمراں اسوقت
مشرقی بادشاہوں میں ممتاز ترین تھا اور اپنی فتوحات کی وجہ
سے "شہنشاہ" کہلاتا تھا۔ آرمینا کی حدود ارضی حسب ذیل ہیں
شمال میں کوہ قاف مغرب میں صوبہ کا پاڈوشیا' مشرق میں
میڈیا اور جنوب میں عراق ایک سو سال قبل یہ پہاڑی ملک
شاہان سیلیوکی کے ماتحت تھا۔ شاہ انٹاکس کو جب
بمقام میگنیشیا ۱۸۹ ق م میں شکست ہوئی تو یہ ملک آزاد
ہوگیا اور دوسری صدی ق م کے اختتام تک اس کی قوت
بڑھتی رہی۔ مگر اہل پارتھیا نے اسی زمانے میں حملہ کردیا جسکی
وجہ سے اس کا وجود معرض خطر میں آگیا۔ اہل پارتھیا نے

باب۳ صوبجات میڈیا و عراق خاندان سیلیوکی سے چھین لئے اور آرمینیا
میں داخل ہوکر وہاں کے بادشاہ آرٹاواسڈیس کو انھوں نے
شکست دی اور اس کے ملک کا ایک حصہ اپنی سلطنت میں
۶۵۹ سنہ بنیادی ملحق کرلیا۔ ۹۵ سنہ ق م میں جب اس کا بیٹا ٹیگرانیس تخت نشین
ہوا تو ملک آرمینیا کی حالت نہایت خراب تھی؛ مگر آیندہ
پچیس سال میں ایک عجیب و غریب انقلاب ہوا جو مشرقی
شاہ ٹیگرانیس کی حکومت ممالک میں اکثر ہوا کرتا ہے۔ ٹیگرانیس بلحاظ قابلیت متھریڈاٹیس کا
مدِّمقابل نہ تھا مگر اولوالعزمی میں اس سے کم بھی نہ تھا اور
قسمت کی یاوری سے اسے بہت کچھ کامیابی ہوئی۔ اہل پارتھیا
کی پیش قدمی تاتاریوں کے حملوں سے رک گئی تھی اور ان کی
قوت بھی مضمحل ہوگئی تھی۔ ٹیگرانیس نے اس موقع کو غنیمت
سمجھا اور جس زمانے میں کہ رومنوں اور متھریڈایٹس کے
درمیان پہلی جنگ ہورہی تھی، اس نے نہ صرف آرمینیا کے
اس حصہ پر قبضہ کرلیا تھا جس کو اہل پارتھیا نے ۹۵ سنہ ق م
میں فتح کرلیا تھا بلکہ صوبۂ میڈیا اور عراق کے بعض اضلاع
بھی اس کے قبضہ میں آگئے۔ شمال میں اس نے قبائل البانی
۶۷۱ سنہ بنیادی وآئبیری کو محکوم کیا۔ ۸۳ سنہ ق م میں اس کی افواج نے ملک شام پر
بآسانی قبضہ کرلیا اور مغرب میں وہ سیلیشیا کے نشیبی اضلاع
۶۷۶ سنہ بنیادی اور کاپاڈوشیا تک پہنچ گیا (۷۸ سنہ ق م)۔ جب رومن سفیر
اپیئس کلاڈیس اس کے دربار میں بمقام انطاکیہ حاضر ہوا
۶۸۴ سنہ بنیادی (۷۰ سنہ ق م) تو اس کی حکومت کوہ قاف سے یہودیوں کے ملک کی

حدود تک تھی اور کوہ ٹارس سے صوبۂ میڈیا کی مشرقی سرحد باب ۳
تک۔ اس کی سطوت و جبروت کی یہ حالت تھی کہ باجگذار بادشاہ اس کو میز پر کھانا کھلاتے اور جب اس کی سواری نکلتی تو پیادہ پا اس کے ہمراہ رہتے۔ اس کی افواج میں ایشیائے کوچک کے یونانی اور اہل میڈیا، البانیا اور عرب شامل تھے۔ اس نے ایک نہایت عظیم الشان شہر کی بطور اپنی یادگار کے بنا ڈالی اور (آسیریا) اشور کے قدیم بادشاہوں کی متابعت میں وہاں مختلف صوبجات مفتوحہ کے باشندوں کو لیجاکر آباد کیا۔

مگر باوجود اس کروفر اور شان و شوکت کے ٹیگرانیس رومنوں کے مقابلہ سے معذور تھا کیونکہ ممالک مفتوحہ کے باشندے صرف اس کے ظلم کے خوف سے اس کی اطاعت پر مجبور تھے اور اس کے ساتھ ان کو محبت نہ تھی اور اس کے غیر قواعد داں سپاہی رومن لشکروں کے مقابلہ میں ہیچ تھے۔

لیوکلس آرمینیا میں

۶۹ ق م کے موسم بہار میں لیوکلس صوبۂ ایشیا سے کوچ کرکے اپنی افواج سے پانٹس میں جا ملا اور ان کو اپنے ساتھ لے کر کاپاڈوشیا سے ہوتا ہوا دریائے فرات کو عبور کرکے آرمینیا میں وارد ہوا۔ اس پیش قدمی میں اس کا کوئی مزاحم نہوا کیونکہ اس نے اپنی لینت سے دیسی باشندوں کو رام کرلیا تھا اور اس کے سپاہی بھی کسی پر دست درازی نہیں کرنے پاتے تھے۔ ٹیگرانیس نشۂ حکومت سے سرشار تھا۔ وہ خود رومنوں پر فوجکشی کی تیاری کررہا تھا۔ رومنوں کی آمد کی خبر کو اس نے محض افواہ

باب ۳۱ خیال کرکے سکوت کیا۔ جب یہ خبر درجۂ یقین پر پہنچ گئی تو اس نے ایک مختصر فوج بھیجکر یہ حکم دیا کہ لیوکلس کو زندہ گرفتار کرلائیں۔ اس فوج کو شکست ہوئی جس سے اس کا نشہ کچھ کم ہوا مگر جب اس کے حکم پر اس کی تمام فوجیں جمع ہوگئیں تو پھر اس کے سابقہ خیالات نے عود کیا اور باوجود متھریڈاٹیس کے سمجھانے کے، اس نے قصد کیا کہ حملہ آدروں کا ایک ہی جنگ میں خاتمہ کردے۔ لیوکلس جو شہر ٹیگرانوکرٹا کے محاصرے میں مصروف تھا، خود بھی یہی چاہتا تھا اور جب اس کو ٹیگرانیس کی پیش قدمی کی خبر ملی تو اس نے محاصرۂ مورینا کے تفویض کردیا اور اپنی فوج کا ایک حصہ اپنے ساتھ لیکر دشمن کے مقابلہ کے لئے بڑھا۔ دریائے دجلہ کو اس نے

ٹیگرانیس کی ہزیمت اور شہر ٹیگرانوکرٹا کی تسخیر۔

بامزاحمت عبور کرلیا اور قبل اس کے کہ ٹیگرانیس اپنی مختلف العناصر فوج کو صف بستہ کرسکے، لیوکلس نے اس کے زرہ پوش سواروں پر حملہ کردیا، جس پر اس کو ناز تھا۔ مگر یہ سوار سخت بزدل ثابت ہوئے کیونکہ قبل اس کے کہ جنگ شروع ہو ان کے قدم اکھڑ گئے اور پیچھے ہٹنے لگے یہانتک کہ پیادہ سپاہیوں کی گھنی صفوں پر گرنے لگے جو ان کے عقب میں تھیں۔ اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ ٹیگرانیس کی فوج میں سراسیمگی پھیل گئی اور اس کے ایک لاکھ سپاہی اور تمام سوار قتل ہوگئے۔ برخلاف اس کے رومنوں کے صرف پانچ آدمی کام آئے اور ایک سو زخمی ہوئے۔ اس فتح کے بعد شہر ٹیگرانوکرٹا کی

یونانی محافظ فوج نے بھی ہتھیار ڈال دئے اور رومنوں نے بابت اس شہر کو جو ٹیگرانیس نے بطور یادگار بنایا تھا، تباہ کردیا۔ مورخ اسٹرابو کے زمانے میں اس کی حالت ایک معمولی قریہ کی تھی۔

آرٹاگزاٹا پر پیش قدمی۔ ٹیگرانیس کی دوسری شکست ۶۸ سنہ بنیادی

لیوکلس نے موسم سرما آرمینیا میں بسر کیا اور ۶۸ سنہ قم کے موسم سرما کے اواخر میں شمال کی طرف پیش قدمی کی۔ اور ٹارس کے سلسلہ کوہی کو طے کرکے ٹیگرانیس پر ایک آخری وار کرنے کا قصد کیا جو متھریڈایٹس کی امداد سے ایک دوسری فوج تیار کرکے اپنی آبائی حکومت کی محافظت کی فکر میں تھا۔ لیوکلس کو جب یہ معلوم ہوا کہ دونوں بادشاہ اب کھلے میدان میں اس کا مقابلہ کرنے پر آمادہ نہیں ہیں، جس میں شکست کا دوبارہ اندیشہ تھا تو اس نے فوراً آرمینیا کے قدیم دارالخلافہ آرٹگزاٹا پر حملہ کردیا تاکہ ٹیگرانیس اس کی حفاظت کے لئے خواہ مخواہ برسرجنگ آنے پر مجبور ہو۔ لیوکلس کی یہ تدبیر کارگر ثابت ہوئی۔ کیونکہ جب وہ آرسانیاس ندی کی وادی میں پہنچا تو دونوں بادشاہ اپنی فوجیں لئے ہوئے اسکے مقابلہ کے لئے موجود تھے۔ جنگ کا نتیجہ وہی ہوا جو سال ماسبق میں ہوا تھا، رومن لشکروں کو دیکھ کر اور ان کے نعروں کو سنکر ایشیائی مرعوب ہوگئے اور میدان جنگ سے سراسیمہ وار بھاگ کھڑے ہوئے۔ اس فتح سے آرٹگزاٹا کا راستہ کھل گیا، مگر موسم گرما ختم ہوچکا اور موسم سرما کی قربت

بابؔ۳ اور اپنے سپاہیوں کی مزید پیش قدمی کرنے سے انکار کردینے کی وجہ سے لیوکلس کو بادل ناخواستہ دریائے دجلہ کے جنوب میں گرم تر اضلاع کی طرف واپس آنا پڑا جہاں اس نے شہر ینبس پر قبضہ کرلیا جو ایک بڑا شہر تھا اور اس پر قبضہ کرلینا گویا آرٹگزاٹا کا نعم البدل ہوگیا؛ یہانتک تو لیوکلس کو برابر کامیابی ہوتی رہی۔ اس نے متھرڈاٹیس کو ایشیائے کوچک سے نکال دیا تھا اور مجلس سینیٹ ملک پانٹس کو سلطنت روما میں شریک کرنے کی تیاری میں مصروف تھی؛ اس کے زیر کمان رومن افواج نے پہلی مرتبہ ٹارس کے سلسلۂ کوہی کو طے کیا۔ ٹیگرانیس کو اس نے دو مرتبہ شکست فاحش دی اور اس کے جدید دارالسلطنت پر قبضہ کرلیا اور اس سے وہ تمام ممالک چھین لئے جن پر اس نے ۹۵ سنہ ق م کے بعد قبضہ کیا تھا۔ ان مسلسل کامیابیوں کی تکمیل اور مشرق قریبہ کے جملہ ممالک پر روما کی سیادت قایم کرنے میں صرف یہ کسر رہگئی تھی کہ شاہ پارتھیا کو بھی نیچا دکھایا جائے، اور بیان کیا جاتا ہے کہ پارتھیا پر بھی حملہ کرنے کی وہ تیاری کررہا تھا؛ مگر اب قسمت نے اس کا ساتھ چھوڑ دیا۔

تسخیر ینبس

لیوکلس نے سولا کی طرح اپنے سپاہیوں کو انتہائی آزادی دیکر ان کو اپنی ذات کے ساتھ وابستہ کرنے کی کبھی پروا نہ کی تھی اور نہ قیصر کی طرح اسے سپاہیوں کی تالیف قلوب کا ملکہ تھا؛ اس کے سپاہی اس لامتناہی سلسلۂ جنگ سے گھبرا گئے تھے، اس لئے انھوں نے

نہ صرف پارتھیا پر حملہ کرنے بلکہ ٹیگرانیس کے خلاف لڑنے سے باب ۳۰
بھی انکار کر دیا تھا، جس نے ۶۸ سنہ ۶۷ سنہ ق م کے موسم سرما ۶۸۶ سنہ ۶۸۷ سنہ بنیادی
میں پھر ایک فوج جمع کر لی تھی۔ مگر جب ان کو یہ معلوم ہوا کہ
متھریڈائیس نے لیوکلس کی خاموشی کو غنیمت سمجھکر ملک پانٹس
میں داخل ہوکر لیوکلس کے نائب م فیبیس کو شکست دیدی
ہے تو انھوں نے پیش قدمی پر رضامندی ظاہر کی۔ لیوکلس
کاپاڈوشیا ہوتا ہوا پانٹس میں پہنچا، جہاں اس کو معلوم ہوا کہ
متھریڈائیس نے ک، ٹریاریس کو بھی شکست دی تھی۔ لیوکلس
کے پہنچتے ہی متھریڈائیس نے آرمینیا کوچک کی طرف رجعت کی۔
مگر جب لیوکلس نے اس کے تعاقب کا قصد کیا تو اس کے
سپاہیوں نے آگے بڑھنے سے انکار کر دیا اور فمبریا کے
دو پرانے لیجنوں نے علانیہ بغاوت کر دی کیونکہ ان کو معلوم
ہوگیا تھا کہ مجلس سینیٹ نے لیوکلس کو معزول کر کے اس کے
سپاہیوں کو مزید فوجی خدمت سے بری کر دیا تھا۔ اس لئے
۶۷ سنہ ق م کے بہار و خزاں میں لیوکلس مجبوراً ساکت رہا ۶۸۷ سنہ بنیادی
جس کی وجہ سے متھریڈائیس سلطنت پانٹس پر پھر قابض
ہوگیا اور ٹیگرانیس نے صوبۂ کاپاڈوشیا کو تاخت و تاراج کر دیا۔
ختم سال پر قانون مینی لیا کی رو سے افواج کی کمان پامپی کے
سپرد ہوئی اور ۶۶ سنہ میں لیوکلس ایشیا سے راہی روما ہوا۔ ۶۸۸ سنہ بنیادی
اس کے جانشین نے جو خدمات کہ اس کے پامپی اور
تفویض ہوئیں تھیں، ان کے ایک جزو کو اس کے قبل ہی قزاقان بحری

باب۳ درجۂ تکمیل پر پہنچا دیا تھا یعنے اس نے رومنوں کا اقتدار دیار مشرق میں دوبارہ قایم کردیا۔ بحری قزاقوں کو بیس سال سے بحیرۂ روم میں جو اقتدار حاصل ہوگیا تھا اس کا زیادہ تر سبب یہ تھا کہ سلطنت روما ان کی طرف سے بے پروا تھی اور ان کی غارت گری کو روکنے کی کوئی تدبیر نہ کرسکتی تھی۔ جس کی وجہ سے ان کو یہ جُرات ہوگئی کہ علاوہ صوبجات مفتوحہ میں غارت گری کرنے کے انھوں نے ملک اطالیہ پر بھی دست درازی شروع کی، ان کا ایک بیڑا بندرگاہ اوسٹیا (اطالیہ) میں پہنچا اور وہاں جتنے جہاز تھے سب جلا دئے۔ ایک دوسری جماعت نے ساحل اطالیہ پراُتر کردو رومن پریٹروں کو قید کرلیا جو سڑک آپیا پر سفر کررہے تھے۔ اس کے علاوہ صوبجات مفتوحہ سے روما میں جو غلّہ آتا تھا، اس کو بھی ان قزاقوں نے روک دیا تھا اور روما میں قحط کے آثار نمایاں تھے۔ قزاق ہر جگہ موجود تھے اور ان کی قوت مستحکم ہوگئی تھی۔ اس لئے رومن صوبہ دار فرداً فرداً جو کارروائی ان کے خلاف کرتے تھے، اکثر بے سود ثابت ہوتی۔ اس لئے سوائے عہدہ دارانِ اعلیٰ کے سلطنت کی جملہ جماعتوں کی رضامندی

۶۸ ؁ بنیادی سے آلس گابینیس (ٹریبون ۶۷ ؁ ق م) نے یہ تجویز پیش کی کہ سمندروں کا انتظام پامپی کے سپرد کیا جاوے۔ جو سرٹوریس کی بغاوت کو فرو کرنے اور ٹریبیونوں کے اقتدارات بحال کرنے کی وجہ سے، جن کو سولا نے سلب

کرلیا تھا، ہر دلعزیز ہو رہا تھا۔ جو اقتدارات پامپی کو عطا ہوئے باب ۳
اس کے قبل کسی فرد واحد کے تفویض نہیں کئے گئے تھے
اس کے دائرۂ حکومت میں بحیرۂ روم کے علاوہ پچاس میل
تک سواحل بھی شامل تھے اور اس کے ماتحت ۲۵ پریٹر
اور ایک لاکھ بیس ہزار پیادہ فوج، چار ہزار سوار اور
۲۷۰ جہاز تھے؛ اس کے علاوہ اس کو یہ اختیار دیا گیا تھا
کہ جہاں چاہے فوج بھرتی کرے اور رسد حاصل کرے
اور جملہ صوبہ داروں اور بادشاہوں، شاہزادوں اور شہروں کو
جن سے سلسلۂ محالفہ قایم تھا یہ حکم دیا گیا کہ اس کی
پوری امداد کریں۔ اس تجویز میں رومنوں کو پوری کامیابی
ہوئی؛ صرف چالیس روز میں بحیرۂ روم کا مغربی حصہ قزّاقوں
کے جہازوں سے پاک کردیا گیا؛ اس کے بعد پامپی نے
مشرق کا رُخ کیا؛ اس کے نائبین لیوانٹ (سواحل شام
و ایشیائے کوچک) کی طرف متوجہ ہوئے اور اس نے
خود سلیسیا پر حملہ کردیا جو قزّاقوں کا مستقر تھا۔ اس نے
ان کے جہازوں کو یا تو توڑ ڈالا یا اپنے قبضہ میں کرلیا؛
ان کے قلعوں کو مسمار کردیا اور ان کے اسلحہ خانوں اور
گودیوں کو تباہ کردیا۔ پامپی اس معرکہ آرائی میں مصروف ہی
تھا کہ اس کو معلوم ہوا کہ اہل روما نے اس کے دائرۂ حکومت کو اور بھی
وسیع کردیا جس سے اس کو اپنی اولوالعزمیوں کے پورا
کرنے کا خوب موقع ملا۔ قانون منیلیا کی رو سے جو ۶۶ ق م میں پاس ہوا ۶۸ ق م

باب۳ نافذ ہوا۔ اس کو علاوہ بحیرۂ روم کی حکومت کے، رومن مقبوضات مشرقی میں سپہ سالار مقرر کیا گیا تھا اور متھریڈاٹیس کی سرکوبی بھی اُسی کے تفویض ہوئی۔ اس کے قبل کسی رومن کو یہ مناصب جلیلہ نصیب نہیں ہوئے تھے اور اس کو موقع مل گیا کہ عظیم الشان فتوحات حاصل کرے جس کے مقابلہ میں اس کی سابقہ فتوحات کسی شمار میں نہ تھیں۔

پامپی مشرق میں ۶۶ق م تا ۶۲ق م بنیادی

ممکن ہے کہ اگر یہی ذرائع قیصر کو حاصل ہوتے تو بہ نسبت پامپی کے بہت کچھ کر دکھاتا مگر تاہم ۶۶ق م اور ۶۲ق م کے درمیان پامپی جن معرکہ آرائیوں میں مصروف رہا ان کی وجہ سے بحیثیت مجموعی، مغربی ایشیا کی رومن حکومت میں ایک جدید دور شروع ہوا۔ اس کا اوّلین فرض یہ تھا کہ متھریڈاٹیس کا خاتمہ کردے مگر باوجود اس کے کہ اس پیرانہ سال بادشاہ کے دم خم وہی تھے اور رومنوں سے اس کو جو نفرت تھی وہ زائل نہیں ہوئی تھی۔ مگر اب اس میں قوت مقاومت باقی نہ تھی۔ اس لئے پامپی نے جب پانٹس کی طرف پیش قدمی کی، متھریڈاٹیس کو مشرق کی طرف ہٹنا پڑا۔ پامپی نے اس کا تعاقب کرکے آرمینیا کوچک میں اس کو ہزیمت دی، مگر چند ہمراہیوں کو ساتھ لے کر وہ بھاگ نکلا اور کولکس پہنچا اور وہاں سے براہ بحیرۂ اسود کمبرین باسفورس چلا گیا، وہاں پہنچکر اس نے سیتھیا اور تھریس کے قبائل کو اپنی ہمراہی میں لے کر اطالیہ پر ایک آخری حملہ کرنے کی

بے سروپا دیوانہ وار تدبیر سوچی مگر پامپی نے اس کا تعاقب باب۳۳
نہیں کیا اور رومن بیڑہ واقع بحیرۂ اسود کو یہ حکم دے کر کہ
اس کی حرکات و سکنات کی نگرانی کی جائے اور اس کی
رسد روک لیجائے، خود ممالک جنوب کی طرف متوجہ ہوا؛
کیونکہ بجائے متھریڈائیٹس کے تعاقب کے یہاں سودمند
فتوحات کی امید تھی۔ ٹیگرانیس کا برائے نام قبضہ اُن جملہ
ممالک پر تھا جو کوہ قاف اور ملک مصر کے درمیان
واقع تھے مگر رومن سپہ سالار کا مقابلہ کرنے سے وہ عاجز تھا۔
خود اس کا بیٹا اس سے منحرف ہوگیا تھا اور گذشتہ
شکستوں نے اس کی ہمت کو توڑ دیا تھا؛ اس لئے اس نے
مقابلہ کا خیال بالکل ترک کردیا؛ اور جب پامپی ۶۶ سنہ ق م
ٹیگرانیس کی اطاعت
کے موسم خزاں میں آرمینیا میں وارد ہوا تو ٹیگرانیس نے
خود اس کے خیمہ گاہ میں حاضر ہوکر اظہار اطاعت کیا۔
پامپی نے ازراہ عنایت اس کی آبائی سلطنت پر اس کو
بحال کردیا مگر اس کے حدود کے باہر جن صوبجات پر
اس نے ایشیائے کوچک اور شام میں قبضہ کرلیا تھا
سب اس سے لے لئے گئے۔

قبائل کوہ قاف
شہنشاہ ٹیگرانیس پر جو فتح پامپی کو بغیر کسی خونریزی
کے حاصل ہوئی اس سے وہ کوئی فوری نفع حاصل نہ کرسکا
کیونکہ ٹیگرانیس کے اطاعت قبول کرلینے اور رومنوں کے
ایک لشکر جرار کے ان کے قرب و جوار میں خیمہ زن ہونے

باب ۳ کی وجہ سے کوہ قاف کے آزاد قبائل خوف زدہ ہو گئے تھے،
اور موسم سرما (۶۶-۶۵ ق م) میں البانیوں نے پامپی کے
خیمہ گاہ پر جو دریائے سائرس (کور) کی وادی میں واقع تھا،
۶۸۹ بنیادی حملہ کردیا۔ اس لئے ۶۵ ق م کے موسم گرما میں وہ ان
جنگجو اقوام کی سرکوبی میں مصروف رہا، جس کا نیتجہ یہ ہوا کہ
پہلے قوم آئبیری اور پھر البانیوں نے اطاعت قبول کرلی،
اور رومن سپاہی پہلی مرتبہ شمال میں کولکس اور جنوب میں
بحیرۂ خزر تک پہنچے۔

الحاق ملک شام ۶۹۰ بنیادی
کوہ قاف سے واپس ہوکر پامپی نے موسم سرما
(۶۵-۶۴ ق م) ملک پانٹس میں بسر کیا اور آخر کار
اس کو ۶۴ ق م کے موسم گرما میں یہ موقع ملا کہ سلطنت رومن
کی طرف سے ان ممالک پر باضابطہ قبضہ کرے جو ٹیگرانیس
سے لئے گئے تھے اور روما کی سیادت کو بحر جنوبی میں قایم
کرکے اپنے سلسلۂ فتوحات کو درجۂ تکمیل تک پہنچا سکے؛
جیسا کہ اس نے بحر اوقیانوس اور بحیرۂ خزر کے سواحل پر
کیا تھا۔ ملک شام میں داخل ہوکر اس نے اس ملک کو
فوراً سلطنت رومن میں ملحق کرلیا اور اس طرح خاندان سیلیوکیڈی کا
خاتمہ کردیا۔ اس کے بعد جنوب کی طرف بڑھکر اس نے
یروشلم (بیت المقدس) کا محاصرہ کرکے اس پر قبضہ کرلیا؛
یہودیوں کا شہزادہ ارسٹوبولس قید کرکے روما بھیجدیا گیا اور
اس کا بھائی ہیرکانس، جو رومنوں کا دوست تھا، اس کی

بجائے تخت نشین کیا گیا۔ یہودیوں کے ملک کے جنوب میں باب۳
اریٹاس کی سلطنت تھی جو بناطیون کا بادشاہ تھا؛ پامپی کی
خواہش تھی کہ سلطنت رومن کی حدود کو خلیج عرب تک پہنچا دے،
مگر یہ آرزو پوری نہ ہوئی کیونکہ یہودیوں کی بغاوت کی وجہ سے
اس کو فلسطین واپس ہونا پڑا؛ جہاں اسے معلوم ہوا کہ متھریڈایٹس
نے خودکشی کرلی (۶۳ ق م) کیونکہ اس کے سپاہی اس سے
منحرف ہوگئے تھے اور خود اس کا بیٹا فارناسیس اسے
پانٹی کاپیم کے قلعہ میں گھیرے ہوئے تھا۔ متھریڈایٹس کی
موت سے رومنوں کو اطمینان ہوگیا کہ اب مغربی ایشیا
میں ان کا کوئی مقابلہ نہ کرسکے گا۔ پامپی نے پانٹس میں
پہنچکر فارناسیس سے اطاعت کا عہد و پیمان لیا اور وہاں سے
یونان ہوتا ہوا اطالیہ واپس ہوا۔

پامپی کی معرکہ آرائیوں کے نتائج

فوجی حیثیت سے پامپی کی مشرقی فتوحات قیصر کی
مغربی فتوحات کے مقابلہ میں کچھ بھی نہیں مگر عامۂ قوم پر
پامپی کی فتوحات کا زیادہ اثر ہوا اور ان کے تاریخی نتائج
اہمیت میں کم نہیں۔ پامپی کے فاتحانہ واپسی کے جو حالات
ہم تک پہنچے ہیں ان میں بہت کچھ مبالغہ پایا جاتا ہے۔
روما میں اس کا استقبال نہ صرف بطور متھریڈایٹس کے
فاتح کے بلکہ شاہان و اقوام دیار مشرقی کے فاتح کے کیا گیا۔
اور چونکہ اس نے سلطنت روما کی حدود کو دریائے فرات
اور ملک مصر کی سرحدات تک پہنچا دیا تھا، اس کے

باب۱۲ جلوس فاتحانہ میں ایک تختی پر جو علم بردار اُٹھائے ہوئے تھے، یہ عبارت منقوش تھی کہ "اس نے آٹھ سو جنگی جہاز دشمنوں سے چھین لئے، ۲۹ جدید شہروں کی بنا ڈالی اور سات پادشاہوں پر فتح حاصل کی"۔ جس کے ثبوت میں قیدی شہزادوں کی ایک جماعت جلوس میں اس کی رتھ کے پیچھے پیچھے تھی اور چاندی اور سونے کے خوشنما برتن بطور فتح کی نشانیوں کے اہل روما کو دکھائے گئے، جن سے وہ ضرور متاثر ہوئے ہوں گے۔

قطع نظر ان مبالغہ آمیز روایات کے جن کا ہم نے ذکر کیا ہے دیار مشرق میں سلطنت رومن کا استحکام پامپی کی ذات سے ہوا جیسا کہ مغرب میں قیصر کی وجہ سے رومنوں کے قدم جم گئے۔ دریائے فرات کے مغرب میں کوئی سلطنت باقی نہ رہگئی تھی جو رومنوں کے مقابلہ میں مغربی ایشیا کی سیادت کی دعوے دار ہوتی۔ اس خطّے میں بادشاہ تو بہت سے تھے مگر شہنشاہ کوئی باقی نہ رہگیا تھا کیونکہ پامپی نے شاہ پارتھیا کی شہنشاہی کے دعوے کو تسلیم نہیں کیا۔ مشرقِ قریبہ میں رومنوں کے اقتدار کے دوبارہ قایم ہوجانے سے ان کے ممالک مقبوضہ میں اضافہ کثیر ہوا۔ ملک بتھینیا

۶۴ق م بنیادی جو رومنوں کو ۷۴ ق م میں وراثت میں ملا تھا، بشمول پانٹس کے مغربی حصہ کے ایک علحدہ صوبہ قرار دیا گیا، اور جو انتظامات پامپی نے کئے وہی شہنشاہ ٹریجن کے

عہد سلطنت تک برقرار رہے۔ سلیشیا پر بھی ایک رومن صوبہ دار بابت مقرر کر دیا گیا اور اس صوبہ کی حدود میں اضلاع پامفیلیا و الیسوریا بھی شامل کر دیے گئے؛ ریگستان شام اور سمندر کے درمیان جو سرسبز خطۂ ملک واقع تھا اس کو سلطنت میں شامل کر کے صوبۂ شام قرار دیا گیا؛ صوبجات مذکورۂ بالا کی حدود سے خارج جو والیان اضلاع تھے وہ رومنوں کی زیر حمایت دیسی حکام آریوبازرانس شاہ کاپاڈوشیا اور کیلٹی رئیس ڈیوٹارس شاہ گلاٹیا تھے؛ اس دوسرے شاہ کو قابل قدر خدمات کے صلہ میں شمال مشرق میں کئی اضلاع عطا ہوئے؛ جزیرہ نمائے ایشیائے کوچک کے وسطی اور مشرقی اضلاع میں انھیں دونوں دیسی ریاستوں پر رومنوں کے اقتدار کا دارومدار عرصہ تک رہا۔

پامپی نے یہ محسوس کر لیا تھا کہ مشرق میں رومنوں کے قدرتی حلفاء شہری بستیاں تھیں نہ کہ دیسی رئیس اور دیسی قبائل اور حکومت رومن کے استحکام اور استقلال کے لئے ضروری تھا کہ ان کی تعداد میں اضافہ کیا جائے اور ان کے تعلقات کو مرکزی حکومت کے ساتھ مضبوط کیا جائے؛ ممکن ہے کہ اس طرز عمل میں خودپسندی کا شائبہ بھی ہو کیونکہ سکندر اعظم و شاہان سلیوسڈ کی طرح اپنے نام کی بقا کے لئے پامپی کو بھی جدید شہروں کی بنا کا خیال آیا ہو مگر اس طرز عمل کے سودمند ہونے میں کوئی شک نہیں اور اس کی وجہ سے یونانی بستیاں رومنوں کی حلقہ بگوش ہو گئیں؛ جن کو سولا کی

بابۂ احمقانہ سخت گیری نے برافروختہ کردیا تھا۔ جدید شہروں کے نام بھی (مثل پومپیوپولس، نکوپولس، ماگنوپولس) یونانی تھے جس سے بانی کے ارادہ کا پتہ چلتا ہے؛ برخلاف اس کے ہسپانیہ و گال میں جن شہروں کی بنا ڈالی گئی ان کے نام لاطینی تھے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ دونوں ملکوں میں رومنوں کا طرزِ عمل کیا تھا۔

پامپی کی فتوحات کا اہم ترین نتیجہ یہ تھا کہ سلطنت رومن اور اس مشرقی سلطنت پارتھیا کے درمیان کوئی حدِّ فاصل باقی نہ رہی جس سے عہد شہنشاہی میں ممالک مشرقی کی سیادت کے لئے مقابلہ جاری رہا؛ مگر شاہ پارتھیا کو ابھی تک اس قدر اقتدار حاصل نہیں تھا کہ رومن مؤرخ اس کو حکام روما کا مدِّ مقابل خیال کریں؛ یہاں تک کہ پامپی نے شاہ فراٹیس کی شہنشاہی کے دعوے کو تسلیم کرنے سے انکار کردیا؛ اور اس درخواست کو بھی رد کردیا کہ روما اور پارتھیا کے درمیان دریائے فرات کو حدِ فاصل قرار دیا جائے۔ اسکے علاوہ پامپی نے شاہ آرمینیا کو جو رومنوں کا دست نگر تھا چند اضلاع سپرد کردئے تھے جو برائے نام سلطنت پارتھیا کے ماتحت تھے۔ ممکن ہے کہ اس کا یہ بھی مقصد ہو کہ عراق کا زرخیز ملک رومنوں کے زیر حمایت ہو جائے؛ مگر باوجود ان سب امور کے ٹیگرانیس کی قوت توڑ دینے اور ملک شام پر قبضہ کرلینے سے رومنوں کا اب یہ فرض ہوگیا تھا کہ وہ ان مشرقی ممالک کو جن میں یونانی

تمدّن رائج تھا ایک خالص مشرقی حکومت پارتھیا کی دست بُرد باب[۳]
سے محفوظ رکھیں۔

اس ذمہ داری کی اہمیت کا اندازہ رومنوں کو آٹھ کراسس کی
ہزیمت
سال کے بعد ہوا، جب کہ م۔ لوکینیس کراسس کو ملک عراق
میں شکست ہوئی اور ۵۳ ق م میں اہل پارتھیا نے
سنہ ۱۰۰ بنیاد دی
اسے قتل کردیا۔ مقام لوکا کے جلسۂ شورے میں جو شرائط
طے پائے تھے ان کے بموجب کراسس بجائے آلس گابینیس
کے ملک شام کا صوبہ دار مقرر کیا گیا کراسس کو بھی دیگر
ارکان اتحاد ثلاثہ یعنے پامپی اور قیصر کی طرح عالیشان فتوحات
حاصل کرکے نام آوری کے حصول کی آرزو تھی، اس لئے اس نے
یہ منصوبہ باندھا کہ اس وسیع خطۂ ملک کو سلطنت روما کے لئے
فتح کرے جو دریائے فرات اور دریائے سندھ کے درمیان
واقع تھا اور جس پر ایک زمانے میں سکندر اعظم حکمراں
تھا۔ شاہ پارتھیا نے رومنوں کے حلیف شاہ آرمینیا پر حملہ
کردیا تھا، اس لئے اعلان جنگ کے لئے کسی بہانے کے
ڈھونڈھنے کی بھی ضرورت نہ تھی۔ علاوہ بریں اہل پارتھیا
اس زمانے میں خانہ جنگی میں مبتلا تھے اور فریق مغلوب
نے رومنوں سے امداد کی درخواست بھی کی تھی۔ کراسس
نے سات رومن لشکر اپنے ساتھ لے کر دریائے فرات کو
عبور کیا اور بے تحاشا ان ریگستانوں میں داخل ہوگیا جو
فرات کے پار واقع تھے۔ ریگستان کے طے کرنے میں اس کی

باب ۳ فوج کے چھکّے چھوٹ گئے اور اس پر طرّہ یہ ہوا کہ جب عرب شیخ کو اس نے راستہ دکھانے کے لئے اپنے ساتھ لیا تھا، اس نے بھی دھوکھا دیا۔ اس پریشانی کی حالت میں یکایک دشمن نمودار ہوا اور رومن افواج کو ہر طرف سے گھیر لیا۔ نوجوان پبلیس کراسس نے اپنے کیلٹی سواروں کے ساتھ جن کو وہ دیارِ مغرب سے اپنے ہمراہ لایا تھا، پارتھیوں پر دھاوا کرکے ان کو پسپا کردیا جس سے رومنوں کو کچھ دیر کے لئے امن نصیب ہوا، مگر پبلیس کراسس اصل فوج سے الگ ہوگیا تھا۔ پارتھیوں کی تعداد کثیر نے اسے گھیر لیا اور اس نے مجبور ہوکر اپنے سپر بردار کو حکم دیا کہ اس کا خاتمہ کردے۔ اس کے چھ ہزار ہمراہیوں میں سے ۵۰۰ قید ہوگئے اور باقی قتل کردئے گئے۔ شام تک پارتھیوں کے سوار اور تیر انداز بے بس رومن سپاہیوں کی گھنی صفوں میں قتل عام کرتے رہے۔ شب کو دشمن کی فوج میدان جنگ سے ہٹ گئی اور رومنوں نے اپنے خیمونکو وہیں چھوڑ کر شمال کی طرف مقام کارہے کا رخ کیا اور وہاں سے سناکا چلے گئے، جہاں ان کو امید تھی کہ آرمینیا کے پہاڑوں میں وہ تعاقب کرنے والے سواروں سے امن پائیں گے، مگر پارتھی سرگرم تعاقب تھے۔ ان کے سردار نے کراسس سے شرائط صلح طے کرنے کے لئے بالمشافہ گفتگو کرنے کی درخواست کی جس کا نتیجہ وہی ہوا جو ہونا چاہیئے تھا۔ کراسس کی ہمراہی رومن افسروں کو

باب۳ اندیشہ تھا کہ اہل پارتھیا کی نیت بری ہے اس لئے انہوں نے مقابلہ کی کوشش کی مگر پارتھیوں نے فوراً ان کو ان کے سپہ سالار سمیت تہ تیغ کردیا۔ رومن چھاؤنی میں جو سپاہی رہگئے تھے ان میں سے بعض قید اور باقی منتشر ہوگئے؛ اور کراسس کی عالیشان فوج میں سے صرف ایک ربع صحیح و سلامت واپس ہوئے؛ دس ہزار رومن سپاہی قید کرلئے گئے اور رومن لشکروں کے جھنڈے بھی شاہ پارتھیا کے قبضہ میں آگئے۔

کراسس کو ہزیمت دینے کے بعد اہل پارتھیا نے شام یا ایشیائے کوچک پر حملہ نہیں کیا جس کا اندیشہ تھا؛ مگر اس سے رومنوں کی آنکھیں کھل گئیں اور ان کو اس جدید رقیب کے دم خم معلوم ہوگئے۔ اور اس کے بعد رومنوں کا طرز عمل یا تو یہ رہا کہ پارتھیا کی قوت کو توڑ دیا جائے جیسا کہ قیصر نے کیا؛ یا جیسا کہ آگسٹس نے کوشش کی کہ دریائے فرات کو حدِّ فاصل قرار دیکر ایک مستحکم اور قابلِ حفاظت سرحد قایم کردی جائے۔

سلطنت کی حالت پامپی اور قیصر کی فتوحات کی وجہ سے سلطنت رومن کی وسعت اس کی قدرتی جغرافی حدود تک پہنچ چکی تھی؛ یعنے مغرب میں بحر اوقیانوس و دریائے رائن تک اور مشرق میں دریائے فرات تک۔ جنوب میں افریقہ کے شمالی سواحل کا زرخیز علاقہ جو دریائے نیل کے دہانہ سے مغرب کی طرف

باب۱۲ چلا گیا ہے یا تو رومنوں کے زیر حکومت تھا یا ان کے زیر اثر۔ مُلک مصر رومنوں کا باجگذار تھا؛ اور انہوں نے خاندان بطلیموسی کے اُن مقبوضات کو جو سرینیکا میں تھے، اپنی سلطنت میں الحاق کرکے ایک علحدہ صوبہ قرار دیا تھا (۹۶ ق م)۔ اس صوبہ کے مغرب میں قدیم صوبۂ افریقہ تھا اور اس کے مغرب میں شاہان نومیڈیا (الجزایر) و مورٹیانیا (مراکش) کی سلطنتیں تھیں جن کا شمار رومنوں کے حلفاء میں تھا۔

بنیادی نقائص

مگر گو سلطنت روما بحیرۂ روم کے جملہ ممالک متمدّنہ پر حاوی ہوگئی تھی اور اس کی سرحدیں ہر طرف آس پاس کے ممالک غیر تک پہنچ چکی تھیں مگر اس کے اندرونی استحکام میں کوئی ترقی نہوئی تھی؛ بلکہ حصۂ سوّم باب سوّم میں نظام سلطنت کے جو نقایص بیان کئے گئے ہیں وہ اور بھی نمایاں ہوگئے تھے؛ عوام پسندوں کے حملوں سے مجلس سینیٹ کی قوّت حد درجہ مضمحل ہوگئی تھی؛ سیاسی اختلافات سے خانہ جنگی پیدا ہوگئی تھی، جس سے کئی دفعہ یہ اندیشہ ہوگیا تھا کہ سلطنت تہ و بالا ہو جائے گی۔ صوبجات ہسپانیہ افریقہ اور ایشیا کے باشندے سلطنت روما کے نائبین کو ایک دوسرے سے دست بگریباں دیکھ چکے تھے، اور ان کو یہ بھی معلوم تھا کہ ان کا روپیہ رومن حکام کے باہمی مناقشات میں ضایع کیا جاتا ہے؛ اگر اس قسم کے مناقشات نہ بھی ہوتے تو مرکزی حکومت کے ضعف کی وجہ سے صوبجات میں حد درجہ کی بدانتظامی اور ابتری رہتی تھی۔ خانہ جنگی کے

مصائب، بیرونی یورشوں اور قزّاقوں کی داروگیر کے علاوہ اہل صوبجات باب۳
ان رومن حکام کی ناتجربہ کاری اور نااہلیت کے تختۂ مشق رہتے یا حرص کے شکار ہوتے جو قُرعہ اندازی یا سیاسی مناقشات کی وجہ سے ان پر حکومت کرنے کے لئے بھیجے جاتے تھے۔ سسرو نے جزیرۂ سسلی میں ویریس کے ایامِ حکومت کے، یا صوبۂ ایشیا کے متھریڈاٹیس کی لڑائیوں کے زمانے کے، یا صوبۂ مقدونیہ میں پیزو کی حکومت کے جو حالات بیان کئے ہیں، ان سے ہم یہ نتیجہ نہیں نکال سکتے کہ جملہ صوبجات میں اوسط درجہ کی قابلیت اور دیانت کے صوبہ داروں کی زیر حکومت یہی حالت رہتی ہوگی، مگر صوبۂ سلیسیا کی جو حالت
سنہ ۵۰۳ بنیادی ۵۱ ق م میں تھی اور جس کو اس نے بیان کیا ہے، ہر متمدن حکومت کے لئے شرمناک ہے۔ سسرو کے بیان کے بموجب اس صوبہ کے باشندے دیوانے ہوگئے تھے۔ دیسی حُکّام کی رشوت کا بازار گرم تھا۔ رومن ساہوکار من مانے رقوم وصول کرتے اور رومن صوبہ دار ہر بہانہ سے اہل صوبہ کو لوٹ رہے تھے۔

صوبۂ اکائیا (یونان) کے بعض حصّوں کی حالت بھی اسی طرح قابل رحم تھی، سسرو کو ایک شخص سرویس سلپیکیس نے لکھا تھا "میرے سامنے میگارا ہے، عقب میں ایجینا، دست راست پر پیریس، دست چپ پر کورنتھ، زمانۂ سابق میں یہ سب آباد شہر تھے، اب برباد ہوگئے ہیں"۔ جو حکومت اس قسم کی بدانتظامی کو روا رکھے اس سے رعایا کا متنفر ہونا لابدی ہے اور ان کی خموشی اور سکوت کا غالباً یہی سبب ہوگا کہ ان کو اپنے بےبس

باب۳ ہونے کا احساس تھا اور یہ سمجھتے تھے کہ رومن حکومت اس طوائف الملوکی سے بہتر ہے جو اس کے اُٹھ جانے کے بعد ہر طرف پھیل جائے گی؛ مگر حکومت جمہوریہ کو درآصل صوبجات مفتوحہ کی بغاوت سے کوئی خطرہ نہ تھا بلکہ اپنی بدانتظامی سے، جسکی وجہ سے اولوالعزم افراد کو موقعہ ملتا تھا کہ اپنا ذاتی اقتدار اور رسوخ قایم کریں۔ سولا نے ایک قانون نافذ کرایا تھا جس کی رو سے حکام صوبجات کو بغیر احکام سینیٹ و عامہ قوم اپنے صوبہ کو چھوڑنے اپنی حدود کے باہر فوجکشی کرنے، بطور خود اعلان جنگ کرنے یا کسی حکومت غیر میں داخل ہونے سے بہت تاکید و سختی سے منع کیا گیا تھا؛ مگر ان قواعد کا کیا اثر ہوسکتا تھا جب کہ سولا نے بذات خود ان کی خلاف ورزی بغیر کسی پرسش کے کی۔ سنہ ۶۷ سنہ ۶۶ ق م میں پامپی کو جو وسیع اقتدارات عطا ہوئے اسی سے یہ امر پایۂ ثبوت کو پہنچتا ہے کہ دستور قدیم میں تغیر کی ضرورت تھی اور سسرو نے خود تسلیم کیا ہے کہ

بنیادی سنہ ۴۹ ق م سنہ ۴۹ ق م میں جو خانہ جنگی شروع ہوئی اس میں امر فیصلہ طلب یہ نہیں تھا کہ شخصی حکومت کسی نہ کسی شکل میں ضروری ہے یا نہیں، بلکہ صرف یہ کہ یہ حکومت ان دونوں زبردست رقیبوں (پامپی و قیصر) میں سے کس کے سپرد ہو۔

حصہ پنجم

حکومت شہنشاہی کا قیام

اور شہنشاہان پیشین کا عہد سلطنت

باب اول

جولیس قیصر کی ڈکٹیٹر شپ

۴۹ تا ۴۴ سنہ ق م



۱۔ مارچ سنہ ۴۹ ق م کے اواخر میں قیصر شہر روما میں خانہ جنگی وارد ہوا۔ ملک اطالیہ تو بالکل اس کے قبضہ میں آچکا تھا تاہم اس کی حالت نہایت نازک تھی، کیونکہ اس کا حریف پاپمپی ایپائرس (یونان) میں خیمہ زن ہو کر ممالک مشرق کی افواج کو اپنی امداد کے لئے طلب کر رہا تھا۔ مشرق کے

باب ہر گوشہ میں اس کی دھاک بندھی ہوئی تھی اور مغربی ایشیا کی جملہ اقوام بادشاہ اور شہزادے، اس کی حمایت میں لڑنے کے لئے تیار ہو رہے تھے۔ اطالیہ کے بحری محاصرہ کیلئے بحیرہ یونان اور بحیرہ اسود میں اور شام اور مصر کے سواحل پر ایک زبردست بیڑہ تیار ہو رہا تھا۔ مغرب میں ملک ہسپانیہ اس کے نائبین افرانیس پیٹریس و م ٹرنٹیبس وارو اس کی جانب سے سات لیجنوں سمیت قبضہ کئے ہوئے تھے اور اس ملک کے جملہ ذخائر انکے تصرف میں تھے۔ ایشائے کوچک کی طرح ہسپانیہ میں بھی پامپی کا اثر غالب تھا اور قیصر سے وہاں کوئی واقف نہ تھا۔

قیصر ہسپانیہ میں

ان امور کو مدِنظر رکھکر قیصر نے دیکھا کہ سوائے فوری کارروائی کے کوئی چارہ نہیں اور اس نے یہ تدبیر سوچی کہ بحیرہ ایڈریاٹک کے اس پار پامپی کا تعاقب کرنے کے قبل ممالک غرب پر اپنا تسلط پوری طور سے قائم کرلے۔ اس کے دو افسروں نے بہ آسانی جزائر سارڈینیا و سسلی پر قبضہ کر لیا اور تسخیر افریقہ کی مہم ایک تیسرے افسر مسمی کیوریو کے سپرد ہوئی قیصر خود روما میں چند روز قیام کر کے براہ مسیلیا ہسپانیہ روانہ ہوا، اور اپنے نائب مسمی ک، فیبیس کو حکم دیا کہ ملک گال میں جو چھ لشکر مقیم تھے انکو مجتمع کر کے پیرنیز کے سلسلۂ کوہستانی کے دروں میں سے گزرنے کا فوراً

انتظام کرے۔ اہل مسیلیا نے اس کو اپنے شہر میں باب داخل ہونے کی اجازت اور جہازات کے فراہم کرنے سے انکار کردیا، اسی وجہ سے کچھ دیر ہوئی، مگر صرف نو سو سواروں کو اپنے ساتھ لیکر اس نے ہسپانیہ کا رخ کیا اور ۲۳ جون کو اپنے لشکروں سے جاملا جو دشمنوں کے قریب پہونچ چکے تھے، پاپی کی افواج افرانیس و پیٹریس کی سرکردگی میں مقام الرڈا (لیریدا) پر جو سکورس ندی پر واقع ہے، اس غرض سے جمع تھیں کہ قیصر کی فوج دریائے ایبرو کو عبور نہ کرنے پائے پاپی کا تیسرا نائب دولیجنوں کے ساتھ جنوبی ہسپانیہ پر قابض تھا۔

یہ دونوں حریف فوجیں بلحاظ تعداد قریب قریب مساوی تھیں اور دونوں سکورس ندی کے داہنے کنارے پہ خیمہ زن تھیں، مگر پاپی کے طرفداروں کی حالت قیصر سے بہت بہتر تھی کیونکہ جو صوبہ انکے عقب میں تھا، اسکے باشندوں میں اور ان میں دوستانہ تعلقات تھے، شہر الرڈا پر اس کا قبضہ تھا جس میں غلّے کے کافی ذخائر موجود تھے، اور ایک سنگی پُل بھی تھا جس کے ذریعہ سے وہ ندی کے بائیں کنارے کے اضلاع سے سلسلۂ آمدورفت بہ آسانی قائم رکھ سکتے تھے۔ بر خلاف اس کے قیصر کی رسد کا دارومدار مُلک گال کے کاروانوں پر تھا، جن کو

باب اس کی چھاونی تک پہونچنے کے لئے دو عارضی پلوں پر سے ندی کو عبور کرنا پڑتا، جو فیبیس نے بنادئے تھے، اسکے علاوہ اس کے فوج کی جو ٹکڑیاں رسد جمع کرنے جاتیں ان کو دشمن کے ہسپانی معاون طرح طرح سے پریشان کرتے، اس لئے قیصر نے پہلے یہ کوشش کی کہ دشمن کی چھاونی اور شہر الرڈا کے درمیان کسی مقام پر قبضہ کرلے تاکہ شہر اور پل سے اُنکا سلسلہ آمد ورفت باقی نہ رہے اور اس طرح دونوں افواج کی حالت مساوی ہوجائے مگر یہ تدبیر کارگر نہ ہوئی اور دریا کی طغیانی سے دونوں عارضی پل ٹوٹ گئے، جس سے مزید مشکلات کا سامنا ہوا، اس کے داہنے اور بائیں دونوں جانب دشوار گزار ندیاں تھیں اور مقابلہ میں دشمن کی زبردست فوج۔ اسکی مشکلاتکو دیکھکر دشمنوں نے سمجھ لیا کہ جنگ ختم ہوگئی اور خوشیاں منانے لگے مگر قیصر پھر ایک چال چلا جس سے صورت حالات بالکل بدل گئی، ملک گال سے ایک قافلہ سیکورِس ندی کے بائیں کنارے پر اس کی خیمہ گاہ سے چند میل پر آکر ٹھیرا ہوا تھا، قیصر نے ہلکی ہلکی کشتیاں بنا کر گاڑیوں میں رکھکر داہنے کنارے سے روانہ کیا اور خیمہ گاہ سے ۲۲ میل کے فاصلہ پر اس کے سپاہیوں نے انھیں کشتیوں پر دریا کو عبور کیا اور دوسرے کنارہ پر ایک مقام کو مستحکم کرلیا۔ اسکے بعد ایک پل بنایا گیا اور

اس طرح کارواں بسلامتی اپنی منزل مقصود پر پہونچ گیا، باب قیصر کی افواج گرسنگی سے بچ گئیں اور دریا کے بائیں کنارے سے آمد و رفت قائم ہو گئی ۔ اس ابتدائی کامیابی کی شہرت ہوتے ہی نہ صرف آس پاس کی ہسپانی بستیوں (مثلاً اُوسکا) نے اس سے اتحاد کی خواہش کی بلکہ دور دراز کے لوگوں نے بھی، جس کو اس نے بخوشی قبول کیا ۔

پامپی کے سپہ سالاروں نے مجبور ہوکر قصد کیا کہ شہر الرڈا کو چھوڑ دیں اور دریائے ایبرو کو عبور کرکے مرکز جنگ کو ضلع کیلٹیبریا (واقع ضلع مشرقی ہسپانیہ) کی طرح منتقل کردیں جہاں پامپی کا اثر غالب تھا، مگر قیصر کی عاجلانہ نقل و حرکت نے ان کے منصوبوں کو خاک میں ملادیا ۔ جب وہ ایبرو کے قریب کے پتھریلے میدان میں پہنچے تو معلوم ہوا کہ قیصر کی پیدل فوج ان کو آگے بڑھنے سے مانع ہے اور ان کے عقب میں اس کے سوار موجود ہیں ۔ جنوب کی طرف چونکہ راستہ بند تھا، اس لئے انہوں نے الرڈا کی طرف پلٹنے کا قصد کیا، مگر اسمیں بھی کامیابی نہ ہوئی ۔ قیصر کی افواج نے ان کو پھر گھیر لیا اور ان کی رسد بند کردی ۔ آخر انہوں نے مجبور ہوکر ہتیار ڈالدئے ۔ قیصر یہ ثابت کرنا چاہتا تھا کہ وہ نہ تو سولا کی

باب طرز عمل کا پابند ہے نہ شہریان روما سے بدلہ لینا چاہتا ہے، اس لئے اس نے صرف یہ شرط کی کہ پامپی کے سپہ سالار اپنی افواج کو منتشر کردیں۔ جن سپاہیوں کے مکان ہسپانیہ میں تھے وہ تو فوراً رخصت کردئے گئے اور باقی ماندہ افراد کو قیصر کے دویجن اطالیہ کی سرحد تک پہونچا آئے۔

معرکہ فارسالس

افرانیس اور پیتریس کی شکست نے جزیرہ نمائے ہسپانیہ کی قسمت کا فیصلہ کردیا۔ جنوبی ہسپانیہ کے باشندوں نے قیصر کی طرفداری کا اعلان کردیا اس لئے وارو کو بھی فاتح کے آگے سر تسلیم خم کرنا پڑا۔ قیصر روما کو واپس ہوا جہاں اس کو چند روز کانسلوں کا بحیثیت ڈکٹیٹر انتخاب کرانے اور دوسرے ضروری کاموں کے لئے ٹھیرنا پڑا اور پھر وہاں سے دسمبر ۴۹ق م میں راہی برنڈوسیم (برنڈسی) ہوا، تاکہ پامپی سے قطعی فیصلہ کرے۔

ہسپانیہ سے روما واپس ہوتے ہوے اثناء راہ میں اہل مسیلیا نے بھی اطاعت اختیار کرلی تھی۔ پامپی موسم بہار سے اپنی قوت کو مستحکم کرنے میں مصروف تھا۔ نویجنوں کے علاوہ اس نے ایپائرس میں اپنے معاونین کی افواج بھی جمع کرلی تھیں، جن کی وحشیانہ صورت سسرو وغیرہ کو سخت ناگوار ہوئی تھی۔ مقام ڈرہاکیم پر ذخائرِ جنگ کی تعداد کثیر جمع کرلی گئی تھی اور

سواحل کی حفاظت کے لئے ایک زبردست بیڑہ قیصر باب
کے قدیم دشمن ایم بیبولس کے زیر کمان سمندر میں
موجود تھا۔ ان تیاریوں سے ظاہر ہے کہ پامپی اور
اس کے ہمراہی جلا وطن امراء کا خیال تھا کہ اطالیہ
پر تمام تیاریوں کے مکمل ہو جانے پر موقع دیکھکر حملہ
کریں اور اُن کو خواب و خیال میں بھی یہ گمان نہ گزرا
ہوگا کہ قیصر ان پر حملہ کرنے کی جُرات کریگا مگر اس
خوابِ غفلت سے وہ اس وقت جاگے جب کہ
ان کو قیصر کی ہسپانی کامیابیوں کا علم ہوا اور پھر
چند ہی روز بعد انکو معلوم ہوا کہ اسکی افواج سواحل ایپائرس پر
بلا مزاحمت اُتر گئی ہیں ، آریکم اور اپولونیا کے باشندوں نے
اس کا خیر مقدم کیا ہے ، اور وہ ڈرہاکیم کی طرف بڑھتا
چلا آتا ہے۔ ظن غالب یہ تھا کہ ایپائرس اور مقدونیہ
میں بھی قیصر وہی تدابیر اختیار کریگا یعنے تیز پیش قدمی
سے ان ممالک کو مسخر کریگا جیسے کہ سنہ ۴۹ ق م میں
اس نے اطالیہ پر اپنا سکہ جمالیا تھا۔ مگر پامپی مقدونیہ
سے بروقت آگیا اور قیصر کی پیش قدمی کو آپسس ندی
کے قریب روکدیا۔ اسی سبب سے قیصر کو اپنی باقی ماندہ
افواج کا پیش قدمی سے قبل انتظار کرنا پڑا، جو مارک انیٹونی
کی زیر کمان آرہی تھیں۔ آخرکار اس کو معلوم ہوا کہ انیٹونی
کی افواج اتر گئیں ہیں مگر اس کے خیمہ گاہ سے کچھ فاصلہ پر

باب پاہپی کو موقع تھا کہ دونوں افواج کو ملنے نہ دے ۔ مگر قیصر کی عجلت نے یہ نوبت نہ آنے دی۔ قیصر نہ صرف ایفونی سے جاکر ملگیا بلکہ دھاوا کرکے اس خطۂ زمین پر بھی قبضہ کرلیا، جس کے علاوہ ڈرہاکیم پہنچنے کا کوئی اور راستہ نہ تھا اور اس طرح پاہپی کو اس کے مستقر سے جدا کردیا جہاں اس کے ذخائر تھے ۔ مگر چونکہ پاہپی کی افواج کی تعداد بہت زیادہ تھی اور سمندر پر اس کا پورا قبضہ تھا، اس لئے غالباً (فلپ اول شاہ ہسپانیہ کی طرح) اس کو بھی یہ خیال ہوگا کہ ضرور وقت اس کے لئے مفید ہوگا اور وہ آخرکار قیصر کا کام تمام کردیگا ۔ اس لئے مقام پیٹرا پر مورچہ بناکر اس نے مدافعانہ پہلو اختیار کیا۔ پاہپی کی اس خموشی کو دیکھکر قیصر نے کوشش کی کہ اس کو محصور کرے اور قریب تھا کہ وہ کامیاب ہو جائے، مگر جو مورچے قیصر نے پاہپی کی افواج کے گرداگرد ڈالکر اس کا محاصرہ کرلیا تھا، ان کا رقبہ بہت وسیع تھا ۔ جب پاہپی کی رسد ختم ہو رہی تھی، اس کو معلوم ہوا کہ ایک جگہ مورچے کمزور ہیں، اسی مقام سے وہ مورچے توڑکر نکل آیا اور قیصر کو اس قدر نقصان پہنچایا کہ اس نے خود تسلیم کر لیا ہے کہ قریب تھا کہ مجھکو سخت ہزیمت ہو جائے ۔

مقام پیٹرا سے پاہپی کے بھاگ نکلنے سے

اس معرکہ آرائی کا آخری دور شروع ہوتا ہے۔ قیصر نے باب
اب یہ تدبیر سوچی کہ دشمن کو اس کے مرکز سے جو ساحل پر
تھا ہٹا کر جنگ کے مرکز کو اندرونِ ملک کی طرف
منتقل کردے۔ پامپی کی کمک کے لئے کچھ فوج مشرق
سے براہ مقدونیہ آرہی تھی۔ قیصر نے سوچا کہ اگر میں
دھاوا کر کے اس فوج کے مقابلہ پر پہنچ جاؤں تو
پامپی کو یقیناً ان کی امداد کے لئے بڑھنا پڑیگا اور اس
تدبیر سے اس کو پوری کامیابی ہوئی۔ اپولونیا سے اسنے
تھسلی کی طرف پیش قدمی کی اور دونوں لشکروں کو واپس
بلاکر جو اس نے پامپی کی کمک کو روکنے کے لئے روانہ
کیا تھا، اپنی تمام فوج کو لیکر فارسالس کے قریب
خیمہ زن ہوگیا۔ پامپی نے اس کا تعاقب کیا اور مشرق
سے جو تازہ دم فوج آئی تھی اس کو لیکر بمقام لاریسا
مقیم ہوا جو فارسالس سے چند میل پر تھسلی کے میدان
کے وسط میں واقع ہے۔ پامپی کا قطعی جنگ کرنے کا
قصد نہ تھا اور اگر اس کا اختیار چلتا تو وہ وہیں
ٹھیرا رہتا، مگر اس کے ہمراہ جو امراء تھے التواء جنگ
کے سخت خلاف تھے اس لئے اس نے مجبور ہوکر
اپنی مرضی کے خلاف فارسالس کی طرف پیش قدمی کی گو دونوں
فوجیں ایک دوسرے کے مقابل میں صف آرا ہوگئی
تھیں مگر جنگ چند روز کے بعد شروع ہوئی۔ پامپی

باب جس مقام پر خیمہ زن تھا، اس پر حملہ کرنا آسان نہ تھا اور اس کو وہاں سے ہٹنے پر مجبور کرنا بھی دشوار تھا۔ آخرکار ۹ اگست کو قیصر نے اپنے دشمنوں کو دھوکھا دینے کے لئے پیچھے ہٹنا شروع کیا تاکہ دشمن اپنے عمدہ موقع کو چھوڑ کر اس کے تعاقب پر آمادہ ہو جائے۔ مگر اس نے دیکھا کہ دشمن کی فوج جس پہاڑ پر مقیم تھی، اس سے کچھ دور پر صف بستہ ہوگئی ہے؛ اس لئے اس نے رجعت کا خیال بالکل چھوڑ دیا اور فوراً باوجود اپنی فوج کی تعداد کے کم ہونے کے حملہ کردیا۔ قیصر نے محسوس کرلیا تھا کہ اگر اسے کوئی خطرہ تھا تو یہ تھا کہ جب اس کا قلب لشکر مصروف پیکار ہو تو ممکن ہے کہ پاپمپی کے کثیر التعداد سوار اس کے میمنہ پر دھاوا کرکے عقب سے حملہ کردیں؛ اس لئے یہ کام اس نے اپنے مشہور دسویں لیجن کے سپرد کیا اور اس کی امداد کے لئے سوار اور پیادہ فوج مقرر کردی اور اس جملہ جماعت کو سولا کے بھتیجے کے سپرد کردیا، جس کے ہاتھوں سے ایک دفعہ وہ بمشکل اپنی جان بچا کر بھاگا تھا؛ اس فوج کے قریب قیصر خود بھی موجود تھا اور اس کے مقابلہ میں دشمن کی فوج کا وہ حصہ تھا جس کی کمان خود پاپمپی کررہا تھا۔ قلب لشکر کی کمان اس نے ڈامیٹیس کالوینس کے سپرد کی اور میسرہ کی اینٹونی کے؛ اسکے پیدل سپاہیوں کی

جملہ تعداد بمقابلہ دشمن کے ۔ ۔ ۔ ۴۵ کے صرف ۔ ۔ ۲۴۰ باب
تھی۔ پامپی کے سواروں کی تعداد بھی زیادہ تھی اور اسکی
جماعت کے لوگوں کو یقین تھا کہ جب قیصر کے لشکر
پہلے حملہ کے بعد تھک جائیں گے تو مشرقی سوار
ان کو گھیر کر ان کا خاتمہ کردیں گے ۔

جب جنگ شروع ہوئی تو بظاہر یہ معلوم ہوتا
تھا کہ اس کا نتیجہ پامپی کے حسب مراد ہوگا ۔ اسکی
پیدل فوج نے ثابت قدمی سے دشمن کے پہلے حملے کو
سنبھال لیا اور اس کے سواروں نے تیراندازوں اور
گوپھن پھینکنے والوں کی امداد سے ان سواروں کو جو
ان کے مقابلہ میں تھے، پیچھے ہٹا کر قیصر کی فوج پر
عقب سے حملہ کرنا شروع کیا، جس سے امید تھی کہ
جنگ کا قطعی فیصلہ ہو جائے گا، مگر اس نازک موقعہ پر
قیصر کے چھ کوہورٹوں نے جن کو اس نے دائیں جانب پر
رکھا تھا، اپنی بہادری سے حالت جنگ کو یکایک بدلدیا۔
قیصر کے سپاہیوں کی اس منتخب جماعت نے پامپی کے
سواروں پر دلیری سے حملہ کر کے ان کو بھگادیا اور
اس کے بعد تیر اندازوں اور گوپھن پھینکنے والوں کو اپنے
سامنے ہانکتے ہوئے بلائے بے درماں کی طرح پامپی کی
پیدل فوج کے بائیں جانب پر نازل ہو گئے ۔ اس کے
ساتھ قیصر نے اپنی محفوظ فوج کو بھی بڑھنے کا حکم دیدیا

بات جس سے جنگ کا فیصلہ ہو گیا۔ پاَمپی کے پلٹن قیصر کے پہلے حملہ کو دفع کرنے میں تھک گئے تھے اور سواروں اور دوسرے سپاہیوں نے بھی ان کا ساتھ چھوڑ دیا تھا اب دشمن نے ان کو دو طرف سے جو گھیر لیا، اس لئے ان کی ہمّت ٹوٹ گئی اور وہ بھاگ کھڑے ہوئے۔ قیصر کی فتحمند فوج باوجود دوپہر کی سخت دھوپ کے آگے بڑھتی گئی اور پاَمپی کی چھاونی پر دھاوا کر کے اس پر قبضہ کرلیا اور پھر مال غنیمت کا خیال بالائے طاق رکھکر پاَمپی کی ہزیمت خوردہ فوج کے تعاقب میں مصروف ہوگئی۔ دوسرے روز صبح کو پاَمپی کی فوج کے ۲۴۰۰۰ باقی ماندہ سپاہیوں نے بھی ہتیار ڈالدئے۔

اس طور پر ان تین تاریخی معرکوں یعنے فارسالس فلپی اور ایکٹیم میں سے پہلے معرکہ کا خاتمہ ہوا، جنہوں نے سلطنت روما کی قسمت کا فیصلہ کردیا۔ یہ تینوں لڑائیاں جزیرہ نمائے یونان و مقدونیہ میں واقع ہوئیں اور تینوں میں گویا ایک طور پر مشرق اور مغرب کا مقابلہ تھا، جس میں مغربی سپاہ کی جرأت اور ضبط، مشرق کی ناقابل اعتبار سپاہ پر غالب آیا۔ یہ بھی ملحوظ خاطر رہے کہ قیصر کو فارسالس میں اور اس کے بھانجے کو ایکٹیم میں جو کامیابیاں حاصل ہوئیں وہ روما اور اطالیہ کی حمایت میں ایک ایسے حملہ آور پر حاصل ہوئی تھیں جو خود رومن تھا، مگر اس کا

مدار کار مشرقی سلطنتوں کے ذرائع پر تھا ۔ اسی وجہ سے باب اہل اطالیہ کو بہ لحاظ حُب وطن قیصر اور اس کے بھانجے کے ساتھ محبت تھی نہ کہ ان کے مخالفوں کیساتھ۔

پاپی کی فراری اور انتقال

پاپی اس جنگ میں تو کام نہ آیا بلکہ جب اس کی چھاونی پر قیصر نے حملہ کردیا تو وہ گھوڑے پر سوار ہوکر لاریسا بھاگ گیا اور وہاں سے ساحل پر پہنچا، اس کی حالت ابھی درجہ مایوسی کو نہیں پہنچی تھی کیونکہ اس کا بیڑا سمندروں پر حاوی تھا اور صوبہ افریقہ اس کے قبضہ میں تھا ۔ مگر شکست کے افسوس نے اس کی قوت مدافعت کو سلب کرلیا تھا، اس لئے کہ ابتک تو اسکو ہر طرف کامیابی ہوتی رہی تھی، سارا زمانہ اس کو پاپی اعظم کہا کرتا تھا ۔ اس شکست کے بعد اس کو پھر اپنی قوت کو دوبارہ مستحکم کرنا سخت دشوار تھا، مشرق کے تمام بادشاہوں اور اقوام نے سمجھ لیا کہ اب اس کا پنپنا دشوار ہے اور غالباً یہی خیال اس کے دل میں بھی جم گیا تھا ۔ ساحل تھسلی سے اس نے بحیرہ ایجیئن کو عبور کیا، جس پر اٹھارہ سال قبل اس کا فاتحانہ ورود ہوا تھا اور میٹیلین اور سیلیشیا ہوتا ہوا جزیرۂ قبرس پہنچا مگر وہاں جاکر اسے معلوم ہوا کہ اس کا اثر زائل ہوچکا تھا اور اہل مشرق کو اس کا اب بالکل پاس نہ رہا تھا۔ قبرس سے وہ راہی مصر ہوا، اس امید سے کہ وہاں کا

باب نوعمر بادشاہ بطلیموس اس کا معاون ہو جائے گا۔ مگر جیسے ہی وہ مقام پیلوسیم میں خشکی سے اترا، اسے کسی نے دھوکے سے قتل کردیا۔

جنگ اسکندریہ فارسالس کی عظیم الشان فتح اور اس کے بعد اسکے حریف کی موت سے یہ قیاس ہو سکتا تھا کہ اب قیصر کی سیادت ہر طرف تسلیم کرلیجائے گی اور اسکو نظام سلطنت کی اصلاح کا موقع ملجائے گا، مگر گو شکست خوردہ جماعت کے دوراندیش افراد نے سسرو کی سرکردگی میں اپنی ہزیمت کو تسلیم کرلیا تھا، لیکن کچھ تو قیصر کی جلد بازی اور کچھ پاپمپی کے بعض سپہ سالاروں کی مسلسل پرخاش، جوئی کی وجہ سے سلسلہ جنگ برابر جاری رہا۔ پاپمپی کے تعاقب میں قیصر قلیل سی فوج لیکر اسکندریہ اکتوبر

۶۰۶ بنیادی ۴۸ سنہ ق م میں پہنچا، مگر وہاں جاکر اسے معلوم ہواکہ پاپمپی انتقال کرچکا ہے۔ مصر کے شاہ بطلیموس اور اس کی ہمشیرہ اور حریف کلیوپٹرا کے درمیاں مخالفت تھی۔ قیصر نے حکم دیا کہ دونوں اپنی افواج کو منتشر کردیں اور اس کی ثالثی کو قبول کرلیں۔ اس دخل درمعقولات سے اہل مصر ناراض ہوگئے اور ان کی افواج نے اس کا محاصرہ کیا، جس سے وہ اس وقت چھوٹا جب کہ ایک فوج اس کی امداد میں متھریڈاٹیس اعظم کے ایک متبنیٰ کے زیر کمان پہنچی، مگر اس کے بعد بھی وہ مصر میں مقیم رہا

جس کا سبب یہ بیان کیا جاتا ہے کہ کلیوپٹرا نے اس کو باپ
اپنے دام تزویر میں پھانس لیا تھا۔ جون سنہ ۴۷ ق م سنہ ۷۰۷
میں قیصر ملک شام میں پہنچا۔ وہاں اس کو معلوم ہوا کہ بنیادی
متھریڈاٹیس اعظم کے بیٹے اور جانشین فارناسیس نے فارناسیس
حکومت رومن کے ضعف کو محسوس کر کے اور رومن کی شکست
صوبہ دار ڈومیٹیس کالونیس کو شکست دیکر اپنی آبائی سلطنت پونٹس
پر قبضہ کر لیا ہے۔ اس لئے ملک شام کو سیکٹس سیزر
کے سپرد کر کے براہ سمندر سیلیسیا روانہ ہوا اور بمقام
ٹارسس دربار منعقد کر کے اس صوبہ کے انتظامات مکمل
کر کے براہ کاپاڈوشیا پانٹس روانہ ہوا اور ایک ہی جنگ
میں فارناسس کو مقام زیلا پر سخت شکست دی۔ سنہ ۴۷ ق م جنگ افریقہ
کے اواخر میں قیصر اطالیہ میں پہنچا، مگر اس کو پھر وہاں سے سنہ ۷۰۷
کوچ کرنا پڑا کیونکہ جن دشمنوں کو اس نے مشرق میں بنیادی
شکست دی تھی، اب مغرب میں شورش کر رہے تھے۔
افریقہ بالکل ان کے قبضہ میں تھا اور اہل ہسپانیہ
بھی قیصر کے نائب کاسیس لانگینس کے مظالم کی وجہ سے
منحرف ہو رہے تھے۔ صوبہ افریقہ میں سنہ ۴۶ ق م کے سنہ ۷۰۸
موسم بہار سے معرکہ آرائی شروع ہوئی جو جنگ تھیپسس بنیادی
پر ختم ہوئی، جس کے بعد اسٹوئک فلسفی اور جمہوریت پسند کیٹو ثانی کا
کیٹو اصغر نے بمقام یوٹیکا خود کشی کر لی۔ قیصر کے انتقال
مخالفین میں اس کا سا نیک نفس شخص کوئی بھی نہ تھا

باب اور "خاتم الرومیئن" کے لقب کا بجائے بروٹس اور کاسیس کے یہی شخص سزاوار ہے جو قیاصرہ کی حکومت کے مخالفین میں بہترین شخص تھا۔ قیصر نے جون ۴۶ سنہ ق م میں افریقہ کو خیرباد کہا اور اکتوبر کے آخر تک روما میں آرام کرتا رہا، مگر نومبر میں پھر اس کو کوچ کرنا پڑا کیونکہ

جنگ ہسپانیۂ ثانی

جنوبی ہسپانیہ میں کاسیس کے مظالم اور لابی اے نس اور پامپی کے بڑے بیٹے کی وجہ سے بغاوت پھیل گئی تھی۔

۷۰۹ سنہ بنیادی

قیصر جلد جلد کوچ کرتا ہوا وہاں پہنچا اور جنوبی ہسپانیہ میں بمقام منڈا ۱۷ مارچ ۴۵ سنہ ق م میں اس نے باغیوں کو شکست فاحش دی، یہ آخری جنگ تھی جس میں وہ شریک ہوا۔ موسم گرما کے اواخر میں وہ روما میں وارد ہوا اور سینیٹ اور عامہ قوم نے اس کے اعزاز اور مدارج میں بہت کچھ اضافہ کیا۔ اسکے بعد وہ نظام سلطنت کی اصلاح میں مصروف ہو گیا۔ خانہ جنگی ختم ہو چکی تھی اور اس کو اب موقعہ تھا کہ نہ صرف ملک اطالیہ میں قیام امن کی تدابیر سوچے بلکہ جیسا کہ اس کے منصب جلیلہ کے سزاوار تھا، سلطنت کو مستحکم کرے۔ بیرونی حملوں سے سلطنت کو محفوظ کرنے کا اس کو خاص خیال تھا اور اسی غرض سے، اور کراسس کی شکست کا بدلہ لینے اور رومن افواج کے جھنڈے کو واپس لینے کے لئے وہ پارتھیا پر حملہ کرنے کی فکر میں تھا۔ مگر رومن امراء اسکی

متواتر کامیابیوں اور اس کی علانیہ مطلق العنانی کی وجہ سے باب
اس سے سخت بغض رکھتے تھے اور اس کو یونان کے
غیر آئینی حکام سے بہتر نہ خیال کرتے تھے اور اسکا
برسرِ حکومت رہنا اپنی جماعت کے لئے باعث ننگ و عار
سمجھتے تھے۔ ۱۵ مارچ سنہ ۴۴ ق م کو مجلس سینیٹ
میں اس کے دشمنوں نے اس پر حملہ کر کے اس کو قیصر کا قتل
قتل کر دیا، جس کی وجہ سے اس کا کام ادھورا رہ گیا اور سنہ ۱۰
سلطنت روم طوائف الملوکی اور خانہ جنگی میں مبتلا ہو گئی۔ بنیادی

افسوس ہے کہ حیات مستعار نے بہت کم اسکا
ساتھ دیا، کیونکہ اس کا عہد حکومت زیادہ سے زیادہ
پانچ سال تھا۔ یعنی مارچ سنہ ۴۹ ق م سے مارچ
سنہ ۴۴ ق م تک اور یہ زمانہ بھی زیادہ تر مسلسل
معرکہ آرائیوں کی نذر ہوا۔ مگر اس عرصہ قلیل میں وہ
جو کچھ کر گزرا، اس کی اہمیت کچھ کم نہیں، سولا کے
مظالم نے شخصی حکومت کو سخت بدنام کر دیا تھا اسلئے
اس طرز حکومت کو موجب اتحاد و باعث قیام امن
ثابت کر کے ہردلعزیز کر دینا، اس امر کا کافی ثبوت ہے کہ
قیصر اس طرز حکومت کا بانی ہے۔ جس کے زیر سایہ
مغربی ممالک متمدنہ کے باشندوں نے قناعت کے
ساتھ تین سو سال بسر کیئے۔

قیصر کو جو کام انجام دینا پڑا وہ کچھ آسان نہ تھا قیصر بحیثیت ڈکٹیٹر

باب ۸۳ تا ۸۴ قوم

اور سوائے اس کے یہ اہم ذمہ داری اس پر یکایک آگئی کیونکہ اس امر کے باور کرنے کی کوئی خاص وجہ نہیں ہے کہ عرصہ دراز سے وہ انقلاب سلطنت کے درپے تھا یا اس کو پامپی سے زیادہ اقتدار حاصل کرنے کی آرزو تھی۔ گو اس اقتدار کو بھی جمہوریت پسند ناگزیر خیال کرنے لگے تھے۔ قیصر کو سوائے اس کے کوئی چارہ نہ تھا کہ اپنے دعاوی کو مستحکم کرنے کے لئے جنگ پر آمادہ ہو، ورنہ اس کو سیاسیات سے بالکل علیحدہ ہو جانا پڑتا۔ جنگی فتوحات کا لازمی نتیجہ یہ تھا کہ وہ سلطنت روما کا قریباً مطلق العنان حاکم ہوگیا۔ قیصر کا کمال اصل میں یہ تھا کہ تمام مشکلات پر غالب آکر وہ سلطنت رومن پر متصرف ہو گیا، نہ یہ کہ اسکو عرصہ سے اس کا خیال تھا اور تیاری میں مصروف تھا۔ اگر قیصر کو اس کے منصوبوں میں ناکامیابی ہوئی تو اسکا سبب یہ تھا کہ اس کا زمانہ حکومت نہایت مختصر تھا جس میں انکی تکمیل دشوار تھی۔ پامپی کے فرار ہونے کے بعد جیسے ہی اسکا تسلط ملک اطالیہ پر ہو گیا، اس نے ظاہر کر دیا کہ نہ تو وہ سولا کے قدم بہ قدم چلنے کو تھا، نہ تمدن و حکومت کا دشمن تھا، جیسا کہ اس کے متعلق بعض لوگوں کا خیال تھا۔ رومنوں کو پہلے اسکی عاجلانہ پیش قدمی اور نقل و حرکت کی سرعت نے

متحیر کر دیا تھا، مگر اس کے بعد اسکی نرمی اور اعتدال پسندی باب نے انکو مطمئن کر دیا۔ ان فتوحات کے بعد نہ کسی کی جایداد ضبط کی جاتی، نہ کوئی شخص قابل گردن زدنی قرار دیا جاتا یا جلاوطن کیا جاتا۔ اس کے جملہ افعال سے یہ ثابت ہوتا تھا کہ اس کی خواہش تھی کہ اس زمانہ کے اہم ترین معاملات کا معقول تصفیہ ہو جائے۔ اس امر کا اور اسکی فوق الانسانی قوتِ ارادی کا ثبوت' ان کثیر التعداد تجاویزِ اصلاحی سے ہوتا ہے جن کو وہ عمل میں لایا، جو پہلے سے اسکے ذہن میں تھیں۔ جو لوگ کہ قتل کر دئے گئے انکی اولاد کی جائداد بحال کر دیگئی اور ان اشخاص کے ساتھ بھی یہی برتاؤ کیا گیا جو دو تین سال قبل اسکی افواج میں پناہ گیر ہوئے تھے۔ مگر اس کے جانب داروں میں سے جن لوگوں کو اراضیات اور مناصب کی امید تھی، ان کو سخت مایوسی ہوئی اپنے سپاہیوں کو اراضیات عطا کرنے میں اس نے قابضان اراضی کے حقوق کا پورا لحاظ رکھا اور جنگ کی وجہ سے جو معاشی مشکلات پیدا ہو گئی تھیں، ان کے رفع کرنے کے لئے جو تدابیر اس نے اختیار کیں، ان سے تمام معقول پسند اشخاص کو اطمینان ہو گیا۔ زمانہ ماسبق میں قیصر پر یہ الزام اکثر عائد کیا جاتا تھا کہ وہ عوام روما کی خوشامد کیا کرتا تھا اور اب بھی اس کی یہی عادت تھی کہ وہ عوام کو تماشے دکھا کر'

باب اور اپنے جود و نوال سے خوش رکھتا۔ مگر وہ ہر باتیں عوام کی خوشامد کرنا نہیں چاہتا تھا۔اس نے ان جماعتوں اور جتھوں کو بالکل توڑ دیا تھا جنکی وجہ سے چند سال سے روما میں ابتری پھیلی ہوئی تھی۔عدالتوں کی اصلاح کی غرض سے اس نے حکام عدالت میں سے جمہوری عنصر کو خارج کر دیا۔شہروں میں مفلس اور قلاش اشخاص کے جمع ہو جانے اور دیہات کی بربادی کی وجہ سے ملک اطالیہ تباہ ہو رہا تھا،اس لئے قیصر نے قرطاجنہ اور کورنتھ کو دوبارہ آباد کرا کے ان تجاویز کو درجہ تکمیل کو پہنچا دیا،جو گائیس گراکس کے زمانہ سے ابتک عوام پسندوں کے پیش نظر تھے۔اطالیہ میں بھی اراضیات تعداد کثیر میں تقسیم کی گئیں،جو قصبات روبہ انحطاط تھے ان میں نئے نئے بسنے والے بھیجے گئے۔ بڑے بڑے علاقوں اور چراگاہوں کے مالکوں کو حکم دیا گیا کہ آزاد مزدوروں سے بھی کام لیا کریں اور ملک اطالیہ کی صنعت و حرفت کو فروغ دینے کیلئے ممالک غیر کے مال پر محصول درآمد لگایا گیا ، گو اس کا اثر محض عارضی ثابت ہوا۔اس کے علاوہ اسنے یہ بھی تجویز کی تھی کہ جھیل فیوکین اور پاپٹین کی دلدل کو خشک کر دیا جائے ۔کوہ اپی نائن کو طے کرنے کے لئے ایک سڑک بنائی جائے اور طائبر ندی کے دھارے کو

پھیر دیا جائے۔ اس میں شک نہیں کہ مزارعین کی باب فلاح و بہبودی کے لئے جو تجویز وہ عمل میں لایا، ان میں اس نے برادران گراکی کی متابعت کی تھی اور اس کو برادران مذکور سے زیادہ کامیابی نہیں ہوئی۔ مگر اس سے ثابت ہوتا ہے کہ قیصر کو اپنی اہم ذمہ داری کا کامل احساس تھا اور ان کے بارور نہ ہونے کے جو اسباب تھے ان کا قوانین سے دفع کرنا دشوار تھا۔ اس کی آخری اصلاح رومن جنتری کی درستی تھی۔ اصلاحات مذکورہ کی بنا پر قیصر اعلیٰ درجہ کا حکمران کہے جانے کا مستحق ہوسکتا ہے، گو حکمرانی کرنے کا اس کو کوئی جائز حق ہو یا نہ ہو۔

قیصر کے پیش نظر اہم ترین مسئلہ یہ تھا کہ سلطنت روما کے انتظام کے لئے کونسی طرز حکومت قابل اطمینان ثابت ہوسکتی ہے۔ اس کا ایک جزو تو طے ہو چکا تھا۔ یعنے یہ کہ سلطنت کی بقا کے لئے یہ ضروری تھا کہ بجائے خودمختار کانسلوں کے جو ہر سال بدلتے رہتے اور جن پر مجلس سینیٹ کی صرف برائے نام نگرانی تھی، افواج اور صوبہ جات کا انتظام اور ممالک غیر کے سیاسی تعلقات کی نگہداشت کسی قوی تر منتظم کے سپرد کی جائے۔ عاملانہ اقتدارات کا کسی مرکزی حکومت کے سپرد کرنا بھی ضروری تھا۔ مگر قیصر نے اس کا پورا انتظام کر دیا، کیونکہ جس روز سے کہ وہ شہر روما میں

باب داخل ہوا اور خزانہ سلطنت پر متصرف ہو گیا، اس نے سلطنت روما میں سوائے اپنے کسی کے اقتدارات کو تسلیم نہیں کیا۔ معاملات خارجہ کو اس نے اپنی ذات سے متعلق کرلیا تھا۔ اس کے نائب (لیگیٹ) بجائے خودمختار کانسلوں کے، افواج کی سپہ سالاری اور صوبجات کا انتظام کرتے۔ اور لقب "امبراطور" جو اس نے اختیار کیا، اس سے اس کا مقصود یہ تھا کہ لوگوں کو معلوم ہو جائے کہ برخلاف معمولی جمہوری حکام کے، جن کے اختیارات محدود تھے، اس کے اقتدارات (امپیریم) کی کوئی حد یا انتہا نہ تھی۔ جملہ عاملانہ اقتدارات کو اپنے ہاتھوں میں لے لینے سے قیصر قوانین گابینیا اور منیلیا کے منشاء کی تکمیل کر رہا تھا اور اس بارہ میں اس کے جانشینوں نے اس کی پوری متابعت کی۔ یہ معلوم کرنا دشوار ہے کہ وہ کس مخصوص طریقہ پر ان عاملانہ اقتدارات کو برتنا چاہتا تھا اور جمہوری دستور کے ساتھ اس کے کیا تعلقات ہوتے۔ یہ خیال کہ وہ قدیم شاہی حکومت کے احیاء کا کوشاں تھا محض اس زمانے کی بازاری گپ ہے۔ اصل واقعہ یہ ہے کہ قیصر ایک زیرک اور ہوشمند مدبر تھا، اس لئے اغلب یہی ہے کہ وہ بطور ڈکٹیٹر حکومت کرنے کا خواہاں تھا۔ یہ عارضی انتظام جمہوریت کے اصول کے خلاف بھی نہیں تھا

کیونکہ سلطنت جب مشکلات میں مبتلا ہو تو اس سے بہتر باب
کوئی انتظام ہو نہیں سکتا۔ مثلاً سولا نے بہ حیثیت ڈکٹیٹر
نظام سلطنت کی ترمیم کی تھی اور سنہ ۵۳-۵۲ ق م میں
جب کہ سلطنت روما پامپی کے زیر حفاظت آگئی تھی تو
اس کے اقتدارات کو قانوناً جایز کرنے کے لئے، اس کو
بھی ڈکٹیٹر مقرر کرنے کی تجویز ہوئی تھی، مگر باوجود اسکے
عہدہ مذکور کا قبول کرنا پسندیدہ ثابت نہوا کیونکہ سولا کے
مظالم نے اس عہدہ کو بدنام کردیا تھا اور خود قیصر کوشاں
تھا کہ وہ اہل روما پر ثابت کردے کہ وہ سولا کا تتبع
نہیں کرنا چاہتا۔ اس کے علاوہ ڈکٹیٹر کے تقرر سے
دستور کا معطل ہوجانا لازمی تھا اور قیصر کا اس عہدہ پر
مقرر کیا جانا قدیم قواعد اور روایات کے خلاف تھا۔
سولا کا ڈکٹیٹر مقرر ہونا، قیصر کے لئے ایک نظیر تھی،
مگر قیصر نہ صرف غیر معمولی طریقہ پر ڈکٹیٹر مقرر ہوا
بلکہ ایک نہایت ہی طولانی میعاد کے لئے جسکی سابق میں سنہ ۰۹ بنیادی
کوئی نظیر نہ تھی۔ اور فتح منڈا (سنہ ۴۵ ق م) کے
بعد اس کا دواماً ڈکٹیٹر مقرر کیا جانا مغالطہ دہ اور
اصول دستوری کے بالکل خلاف تھا اور اسی وجہ سے
سخت ناراضی پھیل گئی۔ البتہ اتنا ہوا کہ چند روز تک
ڈکٹیٹر ہونے کی وجہ سے قیصر کے اقتدارات میں قانونی
جواز کا شائبہ آگیا، مگر اس سے غالباً خود اسکے خیال میں بھی

باب اس مسئلہ کا تصفیہ نہیں ہوا۔

فوج اور صوبہ جات کی نگرانی کے لئے ایک زبردست مرکزی عاملانہ قوت قائم کرنے کے علاوہ ایک مسئلہ اور بھی قابل تصفیہ تھا اور اس سے کچھ کم اہم نہ تھا یعنے قیصر کے نئے اقتدار کے ہوتے قدیم دستور کا کیا حشر ہوگا۔ جہانتک قیصر کی ذات کا تعلق تھا اس مسئلہ کا تصفیہ نہایت آسان تھا۔ قدیم دستور کو اس لئے باضابطہ طور پر منسوخ نہیں کیا۔ مجلس سینیٹ میں حسب سابق مباحثات ہوا کرتے، مجلس عامہ میں قوانین نافذ ہوتے اور حکام انتخاب کئے جاتے اور جملہ عہدہ داران دستوری مثلاً کانسل، پریٹر، ایڈیل، کوئسٹور اور ٹریبیون سب باقی تھے اور قیصر اپنے جانشینوں کی طرح معترف تھا کہ وہ عامہ قوم کی مرضی سے حکمران ہے مگر سینیٹ، مجلس عامہ اور عوام سب ڈکٹیٹر کے ہی حکم بردار تھے اور اس کے زمانہ میں بمقابلہ آگسٹس کے زمانہ کے، ان کی ماتحتی صاف طور پر نمایاں تھی۔ قیصر، آگسٹس کی طرح قواعد وضوابط کا پابند نہ تھا اور اس کی فتوحات اور اس کی سرگرمی اور ہمہ گیر قابلیت سے مرعوب ہو کر اہل روما، اعلیٰ وادنےٰ اس کے حلقہ بگوش ہو گئے اور یکے بعد دیگرے جملہ مناصب اعلیٰ اس کو پیش کئے، جس کی وجہ سے کسی

دوسری قوت کا اس کے مقابلہ میں باقی رہنا ناممکن الوقوع باب تھا۔ اس وجہ سے قیصر کے دور میں قدیم دستور یا تو معطل رہتا یا اس کی پروا نہ کی جاتی۔ برخلاف اس کے آگسٹس اس کا خاص خیال رکھتا۔ ہمینوں شہر روما میں باضابطہ حکام مقرر ہی نہ ہوتے اور اس شہر پر مثل ایک مفتوح شہر کے قیصر کے نائبین حکومت کرتے۔ کبھی یہ ہوتا کہ کسی ٹریبیون کو پریٹر کے اختیارات دیئے جاتے اور وہ ان اقتدارات کو شہر روما کی حدود کے باہر عمل میں لاتا۔ انتخابات کے موقعہ پر امیدوار، ڈکٹیٹر کی تحریری سفارشیں لاتے، جو احکام کے مساوی تھیں۔ سینیٹ کی تعداد میں اضافہ کر کے اس نے ۹۰۰ تک پہنچا دیا اور اس میں پرانے سپاہیوں، آزاد شدہ غلاموں کے بیٹوں، اور نیم وحشی اہل گال کو شریک کر کے اسکی ہئیت بالکل بدل دی۔ گو اس کے جانشینوں نے اس زیادتی میں اس کی متابعت نہیں کی، مگر اسکے اصولوں کے وہ پابند رہے، جو حسب ذیل تھے:- (۱) قدیم دستور جمہوریہ کو شہر روما سے متعلق کر دیا جائے اور (۲) وہ قیصر کے زیر اقتدار رہے جو افواج اور صوبجات کا مالک تھا۔ صوبجات پر سینیٹ کی نگرانی عرصہ سے کمزور ہوتی جاتی تھی، اس لئے اس بارے میں قیصر نے جو کچھ کیا وہ گویا اس حالت متغیرہ کو تسلیم کر لینا تھا۔

باب کیونکہ معمولی صوبہ دار بھی مطلق العنان ہوکر اپنی مرضی کے
مطابق حکومت کرنے لگے تھے اور یعنوں سے جیسا چاہتے
برتاؤ کرتے اور سوائے اپنے کسی دوسرے کے اقتدار
سنہ ۶۷۳ کو تسلیم نہیں کرتے تھے۔ سنہ ۸۱ ق م سے ہر سال
بنیادی کے کانسل اور پریٹر روما میں مقیم رہتے اور عموماً مقامی
کاموں میں مصروف رہتے۔ اہل اطالیہ کو حقوق شہری
ملجانے کے بعد مجلس عامہ جو اصولاً تمام اقتدارات کا
منبع خیال کی جاتی تھی، اس کی حیثیت بھی عوام روما کی
معمولی مجالس کی سی ہوگئی اور سسترو کے سے جمہوریت پسند
بھی اس کو قوم رومن کی نیابت کا مستحق خیال نہیں کرتے تھے۔ شہر روما
کے باہر، سلطنت کے جملہ حصص پر قیصر کا تسلط قائم
ہو جانے سے روما کی قدیم دستوری مجالس اور عہدہ داروں
کے انتظامات کا سلطنت میں بالکل دخل نہ رہا۔ اور گو آگسٹس
اور ٹائبیریس نے سینیٹ کو اپنے دوش بدوش حکومت
میں شریک کیا، مگر اس کی حالت اب ماتحتی کی ہوگئی
تھی اور حکومت پر اس کو کسی قسم کا دسترس باقی
نہیں رہا تھا۔ قیصر کے زمانہ ہی سے مجسٹریٹوں کا
تعلق صرف شہر روما سے ہو گیا اور شہر میں بھی انکا
اقتدار بہ انحطاط تھا۔ مجلس عامہ کے اختیارات بھی
سلب ہو چکے تھے اور اس کا فرض صرف یہ رہگیا
تھا کہ حاکم سلطنت کے اقتدارات کی باضابطہ طور پر

تصدیق کردے۔ اس کے علاوہ جمہوریہ کی مجالس اور باب
حکام کا تعلق نہ صرف شہر روما میں محدود ہو گیا بلکہ
اس کی حدود میں بھی وہ قیصر کے دست نگر تھے
جو افواج اور صوبہ جات کا حاکم اعلیٰ تھا۔ اس بارہ میں
قیصر کے طرز عمل پر اس کے جانشین بھی کاربند رہے۔
بیرونجات میں وہ مطلق العنان حکمران تھا اور شہر روما کی
حدود میں وہ دولتِ عامہ کا حاکم اعلیٰ تھا۔ قیصر اور اسکے
جانشینوں کی شخصیت میں مختلف اقتدارات جمع ہو گئے تھے
اور جملہ حکام سے وہ برتر تھے۔ یعنے ان کے اقتدار کی
کوئی حد نہ تھی، سوائے اس کے کہ وہ بذاتِ خود اپنے
اختیارات کو محدود کریں۔ قیصر اپنے عہد حکومت کے
بیشتر حصہ میں کانسل بھی تھا اور ڈکٹیٹر بھی۔ ۴۸ ق م میں سنٹ
فتح فارسالس کے بعد اس کو تاحین حیات ٹربیونی کے اقتدارات بنیاد کوا
دیئے گئے اور فتح تھاپسس کے بعد عہدہ "پریفیکٹ موریم"
(محتسب رسوم) تین سال کے لئے اس کو تفویض کیا گیا۔
بحیثیت حاکم اعلیٰ کے وہ مجلس سینیٹ کو منعقد کرتا اور
اس کی صدارت کرتا۔ مختلف خدمات کے لئے امیدوار
نامزد کرتا اور انتخابات کا انتظام کرتا۔ اس کے علاوہ
وہی مجلس عامہ میں قوانین نافذ کراتا اور عدالتوں میں
عدلگستری کرتا۔ اور روما کے حاکم اعلیٰ اور سلطنت روما
کے مطلق العنان فرمانروا ہونے کی حیثیت سے وہ

باب پتوں کا گھیرا اور فاتحانہ لباس زیب تن کرتا اور فتحمند امیر البحر کا عصا اس کے ساتھ رہا کرتا۔

سلطنت کی فرمانروائی کے لئے جو تجاویز اس نے پیش نظر رکھی تھیں، ان کا بھی کچھ کچھ پتہ چلتا ہے:۔ سرحدات کا استحکام جو نہایت ضروری تھا، اپنی قبل از وقت موت کے سبب سے اس کو دوسروں کے لئے چھوڑ دینا پڑا مگر جملہ مورخین قدماء کا بہ اتفاق خیال ہے کہ اس کا قصد تھا کہ سلطنت روما کو اس کی قدرتی جغرافی حدود تک وسعت دے، یعنے دریائے فرات اور کوہ قاف تک مشرق میں، دریاے ڈینیوب و رائن بلکہ دریاء ایلب تک شمال میں، اور بحر اوقیانوس تک مغرب میں۔ حدود سلطنت کے اندر اس نے آگسٹس کے قبل سے اہل صوبہ جات پر جو محصولات عائد کئے جاتے تھے، ان کو ہلکا کرنے کی کوشش کی۔ صوبہ جات کے حکام پر سخت نگرانی قائم کی۔ اور اہل صوبہ جات کو شہریوں کے حقوق دیکر اور اس طرح ان کو حکومت میں شریک کر کے، سلطنت کی بنا کو قوی کرنا شروع کردیا تھا۔ گالیا وراء پو کے باشندوں کو اس نے شہریوں کے حقوق عطا کئے اور جزیرہ نمائے اطالیہ میں حکومت بلدی کے طریقہ کو رائج کیا، جو اس کے جانشینوں کے زمانہ میں صوبہ جات میں بھی رائج ہوگیا۔

باب دوم

ثلاثیہ عارضی حکومت

سنہ ۴۴ تا ۲۷ ق م

قیصر کے قتل (مارچ سنہ ۴۴ ق م) اور یکم جنوری سنہ ۲۷ ق م کے درمیان جبکہ اس کے بھانجے نے جمہوریہ کو اپنے زیر صدارت بحیثیت "پرنسپس" یعنے رئیس جمہور دوبارہ قائم کیا، قتل عام اور ابتری کا ایک افسوسناک زمانہ ہے۔ امراء کے جس حاسد اور برافروختہ گروہ نے قیصر کو قتل کردیا تھا، انکا دعوی تھا کہ انہوں نے روما کو ایک ظالم کے پنجۂ ستم سے نجات دلائی ہے، مگر عموماً رومنوں کو خوف تھا کہ وہ پھر خانہ جنگی اور تباہی میں مبتلا ہو جائیں گے۔ مثلاً ایک رومن ساہوکار نے سسرو کو اسی زمانہ میں لکھا کہ "جب قیصر ہماری مشکلات کو حل نہیں کرسکا، تو پھر اب کون کریگا" سسرو بھی، جو خود اپنے کو اور دوسروں کو یہ یقین دلانا چاہتا تھا کہ

قیصر کے قتل کے بعد خانہ جنگی

سنہ ۱۰ بنیادی

سنہ ۲۷ بنیادی

باب ۲ قیصر کی موت سے جمہوریہ کا احیاء ممکن ہے" یہ تسلیم کرنے پر مجبور ہو گیا تھا کہ آزادی دلانے والوں نے اپنا کام ادھورا چھوڑ دیا تھا اور گو اس نے نہایت سرگرمی سے دستور قدیم کو بحال کرانے کی کوشش کی، مگر صورت حالات کو بدلنا اس کی قوت سے باہر تھا۔ قیصر کے قتل کے بعد بجائے جمہوریہ کے احیاء کے دعویداراں حکومت کے مابین جنگ چھڑ گئی، جس میں سسرو کی فصاحت و بلاغت، لشکروں کی شمشیر براں کے مقابلہ میں کوئی ہستی نہ رکھتی تھی۔ ان دعویداران حکومت

اینٹونیس میں سے سربرآوردہ مارکس اینٹونیس تھا جو ایک زمانہ میں قیصر کے سواروں کا افسر اعلیٰ اور ملک اطالیہ میں اس کا نائب تھا، اور اس وقت بہ حیثیت واحد کانسل، سلطنت کا حاکم اعلیٰ تھا۔ اپنے کمالات سپہگیری، فصاحت و بلاغت اور قیصر کا یار غار ہونے کی وجہ سے سسرو کی رائے میں یہ شخص دوسرے دعویداران حکومت،

املیپڈس وسیکسٹس پاںپیس یعنے ایسلیس لیپڈس اور سکسٹس پاںپیس سے زیادہ خطرناک تھا، ان میں پہلا شخص گو امراء کبار میں سے تھا اور دو بڑے صوبے یعنے شمالی ہسپانیہ اور ناربوئینز گال پر قابض تھا مگر اس میں نہ اس قدر قابلیت تھی اور نہ استقلال تھا کہ سلطنت پر متصرف ہو سکے، جس کی اس کو آرزو تھی۔ دوسرے نے گو کچھ فوج جمع کرلی تھی

اور جنوبی ہسپانیہ میں اپنی قوت کو مستحکم کرلیا تھا مگر باپ کے وہ ابتک جلاوطن تھا اور باوجود پامپی اعظم کا بیٹا ہونیکے بالکل گمنام تھا۔ اس لئے اس سے کوئی خائف بھی نہ تھا۔ اس کے علاوہ اینٹونی نے دونوں کے ساتھ دوستانہ تعلقات قائم کرلئے تھے، اس نے اپنی بیٹی لیپڈس کے بیٹے سے بیاہ دی اور اس سے خدمت "پانٹیفیکس میکسمس" (مہاپجاری) دلادینے کا وعدہ کیا، جو قیصر کے انتقال کے سبب سے خالی ہوگئی تھی۔ سکسٹس سے اس نے وعدہ کیا کہ اسکی جلاوطنی کا حکم منسوخ کرادیا جائیگا اور اس کے باپ کی جائداد واپس دلادی جائے گی۔

جن رقیبوں سے اسے کچھ خوف تھا انکو اس طرح ہموار کرکے اینٹونیس نے بجائے قیصر کے روما میں حکومت کرنی شروع کردی۔ قیصر کی بیوہ کالپرنیا نے اس کے تمام کاغذات اینٹونی کے سپرد کردئے تھے اور ان سے اس نے بیجا نفع اٹھانے کی کوشش کی، اور اہل روما کو یہ فریب دیکر کہ وہ جو کچھ کر رہا ہے قیصر کے وصایا کے بموجب ہے، اس نے قوانین نافذ کراکے صوبہ جات تقسیم کردئے، جلاوطنوں کو واپس بلالیا، اور جائدادوں کو ضبط کرلیا یا عطاکردیا۔ اسکی قوت کے استحکام میں صرف ایک باتکی کمی رہگئی تھی۔ یعنے فوجی کمان؛ اور اس غرض سے اسنے یہ تدبیر کی کہ صوبہ گالیا ماسوائے آلپ پر

باب متصرف ہو جائے اور مقدونیہ کے لشکروں کو اپنے زیر کمان کرلے۔

آکٹیوس مگر اب ایک ایسا شخص موقع واردات پر پہنچ گیا، جو لیپڈیس یا سکسٹس سے زیادہ خطرناک تھا۔ یہ شخص قیصر کا بھانجا گائیس آکٹیویس تھا۔ جب قیصر قتل ہوا تو آکٹیویس اپیولونیا میں تھا، مگر قتل کی خبر سنتے ہی وہ اپریل ۴۴ ق م میں اطالیہ پہنچا، تاکہ اپنی میراث کا دعویدار بنے۔ اس وقت اسکی عمر صرف انیس سال کی تھی اور سوائے قیصر کا وارث ہونیکے اس کا کوئی اثر نہ تھا، مگر استقلال و فہم و فراست اس میں کوٹ کوٹ کر بھری ہوئی تھی اور اس کی بدولت اس نے اپنے خودسر اور ناعاقبت اندیش رقیب انٹونی کو نیچا دکھایا۔ اس نے اعلان کردیا تھا کہ اطالیہ آنے سے اسکا مقصد صرف یہی تھا، کہ بحیثیت قیصر کا وارث اور پسر متبنٰی ہونے کے، اپنے حقوق کی نگہداشت کرے۔ وہ انٹونی سے ناچاقی ہونے سے بچتا رہا، مگر اس کے ساتھ ہی وہ لشکریوں اور عوام روما کے ساتھ اپنے تعلقات کو مستحکم کرتا جاتا تھا، جو قیصر کے جانشین کو خوشامدید کہنے کو تیار تھے۔ انٹونی جو اپنے نوجوان رقیب کی ہردلعزیزی سے خائف ہو رہا تھا، اکتوبر میں برنڈیسیم کو ان افواج سے ملنے کے لئے گیا جو مقدونیہ سے آرہی تھیں، آکٹیویس نے موقع پاکر ان نووارد سپاہیوں پر

سنہ ۴۴ق م

بنیادی

باب ۲ اپنا اثر قائم کرنے کی کوشش کی اور ایک پورے لیجن کو انٹونی سے علحدہ کرلیا۔ اسی زمانہ میں اسنے قیصر کے نبرد آزما سپاہیوں کا جو کمپانیا میں آباد ہو گئے تھے، ایک لیجن جمع کرلیا۔ اب اس کے پاس سپاہیوں کی کافی تعداد جمع ہوگئی تھی مگر میوٹینا کی لڑائی کسی کو علم نہ تھا کہ ان سپاہیوں سے وہ کیا کام لیگا اور سینیٹ یا مجلس عامہ نے بھی، ابھی اس کو کوئی فوجی کمان نہیں دی تھی۔ دسمبر میں انٹونی نے گالیا ماسواء آلپ میں پہنچکر، ڈیبروٹس کو میوٹینا میں محصور کرلیا اور صوبہ پر زبردستی قبضہ کرنے کا قصد کیا۔ آکٹیویس نے اس موقع کو غنیمت سمجھکر جمہوریہ کو انٹونی کی دست درازیوں سے بچانے کا بیڑا اٹھاکر بروٹس کی امداد کے لئے شمالکی طرف پیش قدمی کی۔یکم جنوری ۴۳ ق م کو سینیٹ نے آکٹیویس کی معاونت کو باضابطہ تسلیم کرکے اسے مجلس سینیٹ کا رکن بہ اختیارات کانسلی مقرر کیا اور اس کو "اختیار تحکم" دیکر سال مذکور کے دونوں کانسلوں کے ساتھ ملکر انٹونی سے جنگ کرنے کا حکم دیا۔ یہ لڑائی جس کا نام "جنگ میوٹینا" تھا اپریل تک ختم ہوگئی۔ اسی مقام کے قریب انٹونی کو شکست ہوئی اور اس کو مجبوراً شہر مذکور کا محاصرہ اٹھانا پڑا، مگر کانسل ہرٹیس اس جنگ میں کام آیا اور دوسرا کانسل پانسا بھی چند روز بعد اپنے زخموں سے جانبر نہ ہوسکا۔ آکٹیویس کو اب

۱۱۷ بنیادی

باب۲ پورا حق تھا کہ وہ رومن افواج کا تن تنہا سپہ سالار مقرر کیا جائے۔ مگر سسرو کے مشورے سے اس کے حقوق کو نظرانداز کر کے سینیٹ نے ڈیسمس بروٹس کو سپہ سالار مقرر کر دیا اور آکٹیویس کو کانسل بھی نہ کیا۔ مگر اس نے آٹھ لیجن لیکر روما پر دھاوا کر دیا، جس سے جملہ امور مختلف فیہ طے ہو گئے۔ ۱۹ آگست کو وہ کانسل منتخب ہوا حالانکہ اس کی عمر صرف بیس سال تھی۔

آکٹیویس کی کانسلی ۴۳ ق م

اسی اثناء میں ماہ مئی میں انیٹونی اور لیپیڈس کی افواج بمقام فورم جولئی مجتمع ہو چکی تھیں اور ایسینیس پولیو صوبہ دار جنوبی ہسپانیہ اور پلانکس صوبہ دار شمالی گال کے، انکے شریک حال ہو جانے سے، ان کی قوت اور بھی بڑھ گئی۔ سسرو اور اس کے دوستوں کی رہی سہی امید ڈیسمیس بروٹس کے انتقال سے ٹوٹ گئی۔ م، بروٹس اور کاسیس کی فوجیں بہت دور تھیں اور ان سے فوری امداد کی امید نہو سکتی تھی، اس لئے سینیٹ کو کوئی چارہ اس کے سوائے نہ تھا کہ سکوت کے ساتھ نوجوان قیصر (آکٹیویس) اور اسکے حریفوں کی ٹڈبھیڑ کے نتائج کا انتظار کرے۔ آکٹیویس اپنے لیجنوں سمیت روما سے روانہ ہوا اور انیٹونی اور لیپیڈس سے بمقام بونونیا ملاقی ہوا، اس ملاقات کا نتیجہ یہ ہوا کہ ہر سہ اشخاص مذکور نے متحد ہو کر سلطنت روما کو آپس میں تقسیم کر لیا۔ اسکے بعد تینوں روما پہنچے

۱۱ ۔ بنیادی

دوسری ثلاثیہ

اور وہاں کے خوف زدہ باشندوں نے انکی عارضی حکومت باب۲
کو تسلیم کرلیا، جس کو اصطلاحاً "دوسری ثلاثیہ" کہتے ہیں
اور ان کو پانچ سال کی میعاد کے لئے "سلطنت روما
کی تنظیم جدید" کرنے کو کمشنر مقرر کیا، مگر ان کے افعال
ایسے نہ تھے، جس سے سلطنت کی آیندہ فلاح وبہبودی
کے لئے کوئی امید ہوسکتی، کیونکہ انہوں نے سولا کی طرح سے
لوگوں کو قتل اور جلاوطن کرنا اور ان کی جائدادیں ضبط کرنا
شروع کردیا۔ ان مظلوم اشخاص میں وہ زبردست مقرر
(سسرو) بھی تھا، جو گزشتہ اٹھارہ ماہ سے دستور قدیم سسرو کا انتقال
کی حمایت میں اپنی زبان سے ارکان حکومت ثلاثہ کی
شمشیروں کا مقابلہ کررہا تھا، اس کے قتل سے گویا
انٹونی نے اس کی تقریروں کا جواب دیا اور گویہ قتل نہایت
وحشیانہ تھا، مگر اس سے زمانہ کا رخ معلوم ہوتا ہے۔
عہد قیصریہ میں بہت سے ایسے لوگ گزرے ہیں
جو کیٹو کی طرح مذہب اور اخلاق کے سخت پابند تھے،
مگر ان فصیح و بلیغ مدبرین کا جو اپنے زور تقریر سے
اس آزاد قوم کی رہبری کرتے تھے، سسرو کے ساتھ
خاتمہ ہوگیا۔

دسمبر ۴۳ سنہ اور ۴۲ سنہ کے ابتدائی مہینوں میں ۱۱ سنہ بنیادی ۱۲ سنہ بنیادی
روما میں دور تخوف جاری رہا، جس میں ثلاثیہ نے انتہا کردی روما میں دور تخوف
اور میریس اور سولا کے مظالم کو بھی نیچا دکھا دیا جس کا

باب۲ غالباً سبب یہ تھا کہ بروٹس اور کاسیس کے خلاف جنگ کی تیاری میں اور شوریدہ سر سپاہیوں کے مطالبات کو پورا کرتے کرتے وہ پریشان ہوگئے تھے، اور لطف یہ ہے کہ اس جور و ظلم کو قیصر کے قاتلوں کی سزا قرار دیکر اسکو حق بجانب ظاہر کرتے اور اسی کے نام سے قتل اور غارتگری کر رہے تھے؛ حالانکہ متوفی کو اس طرز عمل سے سخت نفرت تھی۔ شہر روما کی سڑکیں لاشوں سے پٹ گئی تھیں اور میدان فورم میں خون کی ندیاں بہ رہی تھیں۔ اسی اثناء میں جولیس قیصر کو دیوتا قرار دیکر اس کی پرستش شروع کردی گئی اور جس مقام پر اسکی لاش جلائی گئی تھی، وہیں ایک مندر کی بنا ڈالی گئی اور مجلس سینیٹ نے مع تمام قوم کے اسکے احکام کی پابندی کی قسم کھائی

جولیس قیصر کا اعزاز

ان مظالم کا ذمہ دار اینٹونی اور لیپیڈس کو زیادہ تر قرار دیا جاتا ہے، مگر یہ جرأت آمیز افسانہ کہ جو کچھ کیا گیا وہ ایک مقتول باپ کا محض بدلہ لینے کے لئے ہوا، یہ صرف آکٹیولیس کی ہی مخصوص ایجاد ہے۔

بروٹس اور کاسیس سے جنگ

ارکان ثلاثیہ کا روما اور اطالیہ پر پورا قبضہ تھا اور صوبہ جات میں سے گال اور ہسپانیہ بھی گویا انھیں کیلئے تھے، مگر سلطنت روما کے دوسرے حصص پر ان کا تسلط قائم نہیں ہوا تھا۔ مغرب میں سیکسٹس پامپیس کی قوت روز بروز بڑھتی جاتی تھی، کیونکہ اس کا بیڑا بحیرۂ روم کے

باب۲ مغربی حصہ پر حاوی تھا۔ سسلی اس کے قبضہ میں تھا اور حال کے قتل عام سے ڈر کر سینکڑوں آدمی اسکے پاس بھاگ آئے تھے۔ مشرق میں بروٹس اور کاسیس نے ہر قسم کی مخالفت پر غالب آکر مقدونیہ، اکائیا، ایشیائے کوچک اور شام پر قبضہ کر لیا تھا۔ سیکسٹس پاپمپیس کو سسلی سے نکالنا دشوار تھا۔ اس لئے لیپیڈس کو اطالیہ کی حفاظت کے لئے چھوڑ کر اینٹونی اور آکٹیویس موسم خزاں کے آغاز میں برنڈیسیم سے بروٹس اور کاسیس کے مقابلہ کے لئے روانہ ہوئے، جو مقدونیہ میں بمقام فلپی سمندر اور اپنے بیڑے کی قربت میں خیمہ زن تھے۔ فریقین میں جو آخری مقابلہ ہوا اسکے حالات جنگ فارسالس سے مشابہ ہیں، کیونکہ قیصر کی طرح اینٹونی اور آکٹیویس کی افواج میں زیادہ تر اطالیہ اور دیار مغرب کے سپاہی تھے۔ برخلاف اس کے پامپی کی طرح ان کے مخالفین کا مدار زیادہ تر ان کے مشرقی معاونین پر تھا، جن میں نہ صرف اہل تھریس و الیریا بلکہ عرب و فارس کے تیر انداز سوار بھی شامل تھے۔ ان کے علاوہ قیصر کی طرح ارکان ثلاثیہ بھی اپنے مخالفین کو لڑنے پر مجبور کرنا چاہتے تھے اور بروٹس اور کاسیس کو پامپی کی طرح تعویق میں نفع تھا، مگر انکو اپنی افواج کی بے صبری کی وجہ سے مجبوراً لڑنا پڑا۔ پہلے روز کی جنگ فیصلہ کن نہ تھی، بروٹس کے مقابلہ میں آکٹیویس تھا

جنگ فلپی ۴۲ سنہ قم ۱۲/۷ سنہ بنیادی

باب ۲ جس کو اس نے شکست دی، مگر انٹونی اپنی تدبیر سے کاسیس پر
غالب آیا۔ مغلوب نے یہ خیال کر کے کہ اب کچھ
بن نہ پڑے گا، اپنا کام تمام کر لیا۔ اسکے انتقال کے بعد
بروٹس نے کمان اپنے ہاتھ میں لی اور یہ قصد کیا کہ
سکوت اختیار کر کے دشمن کو تھکا ڈالے ؛ ثلاثیہ کی رسد
روز بروز گھٹتی جاتی تھی ؛ موسم سرما سر پر آرہا تھا، اسلئے
ان کی حالت ناگفتہ بہ ہو رہی تھی، مگر پامپی کی طرح بروٹس
کے افسروں نے بھی اس کو اپنے مورچوں کے چھوڑنے
اور لڑنے پر مجبور کیا۔ اس کے بعد جنگ ہوئی جس
میں اس کو شکست فاحش ہوئی۔ بروٹس نے اپنے ایک
دوست سے کہا کہ اس کا کام تمام کر دے اور
اس طرح جمہوریہ کے آخری سرگروہ کا خاتمہ ہوگیا۔
اس کی فوج نے جس کی تعداد چودہ ہزار تھی ہتیار ڈالدئے
اس کے افسروں میں سے بعض، مثلاً شاعر ہورَیس نے
بھاگ کر اپنی جان بچائی، بعض قید کر لئے گئے اور
بعض نے قید سے بچنے کے لئے خودکشی کر لی ؛ مگر
بیڑہ بچ گیا اور اس کا زیادہ تر حصہ جاکر سیکسٹس پامپیئس کی
روز افزوں افواج میں شریک ہوگیا اور باقی ماندہ حصہ
کنیئس ڈومیٹیس آہینوباربس کے زیر کمان بحیرہ ایجیئن میں رہگیا۔
تقسیم سلطنت — فتح فلپی کے بعد فاتحین میں دوبارہ تقسیم اقتدارات
عمل میں آئی۔ انٹونی نے مشرق کے صوبہ جات اور

باجگزار ریاستوں میں قیام امن اور روپیہ وصول کرنے کا کام اپنے ذمہ لیا، جس کے فتح یاب لشکروں کو انعام دینے کے لئے سخت ضرورت تھی۔ آکٹیوِیس کے ذمہ دو کام ہوئے ایک تو سیکسٹس پامپیس کی سرکوبی اور دوسرے سپاہیوں میں اراضیات کا تقسیم کرنا، جس کا انسے وعدہ کیا گیا تھا۔ ان انتظامات جدید کے نتائج کو غالباً آکٹیوِیس نے محسوس کرلیا تھا کیونکہ اینٹونی اس طرح ممالک مشرقی کے معاملات کے تصفیہ میں مصروف ہو گیا، جس کی وجہ سے رفتہ رفتہ اہل روما کی ہمدردی زائل ہو گئی۔ برخلاف اس کے آکٹیوِیس خود روما میں متمکن تھا اور سلطنت کا نظام دستوری اس کے زیر نگین تھا، اسی وجہ سے وہ نہ صرف ممالک غرب کا مالک بن بیٹھا، بلکہ رومن تمدن اور سیادت کا حامی تسلیم کر لیا گیا۔

اطالیہ میں جنگ پیروسیا ۴۱ تا ۴۰ ق م

مگر اوایل میں یہ نتائج دور از قیاس تھے۔ آکٹیوِیس آکٹیوِیس نے تقسیم اراضی کا کام ۴۱ ق م کے آغاز میں شروع کیا، لیکن اسکی وجہ سے ایک شور برپا ہو گیا اور قریب تھا کہ اس کا اقتدار بالکل زایل ہو جائے۔ اینٹونی کا بھائی اس فکر میں تھا کہ تقسیم اراضی کے کام میں آکٹیوِیس کا شریک ہو جائے اور جب اس مقصد میں اس کو کامیابی نہیں ہوئی تو اس نے اینٹونی کی بلندعزم اور بدکردار بیوی فلویا کے اغوا سے ان اشخاص کی

باب۲ حمایت کا بیڑا اٹھایا، جو اپنی اراضی سے بیدخل کردیئے گئے تھے یا کئے جانے کو تھے۔ اس نے اشخاص مذکور اور چند ارکین سینیٹ اور ان سپاہیونکو جو اس کے بھائی مارکس کے طرفدار تھے یا رشوت سے اس کے بھروسے میں آگئے تھے، جمع کرکے ایک زبردست جماعت تیار کرلی اور چند محفوظ مقامات پر قبضہ کرکے بجائے آکٹیویس کے اطالیہ کا حاکم بنجانے کی کوشش کرنے لگا۔ مگر کچھ عرصہ تک فریقین میں سلسلہ گفت و شنید جاری رہا، جو بالاخر بے سود ثابت ہوا۔ موسم سرما کے آخر میں غالباً لیوسیس نے شہر روما پر دھاوا کردیا اور داخل ہوگیا، مگر جب آکٹیویس نے اس طرف پیش قدمی کی تو لیوسیس شہر کو چھوڑکر شمالکی طرف چلاگیا۔ آکٹیویس نے اس کا تعاقب کرکے اسکو شہر پیروسیا میں محصور کرلیا۔ محاصرہ موسم سرما کے اوایل تک جاری رہا، مگر جنوری ۴۰ سنہ ق م میں لیوسیس نے ہتیار ڈالدیئے اور اسکے بعد سرزمین اطالیہ میں سوسال تک کوئی خانہ جنگی نہیں ہوئی۔ اس فتح سے تمام ملک اطالیہ میں آکٹیویس کا پورا دخل ہوگیا اور اب اس نے قصد کیا کہ قبل اس کے کہ اینٹونی اپنے بھائی کی شکست کا حال سنکر معرکہ ارائی کیلئے تیار ہو، تمام ممالک غرب پر اپنا تسلط قائم کرے۔ سنہ ۴۱ بنیادی

جنگ فلپی کے بعد جو مصالحت ہوئی تھی، اس میں یہ باب
طے ہو گیا تھا کہ صوبہ جات ہسپانیہ و نیومیڈیا اسکے
قبضہ میں رہیں گے مگر اسی مصالحت کی رو سے صوبجات
گال و افریقہ، اینٹونی کے سپرد ہوئے تھے۔ پھر بھی
بلا لحاظ شرائط مصالحت مذکور کے جولائی سنہ ۴۰ ق م میں
آکٹیویس صوبہ گال میں داخل ہوا اور اس پر قابض
ہوگیا۔ صوبہ افریقہ اس نے لیپیڈس کے سپرد کردیا تاکہ
وہ آئندہ کے لئے اس کا معاون ہو جائے۔ اسی اثناء
میں اس نے سیکسٹس پامپیس کے قلع قمع کرنے کا
بھی تہیہ کیا، جس کی قوت روز افزوں ترقی پر تھی اور
جس کا بیڑہ نہ صرف سواحل اطالیہ پر لوٹ مار مچائے ہوئے
تھا بلکہ اس کی وجہ سے شہر روما میں غلہ کا پہنچنا بھی
دشوار ہوگیا تھا۔ آکٹیویس کے نائبین میں مارکس ویپسانیس اگریپا
جو نہایت وفادار اور لائق تھا پہلی مرتبہ ہمارے سامنے
آتا ہے۔ اس کو آکٹیویس نے جنوبی اطالیہ کی طرف
روانہ کیا اور حکم دیا کہ سیکسٹس کو اس کے مقبوضات
واقع جزیرہ سسلی سے نکال دے۔

اسی اثناء میں یہ معلوم ہوا کہ اینٹونی اپنے شرکاء کی اینٹونی مشرق
منت سماجت سے اپنے حقوق کو بزور شمشیر تسلیم کرانے میں
کے لئے عازم اطالیہ ہو رہا ہے، اس لئے سیکسٹس کی
سرکوبی کے لئے جو تیاریاں ہو رہی تھیں، انھیں ایک لخت ملتوی

باب ۲ کردیا گیا - فتح فلپی کے بعد سے اینٹونی کا دیارِ مشرق میں مسلسل قیام رہا مگر اب اس کی حالت دگرگوں ہوگئی تھی اور اس کے حرکات و افعال ایسے تھے جو کسی شوریدہ سر لٹیرے سے صادر ہوتے، نہ کہ سلطنت رومتہ الکبریٰ کے ایک رکن رکین سے - یونانیوں کی بستیوں سے جو رقوم خطیر اس نے جبراً حاصل کیں، ان کو اس نے تعیش میں برباد کردیا - اس اسراف و فضول خرچی میں اس کے محبوب نظر رفقا جن میں مرد و زن دونوں شامل تھے، برابر کے شریک تھے - اس کا کوئی کام مصلحت پر مبنی نہ تھا بلکہ کسی فوری خیال کی دھن میں کوئی بادشاہ تخت سے اتار دیا جاتا دوسرا اس کی جگہ تخت نشین کردیا جاتا، کسی کو سزا ہوتی کسی کو داد و دہش - رومن حکام عالی مقام کی متانت و سنجیدگی کو خیرباد کہکے مشرق کے اس نئے حکمران نے یونانیوں کے سامنے ان کے دیوتا ڈایونی سس (شراب کا دیوتا) کا روپ بھرا اور اسی کے نام سے اپنے کو مشہور کیا - مقام طارسوس میں اس نے ایک دربار کیا اور اس میں اپنے احکام سنانے کے لئے تمام باجگذار

کلیوپٹرا سے ملاقات

بادشاہوں اور رؤسا کو طلب کیا - اسی دربار میں وہ پہلے پہل اس مہ جبین اور بلند حوصلہ شاہزادی سے ملاقی ہوا جو مصر کے خاندان بطلیموسی کی چشم و چراغ تھی

باب ۲ اور اس کی میراث کی دعویدار تھی۔ شومی قسمت سے
انٹونی چشم زدن میں اس کا عاشق زار اور بندۂ بے دام
سنہ ۴۱-۴۰ ق م ہو گیا۔ کلیوپٹرا کے ساتھ وہ بھی مصر چلا گیا اور سنہ ۴۱-۴۰
سنہ ۱۴ بنیادی کے موسم سرما میں سکندریہ میں اسکے ساتھ رنگ رلیوں میں
مشغول رہا۔

سنہ ۱۴ بنیادی سنہ ۴۰ ق م کے موسم بہار میں اس نے
آخرکار مصر چھوڑنے کی ہمت کی اور ایشیائے کوچک
ہوتا ہوا یونان پہنچا جہاں فلویا سے اس کو
سقوط پروسیا کی خبر ملی۔ یہ سنتے ہی عازم اطالیہ
ہوا اور چونکہ شہر برنڈیسیم میں داخل ہونے
سے روکا گیا، اس نے فوج اتار کر اس شہر کا
محاصرہ شروع کردیا۔

صلحنامہ برنڈیسیم سنہ ۱۴ بنیادی سنہ ۴۰ ق م خانہ جنگی کے دوبارہ پیدا ہوجانے کا اندیشہ
ہو گیا مگر دراصل نہ انٹونی نہ آکٹیویس معاملہ کو اس قدر
طول دینا چاہتے تھے۔ آکٹیویس کی بری فوجیں نہایت زبردست
تھیں مگر اسے اندیشہ تھا کہ سیکسٹس پامپےیس کہیں انٹونی
سے مل نہ جائے، کیونکہ اگر یہ دونوں ملجاتے تو انکی
متحدہ بحری افواج، اطالیہ کو محصور کرلیتیں، جس کی وجہ سے
بیرونی ممالک سے رسد کا آنا دشوار ہوجاتا۔ انٹونی کی
حالت یہ تھی کہ اس کی فوج نہایت قلیل تھی اور اسکے
علاوہ مشرق میں قوم فارسی سے جنگ چھڑگئی تھی، اسوجہ سے

باب۲ اس کی واپسی ضروری تھی ۔ مصالحت میں اینٹونی کی بیوی فلویا کا وجود بھی حائل تھا مگر حسنِ اتفاق سے اس نے داعی اجل کو لبیک کہا اور موسم خزاں میں بمقام برنڈیسیم صلح ہوگئی، اسی وجہ سے ان دونوں زبردست حریفوں کا آخری مقابلہ نو سال کے لئے ملتوی ہوگیا' اس مصالحت کی بنا پر سلطنت کی تقسیم تیسری مرتبہ پھر عمل میں آئی ۔ آکٹیویس نے اپنے حصہ میں اطالیہ اور صوبہ جات مغربی کو لیا، مشرق کے تمام صوبہ جات بشمول مقدونیہ و اکائیا اینٹونی کے حصہ میں آئے ۔ لیپیڈس سے اس کے شرکاء نے اس تقسیم میں مشورہ تک کرنا گوارا نہ کیا اور اس کے سپرد صرف صوبہ افریقہ کیا گیا، جس پر اسے قانع ہونا پڑا ۔ اس کے علاوہ اینٹونی نے آکٹیویس سے اپنے تعلقات زیادہ مضبوط اور مستحکم کرنے کے لئے اس کی ہمشیرہ آکٹیویا سے اپنا نکاح

صلحنامہ مسینم کرلیا ۔ سال ما بعد یعنے ۳۹ سنہ ق م میں بمقام مسینم

۵۱۵ بنیاد سیکسٹس پامپیس سے بھی مصالحت ہوگئی، اسی وجہ سے چند روز کے لئے اس کے بحری حملے رک گئے اور اہل روما و اطالیہ کو اس طرف سے اطمینان نصیب ہوا۔ موسم سرما میں آکٹیویس گال میں اپنے انتظامات کو پختہ کرنے کے لئے روما سے چلا گیا اور اسی زمانہ میں اینٹونی بھی راہی یونان ہوا ۔ مگر مشرق میں حالت

باب ۲
ایشیائے کوچک پر اہل فارس کا حملہ

بالکل دگرگوں ہو گئی تھی اور قریب تھا کہ مغربی ایشیا میں جس قدر رومن مقبوضات تھے، رومنوں کے ہاتھ سے نکل جائیں۔ خانہ جنگی کی مجبوریوں سے بروٹس اور کاسیس نے اوروڈیس شاہ فارس سے ربط ضبط پیدا کیا تھا اور اسی اتحاد کی بنا پر ایرانی سوار ان کے عساکر کے دوش بدوش جنگ فلپی میں لڑے تھے۔ مگر چونکہ اس جنگ میں اس کے شرکاء کو ناکامی ہوئی تھی اور یہ خبر بھی اس کے گوش زد ہو چکی تھی، کہ قیصر کے منصوبے کے مطابق انٹونی ایران پر فوجکشی کرنے والا ہے اس لئے وہ فی الوقت بطور صلہ امداد صوبہ شام پر جو بالکل غیر محفوظ تھا، قبضہ کرنے سے باز رہا۔ مگر انٹونی بجائے اس کے کہ صوبجات شام و ایشیائے کوچک کو دشمنوں کی دستبرد سے محفوظ رکھتا، مصر چلا گیا اور اس نازک اور قیمتی وقت کو کلیوپٹرا کی صحبت میں ضایع کرتا رہا۔ لیکن اس پر بھی اوروڈیس ڈرتا رہا اور آخر کار ایک نمک حرام رومن افسر کی ترغیب و تحریص سے اُسے رومیوں کو سرزمین ایشیا سے خارج کرنے کی ہمت ہوئی۔ یہ شخص ک۔ لے بی اینس تھا، جسکا باپ ایک زمانہ میں قیصر کا محرم راز اور پھر اس کا جانی دشمن ہو گیا تھا۔ لے بی اے نس دربار فارس میں بروٹس اور کاسیس کی طرف سے سفیر ہوکر گیا تھا

باب۲ اور جب ان دونوں کو ہزیمت نصیب ہوئی، تو وہیں زیر عاطفت شاہ فارس رہنے لگا۔ اپنے باپکی طرح یہ بھی نمک حرام تھا اور انتقام کے جوش میں حب وطن کو خیرباد کہ کے اس نے اوروڈیس کے بیٹے پاکورس کی تیز مزاجی سے اور بھی تقویت پائی اور آخرکار افواج فارس نے دریائے فرات کو عبور کیا۔ ملک شام میں رومن سپاہی، بروٹس اور کاسیس کی طرف سے لڑے تھے، ان سے لے بی اے نس نے بآسانی ساز باز کرلیا اور سوائے ٹائر (صور) کے محصور و مامون بندرگاہ کے، تمام ملک شام و فلسطین پر حملہ آوروں کا تصرف ہو گیا۔ زنجیرۂ ٹارس کو طے کر کے لے بی اے نس نے صوبہ سلیسا پر بھی قبضہ کیا اور وہاں سے صوبہ ایشیا میں پہنچکر اس نے اینٹونی کے
سنہ ۷۱۴ بنیادی نائب مونا ٹیس پلانکس کو خشکی کو چھوڑ کر قریب کے جزائر میں پناہ لینے پر مجبور کیا۔ سنہ ۴۰ ق م کے ختم پر جب کہ اطالیہ میں آکٹیویس اور اینٹونی اپنی مصالحت کی خوشیاں منا رہے تھے، جملہ صوبہ جات ماوراء البحر پر ایرانی متصرف ہو گئے تھے۔ اس کے ایک دفعہ قبل بھی یہ صوبے رومنوں کے ہاتھ سے سنہ ۸۸ ق م میں نکل گئے تھے اور دونوں موقعوں پر اس کا سبب ایک ہی تھا۔ یعنے یہ کہ باہمی نزاعات کی وجہ سے رومنوں کی قوت ضعیف ہو گئی تھی۔

باب ۲ مشرق میں پ وینٹیڈیس باس کے کارنامے

مگر صلحنامہ برنڈسی اور اس کے بعد ۳۹ھ ق م میں سیکسٹس پامپیس سے مصالحت ہو جانے سے بیٹس کو سخت مایوسی ہوئی ہوگی، کیونکہ بوجوہ مذکورۂ بالا اسکا تمام دار و مدار اطالیہ میں عرصہ تک خانہ جنگی چھڑے رہنے پر تھا۔ اینٹونی حسب سابق مشرق میں اپنا وقت ضایع کرتا رہا، اسے نہ اپنی شہرت کا خیال تھا نہ باشندگان صوبجات ایشیا کی نکبت و بربادی کا، جنھیں تین سال کے قلیل عرصے میں یکے بعد دیگرے تین دفعہ فاتحین لوٹ چکے تھے۔ مگر خوش قسمتی سے اس نے بطور مقدمتہ الجیش ایک قابل اور جری سپاہی پ وینٹیڈیس باسس کو بھیجدیا جس کی زندگی کے نشیب و فراز سے اس پر آشوب زمانہ کی خصوصیات کا اظہار ہوتا ہے۔ یہ شخص بحالت طفلی ایام خانہ جنگی میں ایسکولم کے محاصرے میں گرفتار ہوا اور بحیثیت اسیر جنگ کے پامپیس اسٹرابو کے جلوس فاتحانہ میں روما میں لایا گیا۔ (۸۹ھ ق م)۔ اس کے دشمنوں کا بیان ہے کہ کچھ عرصہ تک خچروں کی تجارت کرتا رہا اور اس کے بعد بطور ایک معمولی سپاہی کے فوج میں داخل ہوا، مگر وہاں قیصر کی اس پر نظر التفات ہوگئی اور اس کی سرپرستی کی وجہ سے بہت جلد ترقی کر کے پلیب کا ٹربیون اور پریٹر ہو گیا۔ قیصر کے انتقال کے بعد وینٹیڈیس اینٹونی کا شریک ہو گیا اور اس پاداش میں سینیٹ نے

باب ۲ اس کو بھی اینٹونی کے ساتھ خارج ازقانون کردیا۔ دوسری ثلاثیہ کے قیام پر وہ روما واپس ہوا اور خدمات سابقہ
سنہ ۴۳ کے صلہ میں اس کو پہلے خدمت کانسلی اور پھر ناربونی گال
ق م کی صوبہ داری عطا کیگئی۔
سنہ ۴۱ اب اسے یہ خدمت سپرد کیگئی کہ صوبہ ہائے مشرقی کو
بنیادی دوبارہ فتح کرے۔ جس کو اسنے نہایت کامیابی کے ساتھ انجام دیا۔ پہلا کام جو اس نے کیا وہ یہ تھا کہ اچانک صوبۂ ایشیا میں پہنچ گیا، جس سے لے بی اے نس کو اتنا موقع بھی نہ ملسکا کہ اس کے مقابلہ کی تیاری کرسکے، اور وہ ایشیائے کوچک کا تخلیہ کرکے کوہ طارس کی طرف مراجعت کرنے پر مجبور ہوا اور شام سے ایرانی افواج کو اپنی امداد کے لئے بلوایا۔ مگر وینٹی ڈیس بھی اسکے تعاقب سے باز نہ آیا اور ایک ہی مقابلہ میں لے بی اینس اور اس کے شرکاء کا قلع و قمع کردیا۔ اسکی فوج منتشر ہوگئی اور وینٹی ڈیس نے دوبارہ آگے بڑھکر ان ایرانی فوجوں کا بھی خاتمہ کردیا، جو ملک شام کے درون پر قابض تھیں۔ مگر اس پر ایرانی بھی ہمت نہ ہارے
سنہ ۱۶ اور اپنے کھوئے ہوئے مقبوضات کو دوبارہ حاصل
بنیادی کرنے کے لئے دوسرے سال (سنہ ۳۸ ق م) موسم بہار میں ان کی فوج نے پھر دریائے فرات کو عبور کیا مگر انکو نہایت سخت نقصانات کے ساتھ

شکست ہوئی اور ان کا شہزادہ پاکورس بھی قتل ہوا۔ باب۲
ان کامیابیوں سے وینٹی ڈیس نے ایک سال سے بھی کم عرصہ میں ممالک مشرق میں اپنی قوم کی سیادت کو دوبارہ قایم کردیا۔ اور ۳۸ سنہ ق م کے موسم بہار میں روما کے گلی کوچوں میں جہاں پچاس برس قبل اسیر جنگ ہوکر آیا تھا، جلوس فاتحانہ کے ساتھ داخل ہوا۔

وینٹی ڈیس کی واپسی کا یہ سبب بیان کیا جاتا ہے کہ اینٹونی کو اس کی کامیابیوں کی وجہ سے اس سے حسد پیدا
۷۱۶ سنہ بنیادی
ہوگیا تھا، بہرکیف ۳۸ سنہ ق م کے موسم گرما میں اس نے ملک یونان اور وہاں کے عیش وعشرت کو خیرباد کرکے مشرق کی راہ لی۔ اینٹونی اور آکٹیویس صلح سینم (۳۹ سنہ ق م) کے بعد ایک دوسرے سے جدا ہوئے تھے، مگر ایکٹیم کی آخری جنگ کے قبل دونوں ایک دفعہ اور ملے۔ ایام مابین کو دونوں نے جس طریقہ پر گزارا اس سے ان کے خصائل کا پتہ چلتا ہے۔ آکٹیویس برابر اپنی قوت مغرب میں مستحکم کرتا رہا اور حسن انتظام سے اس قتل وغارتگری کی یاد کو مٹانیکی کوشش کرتا رہا جو اسکی ابتدائی حکومت پر ایک بدنما دھبّا تھا۔
برخلاف اس کے اینٹونی عیاشی میں مشغول تھا جو ایک رومن امیر اور رکن سینیٹ کے ہرگز شایان شان نہ تھی۔ مغرب میں آکٹیویس نے امن کے قائم کرنے میں کامیابی حاصل کی مگر

باٹ مشرق میں دس سال کی خانہ جنگی کے بعد اینٹونی کے بیہودہ اسراف اور بے سروپا منصوبوں سے اور بھی ابتری پھیل گئی۔

آکٹیویس بمغرب میں ۳۲ تا ۴۲ ق م سنہ ۱۵ تا ۲۲ بنیادی رویا سے نکاح

۳۸ ق م کے اوایل میں آکٹیویس نے رِویا سے نکاح کیا، جو ٹائبیریس کلاڈیس نیرد کی بیوی تھی ۔ یہ شخص ایک زمانے میں لوسیس اینٹونیس کے سرگرم معاونین میں سے تھا۔ رِویا سے اسکے ایک لڑکا پیدا ہوچکا تھا، جو بعد میں شہنشاہ ٹائبیریس کے نام سے مشہور ہوا اور جب نکاح ہوا اس وقت بھی وہ حاملہ تھی ! مگر آکٹیویس کے حکم سے اس کے شوہر نے مجبوراً اس کو طلاق دیدی ۔ نکاح کے تین مہینے بعد دوسرا لڑکا ڈروسس پیدا ہوا، جسنے قوم اٹی کو محکوم کیا اور جرمانکس اور شہنشاہ کلاڈیس کا باپ تھا۔ رِویا نے اپنے نئے شوہر کے مزاج میں بہت رسوخ پیدا کرلیا اور اس کی مشیر ہوگئی اور جب اس کا بیٹا ٹائبیریس شہنشاہ ہوا تو بحیثیت والدہ سلطانہ اس کی بھی مشیر رہی ۔

سیکسٹس پامپیس سے جنگ

آکٹیویس اور پامپیس کے درمیان ۳۹ ق م میں جو صلح ہوئی تھی وہ دیرپا ثابت نہوئی، کیونکہ آکٹیویس زیادہ عرصے تک جزیرۂ سسلی کو اپنے رقیب کے قبضہ میں چھوڑ نہ سکتا تھا اور پامپیس کو یقین تھا کہ آکٹیویس صلح میسینم کا پابند اسی وقت تک رہیگا، جب تک کہ وہ مناسب خیال کرے۔

سنہ ۱۶ بنیادی

۳۸ ق م میں سیکسٹس کے امیرالبحر مینا س نے غداری سے جزیرۂ سارڈینیا میں اپنے زیرکمان جملہ جہازات

آکٹیویس کے حوالہ کردیئے، جس کو اس نے بلاتامل قبول کیا۔ باب
میناس کو اس نے نائٹ کردیا اور اپنی سلک ملازمت میں
شریک کرلیا۔ نتیجہ یہ ہوا کہ فریقین میں جنگ چھڑ گئی جس
کے لئے آکٹیویس تیار تھا مگر اس کو جلد معلوم ہوگیا کہ
اس کے بھدّے جہاز، سکسٹس کے بیدار مغز امیر البحروں
اور ان کے مکمل بیڑے کے مقابلہ میں بیکار ہیں۔ پہلی
بحری لڑائی مقام کیومے کے قریب ہوئی، جس میں کسی
فریق کو غلبہ نہیں ہوا، مگر دوسری جنگ جو راس سکیلیایا کے
قریب ہوئی، اس میں پامپئی کے امیر البحروں نے اپنے دشمن کو
شکست فاش دی۔ سکسٹس اس کامیابی سے پھولا نہ سمایا
اور اس کے یونانی ملاحوں نے اسکو پوسٹیروں (سمندر کے
دیوتا) کا بیٹا قرار دیا۔ آکٹیویس نے مجبور ہوکر سسلی پر حملہ آور
ہونے کا خیال ترک کردیا، مگر اس نے احتیاطاً اطالیہ کے
سواحل کی حفاظت کے لئے مختلف مقامات پر افواج کی
چھاونیاں ڈالدیں اور تجدید جنگ کے لئے مزید جہازات
کی تعمیر شروع کرادی۔ بیڑے کی تیاری کا کام اس نے
مارکس ایگریپا کے سپرد کیا، جو اب کانسل ہو گیا تھا اور
اسی غرض سے اس کو صوبۂ گال سے واپس بلالیا۔

سنہ ۳۷ ق م میں آکٹیویس اور اینٹونی سے آخری دوستانہ ملاقات ہوئی۔ اینٹونی تین سو جہازوں کا بیڑا لیکر آکٹیویس کو سکسٹس پامپیس کے خلاف امداد دینے کیلئے برنڈسیم پہنچا۔ ثلاثیہ کی تجدید سنہ ۳۷ ق م سنہ ۷۱۷ بنیاد روما

باب ۲ مگر جیساکہ سنہ ۴۰ ق م میں ہوا تھا، بندرگاہ بند کردیا گیا اور اس کو مجبوراً ٹارنٹم میں اترنا پڑا۔ اینٹونی، آکٹیویس کے اس فعل سے برافروختہ ہوگیا مگر اپنی بیوی آکٹیویا کے بیچ بچاؤ اور میٹی کیناس کی حکمت عملی سے جو آکٹیویس کا مشیر تھا، دونوں میں دوبارہ مصالحت ہوگئی اور ثلاثیہ کی عارضی حکومت میں پنج سالہ توسیع کی گئی۔ اینٹونی نے آکٹیویس کو ۱۲۰ جہاز دیئے اور اس کے بدلے میں آکٹیویس نے اسے بیس ہزار رومن سپاہی دیئے۔ جملہ امور کے بمصالحت طے پاجانے کے بعد، دونوں رقیب ایک دوسرے سے جدا ہوئے۔ اینٹونی نے اپنی بیوی آکٹیویا کو اطالیہ میں چھوڑ کر، شام کی راہ لی اور آکٹیویس خاموشی کے ساتھ سیکسٹس کے مقابلہ کی تیاری کرنے لگا۔

سسلی پر حملہ
سنہ ۷۱۸ بنیادی

سنہ ۳۶ ق م کے موسم گرما میں تمام تیاریاں مکمل ہوگئیں۔ آکٹیویس نے ایک زبردست بیڑہ تیار کرلیا تھا۔ اس کے جہاز نہایت مستحکم اور بلند تھے، جس میں متحرک چوبی مینارے لگے ہوئے تھے کہ اس پر سے اس کے سپاہی، دشمن کے جہاز کے تختوں پر تیر برساسکتے تھے۔ جہازوں میں کام کرنے کے لئے بیس ہزار غلام بھرتی کرلئے گئے اور موسم سرما میں جہازیوں کو ان کے فرایض منصبی کی مشق، ایک بندرگاہ میں کرائی گئی، جو ایگریپا نے بائی اے کی کھاڑی میں بنائی تھی۔

یکم جولائی کو یہ بیڑہ سسلی کی طرف روانہ ہوا۔ بابِ حملہ آوروں کا قصد یہ تھا کہ تین طرف سے حملہ کیا جائے۔ آکٹیویس اور ایگریپا شمال سے، اینٹونی کا بیڑہ مشرق سے اور لیپیڈس جنوب سے، مگر ابتداءً یہ تدبیر کارگر نہ ہوئی۔ لیپیڈس اپنے زبردست رقیب کی امداد میں عجلت کرنیکو تیار نہ تھا۔ آکٹیویس کو ایک زبردست آندھی کے سبب سے لپارا میں پناہ گزین ہونا پڑا، اپنے بیڑے کو وہیں چھوڑ کر وہ اطالیہ کو واپس ہوا اور اپنی افواج کو اینٹونی کے جہازوں میں سوار کرا کے جو آبنائے مسینا میں پہنچ گئے تھے، مقام ٹارومینیم میں جاکر اترا۔ مگر یہاں اس پر سیکسٹس پامپیس نے فوراً حملہ کردیا۔ آکٹیویس پھر ہمت ہار گیا اور خشکی کو واپس ہوا، جن افواج کو اسنے سسلی میں چھوڑ دیا تھا ان کو سیکسٹس کی سپاہ نے ہرطرف سے گھیرلیا، ان کی رسد ختم ہونی شروع ہوگئی اور چونکہ دشمن ان کے کبھی قریب نہیں آتا تھا اسلئے وہ بالکل مجبور تھے۔ آخرکار ان کے سردار کارنی فیکیس نے بدرجۂ مجبوری قصد کیا کہ کسی نہ کسی طرح راستہ نکالے اور ایگریپا سے جاملے، جس نے سیکسٹس کے امیرالبحر ڈیموکاریس کو میلے کے قریب ہزیمت دیکر میلے اور ٹنڈارس پر قبضہ کرلیا تھا۔ اس کوشش میں اس کو کامیابی ہوئی اور اس سے جنگ کا رخ بالکل بدلگیا۔

باب۷ سیکسٹس چونکہ ایگریپا اور کارنیفیکیس سے مصروف پیکار تھا، اس لئے آکٹیویس کو سسلی میں اترنے سے روک نہ سکا۔ لیپیڈس بھی اسی وقت آپہنچا اور دونوں کارنیفیکیس اور ایگریپا سے میلے میں جاملا ۔ اس زبردست فوج کے خلاف میں سیکسٹس بالکل بیدست وپا

فتح نالوکس ۷۱۸ء بنیادی

تھا؛ اس کی رہی سہی امید، صرف بحری سیادت کے حصول پر تھی؛ ۳ر ستمبر ۳۶ ء راس نالوکس کے قریب اس کا بیڑا ایگریپا کے مقابلہ میں آیا مگر شکست فاحش ہوئی ۔ سیکسٹس چند جہاز لیکر بھاگ نکلا مگر اس کے باقی ماندہ جہاز گرفتار کرلئے گئے یا تباہ کردئے گئے اور اس کے سپاہیوں نے اطاعت قبول کرلی ۔

لیپیڈس کی معزولی

سیکسٹس کو ہزیمت دینے کے بعد آکٹیویس کو اپنے حلیف لیپیڈس سے نبٹنا پڑا جس نے شہر مسینا پر قبضہ کرلیا تھا ۔ اس کے ساتھ ۲۲ لیجن تھے اور اور اب وہ اس زعم میں تھا کہ آکٹیویس کی مشکلات سے نفع اٹھا کر ان نقصانات کی تلافی کا دعویدار ہو جو گزشتہ سات سال میں دیگر ارکان حکومت ثلاثہ سے اس کو پہنچے تھے ؛ مگر اس کے سپاہی مسلسل رزم وپیکار سے اکتا گئے تھے اور آکٹیویس کے دام فریب میں آکرانہوں نے اپنے سردار کا ساتھ چھوڑدیا۔ لیپیڈس نے

مجبوراً سر تسلیم خم کیا۔ آکٹیوس نے اس کی جان بخشی تو کی باب ۳
مگر اس کو خدمت سے علٰحدہ کردیا اور قید کرکے کرکی آئی ۷۴۲ سنہ بنیادی
کو بھیجدیا۔ وہیں اس نے ۱۲ سنہ ق م میں انتقال کیا۔ سکسٹس پاپمپیس کا انتقال
سکسٹس پاپمپیس نے بھی شکست مذکورۂ بالا کے ایک سال ۳۵ سنہ ق م ۷۱۶ سنہ بنیادی
بعد انتقال کیا۔ سسلی سے بھاگ کر وہ جزیرہ لیسبوس اس قصد سے چلا گیا تھا کہ اینٹونی سے امان کا طلب گار ہو، مگر یہاں پہنچکر اس نے یہ افواہ سنی کہ اینٹونی کو دریائے فرات کے قریب سخت ہزیمت ہوئی ہے۔ اس لئے وہ ایشیائے کوچک پر قبضہ کر لینے کی فکر کرنے لگا مگر اسی اثناء میں اینٹونی کے نائبین نے اسکو گرفتار کرکے قتل کردیا۔ سیکسٹس سے اگر کچھ بھی نہو سکا تو اس نے کم از کم سیادت بحری کی اہمیت کو ثابت کردیا، جس سے اسکے باپ نے شکست فارسالس کے بعد کوئی نفع نہیں اٹھایا تھا۔ سات سال تک اسنے اپنے بیڑے کے زور سے جس کے امیر البحر آزاد شدہ یونانی غلام، ملاح اور فرار شدہ غلام تھے، اس نے اپنی قوت کو قائم رکھا۔ مقام تعجب ہے کہ بحری قزاقوں کے نیست و نابود کرنے والے (پامپی) کا بیٹا بحیرۂ روم کے بحری قزاقوں کا سب سے مہیب آخری سردار ہوا!

تیرہ سال کے پرآشوب زمانے کے بعد دیار غرب میں

باب ۲ ممالک غرب پر آکٹیویس کا قبضہ سنہ ۳۶ تا سنہ ۳۳ ق م سنہ ۱۸/۷ تا سنہ ۲۱/۸ بنیادی

اب ایک شخصِ واحد کے زیرِ حکومت قیامِ امن کی امید ہو چلی تھی۔ افریقہ کے دونوں صوبے جو عرصہ سے متخاصم جماعتوں کے مناقشات کا شکار ہو رہے تھے، ان پر سٹاٹیلیس ٹارس نے قبضہ کرلیا اور استقلال کے ساتھ ان کے انتظام میں مصروف ہوگیا۔ ہسپانیہ میں ڈامیٹس کالونیس کے حسن انتظام سے وہی نتائج پیدا ہو رہے تھے۔ شمالی گال میں ایگریپا نے اپنے آقا کو ایک استوار نظام حکومت قائم کرنے میں مدد دی جس کو ۲۲ سال بعد لویا کے بیٹے ڈروسس نے مکمل کردیا۔ خود اطالیہ میں کوئی فرد یا جماعت ایسی نہ تھی جو آکٹیویس کے مقابلہ پر آمادہ ہونے کی جرأت کرسکتی۔ لوگوں کے دلوں میں یہ خیال جاگزیں ہونے لگا تھا، کہ خانہ جنگی کا زمانہ ختم ہو رہا ہے اور امن و امان کے دن آرہے ہیں؛ مگر جملہ امور کا دارمدار آکٹیویس پر تھا، سوال یہ تھا کہ آیا وہ جیسا کہ اس نے سنہ ۴۳ ق م میں کیا تھا، اپنے دشمنوں سے بدلے کا خواہاں ہوگا یا قیصر کے قدم بقدم چلے گا، جس کا وہ وارث اور وصی تھا۔ آکٹیویس کی عمر ابھی صرف ۲۷ سال کی تھی اور وہ اب تک یہ ثابت نہیں کرسکا تھا کہ قیصر کا وارث وہ اس بنا پر ہے کہ وہ قیصر کے منصوبوں کو عملی جامہ پہنا سکتا ہے۔

فتح ناولکس کے چارسال بعد بالکل سکون رہا۔ اس امن و امان باب کے زمانے میں اس نے اپنا طرز عمل ایسا رکھا کہ اہل روما کے جملہ شکوک اس کی طرف سے رفع ہو گئے اور ۳۲ ق م میں جب انیٹونی سے جنگ کرنا ناگزیر ہوگیا تو تمام مغربی دنیا اس کے ساتھ تھی۔

سسلی سے روانہ ہونے کے قبل اس کے سپاہیوں میں قریب تھا کہ بغاوت ہو جائے مگر اسکو اس نے حکمت عملی سے دفع کردیا۔ اسکے زیر کمان ایک عظیم الشان فوج تھی، جس میں ۴۵ لیجن پیدل سپاہیوں کے ۰۰۰ ۲۴ سوار اور ۰۰۰ ۳۵ ہلکے اسلحہ والے سپاہی تھے۔ اس جماعت کثیر کو وقت واحد میں ملازمت سے علٰحدہ کرنا دشوار تھا مگر اس نے ان نبرد آزما سپاہیوں کو جو اس کی طرف سے میوٹینا اور فلپی میں لڑے تھے، علٰحدہ کردیا اور ان کو اطالیہ اور جنوبی گال میں اراضیات دیدیں۔ اور باقی لوگوں کو روپیہ دیکر خوش کردیا۔ نومبر میں جب وہ روما واپس آیا تو نہ کوئی قتل عام ہوا نہ کسی کی جائداد ضبط کی گئی بلکہ اس نے رومنوں کو مطمئن کرنے اور امن قائم کرنے کے لئے سعی بلیغ کی۔ جن فرار شدہ غلاموں نے سیکسٹس پامپیس کا ساتھ دیا تھا ان میں سے ۶۰۰۰ مصلوب ہوئے اور ۳۰۰۰۰ اپنے مالکوں کے پاس واپس کردیئے گئے۔ مفلس کسانوں

بابِ برطرف شدہ سپاہیوں، اور اکثر ایسے اشخاص نے جو اپنی
جائدادوں سے ایام خانہ جنگی میں بیدخل کردیئے گئے
تھے پیشۂ رہزنی اختیار کرلیا تھا، انکا نہایت سختی کے ساتھ
روما اور مفصلات میں انسداد کیا گیا۔ بعض محصول جو حال
میں عائد کئے گئے تھے، موقوف کردئے گئے اور جو محصولات
خزانۂ سلطنت میں ادا نہیں کئے گئے تھے، معاف کردیئے
گئے۔ اسکے علاوہ یہ ثابت کرنے کے لئے کہ اب بالکل
امن قائم ہوگیا ہے، سابق کے پرآشوب زمانہ کے جملہ
کاغذات مثلاً مشتبہ لوگوں کی فہرستیں وغیرہ مجمع عام میں جلادیگئیں۔
آکٹیویس کا اب بھی دعویٰ تھا کہ وہ دستوری حکومت کو دوبارہ
قائم کرانے کا خواہشمند ہے، جو قیام ثلاثیہ سے بالکل معطل
تھی اور اس نے نہ صرف یہ اعلان کردیا تھا کہ انٹونی کی
واپسی کے بعد حکومت دستوری قائم ہو جائیگی بلکہ معمولی حکام
کو وہ اپنے فرایض کی انجام دہی پر آمادہ کرتا رہا۔ یہ صحیح ہے کہ
سنہ ۱۹ء و جب وہ سنہ ۲۵ اور ۲۴ ق م میں اطالیہ میں موجود نہ تھا،
سنہ ۲۰ء تو اسکے غیاب میں امن قائم کرنے کا کام مئی کیناس کے سپرد
بنیادی کیا گیا تھا جو نہ باضابطہ دستوری حاکم تھا نہ رکن سینیٹ مگر مارکس ایگریپا
سنہ ۲۱ء جب سنہ ۳۳ ق م میں خدمت ایڈیل پر فائز ہوا تو اس نے اہل روما
بنیادی کی فلاح وبہبودی کیلئے جو تدابیر اختیار کیں، انسے حکام جدید کی
نیک نیتی ثابت ہوگئی اور یہ بھی کہ وہ دستور قدیم کا لحاظ رکھتے
ہیں۔ عوام کو یقین ہوگیا تھا کہ آکٹیویس کی سیادت سلطنت

کے قیام اور فلاح کیلئے ضروری تھی۔ ۳۶ ق م میں سسلی سے واپس آنے کے بعد جن اعزازات سے وہ سرفراز کیا گیا اور خصوصاً اقتدار ٹریبیونی دیئے جانے سے اسکا درجہ حکام دستوری سے کہیں بڑھگیا۔ سلطنت کے مغربی حصہ کا وہ حاکم مطلق العنان تھا، جس میں صرف اسکے لایق وزرا ایگریپا و مئی کیناس شریک تھے، جنکے نام اسکے نام کے ساتھ ہمیشہ کیلئے وابستہ ہو گئے۔ باب۲

جنگ پانونیا ۳۵-۳۳ ق م ۱۹/۱۷ تا ۲۱/۱۷ بنیا دی

۳۶ اور ۳۲ ق م میں آکٹیویس صرف ایک جنگ میں مصروف ہوا اور وہ کسی سیاسی حریف کے مقابلہ میں نہ تھی بلکہ سرحدات کے استحکام کی غرض سے جو بحیثیت دیار مغرب کے حاکم ہونے کے اس کا فرض تھا۔ صوبۂ الیریا کے قبائل عرصہ سے اطالیہ کیلئے خطرناک ثابت ہورہے تھے اور ایام خانہ جنگی میں قبیلہ یاپی ڈی نے جو ایکویلیا کے مشرق میں آباد تھے اور پانونیوں نے جو دریاے ساوے کے قریب آباد تھے اطالیہ کی سرحدات پر اکثر اوقات یورش کرنیکی جرأت کی تھی۔ اسلئے ۳۵ ق م کے موسم گرما میں آکٹیویس نے انپر فوجکشی کردی۔ قبیلۂ یاپی ڈی کی سرکوبی تو بہ آسانی ہوگئی، مگر پانونیوں نے جو ایک لاکھ آدمی میدان میں لاسکتے تھے، ثابت قدمی سے مقابلہ کیا، مگر انکے مستحکم قلعوں پر مقام سسکیا پر قبضہ ہوجانے سے انکی ہمت ٹوٹ گئی۔ اس کے بعد سسکیا میں ایک رومن فوج مقرر کردیگئی۔ یہی وجہ تھی کہ رومنوں کا اقتدار ساوے اور ڈراوے ندیوں کے قرب و جوار میں قائم ہوگیا، مگر آکٹیویس ان ندیوں کے آگے نہ بڑھ سکا کیونکہ ۳۳ ق م کے

باب ۲ موسم گرما میں اینٹونی کی حالت مشتبہ ہو رہی تھی اس لئے جملہ امور پیش نظر کو چھوڑ کر اس کو اپنے حریف اور شریک حکومت کے مقابلہ کے لئے تیار ہونا پڑا۔

اینٹونی مشرق میں ۳۹-۳۳ قم سلطنت روما کے مغربی حصہ میں تو امن وامان قیصر ثانی کی حسن تدبیر سے قائم ہوچکا تھا مگر مشرق کی حالت نہایت ابتر تھی۔ اینٹونی کو بھی اقتدار شاہی کی آرزو تھی مگر دشواری یہ تھی کہ وہ سخت متلون المزاج تھا اور پھر کلیوپٹرا کو اس کے مزاج میں بہت دخل ہوگیا تھا ۳۹ قم میں وہ ایتھنز سے فارس پر فوجکشی کرنے کا پورا قصد کرکے چلا مگر مشرق میں صرف چند روز قیام کرکے اطالیہ واپس ہوا۔ ۳۷ ق م کے اواخر میں وہ پھر شام میں وارد ہوا جملہ امور فوجکشی کے موافق تھے۔ سی۔ سوسیس ملک شام میں اینٹونی کا نائب تھا اس نے یروشلم پر قبضہ کرکے اینٹونی گونس کو معزول کردیا جس کو اہل فارس نے تخت پر بٹھایا تھا۔ اسکے علاوہ پ۔ کینیڈیس کراسس نے کوہ قاف کے قبائل پر رومیوں کا اقتدار عارضی طور پر دوبارہ قایم کرادیا تھا۔ خود فارس میں اس وقت ایک نیا بادشاہ فراٹیس چہارم حکمراں تھا جس کے مظالم نے اکثر امراء کو اس سے برگشتہ خاطر کردیا تھا اور ان میں سے ایک شخص مونیسیس رومن صوبۂ شام میں آکر پناہ گیر ہوا تھا۔ حالات مذکورہ سے خوش ہوکر اینٹونی نے فارس پر فوجکشی کی تیاری کا قصد مصمم کرلیا مگر کلیوپٹرا

(حاشیہ: ۳۳-۳۹ قم، ۱۶ تا ۱۸ بنیادی ۷۲۱)

باب ۲ — کی پُرلطف صحبت نے اس کو شہر انطاکیہ چھوڑنے نہ دیا جو
سنہ ۱ تا — اس زمانے میں عیش پرستی کا مرکز تھا۔ سنہ ۳۷-۳۶ ق م کے
بنیادی — موسم ہائے سرما و بہار اس نے یہیں گزارے، اسی زمانے
میں اس نے کئی بادشاہوں اور رئیسوں کو تخت و تاج بخشا
اور کئی بادشاہوں کو معزول کردیا اور اپنی یونانی معشوقہ
کلیوپٹرا کو مالا مال کرنے کے لئے، اس نے رومنوں کو لوٹنا
شروع کیا جس سے سخت ناراضی پھیل گئی۔ اینٹونی گونس
کے بجائے اس نے ہیروڈ کو یہودیہ کا بادشاہ مقرر کیا؛
امینٹاس جو ایک زمانے میں شاہ ڈیوٹارس کا میر منشی تھا،
ملک گلاشیا کا حاکم مقرر کیا گیا؛ کاپاڈوشیا میں قدیم شاہی
خاندان کو معزول کرکے ایک یونانی آرکیلاس کو تخت نشین
کیا جس کی ماں گلافیرا سے اس کا تعلق ہوگیا تھا۔ کلیوپٹرا کو
اس نے متعدد علاقے نہ صرف ملک عرب اور فلسطین میں
دیدیئے، بلکہ شام اور سلیسیا میں بھی جو رومن صوبے تھے۔

جنگ پارتھیا سنہ ۳۶ ق م سنہ ۱۸ بنیادی — آخرکار سنہ ۳۶ ق م کے موسم گرما کے اوائل میں
اینٹونی ۱۶ لیجنوں اور ۴۰۰۰۰ حلفاء کے سپاہیوں کا لشکر جرار
اپنے ہمرکاب لے کر روانہ ہوا، اور دریائے فرات کو عبور کیا؛
مگر پارتھیا پر حملہ آور ہونے کے عوض آرٹاواس ڈیس شاہ آرمینیا
کی درخواست پر میڈیا کی طرف پیش قدمی کی جہاں کے
بادشاہ سے آرٹاواس ڈیس سے ذاتی خصومت تھی۔ اینٹونی
میڈیا کی سرحد تک ایک نہایت دور و دراز اور ٹیڑھے راستے سے

باب پہنچا اور وہاں اپنا سامان باربرداری اور دو لیجنوں کو آپیس اسٹاٹیانس کے زیر کمان چھوڑ کر اس نے اہل میڈیا کے قلعہ گزا کا پر دھاوا کردیا، مگر قبل اس کے کہ وہ محاصرہ شروع کرے اسے معلوم ہوا کہ میڈیا و پارتھیا کی متحد فوج نے آپیس پر حملہ کردیا ہے۔ اینٹونی فوراً اس کی امداد کے لئے روانہ ہوا مگر وہاں پہنچنے پر معلوم ہوا کہ دشمن کی تعداد کثیر نے اس کے لشکروں پر غالب آکے جملہ سپاہیوں کو قتل کردیا ہے۔ اس لئے وہ پھر گزا کا کی طرف محاصرہ شروع کرنے کے لئے واپس ہوا۔ مگر اہل قلعہ نہایت مستعدی کے ساتھ اس کا مقابلہ کرتے رہے اور میڈیا اور پارتھیا کی فوجیں اس پر برابر یورش کرتی رہیں اور آخر کار اس کا سلسلۂ رسد منقطع کردیا۔ موسم گرما بھی ختم ہوچکا تھا اور سرما کی آمد کی وجہ سے نہ مزید پیش قدمی ممکن تھی نہ گزا کا محاصرہ قایم رہ سکتا تھا، اس لئے اسے مجبوراً اکتوبر میں رجعت اختیار کرنی پڑی۔ اہل پارتھیا کے خوف سے ہموار راستہ کو چھوڑ کر رومن لیجنوں نے ایک دشوار گذار پہاڑی راستہ اختیار کیا اور ایک ماہ تک باوجود بھوک اور سردی کی تکالیف اور دشمن کے سواروں کے حملوں کے، منزلیں طے کرتے رہے؛ آخرکار ستائیسویں روز وہ آرمینیا کی سرحد پر پہنچے مگر یا تو آرمینیا کی وفاداری پر اعتماد نہ تھا یا کلیوپیٹرا کی جدائی نے اس کو بیتاب کردیا تھا، اس لئے باوجود اس کے کہ جاڑے کی شدت بڑھ گئی تھی، اس نے وہاں قیام نہیں کیا

بلکہ آرمینیا کے ویران پہاڑوں میں سے ہوتا ہوا بہ شتابی شام کی طرف روانہ ہوا۔ اس طرح پارتھیا پر فوجکشی کا کوئی نتیجہ برآمد نہ ہوا۔ اس کی جرّار فوج قریب قریب تباہ ہوگئی اور گو جس خوبی سے اس نے رجعت کی اس سے اس نے اپنا جوہر سپہ گری دکھا دیا مگر اس جنگ کا مجموعی نتیجہ یہ ہوا کہ اس کا اقتدار بالکل زائل ہوگیا۔ بابـ۳

اینٹونی کا آرمینیا پر حملہ

۳۴ ؁ ق م

۲۰ ؁ بنیادی

۱۹ ؁ بنیادی

۲۰ ؁ بنیادی

مگر کلیوپیٹرا کی صحبت نے اس کے افکار کو بھلا دیا۔ پارتھیا پر فوجکشی کا اسے اب بھی خیال تھا اور ۳۵ ؁ کے موسم سرما میں وہ اس کی تیاری میں مصروف بھی رہا مگر پھر بہت جلد اس کا خیال چھوڑ دیا اور ۳۴ ؁ ق م میں جاکر اس نے فوجکشی کا قصد کیا مگر پارتھیا پر حملہ کی غرض سے نہیں بلکہ اپنے سابق حلیف شاہ آرمینیا کی تذلیل کے لئے، کیونکہ اینٹونی کو خیال تھا کہ اسی کی غدّاری اور سردمہری کے سبب سے ۳۶ ؁ ق م کی جنگ میں اس کو ہزیمت ہوئی تھی۔ آرٹاواسڈیس کو اینٹونی نے دوستانہ گفت و شنید کے لئے اپنی چھاؤنی میں دھوکے سے بلایا اور وہیں اسے گرفتار کرکے تخت سے معزول کردیا۔ اس کے بیٹے آرٹاکسیس کو آرمینیا کی افواج نے بجائے اس کے تخت نشین کردیا تھا مگر اس نے بھی مقابلہ سے عاجز آکر پارتھیا کی راہ اختیار کی۔ اینٹونی اپنے ساتھ آرٹاواسڈیس اور اس کے خاندان کو لے کر اسکندریہ

باب ۷ واپس آیا اور فتح آرمینیا کی خوشیاں منائیں۔

اینٹونی اور کلیوپیٹرا اسکندریہ میں ۳۴ء تا ۳۱ء بنیادی

واقعات مابعد اس سے بھی زیادہ اہم ہیں کیونکہ ملک مصر میں ۳۴-۳۳ ق م میں اس نے اپنے افعال سے ثابت کردیا کہ نہ صرف کلیوپیٹرا کو اس کے مزاج میں بیحد دخل پیدا ہوگیا تھا، بلکہ اس دخل کو وہ ممالک مشرق کے رومنوں سے چھین لینے کا ذریعہ بنانا چاہتی تھی۔ رومنوں کو یہ سن کر نہایت تعجب ہوا کہ کلیوپیٹرا کو "شہنشاہ بیگم" کا خطاب دیا گیا ہے اور اس کو اور اس کے بیٹوں کو شام، سلیسیا، قبرس، افریقہ اور سرنہ کے رومن صوبے بخشدیئے گئے ہیں اور سیزریوں کی طرف سے (جو کلیوپیٹرا کے بطن سے جولیس قیصر کا ناجایز لڑکا تھا) یہ دعویٰ کرایا گیا ہے کہ وہ بمقابلہ آکٹیویس کے جولیس قیصر کا حقیقی وارث ہے۔ اسی زمانے میں یہ افواہ بھی زبان زد خاص و عام ہورہی تھی کہ ایشیا کی مملکت کے علاوہ کلیوپیٹرا کو یہ بھی آرزو تھی کہ روما میں اس کی تاجپوشی بحیثیت ملکہ کے ہو۔ امور مذکورۂ بالا سے رومنوں پر یہ ثابت ہوگیا کہ اب اینٹونی کا انکے ثلاثیہ کے اراکین میں شمار نہیں ہوسکتا؛ بلکہ اب وہ ایک غیر ملکی ملکہ کا حلقہ بگوش ہوگیا۔

اینٹونی اور آکٹیویس کے درمیان ناچاقی

آکٹیویس کو خوب معلوم تھا کہ ایک نہ ایک وقت آئے گا جبکہ اُس کو اینٹونی سے برسرپیکار ہونا پڑے گا مگر اس کو خواب و خیال میں بھی یہ گمان نہ ہوسکتا تھا کہ

باب ۲ جب مقابلہ کا وقت آئے گا تو بحیثیت روما کے محافظ کے جملہ اہل اطالیہ کی ہمدردی اس کے ساتھ ہوگی؛ اس لئے اس نے اینٹونی کے مقابلہ کا تہیّہ کرلیا اور مجلس سینیٹ اور مجلس عامّہ میں اینٹونی کو سلطنت روما کا دشمن قرار دیا۔ ۳۲ء ق م کے

۲۱ء بنیادی

موسم سرما میں جنگ کے آغاز کے آثار تھے کیونکہ اینٹونی آرمینیا میں وارد ہوکر اور اپنے سابق حریف شاہ میڈیا سے مصالحت کرکے ایفیس کی طرف روانہ ہوا اور ایک زبردست فوج لے کر یونان میں داخل ہوا؛ مگر ایتھنز میں آکر رُک گیا اور کلیوپیٹرا کے ساتھ رنگ رلیاں مناتا رہا۔ مگر رومنوں کی آتش غیظ اس کے خلاف میں بھڑک اُٹھی تھی؛ اسی زمانے میں اس کا ایک وصیت نامہ شایع کردیا گیا جس میں کلیوپیٹرا کے بیٹوں کو اس نے اپنا وارث قرار دیا تھا اور اس پر طرّہ یہ ہوا کہ اس نے کلیوپیٹرا کے حکم سے اپنی مظلوم بیوی آکٹیویا (آکٹیویس کی ہمشیرہ) کو طلاق دیدی۔ رومنوں کو اینٹونی سے سخت ناراض دیکھ کر آکٹیویس نے مجلس سینیٹ کے حکم سے اینٹونی کے اختیارات سلب کرلئے اور کلیوپیٹرا پر اعلان جنگ کرادیا۔

جنگ ایکٹیم آکٹیویس نے پھر اپنے رقیب کی سُست رفتاری سے نفع اٹھایا؛ ۳۲ء ق م میں اینٹونی بمقابلہ آکٹیویس کے جنگ کے لئے زیادہ تیار تھا کیونکہ وہ یونان میں مقیم تھا اور بوجہ قربت اطالیہ پر آسانی سے حملہ کرسکتا تھا۔ اس کے

باب ۲ ہمرکاب فوج جرار تھی، اس کا بیڑا بھی نہایت قوی تھا اور کلیوپیٹرا کی فراخ دلی کی وجہ سے اس کو روپیہ کی بھی کمی نہیں تھی، جس کی آکٹیویس کے پاس سخت قلت تھی کیونکہ اطالیہ کے تلاش باشندوں سے رقوم خطیر وصول کرنا محال تھا۔

اگر اینٹونی نے سنہ ۳۲ ق م میں اطالیہ پر حملہ کردیا ہوتا تو ممکن تھا کہ جنگ کا نتیجہ اس کے موافق ہوتا مگر شومئی قسمت سے وہ کورکائرا میں آکر رک گیا اور اپنے بیڑے اور فوج کو بمقام ایکٹیم چھوڑ کر خود پیٹرے کو موسم سرما بسر کرنے کے لئے چلا گیا۔ سنہ ۳۱ ق م کے موسم بہار میں ۲ بنیادی
آکٹیویس جنگ کے لئے پورے طور پر تیار ہوگیا۔ اینٹونی کو زک دینے کی اسے ایک نہایت آسان ترکیب سوجھ گئی:۔

یعنی ایگریپا کو اس نے تیز رفتار جہازوں کے ایک بیڑے کے ساتھ جنوبی یونان کے سواحل کی طرف روانہ کیا تاکہ اینٹونی کی چھاؤنیوں پر حملہ آور ہوکر اینٹونی کو مشغول رکھے اور مصر اور ایشیا سے اس کو رسد نہ پہنچنے دے اور وہ بذات خود برنڈوسیم سے ساحل ایپائرس کی طرف اس غرض سے روانہ ہوا کہ اینٹونی کے بیڑے کو اس خلیج میں محصور کرے، جس میں وہ پڑا ہوا تھا اور جو تین طرف سے خشکی سے گھری ہوئی تھی۔ یہ تدبیر کارگر ثابت ہوئی خلیج امبریسیہ کے دہانے پر دونوں طرف دو راسیں زمین کی ہیں:۔ جنوبی راس کی زمین پر اپالو دیوتا کا قدیم مندر تھا، یہیں اینٹونی کی

سپاہ مقیم تھی اور اسی کے قریب خلیج پریویسیا میں اس کا بابٹ بیڑہ تھا۔ آکٹیویس نے وہاں پہنچ کر اپنے جہازوں سے خلیج کے دہانے کو بند کردیا اور اپنی افواج کو شمالی راس کی زمین پر اتار کر وہاں مورچے بنادئے تاکہ خشکی کی طرف سے اس پر حملہ نہ ہوسکے۔ اینٹونی جب پیریٹے سے واپس ہوا تو اس کو معلوم ہوا کہ اس کا بیڑہ آبنائے میں مقید ہے اور دشمن پر جس کا سمندر پر پورا دسترس ہے، خشکی سے کسی صورت سے حملہ نہیں ہوسکتا؛ یہ ممکن تھا کہ وہ اپنی سپاہ کو وہاں سے ہٹالیتا جس کی وجہ سے آکٹیویس کو تھسلی کے کھلے میدان میں آنا پڑتا جہاں اس کی افواج کی کثرت اور اس کے کمال سپہ گری کے سبب سے غلبہ ہونا لازمی تھا، یہی چال قیصر، پامپی کے ساتھ چلا تھا اور اسی پر عمل کرنے کے لئے اس کے رومن افسر کوشاں تھے، مگر اینٹونی نے حرکت کرنے سے انکار کردیا اور آکٹیویس کے مورچوں پر حملہ کرنے کی بےسود کوششیں کرتا رہا۔ موسم گرما کے اواخر میں ایگریپا اپنا بیڑہ لے کر آبنائے کے دہانے کے قریب پہنچ گیا اور اینٹونی کے افسروں نے اس سے پھر منت سماجت کی کہ اس مقام پر مزید قیام خطرناک ہے لہذا یہاں سے کوچ کردے۔ گو اس کی رسد ختم ہورہی تھی اور بیماری اور سپاہیوں کے فرار ہونے سے اس کی سپاہ کی تعداد گھٹی جاتی تھی مگر وہ اس مشورہ پر عمل کرنے سے مجبور تھا کیونکہ اول اً تو کلیوپیٹرا اس تجویز کی مخالف تھی اور پھر اندیشہ

باب۷ تھا کہ اس کا بیڑا اس کے ہاتھ سے نکل جائے گا۔ اور ممکن تھا کہ اس کے ایشیائی حلیف اس سے جدا ہو جاتے: چنانچہ ان میں سے چند لوگ جن میں امینتاس یونانی بھی تھا اس کا ساتھ چھوڑ چکے تھے؛ اب صرف ایک تدبیر باقی رہگئی تھی:۔ یعنے کہ وہ محاصرے کے بیڑے کو ہٹاتا ہوا کھلے سمندر میں نکل جائے؛ اس لئے اس نے جس قدر سپاہی جہازوں میں آسکے ان کو بٹھاکر اور اپنا خزانہ بھی اسی میں رکھکر ۲ ستمبر ۳۱ ق م کو آبنائے کے دہانے کی طرف روانہ ہوا۔ بیڑے کے اگلے حصے میں عظیم الشان جہاز تھے جو جسامت کے لحاظ سے بجائے جہازوں کے متحرک قلعے کہے جاسکتے ہیں؛ ان میں چھ چھ بلکہ بعض میں دس دس بیتواروں کی قطاریں تھیں اور عرشے کے برجوں پر ملاحوں کا ہجوم تھا؛ ان کے عقب میں کلیوپیٹرا کے تیز رفتار مصری جہازوں کا بیڑا تھا؛ دونوں ساحلوں سے فریقین کے لشکر اس بحری جنگ کو بغور دیکھ رہے تھے جس پر ان کی حیات وزیست کا دارومدار تھا ۲۳ بنیادی

انٹونی کے امیرالبحروں کا قصد تھا کہ آبنائے میں دشمن کے حملہ کے منتظر رہیں مگر آکٹیوییس کا امیرالبحر ایگریپا اس تنگ آبنائے میں لڑنا نہیں چاہتا تھا کیونکہ اس تنگ مقام میں اس کے ہلکے جہاز انٹونی کے سربفلک جہازوں کا مقابلہ نہیں کرسکتے تھے۔ مگر قریب گیارہ بجے کے آکٹیوییس کو موقع مل گیا کیونکہ ہوا تیز ہوگئی تھی جس کی وجہ سے انٹونی کو مجبوراً اس جائے پناہ کو چھوڑکر اپنے جہازوں کو کھلے سمندر میں لیجانا پڑا؛

اس کے جہازات بوجہ اپنی جسامت کے ہل نہیں سکتے تھے، باب
برخلاف اس کے ایگریپا کے ہلکے جہاز اینٹونی کے جہازوں پر
زور سے حملہ کرتے اور پھر جلدی سے الگ ہوجاتے تھے؛
قبل اس کے کہ آتش اسکندرینی ان پر عرشے کے برجوں پر سے
پھینکی جائے یا وہ لوہے کی زنجیروں میں پھنس جائیں۔مگر
یکایک جبکہ گھمسان کی لڑائی ہورہی تھی مصری بیڑے نے
جس میں کلیوپیٹرا کا جہاز بھی شامل تھا کھلے سمندر کی راہ لی
اور اس کے ساتھ اینٹونی بھی نکل بھاگا۔کہا جاتا ہے کہ
دونوں نے اس غدارانہ فعل کو پہلے ہی سے آپس میں طے
کرلیا تھا۔اینٹونی کا بیڑا اس کے فرار ہوجانے کے بعد بھی
لڑتا رہا مگر آکٹیویس نے اپنے جہازوں میں آتشی گولے
تقسیم کردئے تھے، جن کا دوپہر کے بعد استعمال ہوا۔ان آتشی
گولوں نے اینٹونی کے بیڑے کا کام تمام کردیا اور سب
یکے بعد دیگرے جل گئے اور صبح کو صرف ان کے ڈھانچے
نظر آتے تھے، جن میں سے دھواں نکل رہا تھا۔تمام سمندر مصر
اور دیار مشرق کے مال غنیمت سے پٹ گیا تھا، چند روز
کے بعد اینٹونی کی سپاہ نے اپنے بیڑے کی شکست اور
اپنے سردار کی غداری سے بددل ہوکر ہتھیار ڈال دئے۔

فتح ایکٹیم زیادہ تر ایگریپا کی حسن تدبیر کا نتیجہ تھا آکیڈیمی ایشیا میں
جس سے آکٹیویس نے نفع اُٹھایا۔تدبیر مملکت میں اس کو سنہ ۳۱-۳۰ ق م
ید طولےٰ حاصل تھا، اس لئے اس نے یہ کوشش ، کی اکہ سنہ ۲۳-تا ۲۲ء بنیادی

باب۲ بحیرۂ یونان کے مشرق میں جو صوبجات اور ریاستیں تھیں، ان پر اپنا اور روما کا اقتدار قایم کردے اور کوئی ایسی تدبیر کرے کہ ان ممالک میں کم سے کم دوبارہ امن قایم ہوجائے تاکہ وہ بوقت فرصت ان کی تنظیم جدید عمل میں لاسکے جس شخص نے اینٹونی کو ہزیمت دی تھی اس کو مخالفت کا خوف ہونہیں سکتا تھا اور پھر وہ زبردست مدبر تھا۔ رومن صوبجات پر دوبارہ رومن حکومت قایم کردی گئی، یونان کے شہروں کو بھی بہت جلد معلوم ہوگیا کہ جمہوریت روما کا نیا سپہ سالار لیٹرا نہیں ہے، اس نے ان کے مجسّمات اور خزانے جو ان سے چھین لئے گئے تھے واپس کردئے اور ان پر ثابت کردیا کہ قیصر اعظم کی طرح وہ بھی یونانی تمدّن اور روایات کا مدّاح ہے۔

دیسی ریاستوں کے حکام کو بھی جن میں بعض جبراً اور بعض بطیب خاطر اینٹونی کے شریک ہوگئے تھے، ان کو معلوم ہوگیا کہ بجائے ایک لیٹرے سپاہی کے، اب ان کو ایک عقلمند مدبر سے سابقہ پڑا ہے؛ ان میں سے جو لوگ زیادہ طاقتور تھے ان کو اینٹونی کی عنایت نے مالک تخت وتاج بنایا تھا، اس لئے انھیں خوف تھا کہ اس کی ہزیمت انکے زوال کا پیش خیمہ ہے مگر آکٹیوس نے ہرایک کو مطمئن کردیا اور امینٹاس (گلاشیا) آرکیلاس (کاپاڈشیا) پولیمو (پانٹس) ہیروڈ (یہودیہ) سب بحال کردئے گئے۔ یہانتک کہ آرٹاواسڈیس کے

بیٹے آرٹاکسیس ثانی کا قبضہ بھی اس نے آرمینیا پر بحال رکھا۔ باب۵
خوش قسمتی سے سلطنت پارتھیا کے خلاف بھی آکٹیویس کو
کسی کارروائی کی ضرورت نہ تھی کیونکہ فراٹیس چہارم کو ۳۳ق م ۴۲۱ بنیادی
میں، اس کے ایک عزیز ٹیرڈاٹیس نے معزول کردیا تھا۔ اور
گو ۳۰ق م میں جبکہ آکٹیویس شام میں پہنچا فراٹیس پھر ۴۲۴ بنیادی
سلطنت پارتھیا پر قابض ہوگیا تھا مگر وہ خود رومنوں سے
صلح و آشتی کا خواستگار ہونے پر مجبور ہوا۔ آکٹیویس نے بالفعل
کارہے کی شکست کے انتقام کے خیال کو ملتوی کردیا اور اسی
درخواست کو منظور کرلیا مگر اس کے رقیب ٹرڈاٹیس کو شام
میں پناہ دی تاکہ اس کے وہاں موجود ہونے کے سبب سے
فراٹیس رومنوں پر فوجکشی کرنے کا قصد نہ کرے۔

آکٹیویس نے مشرق کے جملہ رؤسا کے ساتھ صلح و آشتی کا آکٹیویس مصر میں
برتاؤ کیا مگر کلیوپٹرا کے ساتھ یہ سلوک ناممکن تھا کیونکہ اسکے
اقتدارات کا برائے نام بھی بحال رہنا دشوار تھا اور سلطنت مصر
بھی دوسری مشرقی سلطنتوں کی طرح ملحق کرکے نیم خودمختار حالت
میں نہیں چھوڑی جاسکتی تھی۔ کلیوپٹرا جیسے ہی اسکندریہ میں
صحیح و سلامت پہنچی اور اینٹونی اس سے جا ملا، اس نے اپنے
افعال سے ثابت کردیا تھا کہ اس کی حالت پُرخطر ہے۔
اس نے روپیہ جمع کرنا شروع کیا، جہاز تیار کرائے، مشرق
کے بادشاہوں اور شاہزادوں کو اس نے بحیثیت سکندر اعظم
کا وارث ہونے کے اپنے ساتھ شرکت کی دعوت دی اور گال یا

باب۲۔ ہسپانیہ میں لشکر آتارنے اور مشرق میں ایک جدید شہنشاہی
قایم کرنے کے منصوبے کرنے لگی۔
اس کے نئے جہاز جلادئے گئے تھے اور رؤساء مشرق
کو جمع کرنے میں اس کو ناکامیابی ہوئی مگر اس پر بھی وہ ناامید
سنہ ۳۱ - نہوئی۔ اپنی ذات اور سلطنت کو محفوظ رکھنے کے لئے اس نے
سنہ ۳۰ ق م۔ آکیٹویس سے نامہ و پیام شروع کیا۔ آکیٹویس ایشیائے کوچک
سنہ ۲۴ - سنہ ۲۵ بنیادی کے معاملہ کے تصفیہ میں مصروف تھا۔ اس لئے اس نے
کلیوپیٹرا کے تحائف قبول کرلئے اور اس کو لیت ولعل میں
سنہ ۲۴ بنیادی رکھا اور امداد کا وعدہ کرتا رہا۔ مگر سنہ ۳۰ ق م کے موسم بہار
میں اس نے شام کی طرف سے پیش قدمی کرکے پیلوسیم پر
قبضہ کرلیا اور مغرب کی طرف سے کارنیلیس گالس نے
اینٹونی کے چند پرانے لیجنوں کو لےکر اسکندریہ پر دھاوا کردیا۔
اینٹونی نے گفت و شنید کی کوشش کی اور آکیٹویس کو تن تنہا
لڑنے پر آمادہ کرنا چاہا مگر آکیٹویس نے اس کا کچھ جواب
نہ دیا۔ اینٹونی کے سپاہیوں نے اس کا ساتھ چھوڑ دیا اور یہ بھی
بیان کیا جاتا ہے کہ اس کی معشوقہ نے بھی جس پر اس نے
اپنی جان تک نثار کردی تھی بالآخر اس سے بیوفائی کی۔
آخرکار اینٹونی مقابلہ کے لئے تیار ہوا مگر اسس کا بیڑا دشمن
سے مل گیا اور اس کے سپاہی آکیٹویس کے نبردآزما سپاہیوں
کے مقابلہ میں ٹھیر نہ سکے۔ اسی اثناء میں اسے یہ غلط خبر
معلوم ہوئی کہ کلیوپیٹرا مرگئی۔ اس جھوٹی خبر کو سنتے ہی اس نے

خودکشی کرلی۔ آکٹیویس نے اسکندریہ پر قبضہ کرلیا مگر کلیوپیٹرا جس کو وہ قید کرکے اپنے ساتھ لیجانا چاہتا تھا، اس کے قبضہ میں نہ آئی کیونکہ وہ یہ ذلت گوارا نہ کرسکتی تھی کہ جس شہر میں اس کو بطور شہنشاہ بیگم کے تاجپوشی کی آرزو تھی، وہیں بطور اسیر جنگ کے پہنچے، اس لئے اس نے بھی اپنا کام تمام کرلیا۔ بابـ

آکٹیویس نے یا تو مصلحت سے یا مروت سے اپنے سابق شریک حکومت (اینٹونی) اور اس کی معشوقہ کلیوپیٹرا کی لاشوں کو اعزاز کے ساتھ خاندان بطلیموسی کے مقبرے میں دفن کردیا۔ کلیوپیٹرا کے دونوں نوعمر لڑکے جو مشرقی سلطنت کے وارث ہونے والے تھے روما بھیجدئے گئے اور اینٹونی کی مظلوم بیوی آکٹیویا نے ان کی پرورش اپنے ذمہ لی مگر اینٹونی کی لڑکیاں جو آکٹیویا کے بطن سے تھیں، نہایت خوش قسمت ثابت ہوئیں۔ ایک کی شادی ک۔ ڈومیٹیس سے ہوئی جس کی اولاد سے نیرو شہنشاہ روما ہوا اور دوسری کی شادی ڈروسس سے ہوئی جس کا ایک بیٹا کلاڈیس اور ایک پوتا گائیس دونوں شہنشاہ ہوئے۔

الحاق مصر — ملک مصر جو خاندان بطلیموسی کے قبضہ میں ایک عرصہ سے چلا آتا تھا باضابطہ سلطنت روما سے ملحق کرلیا گیا اور اس امر کو ثابت کرنے کے لئے کہ سکندر اعظم کی تمام سلطنت اب رومنوں کے قبضے میں آگئی تھی، اس نے سکندر کی تصویر اپنی انگشتری پر منقوش کرالی اور اسی کی متابعت میں کینوپس کے قریب ایک شہر اپنی فتح یابی کی یادگار میں آباد کرایا۔

باب سوم

شاہنشاہی کا قیام اور آگسٹس کا عہد حکومت

۷۲۴ سنہ بنیادی شہر اسکندریہ پر یکم اگست سنہ ۳۰ ق م کو قبضہ ہوا۔
۷۲۵ سنہ بنیادی ۱۱۔ جنوری سنہ ۲۹ ق م کو حسب رسم قدیم جانس دیوتا کا مندر دو سو سال کے بعد بند کیا گیا۔ اسی سال کے موسم سرما میں ہی
آکٹیوس کی اطالیہ کو واپسی آکٹیویس، اطالیہ کو واپس آیا اور تین روز تک فتح کی خوشی میں جشن مناتا رہا، ہر طرف سے مبارک سلامت کی صدائیں آنے لگیں، نہ صرف اس لئے کہ خانہ جنگی میں فتح کا سہرا اسی کے سر رہا تھا بلکہ اس لئے کہ اس نے تمام ممالک متمدنہ میں رومنوں کا اقتدار دوبارہ قایم کرادیا اور اسی کی بدولت امن و امان ہوگیا اور جمہوریہ قایم رہگئی۔ اس کے علاوہ آکٹیویس نے اپنے طرز عمل سے بہت جلد ثابت کرادیا کہ خونریزی اور لڑائی جھگڑے سب ختم ہو گئے ہیں اور امن چین کا زمانہ آگیا ہے۔ اس نے اپنے سپاہیوں کو اراضیات عطا کیں مگر اس کے ساتھ ہی اینٹونی کے سپاہیوں کا بھی خیال رکھا، ان کو بھی محروم نہ کیا اور جس قدر اراضیات سپاہیوں کو

باب ۲ — دی گئیں، سب خریدی ہوئی تھیں، ان کو خوش کرنے کے لئے کسی شخص کی جائداد ضبط نہ کی گئی جیسا کہ ۴۳ ق م میں عمل میں آیا تھا۔ اینٹونی کے رومن شرکاء بلا مزاحمت اپنے وطن کو واپس ہو گئے۔ یہ بھی ایک شگون نیک تھا کہ خدمت کانسلی میں اس کا شریک (۳۰ ق م) م، لسی نیس کراسس جو میسیا میں اس کا نائب تھا، زمانۂ سابق میں سیکسٹس پامپیس اور اینٹونی کا طرفدار رہا تھا، اور کارنیاس جو اس کے جشن فتح میں بھی شریک تھا، ان لوگوں کی اولاد میں سے تھا جن کے بارے میں سولا نے منع کر دیا تھا کہ کبھی سلطنت کی کسی خدمت پر مقرر نہ کئے جائیں۔ فتح مصر سے اس کو وہاں کے خزائن پر بھی دسترس ہو گیا تھا جسے اس نے اطالیہ کے قلاش باشندوں کی تکالیف رفع کرنے میں صرف کیا۔ بقایائے محاصل معاف کر دئے گئے اور روما کے باشندوں کو اس نے اپنے جود و نوال سے مالا مال کر دیا۔ اس سے لوگوں کو بالکل اطمینان ہو گیا۔ جس کا ایک ادنیٰ ثبوت یہ ہے کہ روما میں شرح سود بارہ فیصدی سے گھٹ کر چار فیصدی ہو گئی۔

احیاء سلطنت جمہوری — آکٹیویس کو اب وہی اقتدار حاصل ہو گیا تھا جو جولیس قیصر کو حاصل تھا، اور ابتداء ہی سے رومنوں کو وہ یقین دلانا چاہتا تھا کہ میں قیصر کے قدم بقدم چلوں گا نہ کہ سولا کے، مگر ابھی اس کو ایک اہم مسئلہ حل کرنا باقی تھا جس کو قیصر حل نہ کر سکا تھا۔ یعنے جس اقتدار کو اس نے بزور شمشیر حاصل کیا تھا اس کو جامۂ دستوری کس طرح پہنائے اور اس کو کس طرح قدیم جمہوریہ کے اصول اور

باب روایات سے مطابقت دے۔ سو برس کے تجربے نے ثابت
کردیا تھا کہ اس قسم کا اقتدار ضروری ہے اور یہ بھی ظاہر تھا کہ
سوائے آکیٹویس کے ان اقتدارات کو کوئی عمل میں نہیں
لاسکتا تھا۔ مگر بیس سال کی بے ضابطہ اور عارضی حکومت کے
بعد یہ بھی ضروری تھا کہ سلطنت میں نہ صرف ایک زبردست
حکومت ہو، بلکہ اس کا جواز بھی تسلیم کیا جاسکے۔ مطلق العنان
حکومت کا قیام، ممکن تھا کہ اہل روما و اطالیہ کو سخت ناگوار ہو،
اور قیصر ثانی کی بھی وہی گت بنے جو قیصر اول کی ہوئی تھی؛
مگر جمہوریہ کے بحال کردینے سے پھر ابتری اور طوائف الملوکی
کے پھیل جانے کا اندیشہ تھا۔ اس لئے آکیٹویس اس اہم
مسئلہ کے حل کرنے میں مصروف ہوا۔ یعنے شخصی حکومت کو
جمہوریت کے کم از کم ظاہری علامات کے ساتھ کس طرح
آکیٹویس کے خصائل مطابق کیا جائے۔ آکیٹویس سے بہتر اس کام کو کوئی شخص انجام
نہیں دے سکتا تھا، کیونکہ بلحاظ نسل اور مزاج، طرز معاشرت
اور کیفیت دماغی کے، بہ نسبت اپنے ماموں کے وہ اہل اطالیہ
سے زیادہ مشابہ تھا۔ قیصر اول کا پٹریسین نسب نامہ تو دیوتاؤں
اور سورماؤں سے ملایا جاتا تھا اور اس طرح وہ عام بنی نوع انسان
سے بہت افضل اور بالا خیال کیا جاتا تھا۔ مگر آکیٹویس
باعتبار نسل طبقۂ وسطیٰ کے شرفا سے تھا جس کا سسرو
بیحد معترف تھا، اور بمقابلۂ امراء یا عوام، اسی طبقہ سے
آکیٹویس کے تعلقات نہایت مستحکم تھے۔ ان کے ممتاز خصائل

یعنے جزرسی، سادگی، عزت کا پاس اور لحاظ، سب صفات، باب ۳
لوئی نہم شاہ فرانس کی طرح اس میں موجود تھے بلکہ ان کی طرح اوہام پرست بھی تھا جو بلحاظ اس کی فراست اور مستقل مزاجی کے تعجب خیز ہے۔ اس کا مطمح نظر یہ تھا کہ اطالیہ کو متحد کرکے ایک زبردست سلطنت کردے، جس سے طبقۂ وسطیٰ کو بھی پورا اتفاق تھا، کیونکہ وہ امراء کی خودغرضی سے جنھوں نے سسرو کو غیرملکی قرار دیا تھا سخت بیزار تھے، اور جولیس کی ہمہ گیر جامعیت کو بھی ناپسند کرتے تھے جو تمام اقوام کو مساوی خیال کرتا تھا۔ آکٹیویس نہایت محتاط اور صاحب فراست تھا، اس کو اپنی طبیعت پر پورا قابو تھا اور ظاہری اقتدار کی اسے ذرا پروا نہ تھی، یہ خصائل بمقابلہ قیصر کی غیرمعمولی قابلیت کے، اس کام کے لئے زیادہ مفید تھے۔ اس کی ایک اور خصوصیت یہ تھی کہ وہ مردم شناس تھا، دوستوں اور وزراء کے انتخاب میں اسے خاص ملکہ تھا اور جس شخص سے اس نے ایک دفعہ ربط پیدا کرلیا وہ ہمیشہ کے لئے اس کا حلقہ بگوش ہوجاتا تھا۔

نظام دستوری کے عقدے کو اس نے جس خوبی سے حل کیا وہ اسی کا حصہ تھا، شخصی حکومت کو جمہوریت کے اصول کے مطابق قرار دینا نہایت دشوار تھا مگر اس مشکل کام کو اس نے اس خوبی سے انجام دیا کہ ساری دنیا اس کی حسن تدبیر کی معترف ہے۔ رومنوں کو یہ یقین دلانے کے لئے کہ وہ پرانے طریقوں کے دوبارہ قایم کرنے کا خواہش مند ہے، اس نے مختلف

جنوری ۲۷ ق م کا تصفیہ ۲۷ ق م بنیادی

بابت تدابیر اختیار کیں۔ مجلس سینیٹ کے اراکین کی تعداد بہت بڑھ گئی تھی اس لئے اس نے نالائق اراکین کے نام خارج کرکے مجلس مذکور کے اراکین کی سابقہ تعداد اور وقعت کو بحال کیا۔ شہر روما میں دیوتاؤں کے جتنے مندر تھے، سب کی مرمت کی گئی؛ غیر ملکی رسوم کی ممانعت کردی گئی اور چالیس سال کے بعد کامپس مارٹیس میں رومنوں نے پرائسچت کی
۷۲۶ بنیادی رسم ادا کی۔ اپنی کانسلی کے سال ششم یعنے ۲۸ سنہ ق م میں اس نے ایک ہی فرمان میں حکومت ثلاثہ کے جملہ
۷۲۷ بنیادی بے ضابطہ احکام کو منسوخ کردیا اور اعلان کردیا کہ یکم جنوری ۲۷ سنہ ق م کو وہ اپنے غیر معمولی اقتدارات سے دست بردار ہو جائے گا؛ اس لئے حسب وعدہ اس نے مجلس سینیٹ میں داخل ہوکر باضابطہ طور پر اقتدارات شاہی مجلس سینیٹ اور عامۂ قوم کے سپرد کردئے۔ اس کے معاوضہ میں جیسا کہ غالباً خود اس کا منشار تھا، اس کے اقتدارات سابقہ میں سے جو زیادہ ضروری تھے، دس سال کے لئے بحال رکھے گئے اور چند مخصوص صوبجات کا انتظام بھی اس کے سپرد ہوا۔ اس کے علاوہ سلطنت کی تمام افواج کا سپہ سالار بھی وہی قرار دیا گیا جس کی رو سے سوائے اس کے کوئی شخص افواج بھرتی کرنے یا اعلان جنگ کرنے یا کسی بیرونی حکومت سے مصالحت کرنے کا مجاز نہ تھا۔ یہ خارجی اقتدارات جو اس کو بطور کانسل عطا ہوئے[6] تھے، ان اقتدارات سے وسیع تر تھے جو پامپی کو ۶۷-۶۶ سنہ ق م میں

دئے گئے تھے؛ اس لحاظ سے وہ شہر روما میں حاکم اعلیٰ ہو گیا اور حکام صوبجات بھی اس کے زیر اثر ہو گئے اور بالآخر مجلس سینیٹ کے حکم سے گراں بہا خدمات کے صلے میں آکٹیویس کو آگسٹس (اعلیٰ مرتبت) کا خطاب دیا گیا۔ باب۳

تصفیۂ مذکور کا خاکہ

اسی تصفیہ پر اصولاً قیصران روما کی حکومت کی بنا تھی؛ مگر اس کی مختلف تعبیریں ہو سکتی تھیں اور غالباً منشا بھی یہی تھا کہ ہر شخص اپنی مرضی کے مطابق اس کی تعبیر کر سکے۔ آگسٹس اور اس زمانے کے مصنفین جو اسکے وابستگان دولت میں سے تھے بیان کرتے ہیں کہ اس سے جمہوریہ بحال ہو گئی۔ ۱۳-جنوری ۲۷ق م کو یہ تصفیہ عمل میں آیا تھا اور جنتری میں اس دن کے مقابلہ میں لکھا جاتا تھا کہ اسی روز جمہوریہ دوبارہ قایم ہوئی۔ سکہ جات پر بھی منقوش رہتا کہ آگسٹس' اہل روما کی آزادی کا حامی ہے؛ مگر عوام الناس خوب سمجھتے تھے کہ اس کا منشا؛ صرف یہی تھا کہ شخصی حکومت باقاعدہ قائم ہو گئی اور قیصر کے اقتدار کو باضابطہ طور پر تسلیم کر لیا گیا۔ اطالیہ اور صوبجات کی بلدیات اور یونانی مصنفین کا بھی یہی خیال تھا، کیونکہ ان کی نگاہ میں آگسٹس روما کی آزاد جمہوریت کا "پہلا شہری" نہیں تھا، بلکہ "سلطنت روما کا محافظ اور تمام دنیا کا حاکم اعلیٰ" تھا؛ در اصل یہ دونوں خیال صحیح تھے؛ کیونکہ جمہوریہ ایک معنی میں بحال ہو چکی تھی، قدیم دستوری نظام کم از کم برائے نام

باب۳ قائم ہوگیا تھا۔مجلس سینیٹ، مجلس عامّہ اور حکام دستوری نے اپنا کام شروع کردیا تھا۔اور سطحی نظر سے دیکھا جائے تو آگسٹس کو جو اقتدارات دئے گئے تھے، وہ قوانین و رسوم جمہوری کے خلاف نہیں تھے۔کیونکہ وہ بظاہر نہ بادشاہ تھا نہ ڈکٹیٹر نہ رکن ثلاثیہ، اور بصدق دل وہ یہ دعویٰ کرسکتا تھا کہ اس نے کوئی ایسا منصب قبول نہیں کیا تھا، جو قدیم رومنوں کے رسم و رواج کے خلاف ہو۔دوسرے شرکاء حکومت میں اور اس میں صرف درجہ کا فرق تھا۔اس سے قبل بھی سینیٹ اور عامّہ قوم نے بعض شہریوں کو خاص اقتدارات ایک محدود مدت کے لئے عطا کئے تھے اور اس کے اقتدارات موجودہ اصولاً وہی تھے جو پامپی کو ۶۷ ق م میں اور قیصر کو ۵۹ ق م میں عطا کئے گئے تھے اور گو رواج کے لحاظ سے کانسلوں کا تعلق صرف شہر روما سے تھا، مگر کسی کانسل کا سپہ سالار یا حاکم صوبہ ہونا، نظائر کے خلاف نہ تھا۔بیس سال قبل سسرو نے اس قسم کی حکومت کے قیام کی تحریک کی تھی اور پرنکیپس (رئیس جمہوریہ) کا خطاب جو اس کے اقتدارات کے لحاظ سے، اسے عامّۂ قوم نے دیا وہ بھی رواج جمہوری کے خلاف نہ تھا۔

مگر اس تصویر کا ایک دوسرا رخ بھی ہے۔بلحاظ ان اقتدارات کے جو حال میں آگسٹس کو عطا ہوئے تھے اور قیصر کا وارث اور اینٹونی کا فاتح ہونے اور اپنے ذاتی اثر کی وجہ سے وہ دراصل سلطنت کا حاکم اعلیٰ تھا۔اور چونکہ

باب ۳ وہی جملہ افواج کا سپہ سالار اور شمالی ہسپانیہ، گال، شام و مصر کا صوبہ دار تھا اور مزید براں بحیثیت کانسل جملہ عاملانہ اقتدارات اسے حاصل تھے اور ۳۶ سنہ ق م سے خدمت ٹریبیوں کے اختیارات بھی اسے مل گئے تھے۔ اب کسی دوسری قوت کا اس کے دوش بدوش رہنا دشوار تھا۔ اس سے صاف ظاہر ہے کہ قدیم دستور کے محدود دائرے میں ایک مطلق العنان حاکم کو جگہ دینا اور جمہوریہ کی بقا کے ساتھ نوجوان قیصر کے اقتدارات کو قائم رکھنا محض ابلہ فریبی تھی۔

۲۳ سنہ ق م کی ترمیمات

چار سال کے بعد انتظامات مذکورۂ بالا میں مزید ترمیم ہوئی، جس کی وجہ سے روما کی سیاسی حالت اور بھی مبہم اور غیر واقعی ہوگئی۔ ۲۷۔ جون ۲۳ سنہ ق م کو آگسٹس خدمت کانسلی سے جس پر وہ ۳۱ سنہ ق م سے فائز تھا، دست کش ہوگیا۔ البتہ وہ دہ سالہ امپیریم باقی رہ گیا جو ۲۷ سنہ ق م میں ملا تھا۔ مگر یہ معمولی صوبہ داروں کی طرح "پروکانسلے" تھا اور شہر روما کی حدود میں عمل میں نہیں لایا جاسکتا تھا۔ کانسلی سے دست بردار ہو جانے سے وہ فوقیت بھی جاتی رہی جو دوسرے حکام پر اس کو حاصل تھی اور اب وہ نہ مجلس سینیٹ کو منعقد کرسکتا اور نہ عامۂ قوم کو جمع کرسکتا تھا۔ اس کی وجہ سے مرکزی حکومت کا وجود معرض خطر میں پڑ گیا جو حسن انتظام کے لئے ضروری تھا، اور لوگوں کو خوف پیدا ہوگیا کہ پھر دو عملی

۳۱ سنہ بنیادی
۲۳ سنہ بنیادی

بابک یعنے روما میں کانسلوں اور سینیٹ کی حکومت رہگئی اور صوبجات میں صوبہداروں کی-قیصر کے، بظاہر حکومت سے دست بردار ہوجانے سے، روما اور اطالیہ میں سخت انتشار پیدا ہوگیا؛ اس لئے قوم نے اس کو یکے بعد دیگرے متعدد خدمات جلیلہ قبول کرنے پر مجبور کیا، مگر وہ انکار کرتا رہا؛ بالآخر جن خدمات سے وہ دست کش ہوا تھا، ان کا نعم البدل ان قوانین سے ہوگیا، جو اس کے اقتدار کو قایم رکھنے کے لئے نافذ کیئے گئے۔ انھیں قوانین کی رو سے شہنشاہان روما تین سو سال تک حکومت کرتے رہے؛۔ اولاً اس کو روما میں بھی اپنے اقتدارات کو عمل میں لانے کی اجازت دی گئی؛ یہ حق سوائے کانسلوں اور پریٹروں کے کسی کو حاصل نہ تھا-ثانیاً اس کے اقتدارات کانسلوں کے مساوی قرار دے گئے، جس کی وجہ سے وہ دوسرے صاحب امپیریم حاکم سے بالاتر ہوگیا-ثالثاً مجلس سینیٹ منعقد کرنے، انتخابات کے لئے امیدواروں کو نامزد کرنے، اور فرامین کے نفاذ کا اقتدار بھی دیا گیا-رابعاً ظاہری شان و شوکت میں بھی وہ کانسلوں کے مساوی کردیا گیا۔ رہ نقیب اس کے پاس متعین کردئے گئے اور جلسوں یں اس کی کرسی، دونوں کانسلوں کے بیچ میں رکھی گئی۔

اس طور پر کانسلوں کے دوش بدوش ایک پروکانسلی فتدار بھی شہر روما کی حدود میں تسلیم کرلیا گیا، اور منتخب شدہ کام کے علاوہ شہر روما میں بھی امپیریم نافذ کرنے کا موقع ملا،

جو صوبجات میں عرصے سے حاصل تھا؛ مگر روما پر علانیہ بحیثیت بابتل
پروکانسل حکومت کرنا مناسب نہ تھا؛ اس لئے آگسٹس اس فکر میں تھا کہ کوئی ایسی تدبیر نکالے، جس سے یہ ظاہر نہ ہو کہ وہ بزور شمشیر حکومت کررہا ہے۔ اس غرض سے اس نے خدمت ٹریبون کے اقتدارات ۳۶ سنہ ق م سے حاصل کرلئے تھے جو ایک قدیم جمہوری خدمت تھی، اور اس کے منصب جلیلہ کے لئے موزوں تھی؛ ۲۳ سنہ ق م سے یہ خدمت سرکاری کتبات پر اس کے نام کے ساتھ لکھی جانے لگی اور جو اعداد ان کتبات پر لکھے ہوئے ہیں، ان سے مطلب حاصل ہوتا ہے کہ کتنے سال سے یہ خدمت اس سے متعلق رہی اور اس کا آغاز بھی اسی سال سے ہوتا ہے۔ اس کا خود بیان ہے کہ اسی اقتدار کی بنا پر روما میں اور اطالیہ میں وہ تمدنی اصلاحات عمل میں لایا، جن کو مجلس سینیٹ ضروری خیال کرتی تھی۔ گو ٹریبیونی اقتدار واقعی اہمیت میں، امپیریم سے کم درجہ کا تھا، مگر اس زمانے سے وہ امپیریم سے بالاتر ہوگیا اور قیصر روما اور ان کے شرکاء حکومت کے لئے مخصوص ہوگیا۔

ان تغیرات کے مجموعی نتائج حسب ذیل ہوئے:۔

مجلس سینیٹ اور عامۂ قوم کی رضا و رغبت سے آگسٹس باضابطہ حکام جمہوری کا ہم پلہ ہوگیا؛ شہر روما کی حدود میں گو وہ کانسل نہیں تھا مگر انھیں کی طرح دیگر حکام یعنے پریٹروں وغیرہ پر فوقیت رکھتا تھا؛ بیرونجات میں اس کا اقتدار نہایت

باب۳ وسیع تھا۔ بڑے بڑے سرحدی صوبجات کی حکومت، افواج کی کمان، معاملات خارجی کا انصرام، سب کچھ اسی سے متعلق تھا؛ دیگر صوبہ داروں پر اس کو وہی فوقیت (مائیس امپیریم) حاصل تھی جو روما میں سوائے کانسل کے تمام دیگر عمال پر حاصل تھی۔ اسکے علاوہ اس کے خاص اعزازی نشانات بھی تھے:۔ یعنے خطاب آگسٹس سے وہ سرفراز ہوچکا تھا، اس کے دروازے پر تاج جمہوری تھا، اور اس کے محل کے سامنے درخت لاریل لگا ہوا تھا جو فتح کی نشانی ہے۔

رئیس جمہور کی غیر معمولی حیثیت

انتظامات مذکورۂ بالا سے ظاہر ہے، کہ ان سے ضروریات زمانہ بخوبی پوری ہوتی تھیں، کیونکہ ان کی بدولت حکومت جمہوری کم از کم برائے نام باقی رہگئی اور قیصر جو بلاشرکت غیرے تمام سلطنت کا مالک تھا اس کا وجود قانونًا تسلیم کرلیا گیا۔ اور اس کے ساتھ ہی نہ تو دستور جمہوری میں کوئی باضابطہ تغیر ہوا اور نہ کوئی جدید خدمت تراشی گئی، بلکہ قدیم دستوری مجالس یعنے سینیٹ اور مجلس عامّہ کے ذریعے سے سب کچھ ہوا؛ مگر یہ انتظام جیسا کہ ظاہر ہے، غیر معمولی اور عارضی تھا، آگسٹس کو جو اختیارات دئے گئے تھے، وہ مثل ان اختیارات کے جو ۶۷ ق م میں پامپی کو دئے گئے تھے، اس کی ذات کے لئے مخصوص تھے۔ اور سوائے اقتدار ٹریبیونی کے، صرف ایک مخصوص مدّت کے لئے دئے گئے تھے اور ایسا انتظام نہیں ہوا تھا کہ اس کی

موت کے بعد کسی دوسرے شخص پر یہ اختیارات منتقل ہوسکیں۔ باب
باوجود اس کے کہ جو اختیارات آگسٹس کو عطا ہوئے تھے
وہی یکے بعد دیگرے دوسرے قیصران روما کو بھی حاصل
ہوئے، مگر خدمت "رئیس جمہوریہ" جیسی کہ ابتدا سے تھی، ویسی ہی
آخر میں بھی عارضی رہی۔ رئیس جمہور جب مرتا یا معزول
کردیا جاتا تو اصولاً ہر شہری کو یہ حق حاصل ہوتا کہ اس کے
اقتدارات کو حاصل کرے، کیونکہ اس امر کا تصفیہ نہیں کیا گیا
تھا کہ رئیس کا جانشین کون ہو اور کس طرح منتخب ہو،
اور بلحاظ قوانین نافذہ سینیٹ اور عامۂ قوم کو ہمیشہ یہ
اختیار رہتا کہ جدید رئیس کو کون کون سے اقتدارات دیئے
جائیں۔ یہ صحیح ہے کہ بلحاظ ضرورت یہ امر داعی ہوتا کہ
کوئی نہ کوئی شخص، ہمیشہ اس خدمت جلیلہ پر متمکن ہو،
جو آگسٹس کو عطا ہوئی تھی۔ رئیس جمہور کا انتخاب کبھی تو
اس بنا پر ہوتا کہ وہ رئیس سابق کا عزیز یا فرزند متبنیٰ ہے،
یا فوجی قابلیت کی وجہ سے یا اس سبب سے کہ وہ افواج
میں ہردلعزیز ہے؛ اور یہ بھی رواج پڑ گیا تھا کہ رئیس وقت
کو زیادہ تر وہی اقتدارات دیئے جائیں جو آگسٹس کو حاصل
تھے۔ مگر زمانۂ آخر تک قیصر روما قانوناً محض ایک شہری
تھا، جس کو مجلس سینیٹ اور عامۂ قوم نے برضائے خود
خاص وجوہ کے لحاظ سے، غیر معمولی اقتدارات دے رکھے
تھے۔ دوسری سلطنتوں کے بادشاہوں کی طرح روما میں

خدمت رئیس جمہوری کے لئے کوئی باضابطہ قانون وراثت نہیں تھا۔ زمانۂ حال میں یہ اصول عام طور پر تسلیم کرلیا گیا ہے "کہ بادشاہ کبھی مرتا نہیں" یعنے خدمت شاہی کبھی خالی نہیں ہوتی اور جس وقت ایک بادشاہ مرتا ہے دوسرا فوراً اس کا جانشین ہو جاتا ہے۔ برخلاف اس کے روما میں خدمت رئیس جمہور، رئیس وقت کی ذات کے ساتھ مخصوص رہتی اور اسی کے ساتھ ختم ہو جاتی۔ اس طرزعمل کی اصلاح کے لئے متعدد کوششیں ہوئیں مگر کوئی بارور نہ ہوئی، جس کی وجہ سے عہد شہنشاہی میں اکثر اوقات سخت دقتیں پیش آتی تھیں۔

رئیس جمہور کے اقتدارات میں اضافہ

آگسٹس کے زمانے میں امور سلطنت کے انصرام کے لئے جو انتظام ہوا تھا، اس میں دو اور امور قابل لحاظ ہیں۔ انتظام مذکور کی رو سے چند مخصوص اقتدارات اس کو دیئے گئے تھے اور باقی امور دوسرے حکام سے متعلق تھے، جن کو وہ اپنا "شریکِ" حکومت کہا کرتا؛ جو صیغہ جات اس سے متعلق تھے ان میں وہ حکام صوبجات کی طرح بالکل مطلق العنان تھا؛ مگر اس کی حدود مقرر تھیں، اور ان میں سینیٹ کے حکم یا مجلس عامّہ کی رائے سے ترمیم ہوسکتی تھی؛ مگر آگسٹس کے حین حیات ہی میں اس کے دائرۂ اقتدارات میں وسعت ہوتی رہی، اور اس کے جانشینوں کے زمانے میں بھی اس کا سلسلہ جاری رہا، یہاں تک کہ پہلی صدی عیسوی کے ختم تک سلطنت روما کا سہ ربع حصہ قیصر وقت کے

زیر اقتدار ہوگیا، جس میں ۲۵ صوبے شامل تھے۔ اس کے علاوہ باب ۳
خود روما اور اطالیہ میں سڑکوں کی نگرانی، فراہمی غلہ، آبرسانی،
اور کوتوالی کا انتظام بھی قیصر سے متعلق تھا، مگر آگسٹس کے
اقتدارات میں اضافہ صرف انھیں سررشتوں میں نہیں ہوا،
جس کا اس سے خاص تعلق تھا، بلکہ اس کو کانسلوں کے
سوائے جملہ حکام سلطنت پر فوقیت حاصل تھی اور اس طرح
اس کی اور اس کے جانشینوں کی نگرانی ان سررشتوں پر بھی
ہوگئی جو ان سے متعلق نہ تھے۔ شہر روما میں پریٹروں کے،
اور صوبجات میں صوبہ داروں کے اقتدارات رفتہ رفتہ سلب
ہوگئے اور وہ بھی قیصروں کے نائبین کے مانند ان کے
ماتحت ہوگئے یہاں تک کہ کانسل بھی جو قانوناً قیصر کے
ہم پلّہ تھے اپنی مساوات کو قائم نہ رکھ سکے کیونکہ قیصر کے
مقابلے میں ان کی کوئی ہستی نہ تھی۔

آگسٹس چالیس سال تک اس جدید طرزِ حکومت کا آگسٹس کی
جو اس نے قائم کیا تھا نگران رہا، اس عرصہ میں جو کچھ حکومت
اس نے کر دکھایا اس کا اندازہ کرنے کے لئے جملہ واقعات پر
سلسلہ وار نظر ڈالنا مناسب ہوگا: ۲۷ سنہ ق م سے ۲۷ سنہ تا
اکتوبر ۱۹ سنہ ق م تک وہ صوبجات کی تنظیم جدید اور انکے ۳۵ سنہ بنیادی
نظام حکومت کی اصلاح میں مصروف رہا۔ اور اکتوبر ۱۹ سنہ ق م ۳۵ سنہ تا
سے ۱۲ سنہ ق م تک شہر روما کے اندرونی انتظامات کی ۳۸ سنہ بنیادی
اصلاح میں، اسی زمانے میں قوانین جولیا نافذ ہوئے۔

دس سال کے عرصے میں، جس کے لئے اس کو ابتداءً اقتدارات بابت ٹریبیونی عطا ہوئے تھے، اس نے اس جدید اور عمدہ نظام حکومت کی بنیاد ڈالنے میں کامیابی حاصل کی جس کے آغاز کی یادگار میں جون ۱۷ ق م میں صدسالہ تماشے وغیرہ ہوئے۔ اس کے عہد حکومت کے باقی زمانے میں بھی کئی اہم اصلاحات عمل میں آئیں مگر اس زمانے میں صرف دو مسائل زیادہ تر اس کے پیش نظر رہے: یعنے شمالی وحشیوں کا استیصال اور جانشین کا انتخاب۔

صوبجات کی تنظیم

صوبجات کی تعداد میں آگسٹس نے تیرہ کا اضافہ کیا جس میں سے آٹھ اس نے ۲۷ اور ۱۹ ق م کے درمیان میں صوبجات کی تنظیم جدید کے سلسلے میں قائم کئے۔ ملک مصر کے الحاق کی وجہ سے افریقہ کے شمالی سواحل پر رومنوں کی حکومت دریائے نیل کے دہانے سے ماریٹانیا (مراکش) کی مشرقی سرحدات تک پہنچ گئی؛ ہسپانیہ میں شمال مغرب کے کوہستانی قبائل کی کماحقہ سرکوبی ہوگئی اور صوبۂ لیوسی ٹانیا (پرتگال) کے قیام سے بحر اوقیانوس کے سواحل پر بھی رومنوں کا اقتدار قائم ہوگیا؛ گال میں قدیم صوبۂ گالیا ناربونینس کے شمال اور مغرب میں جتنے اضلاع تھے سب کو قیصر نے محکوم کرلیا تھا۔ مگر آگسٹس نے جملہ انتظامات کو مکمل کیا اور اسی نے ملک گال کو تین صوبوں میں تقسیم کیا، جو اکوئی ٹانیا، لگڈونینس اور بیلجیکا کے نام سے موسوم ہوئے۔

باب ۳ سلطنت کے مشرقی حصے میں صرف ایک اہم اضافہ ہوا۔ یعنے ۲۵ سنہ ق م میں جب امینٹاس نے انتقال کیا، تو جو علاقہ اس کو اینٹونی نے ۳۷ سنہ ق م میں عطا کیا تھا اور جس کو آگسٹس نے بھی ۳۰ سنہ ق م میں اس کے قبضہ میں رہنے دیا تھا، سلطنت روما میں شامل کرلیا گیا، اور دو صوبوں یعنے گلاٹیا اور پامفیلیا میں منقسم کردیا گیا۔

صوبجات قیصری۔ خدمت رئیس جمہور پر فائز ہونے کے دس سال بعد تک آگسٹس صرف جدید صوبجات کے قیام ہی میں مصروف نہیں رہا بلکہ متعدد انتظامی اصلاحات بھی عمل میں لایا جن میں اہم ترین اصلاح یہ تھی، کہ اس نے ایک زبردست مرکزی قوت قائم کردی۔ جمہوریہ کے زمانے میں صوبہ دار گویا مطلق العنان حکمراں تھے اور گو وہ کانسلوں، مجلس سینیٹ اور عامۂ قوم کے ماتحت تھے مگر دراصل بالکل مطلق العنان تھے لیکن آگسٹس کے زمانے میں سب صوبہ دار اس کے زیر نگیں ہوگئے اور گویا ایک ہی سررشتہ کے ماتحت ہوگئے۔ ۲۷ سنہ ق م کے تصفیہ کے مطابق صوبجات جنوبی ہسپانیہ، گال، شام اور مصر آگسٹس کو تفویض کئے گئے تھے، ۱۹ سنہ ق م میں اس تعداد میں صوبجات سلیسیا، گلاٹیا، اور پامفیلیا کا اضافہ ہوا۔ ۱۶ سنہ ق م میں جب میسیا، پانونیا، نوریکم اور ریٹیا کے سرحدی صوبجات قائم کئے گئے تو وہ بھی قیصر کو تفویض کئے گئے۔ اس وسیع رقبے پر جس میں سلطنت کے آباد ترین اور زرخیز ممالک شامل تھے آگسٹس بلاشرکت غیرے

باب۷ حکمراں تھا، یعنے اس کی وہی حالت تھی جو سسرو کی بزمانۂ صوبہ داری سلیسیا میں تھی یا ویرِیس کی سسلی میں۔ قیصر کے مفوضہ صوبجات کا انتظام اس کے ماتحت عہدہ داروں کے سپرد تھا، جن کا تقرر اور علیحدگی اس کی اقتداری تھی اور جو سوائے اس کے کسی کے ماتحت نہ تھے۔ عہدہ داران مذکور میں باعتبار عہدہ اعلیٰ ترین لیگیٹ (صوبہ دار) تھے جو مجلس سینیٹ کے رکن ہوتے تھے۔ ان کا درجہ کانسلوں اور پریٹروں کے مساوی ہوتا۔ اور بڑے بڑے صوبجات انھیں کو تفویض کئے جاتے۔ لیگیٹوں کے بعد پروکیوراٹر یا منتظم ہوتے جو طبقۂ ایکیوسٹرین سے ہوا کرتے۔ ان میں بعض کے سپرد چھوٹے صوبوں کا انتظام رہتا اور بعض صوبجات کے مالیہ یا قیصر کی ذاتی جائداد کی نگرانی کرتے۔ ان کے علاوہ سسرو کے انتظام سلیسیا کے مطابق پریفیکٹ بھی تھے جن میں سے ممتاز ترین ملک مصر کا پریفیکٹ جو اس ملک پر بطور قیصر کے نائب کے، حکومت کرتا۔ یہ تغیر جس کی وجہ سے سلطنت روما کا سہ ربع حصہ قیصر اور اس کے نائبین کے زیر حکومت ہوگیا، نہایت ہی اہم ہے۔ کیونکہ یہ نہ صرف سلطنت کے متحد ہو جانے کا پہلا زینہ تھا، بلکہ اس سے آگسٹس اور اس کے جانشینوں کو انتظامی اصلاحات کے عمل میں لانے کا کافی موقع مل گیا اور قیصر کے حیطۂ اقتدار میں جو نظام حکومت مکمل کیا گیا وہ دیگر حصص سلطنت سے بدرجہا بہتر تھا اور بالآخر ان میں بھی رائج ہوگیا۔ جمہوریہ کے

انتظامات میں جو خرابیاں تھیں ان سے یہ نظام حکومت بالکل پاک تھا۔ قیصر جن لوگوں کو صوبہ دار مقرر کرتا ان کا انتخاب اتفاقی امور کی بنا پر نہ ہوتا بلکہ قابلیت پر۔ حسن انتظام کے صلے میں ترقیاں ملتیں اور آگسٹس اور ٹائبیریس کے عہد حکومت میں لایق عہدہ دار ہمیشہ کسی نہ کسی خدمت پر ممتاز رہتے تھے، اس وجہ سے لوگ اپنی عمریں صوبجات کے انتظام میں صرف کرنے لگے اور یہ تجربہ کار عہدہ دار ایام جمہوریہ کے نالایق صوبہ داروں سے بدرجہا بہتر تھے۔ اس کے علاوہ قیصر کے عہدہ داروں کو وہ مطلق العنانی بھی حاصل نہ تھی جو جمہوریہ کے زمانے میں صوبہ داروں کو حاصل تھی۔ قیصر کے نائبین کے تحت میں بھی سپاہی تھے مگر وہ قیصر کے سپاہی تھے، وہی ان کو بھرتی کرتا تھا اور وہی ان کو برطرف کرنے کا مجاز تھا۔ تنخواہ بھی اسی کے خزانے سے ملتی اور وہی علیحدگی پر انعام بھی دیتا۔ مہمات کا انصرام نائبین کے سپرد ہوتا مگر جنگ قیصر کے احکام کے بموجب ہوتی۔ اگر فتح ہوتی تو قیصر کی فتح کے شادیانے بجائے جاتے اور وہی جشن فتح کرنے کا مجاز ہوتا۔ امور مملکت میں نائب کا مدار کار قیصر کے ہدایات پر تھا جس کے فرامین کی سینیٹ کے احکام سے بدرجہا زیادہ وقعت تھی۔ نائبین کے احکام اور فیصلوں کا قیصر کی حضور میں مرافعہ ہوسکتا اور اہل صوبجات اس حق مرافعہ کی بہت قدر کرتے تھے۔ اس کے علاوہ لیگیسٹ صوبہ کا مطلق العنان

باب ۳ حکمراں بھی نہیں تھا۔ انتظام مالیہ جو ابتداءً صوبہ داروں کے سپرد تھا، اب پروکیوراٹوروں سے متعلق ہوگیا تھا، جو زمانۂ سابق کے کوسٹروں کے برخلاف صوبہ دار کے ماتحت نہ تھے بلکہ براہ راست قیصر کے؛ اور اس لئے ان کا وجود صوبہ داروں کی مطلق العنانی کا مانع تھا۔

صوبجات سینیٹ مگر آگسٹس کو ان صوبجات میں انتظامی اصلاحات نافذ کرنے کا ذرا کم موقع تھا، جن کا اس سے براہ راست تعلق نہ تھا۔ اس لئے ان صوبوں کے نظام حکومت میں قدیم طرز حکومت کی تمام خرابیاں موجود تھیں۔ لیکن صوبہ جات مذکورہ میں بھی گو عہدہ داروں کی باحتیاط نامزدگی اور ان کے افعال کی نگرانی ممکن نہ تھی، مگر آگسٹس نے اپنے حسن تدبیر سے ان کے نظام حکومت کی بھی بہت کچھ اصلاح کی۔ ان صوبہ جات کے حکام اعلیٰ کا انتخاب کانسلروں اور پریٹروں کی جماعت سے بذریعہ قرعہ ہوا کرتا اور ان کے ماتحت حسب سابق کوئیسٹر اور لیگیٹ ہوتے۔ میعاد حکومت ان صوبہ داروں کی صرف یکسالہ ہوتی۔ قانوناً تو صوبہ داران مذکور کانسلوں اور سینیٹ کے ماتحت تھے نہ کہ قیصر کے؛ مگر ۲۷ھ ق م کے تصفیہ کے بموجب آگسٹس کو جو اقتدارات دئے گئے تھے، ان کے اعتبار سے صوبہ داروں کے اختیارات محدود ہوگئے تھے۔ صوبہ جات زیر تذکرہ زیادہ تر سلطنت کے پرامن وسطی اضلاع میں واقع تھے، جہاں افواج کی بہت کم ضرورت پڑتی اور سرحدی جھگڑے بھی

شاذ و نادر پیدا ہوتے اور پھر اعلیٰ فوجی اقتدارات اور معاملات خارجیہ　باب
کا تصفیہ قیصر سے متعلق ہوچکا تھا۔ مالی معاملات میں بھی صوبہ داروں
کے اختیارات محدود ہوچکے تھے۔ اپنے زیر حکومت صوبجات سے
رقوم اور رسد بجبر وصول کرنے کا اختیار ان سے لے لیا گیا،
جس کی اہل صوبجات کو پہلے سخت شکایت رہتی تھی۔ اور صوبہ
کی مالگزاری کی جو رقوم قیصر کے مصرف میں آنے کو ہوتیں،
ان کی تحصیل کا انتظام قیصر کے حکام کے سپرد ہوتا نہ کہ صوبہ دار
یا اس کے نائب کے۔ صوبہ داروں کو یہ بھی اقتدار حاصل تھا کہ
جس بستی کو چاہیں ذی اختیار کردیں یا ان کے ساتھ خاص مراعات
کریں یا کسی شخص کو شہریوں کے حقوق دیدیں، مگر اب یہ
اختیار سلب ہوچکے تھے یا کم از کم عمل میں نہیں آتے تھے۔
اس کے علاوہ آگسٹس کو جملہ پروکانسلوں پر جو تفوق (ماجس امپیریم)
حاصل تھا، اس کی تاویل اس طور سے کی گئی کہ اس کی
وجہ سے صوبجات زیر ذکر پر بھی اس کی کافی نگرانی ہوگئی۔ ہمارے پاس
اس کی مثالیں موجود ہیں کہ صوبجات مذکور کے باشندوں کے
مرافعات کی سماعت اسی نے کی نہ کہ سینیٹ یا کانسل نے اور
جیسی اپنے نائبین کو ہدایات دیا کرتا تھا ویسی ہی صوبجات مذکور کے
صوبہ داروں کو بھی ہدایات دیں۔ ۲۷ سنہ اور ۱۹ سنہ ق م کے
درمیان جو اس نے سلطنت کے دورے کئے، اس میں
وہ جس طرح گال و شام میں گیا، ویسے ہی سسلی یا بتھینیا کا بھی
جو سینیٹ اور کانسلوں کے ماتحت تھے سفر کیا۔ اسی سبب سے

بابِ صوبجات مذکور کے حکام بجائے سینیٹ اور کانسلوں کے، اسی کے احکام کے پابند رہتے اور اہل صوبجات اسی سے داد رسی کے امیدوار ہوتے۔ صوبجات مذکور میں اس دو عملی سے اصلاح میں تعویق ہوتی مگر اس سے قیصر کے تفوق میں کوئی فرق نہیں آیا۔

مالی اصلاحات سلطنت روما میں ڈیڑھ سو سال تک اسراف، بد انتظامی اور تغلب کا دور دورہ رہا اور پھر اس پر بیست سالہ خانہ جنگی مستزاد ہوئی جس کی وجہ سے سلطنت بالکل دیوالیہ ہوگئی۔

مگر آگسٹس کے زمانے میں حالت متبدل بفلاح وبہبودی ہوگئی جس کا مورخ پلینی نے اپنی "تاریخ فطرت" میں بہ تفصیل ذکر کیا ہے، لیکن یہ سب صرف آگسٹس کی مالی اصلاحات کا نتیجہ نہیں تھا بلکہ اس کے اور اسباب بھی تھے۔ یعنے فتنہ انگیز لڑائیوں کا سلسلہ جس کے اثر سے ایک صوبہ بھی نہیں بچا تھا ختم ہوچکا تھا، باقاعدہ نظم ونسق قایم ہوگیا تھا، شاہراہوں اور سمندروں میں قزاقی کا سدِ باب ہوگیا تھا، اور ذرائع آمد ورفت میں خاطر خواہ اصلاح ہوگئی تھی۔ اسکے علاوہ آگسٹس نے جس انتظام مالیہ کی بنیاد ڈال دی تھی اس سے بھی بہت کچھ مدد ملی۔ ایام جمہوریہ میں تمام سلطنت کے مداخل و مخارج کا اندازہ کرنا ناممکن تھا نہ ان پر کسی قسم کی مرکزی نگرانی تھی۔ آگسٹس ہی نے ابتداءً نظام مالیہ کی بنیاد ڈالی اور سلطنت کے جملہ ذرائع آمدنی کا تخمینہ کرایا اسی نے بیشتر

حصص سلطنت کے متعلق اعداد و شمار فراہم کئے اور ہر صوبہ کی بابت بستیوں کی تعداد اور سیاسی حالات کے متعلق مفید معلومات کو جمع کرایا۔

آگسٹس نے اپنے زیر فرمان صوبجات کی مردم شماری کرائی اور رفتہ رفتہ دوسری صدی عیسوی میں مردم شماری کا ایک مستقل صیغہ ہوگیا اور اراضیات اور مالکان اراضی کے متعلق تفصیل وار تختہ جات تیار ہونے لگے۔ غالباً اس مردم شماری کی بنا پر اس نے ایام جمہوریہ کے متفرق محصولوں کو موقوف کرکے دو شہنشاہی محصول عائد کئے: یعنے محصول اراضی اور محصول جائداد ذاتی۔ اپنے صوبجات میں آگسٹس کی مداخل و مخارج پر پوری نگرانی تھی اور سلطنت کے باقی حصص کی آمدنی پر بھی، خصوصاً جو خزانہ سلطنت میں داخل ہوتی تھی؛ اسی کے زمانے سے مداخل و مخارج کا مفصل موازنہ تیار ہونا شروع ہوا۔ آگسٹس سال بسال سلطنت کے حسابات شایع کرتا اور مرتے وقت سلطنت کی مالی حالت کا ایک پورا خاکہ چھوڑ گیا۔ اہل صوبجات کی ناگفتہ بہ حالت کی اس نے بہت کچھ اصلاح کی۔ رومن حکام جن رقوم کو ان سے باضابطہ طور یا خلاف ضابطہ وصول کیا کرتے تھے، اس نے یک لخت موقوف کرادیا اور ان کی تنخواہیں مقرر کرادیں۔ تعمیرات عامہ پہ فراخ دلی سے روپیہ صرف کیا گیا جس کی وجہ سے صوبجات کے ذرائع آمدنی میں ترقی ہوئی اور ایام جمہوریہ میں صوبجات کی

تجارت وصنعت و حرفت کے فروغ میں جو رکاوٹیں تھیں سب دفع کردی گئیں۔ تحصیل کا بار بھی ابتک صرف اہل صوبجات پر پڑتا تھا مگر آگسٹس گو یہ تسلیم کرتا تھا کہ سرزمین اطالیہ سے خراج نہیں لیا جاسکتا، مگر اس نے شہریان روما کو مجبور کیا کہ سلطنت کی حفاظت کے اخراجات میں کسی قدر وہ بھی کفیل ہوں۔

قیصر پوجا اور صوبہ کے مجانس

جولیس قیصر کا مطمح نظر یہ تھا کہ سلطنت روما کی جملہ قوموں اور قبائل کو شیر و شکر کرکے ایک عظیم الشان سلطنت قایم کرے، جس میں سب کے حقوق مساوی ہوں اور ایک ہی قانون نافذ ہو، مگر آگسٹس اس اصول کے خلاف تھا، کیونکہ باوجود اس کے کہ وہ صوبجات کے نظم ونسق کی اصلاح میں کوشاں تھا مگر وہ روما اور اطالیہ کی سیاسی فوقیت اور روما اور اس کی باجگذار سلطنتوں کی تفریق کو قایم رکھنا چاہتا تھا۔ سلطنت کی تمام اقوام کو آپس میں ملادینے کا اصول جس کی بنیاد جولیس نے ڈالی تھی اور جس کی تجدید کلوڈیس اور فلاوی شہنشاہوں نے کی تھی اسے ناپسند تھا۔ لیکن اگرچہ اس کے جانشینوں کے زمانے میں شہریت روما وسیع تر کردی گئی، رومن قوانین ہر صوبے میں نافذ ہوئے اور روما کے نمونے پر بلدیات کا قیام عمل میں آیا، مگر قیصر روما کی مرکزی حکومت کو ہردلعزیز کردینے کا سہرا اسی کے سر ہے۔

قیصروں کی پرستش کا آغاز کسی خاص قیصر کا ذاتی فعل نہیں ہے، اس کی بنا صرف عوام کی عقیدت مندی پر ہے، جس نے

سلطنت کے مختلف حصص اور طبقات میں مختلف اشکال اختیار بابت کرلی تھیں۔ اور قدیم عقائد اور رسوم سے اس کا سلسلہ ملتا ہے۔ آگسٹس نے اس عقیدتمندی کے ذریعے سے عوام کی وفاداری کو مستحکم کرکے، ان کو قیصران روما کی ذات کے ساتھ ہمیشہ کے لئے وابستہ کردیا۔ قیصروں کی پرستش کا آغاز روما اور صوبجات میں جولیس قیصر کی پرستش سے ہوا، جس کی موت کے بعد اُس کے معتقدوں نے دیوتا قرار دیا اور پھر اس کے جانشین بھی دیوتا مانے گئے، جس کی وجہ سے شہنشاہ کی ذات مقدس ہوگئی اور دیوتاؤں کا سلسلہ شروع ہوگیا۔ روما اور آگسٹس کی پرستش اس سے زیادہ سیاسی اہمیت رکھتی تھی۔ ۲۹ء ق م سے ایشیائے کوچک میں ان دونوں کی پرستش کی باضابطہ اجازت دیدی گئی تھی، مگر عام پرستش ۱۲ء ق م سے شروع ہوئی جبکہ روما اور آگسٹس کی پرستش کے لئے بمقام لائنس ایک معبد بنایا گیا، اور وہ صوبجات گال کا مذہبی مرکز قرار دیا گیا، مجلس صوبہ کا تعلق اسی معبد سے تھا اور ہر سال ایک تہوار بھی ہوا کرتا تھا۔ پجاری بھی ہر سال منتخب ہوتے تھے۔ یہ جدید پرستش رفتہ رفتہ پھیلتی گئی لیکن اس کے مزید حالات بیان کرنے سے ہم قاصر ہیں۔ دوسری صدی عیسوی کے ختم تک ہر صوبہ میں آگسٹس کے معابد اور پجاری پیدا ہوگئے اور ہر صوبہ میں قیصروں کی پرستش باضابطہ ہونے لگی، جس سے مختلف اجزار سلطنت کی یکجہتی اور قیصرانِ روما کے

باب ۲ اقتدار کا ثبوت ملتا ہے۔

اندرونی اصلاحات

اکتوبر سنہ ۲۹ ق م میں آگسٹس ممالک مشرق سے روما واپس آیا۔ صوبجات کی تنظیم جدید اور جملہ انتظامات مکمل ہو چکے تھے۔ اس فریضہ سے عہدہ برا ہو کر وہ روما اور اطالیہ کی طرف متوجہ ہوا۔ آیندہ دو سالوں سنہ ۲۸ و سنہ ۲۷ ق م میں اس نے جو قوانین نافذ کئے، ان کے متعلق اس کا بلکہ ہر خاص و عام کا خیال تھا کہ اب رومنوں کے بھلے دن آ گئے ہیں، مگر ان قوانین پر اندرونی معاملات کے متعلق اس کے عام طرز عمل کے لحاظ سے غور کرنا چاہیئے۔ نو سال قبل جمہوریہ دوبارہ قایم کی گئی تھی مگر اس کا وجود بیکار تھا۔ کیونکہ قبل اس کے کہ قدیم نظام دستوری جدید حالات کے مطابق ہو سکے، اس کی تجدید و اصلاح کی ضرورت تھی۔ اہل روما کے نظام تمدن کی کلیں بھی نصف صدی کے انقلابات اور خانہ جنگیوں سے کھوکھلی ہو رہی تھیں، اس لئے ان کو مستحکم کرنا ضروری تھا اور شہر روما اور ملک اطالیہ کے اندرونی انتظامات کی اصلاح کی بھی سخت ضرورت تھی۔ اس مشکل فریضہ کے انجام دینے میں آگسٹس نے انھیں اصول کو پیش نظر رکھا، جن پر اس نے سنہ ۲۷ ق م میں عمل کیا تھا۔ نظام سیاسی، تمدنی و انتظامی جو اس نے قائم کیا، اس سے بظاہر یہ دھوکا ہوتا تھا کہ اس نے رواج قدیم کو بحال رکھا ہے، مگر در اصل نظام حکومت بالکل جدید تھا جس کا وہ خود بانی اور نگراں تھا اور جو ہمیشہ اس کے نام کے ساتھ

سنہ ۳۶–۱

سنہ ۲۸–۲۷ بنیادی

باب ۳

وابستہ رہا۔

دستور قدیم سب سے نازک مسئلہ جس کا تصفیہ ضروری تھا وہ یہ تھا کہ آگسٹس کے ہمہ گیر اقتدار کی موجودگی میں مجلس عامّہ مجلس سینیٹ اور حکام جمہوری کے قدیم اقتدارات کس طرح قایم رہیں، ان کو معرض تخفیف میں لانا دشوار تھا۔ ان کے سابقہ تفوق اور اثر کو بحال رکھنا بھی ناممکن تھا۔ آگسٹس نے ان مجالس و حکام کو بطور باقیات صالحات برائے نام باقی رکھا مگر انکے دائرۂ عمل کو اس نے حد درجہ احتیاط کے ساتھ محدود کردیا اور ان تنگ حدود میں بھی یہ حکام و مجالس مذکور جو کچھ کرتی تھیں وہ بھی اس کے زیر نگرانی اور اس کے ہدایات کے مطابق ہی کیا جاتا تھا۔ اس طرز عمل سے جمہوریہ کا وقار بھی رہ گیا، اہل روما اور خصوصًا امرا کی دلشکنی نہ ہوئی اور پھر قیصر کے اقتدار میں کوئی فرق نہ آیا۔ مگر اس طرز عمل پر صرف آگسٹس ہی کاربند ہوسکتا تھا، اس کے جانشین اس کا زیادہ لحاظ نہ کرسکے۔

مجلس عامّہ قدیم مجالس یعنی مجلس عامہ اور مجلس پلیبب، تمام قوم رومن کی نمایندگی کا دعوٰی نہ کرسکتی تھیں اور اس کے علاوہ ان مجالس میں زیادہ تر شہر روما کا انبوہ شامل تھا؛ اس کے ان کی طرف سے دعوئے حکومت نہیں ہوسکتا تھا۔ آگسٹس نے مجالس مذکورہ کے حقوق کو برائے نام بحال کردیا، اس کے حین حیات تک حکام کا انتخاب انھیں مجالس کے سپرد رہا اور کبھی کبھی یہ مجالس قوانین بھی نافذ کرتی تھیں۔ ان کے جلسوں میں جو شوروغنا

بابِ ہوا کرتا اس کو آگسٹس نے بند کردیا اور اُن سیاسی مجالس کو بھی اس نے موقوف کرادیا جن کی وجہ سے یہ باتیں پیش آتی تھیں۔ مجالس مذکور کے اقتدارات بالکل سلب کرلئے گئے اور پھر کبھی بحال نہیں ہوئے کیونکہ وہی امیدوار منتخب ہوتے جن کو آگسٹس نامزد کرتا۔ وضعِ قوانین کے متعلق ان کا یہی فریضہ تھا کہ جن قوانین کو وہ خود پیش کرے یا اس کے ایما سے پیش کئے جائیں ان پر وہ صاد کریں۔ اس کے عہد حکومت کے ختم تک قوم سے مشورہ لینا محض ایک تکلیف وہ کارروائی ضابطہ رہگئی تھی جس میں سوائے علماءِ آثار قدیمہ کے کسی کو دلچسپی نہیں ہوسکتی تھی۔ عامۂ قوم کو اب بھی جملہ اقتدارات کا منبع تسلیم کیا جاتا تھا کیونکہ قیصرانِ روما کا اقتدار اصولاً رعایا کی رضا و رغبت پر قایم تھا مگر در اصل عامۂ قوم کا اقتدار برائے نام تھا اور قیصران روما کی حکومت میں مجلس عامّہ کو کوئی دخل نہ تھا۔

عُمّال عامۂ قوم کے اقتدار کے بعد کانسلوں اور پریٹروں کا درجہ تھا جن کو قوم کی طرف سے سال بسال اقتدارات سپرد کئے جاتے۔ یہ صحیح ہے کہ قریب نصف صدی قبل ہی سے حکّام مذکور کو روما کے باہر کوئی اقتدار حاصل نہ تھا۔ مگر گو اب وہ نہ لشکروں کے سپہ سالار ہوتے نہ صوبجات کے حاکم اعلیٰ مگر اب بھی وہ سلطنت کے اعلیٰ عمّال میں سے تھے اور اصولاً تمام دیگر حکّام ان کے ماتحت تھے اور ان سے

برتر سوائے عامۂ قوم کے کوئی نہ تھا جن سے ان کو اقتدارات بابت ملتے تھے۔مگر اب سلطنت میں ایک جدید با اقتدار ہستی پیدا ہوگئی تھی جس کو اقتدارات انھیں کے مانند قوم سے ملے تھے اور جو بزور شمشیر ان اقتدارات کو برقرار رکھ سکتی تھی۔آگسٹس اپنے برائے نام شرکار حکومت یعنے کانسلوں کے اعزاز کو قایم رکھنے میں کوشاں رہتا گر سلطنت کی حکمرانی میں حقیقی شرکت خارج از بحث تھی یہاں تک کہ اس کی زندگی ہی میں کانسل اس کے ماتحت ہوگئے تھے۔ کانسلوں کا انتخاب تو عامۂ قوم کی طرف سے ہوتا مگر اہل الرائے کے بجائے اسکی پسندیدگی لازمی ہوگئی تھی۔امیدواروں کے لئے اس کی نامزدگی اور ذاتی سفارش قطعی تھی۔یہ تغیر جس کی وجہ سے حکام اعلیٰ قیصر کے ماتحت ہوئے رفتہ رفتہ عمل میں آیا لیکن اس میں شک نہیں کہ اس کے عہد حکومت کے اواخر میں کانسلوں اور پریٹروں کا تقرر بالکل اسکے اختیار میں ہوگیا جیسا کہ مورخ اپیین نے دوسو سال بعد بیان کیا۔ منتخب ہونے کے بعد کانسل اور پریٹر سب قیصر کے تابع فرمان ہوجاتے۔قیصر کے بیرونی اقتدارات یعنے سپہ سالاریٔ افواج، امور خارجیہ انتظام صوبجات سے انھیں کوئی سروکار نہ تھا۔ جو صوبجات عامۂ قوم اور سینیٹ کے متعلق تھے اور جو از روئے ضابطہ کانسلوں کے ماتحت ہونے چاہیے تھے ان میں بھی عملاً قیصر کو دخل تھا۔روما اور اطالیہ میں بھی

باب۲　ان کی حالت کچھ بہتر نہ تھی۔ کانسل اب بھی اصولاً دولتِ عامّہ کی حفاظت کے ذمّہ دار تھے مگر چونکہ جملہ سررشتہ جات یکے بعد دیگرے قیصر کو منتقل کئے جارہے تھے اس لئے ان کی ذمّہ داری محض برائے نام رہگئی تھی۔ آگسٹس کے حینِ حیات ہی میں روما کی آبرسانی اور فراہمی غلّے کے انتظامات، شہر روما میں قیام امن اور اطالیہ میں سڑکوں کی نگھداشت، سواحل کی حفاظت، یہ جملہ امور قیصر اور اس کے حکّام کے سپرد ہوچکے تھے جو سررشتے باقی رہے تھے ان میں بھی کانسلوں کو شہنشاہ کی پُرخطر رقابت کا سامنا تھا کیونکہ قیصر کو مجلس عامّہ کے منعقد کرنے انتخابات عمل میں لانے مجلس سینیٹ کو منعقد کرنے اور اس سے مشورہ کرنے کا اقتدار تھا؛ اور اس کے علاوہ مثل پریٹروں کے وہ قوانین کی توضیع بھی کرسکتا تھا اور عدالتی اقتدارات بھی رکھتا تھا۔ اس طور پر قدیم جمہوری عہدوں سے متعلق جتنے اقتدارات تھے سب سلب ہوگئے اور ان پر قیصر کی نگرانی قایم ہوگئی البتہ یہ عہدے باعث اعزاز و نام آوری تھے اور صوبہ داری کے لئے ایک زینہ خیال کئے جاتے اور اسی لئے ذی حوصلہ اشخاص ان کے متلاشی رہا کرتے۔

مجلس سینیٹ　آگسٹس نے اپنی اصلاحات دستوری کے سلسلے میں سب سے پہلے سینیٹ کی طرف توجہ کی۔ اس کے اراکین کی تعداد بہت زیادہ تھی جس کو اس نے گھٹادیا۔ نالایق اراکین کو

نکال دیا اور اس کی کارروائیوں میں سنجیدگی اور باضابطگی پیدا کی۔ باب ۲
مگر آگسٹس ہرگز یہ نہیں چاہتا تھا کہ مجلس سینیٹ اپنا اگلا سا تفوق حاصل کرے۔ اس لئے اس نے مجلس مذکور کے اعزاز اور اسکے اراکین کے حقوق کو بحال رکھا بلکہ حکّام دستوری اور دیگر مجالس دستوری کے انحطاط کے سبب سے اس مجلس کی وقعت اور بھی بڑھ گئی۔ مگر امور مُلکت میں اس کو دست رس باقی نہ رہی۔ آگسٹس نے اس کو ذی وقار اور کار آمد ضرور بنادیا مگر اب اس کی حیثیت ماتحت کی تھی۔

سینیٹ کی ہیئت ترکیبی

سینیٹ کی ہیئت ترکیبی کے مسئلے کو اس نے اس خوبی سے طے کیا کہ قدیم اُمراء کو کسی طرح ناگوار گزرنیکے بجائے یہ مجلس جدید نظام حکومت کے اصول کے مطابق ہوگئی۔ اولاً سینیٹ کی رُکنیت اس کی اختیاری ہوگئی۔ عہدۂ کویسٹر پر فائز ہونے سے ہر شخص سینیٹ کی رُکنیّت کا مستحق ہوجایا کرتا تھا مگر اس خدمت کے لئے انتخاب اسی کے تعین اور سفارش پر ہوتا تھا، اس لئے کوئی شخص سینیٹ کا رکن اس کی مرضی کے خلاف نہیں ہوسکتا تھا۔ اس کے علاوہ عہد قدیم سے حکام جمہوری کو اختیار تھا کہ بلا واسطہ بھی رُکنیّت پر تقررات کرسکتے تھے مگر جمہوریہ کی آخری صدی میں اس اقتدار کا استعمال متروک ہوگیا تھا لیکن جولیس قیصر اور ارکان حکومت ثلاثہ نے دھڑلے سے تقررات کئے گو یہ فعل اہل روما کو نہایت شاق گذرا آگسٹس اس بارے میں زیادہ محتاط تھا کیونکہ سوائے تین

باب موقعوں کے جبکہ اس نے فہرست اراکین سینیٹ کی مکمل نظرثانی کی اس اقتدار کو وہ کبھی کام میں لانا پسند نہ کرتا تھا۔مگر یہ طریقہ زمانۂ مابعد میں "ایڈلیکیٹیو" کے نام سے اس کے جانشینوں کو بہت پسند تھا۔آگسٹس نے ایک دوسرا طریقہ اختیار کیا جو طریقۂ مذکور سے کم مفید نہیں تھا کیونکہ اسی کے زمانے سے اس قاعدہ کا آغاز ہوا ہے کہ خدمت کوئیسٹری کے لئے وہی لوگ امیدوار ہوسکتے ہیں جو اہل سینیٹ کا اعزازی لباس جس پر چوڑی چوڑی ارغوانی پٹیاں ہوتی تھیں پہننے کا حق رکھتے ہوں۔یہ حق اس نے اراکین سینیٹ کی اولاد کو دیا مگر اس کو اختیار تھا کہ جس کو چاہے سرفراز کرے اور اس طرح سینیٹ کی رُکنیت کا دروازہ ان لوگوں کے لئے کھولدے جن کو وہ سرفراز کرنا چاہتا ہو۔اس کے علاوہ آگسٹس نہ صرف رُکنیت بخش سکتا بلکہ رُکنیت سے خارج بھی کرسکتا تھا اور اس اقتدار کو وہ نہ صرف وقتاً فوقتاً عمل میں لاتا بلکہ ہر سال جبکہ وہ اراکین کی فہرست کی نظرثانی کرتا تھا۔اقتدارات مذکورہ کے بموجب سینیٹ کی رُکنیت بالکل اس کی اختیاری تھی اور جس طریقہ سے وہ عہدوں کو پُر کرتا تھا اس سے اس کا مقصد صاف ظاہر ہے یعنے یہ کہ اُمراء کا ایک جدید طبقہ قائم کیا جائے جن کی امارت کا وہ خود بانی ہو اور جن کی

تعداد میں وہ حسب مرضی اضافہ کر سکے۔ اس کے جانشینوں بابع نے بھی اس امر میں اس کا تتبع کیا۔

طبقۂ اعیان سینیٹ

جمہوریت کے آخری زمانے میں مجلس سینیٹ کے طبقۂ اُمراء سے نہایت گہرے تعلقات تھے کیونکہ اسی طبقہ سے اکثر اراکین کا تعلق تھا۔ مگر کارنیلیس یا جولیس قیصر یا سیمپرونیس گراکس یا کیئی کیلیس میٹیلس جیسے اشخاص کی شرافت کی موجب، رکنیت سینیٹ نہ تھی بلکہ وہ اس وجہ سے شریف تھے کہ وہ طبقۂ اُمراء سے تھے اور رفتہ رفتہ حسبِ رواج، سینیٹ کے رکن ہو گئے تھے۔ آگسٹس کا منشاء یہ تھا کہ موجودہ طبقۂ اُمراء کے بجائے ایک جدید طبقۂ اُمراء وجود میں لائے جن کا انحصار سینیٹ پر ہو۔ اس وقت تک اُمراء، سینیٹ کے رکن ہوا کرتے تھے اس کا منشاء یہ تھا کہ صرف اراکین سینیٹ کا شمار اُمرا ہی میں ہو۔ مگر یہ تغیر رفتہ رفتہ عمل میں آیا۔ آگسٹس نے قدیم طبقۂ اُمراء کو علی حالہٖ چھوڑ دیا جس کی تعداد روز بروز گھٹتی جاتی تھی مگر اس گروہ سے جدا اس نے ایک جدید طبقۂ اُمراء قائم کیا۔ اس کا اصول یہ تھا کہ اراکین سینیٹ کے سب لڑکوں اور دوسرے اشخاص کو جن کو وہ سرفراز کرنا چاہتا پہلے چوڑی پٹیوں والی عبا پہننے کی اجازت دیتا۔ جن لوگوں کو یہ اجازت ملتی ان کا شمار طبقۂ اہل سینیٹ میں ہونے لگتا

اور ان کو اراکین سینیٹ کے بعض حقوق ملتے جب ان کی عمر ۲۵ سالہ ہوتی تو ان کو خدمت کوآیسٹر پر مقرر ہوکر سینیٹ میں شریک ہونے کا موقعہ ملتا اور ان کی اولاد کو نسلاً بعد نسل یہی حقوق ملتے لیکن اراکین سینیٹ کے لڑکے بھی اگر بوجہ افلاس یا عدم رغبت مجلس مذکور میں شریک نہ ہوتے تو ان کو اپنے حقوق سے ہاتھ دھونا پڑتا اس طور پر جدید طبقۂ امراء کی رُکنیت بھی موروثی ہوگئی مگر باپ سے بیٹے پر اس امارت کے منتقل ہونے کے لئے قیصر کی منظوری کی ضرورت تھی۔ قیصر کو اختیار تھا کہ طبقۂ اُمراء جدید میں کسی ایسے شخص کو داخل کرے جو باعتبار نسل اس کا مستحق نہ تھا یا سینیٹ سے خارج کرکے اس حق کو سلب کرے۔

سینیٹ کے فرائض

مجلس سینیٹ کو قانوناً سوائے حُکام وقت کو مشورہ دینے کے کوئی اور حق نہ تھا۔ اور یہ فریضہ مجلس مذکور اب بھی انجام دیتی رہی۔ مگر اس مجلس سے نہ ہر معاملے میں مشورہ لیا جاتا نہ اس کا مشورہ حکم کا درجہ رکھتا تھا باضابطہ حُکام مجلس مذکور سے اب بھی اپنے سررشتوں کے متعلق مشورہ کیا کرتے۔ مگر اہم امورِ مملکت میں چونکہ ان کو خود کوئی دخل نہیں تھا اور دوسرے معاملات میں بھی وہ بغیر اجازت یا بغیر ایمائے رئیس جمہور سینیٹ سے مشورہ نہیں کرسکتے تھے جیسا کہ قدیم

حکام جمہوری کا طریقہ تھا۔ اس کے علاوہ آگسٹس نہ صرف بحیثیت رکن سینیٹ اپنی رائے ظاہر کرسکتا تھا جو قطعی ہوتی بلکہ چونکہ اس کو عہدۂ ٹریبیون کے اقتدارات بھی حاصل تھے اس لئے وہ جب چاہتا مجلس سینیٹ میں مباحثے کو روک سکتا۔ اس کو خود بھی یہ اقتدار دیا گیا تھا کہ مجلس سینیٹ سے مشورہ کرے اور اس طور پر بلاشک نہایت اہم امور بھی اس مجلس میں پیش ہوا کرتے مگر در اصل اراکین سینیٹ کا فریضہ صرف یہ رہ گیا تھا کہ اس کے اعلانات کو سُن لیں یا اس کے منشاء کے مطابق احکام نافذ کریں سینیٹ کے احکام کے مطابق حکومت کرنے سے قیصران روما کی حکومت گویا ایک طور پر بظاہر دستوری معلوم ہوتی اور پھر ان کی ذمہ داری بھی گھٹ جاتی۔ مگر سینیٹ کے ان احکام میں جو قیصر کے حکم سے نافذ ہوتے تھے اور اس کے فرامین میں صرف ضابطے کا فرق تھا اور مجلس سینیٹ اور مجلسِ عامّہ میں درحقیقت وہی ہوا کرتا تھا جو قیصر چاہتا تھا۔

اراکین سینیٹ کی ظاہری شان و شوکت میں بجائے کمی کے بیشی ہوگئی اور اپنی دولت و ثروت اور ذاتی اثر کی وجہ سے ان میں سے بعض شہنشاہ وقت کے زبردست حریف بنجایا کرتے۔ مجلس سینیٹ کی تمام سلطنت میں نہ صرف خاص وقعت تھی بلکہ اکثر لوگ

باب؁ مثلاً مورخ ٹیسیٹس اس کو ایام جمہوری کی آخری نشانی خیال کرتے تھے مگر بایںہمہ اس کے اقتدارات بالکل سلب ہوگئے تھے اور پھر کبھی بحال نہیں ہوئے۔

مذہبی معاشرتی اصلاحات

آگسٹس کی مذہبی اور تمدنی اصلاحات میں بھی اس کی سیاسی اصلاحات کی طرح اس کی اعتدال پسندی عیاں ہے۔ جولیس قیصر اہل صوبجات کو بہ تعداد کثیر مجلس سینیٹ میں داخل کرنا اور شہری ہونے کا دائرہ نہایت وسیع کرنا چاہتا تھا، مگر آگسٹس اس طرز عمل کا مخالف تھا۔ اسی طرح اس نے غیر ملکی دیوتاؤں کی پرستش کو موقوف کرا کے رومن دیوتاؤں کی پرستش کو جاری کیا۔ رومن لباس اور اخلاق و عادات کی ترویج کی اور آزاد نژاد رومن شہریوں یعنی حکمران قوم کو اہل صوبجات، غلاموں اور آزاد شدہ غلاموں پر جو فوقیت حاصل تھی اس کو اس نے برقرار رکھا مگر "روما" سے اس کی مراد اس محدود شہری سلطنت سے نہ تھی جس نے اہل اطالیہ کو حقوق شہری دینے سے انکار کر دیا تھا اور سسرو کو غیر ملکی قرار دیا تھا، بلکہ تمام ملک اطالیہ سے جس کے مذہب اور اخلاق و عادات کو اس نے زندہ کیا اور اس کے تفاخرِ قومی کو تقویت دی۔ قدیم روایاتِ رسم و رواج اور دیوتاؤں کی پرستش کی ترویج کے ساتھ ساتھ آگسٹس اہل روما کو اپنی ذات کے ساتھ وابستہ کرنے میں سعی بلیغ کرتا رہا۔ صوبجات

میں جو مندر بنائے جاتے ان کی قربان گاہوں پر روما کے باب ۲
نام کے ساتھ اس کا نام بھی منقوش ہوتا۔ اہل روما طول طویل
خانہ جنگی، باہمی مناقشات اور حکام وقت کی بدعنوانیوں
سے پریشان تھے۔ اس حالت میں آگسٹس نے جو اپنا
مطمح نظر ان کے سامنے پیش کیا وہ یہ تھا کہ اہل اطالیہ
متحد ہوجائیں، اپنے آبا و اجداد کے کارناموں پر
فخر کریں، دیوتاؤں کا احترام کریں اور اُن اخلاق و
عادات کو مدِنظر رکھیں جن سے قوم لاطینی کو عظمت
حاصل ہوئی تھی۔ اور تمام دنیا پر ایک ایسے شخص کے
زیر ادارت حکومت کریں جو ایک طرف توصحیح النسب
اطالوی تھا اور دوسری طرف اس کا سلسلۂ نسب
بانیان روما اور شہر کے دیوتاؤں تک پہنچتا تھا اور جس نے
دیوتاؤں کی امداد اور سرفرازی سے روما اور اطالیہ کو
غیر ملکی دشمنوں سے محفوظ رکھا تھا۔

یہ سبق اہل روما کے دلوں میں متعدد طریقوں سے
ذہن نشین کرایا گیا۔ جن دیوتاؤں کے شکستہ مندروں کی　قدیم عقائد
اس نے مرمت کرائی اور جن کے تہواروں کو اس نے
رواج دیا وہ زیادہ تر پُرانے دیوتا تھے جن کو تمام اہل اطالیہ
مانتے تھے۔ مثلاً جوپیٹر (مشتری)، جونو، مارس (مریخ)،
ڈیا دیوی، پیناٹیس اور لاریس۔ مگر ان قدیم قومی دیوتاؤں
کے مندروں کے ساتھ ساتھ دوسرے دیوتاؤں کے مندر بھی

باب۳ بنائے گئے تاکہ اہل روما کو یاد رہے کہ قیصر اور ان کے خاندان کے ان پر کیسے گرانبہا احسانات ہیں۔ جولیس قیصر کو دیوتا قرار دے کر اس کا مندر قدیم فورم میں بنایا گیا اور "مریخ قتال دہندہ" کا مندر آگسٹس کے جدید فورم میں بنایا گیا تاکہ اہل روما کے دلوں میں جولیس قیصر کی خدمات ہمیشہ تازہ رہیں اور ان کو یہ بھی یاد رہے کہ اس کے قاتلوں کا کیا انجام ہوا۔ سب مندروں سے زیادہ عالیشان اپالو دیوتا کا مندر تھا جو رومولس کے قدیم شہر کے آثار پر پلاٹین پہاڑ پر بنایا گیا، کیونکہ خیال تھا کہ اسی دیوتا نے جنگ ایکٹیم میں رومنوں کی مدد کی تھی۔ ان مندروں کے علاوہ متعدد عیدیں تھیں جن میں آگسٹس کی صحت و سلامتی کے لئے دعا کی جاتی اور اس کے فتوحات اور اصلاحات کی یادگار میں جشن منائے جاتے۔

قیصر کی پرستش

آگسٹس کو دیوتاؤں سے قربتِ قریبہ جو حاصل تھی اس لئے اس کا خود دیوتا بنجانا مطلق تعجب نہیں۔ عینِ حیات میں تو اس کی باضابطہ پرستش نہیں ہوتی تھی مگر اپنی زندگی ہی میں وہ صرف درباری شعرا کے نزدیک ہی نہیں بلکہ عوام کے واسطے گویا "زندہ دیوتا" تھا۔ اطالیہ کے دیہات میں آگسٹس کے مندر اور پجاری تھے۔ اہل روما کے مکانات میں اور شہر روما کے حلقوں میں آگسٹس کی "لاریس" کے ساتھ بطور ایک تیسرے دیوتا کے

پرستش ہوتی تھی۔ اس میں شک نہیں کہ یہ عقیدتمندی خود بخود باب
پیدا ہوگئی تھی مگر آگسٹس اس کی سیاسی اہمیت کو خوب
سمجھتا تھا جس سے اہل ملک کی وفاشعاری کا اظہار بھی
ہوتا تھا۔

تمدنی اصلاحات

مذہبی اصلاحات کی طرح اخلاق و عادات کی
اصلاح میں بھی سیاسی اغراض ملحوظ تھیں۔ حکمراں قوم کی
نسل کو خالص رکھنے کے لئے اس نے کوشش کی کہ
اس سادہ طرز معاشرت کو پھر جاری کرے جس پر ایک
زمانے میں اہل روما کو فخر تھا اور جو اب بھی اطالیہ کے
دیہات میں باقی تھا۔ اصلاح تمدن میں بھی یہ امر اس کے
ملحوظ خاطر تھا کہ وہ جدید نظام حکومت اور اس کے
طرز عمل کے مطابق ہو جائے۔ زنا کو اس نے ممنوع
قرار دیا، کھیل تماشوں میں شرم و حیا بالکل بالائے طاق
رکھدی جاتی تھی اس کا اس نے سدِّ باب کیا، لباس اور
اکل و شرب میں جو فضول خرچی رائج تھی اس کو روک دیا۔
اس کے علاوہ دوسری اصلاحات ہیں جن کا منشاء کچھ اور
ہی تھا۔ مختلف طبقہ ہائے ملک کے مابین مناکحت کے
بارے میں جو مشہور قانون اس نے نافذ کیا اس سے
ظاہری منشاء تو یہی تھا کہ آبادی کے بڑھانے کے لئے
مناکحت کی ترغیب دی جائے مگر اس سے یہ بھی غرض
تھی کہ ایک جدید نظام تمدن ہمیشہ کے لئے قائم کیا جائے

باب۳ جس کی خصوصیت بجائے جمہوری مساوات کے یہ تھی کہ اہل ملک کو مختلف طبقات میں تقسیم کردیا جائے اور ہر ایک کے حقوق اور فرائض جدا ہوں مگر سب کا تعلق اس کی ذات سے ہو اور سب اس کے ماتحت ہوں۔ اس طرز عمل کے اختیار کرنے کی ایک وجہ یہ ہوسکتی ہے کہ خانہ جنگیوں کے تسلسل سے نظام تمدّن بالکل شکستہ ہوگیا تھا۔ اس کے علاوہ یہ تفریقیں سَسرو کے زمانے میں بھی موجود تھیں مگر جب ان کو از روئے قانون تسلیم کرلیا گیا تو اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ سلطنت روما میں (ہندؤوں کی طرح) ذات پات کا طریقہ قایم ہوگیا جس کی وجہ سے تیسری اور چوتھی صدی میں سلطنت کی قوت بالکل زائل ہوگئی۔ اس جدید نظام تمدّن میں اعلیٰ ترین درجہ، اراکین سینیٹ کا تھا جو قدیم امراء کے جانشین ہوئے۔ انکے بعد طبقۂ نائٹس (ایکوئیٹس) تھا جن کا وجود ایام جمہوریہ میں بھی تھا، اس قدیم طبقہ کے دوش بدوش ایک جدید طبقہ محض خطابی ایکوائیٹس کا قائم ہو گیا تھا جو اپنے کو نائٹ کہتے تھے مگر ان کے دعوے کی بنا صرف یہ تھی کہ وہ بھی اسی قدر جائداد کے مالک تھے جو اس طبقہ کے لئے مشروط تھی، اس کے علاوہ طبقۂ امراء میں شمار کئے جانے کا انھیں کوئی حق نہ تھا۔ مگر ان کا بھی وہی حشر

اراکین سینیٹ

ایکوئیٹس

باب ۳ ہوا جو امراء کا ہوا کیونکہ جس طرح آگسٹس نے بجائے امراء کے طبقۂ ارا کین سینیٹ قایم کیا اور انھیں خاص مناصب اور حقوق عطا کئے اسی طرح اس نے خطاب نائٹ انھیں لوگوں کے لئے مخصوص کردیا جو طبقۂ نائٹس سے تھے۔ ان کی تعداد میں اضافہ کیا گیا اور ان کے اندرونی نظام میں اصلاحات عمل میں آئیں مگر ان کی خدمات حسب سابق فوجی ہی رہیں۔ طبقۂ نائٹس سے آگسٹس نے ایک جدید طبقہ بھی قایم کیا جو بالکل اسکی ذات سے وابستہ تھا اور جس میں داخلہ بالکل اس کی مرضی پر منحصر تھا۔ وہ خود یا اس کے ماتحت حکّام طبقۂ مذکور کی فہرست کی ترمیم کرتے، نالایق افراد کو خارج کردیتے اور مستحقین کی بعض وقت رکنیت سینیٹ سے سرفرازی ہوتی۔ ارا کین سینیٹ کی فہرست میں پہلا نام آگسٹس کا تھا۔ اسی طرح طبقۂ نائٹس کی فہرست میں پہلے اس کے خاندان کے نوجوان ارا کین کے نام ہوتے۔ سسرو کے زمانے میں اُمراء کی طرح خطاب نائٹ بھی موروثی ہوا کرتا اور ارا کین سینیٹ کی اولاد کو رکنیت سینیٹ کا حق ہوتا۔ مگر جدید انتظامات کے لحاظ سے رومن نائٹ کے بیٹے کو کوئی موروثی حق نہیں تھا۔ کیونکہ یہ خطاب ذاتی تھا اور کوئی اس طبقہ میں بغیر شہنشاہ کے حکم کے داخل نہیں ہوسکتا تھا۔ اس طبقے کے لئے چند خدمات مخصوص کردی گئیں

باب ۱ جیسے کہ اراکین سینیٹ کے لئے خدمات کویسٹری سے لیکر تمام اعلیٰ جمہوری خدمات صوبجات سینیٹ اور قیصر کے بڑے صوبجات کی صوبہ داری مخصوص کردی گئی تھیں۔ مگر اپنے ذاتی ملازمین کو آگسٹس طبقۂ نائٹس سے منتخب کرتا۔ اعلیٰ ترین خدمات مثلاً نیابت صوبجات تو اراکین سینیٹ کے لئے مخصوص تھی اور ادنیٰ ترین عہدے غلاموں یا آزاد شدہ غلاموں کے لئے مگر اوسط درجے کی خدمات تمام اسی طبقے کے لئے مخصوص تھیں۔ اِس میں صوبجات مصر، ریٹیا اور نوریکم کی صوبہ داریاں تھیں اور شہنشاہ کی ذاتی سپاہ سالاری، روما کی کوتوالی، اور فراہمیٔ غلّہ کے اعلیٰ عہدہ دار بھی اسی طبقے سے ہوتے۔ اسی طبقہ کے عہدہ دار مسینم اور راوینا کے بیڑوں کے سپہ سالار تھے اور قیصر کے صوبجات کے محصولات کے وصول کا کام بھی انھیں کے متعلق تھا۔ اس طبقے نے زمانۂ آیندہ میں جو کچھ ترقی کی اس کے ذکر کا یہاں موقع نہیں مگر یہ عہدہ دار اطالیہ کے طبقۂ وسطیٰ سے جو تعلق رکھتے تھے اس لئے یہ تمام طبقہ قیصر کو اپنا مُحسن و مُربّی سمجھکر اس کا گرویدہ اور احسانمند رہا کیونکہ اسی کی عنایت سے ان کو مناصب جلیلہ تک پہنچنے کا موقع ملتا۔

پلیب طبقہ ہائے اُمراء و ایکوئیٹس کے بعد طبقۂ پلیب

تھا، مگر اس لفظ کا اطلاق زمانۂ زیرِ ذکر میں بجائے غیر پٹریسی باب۳
حصۂ آبادی کے صرف روما کے طبقۂ ادنیٰ پر ہوتا تھا جس کو
جمہوریہ کے آخری دور میں جملہ قوم رومن کی نمایندگی کا
دعویٰ تھا۔ یہی طبقۂ عامّہ قوم کے اقتدارات کو عمل میں
لاتا۔ حکام کا انتخاب کرتا اور قوانین نافذ کراتا، اور اسی
غرض سے ان لوگوں کو تماشے دکھائے جاتے، غلّہ دیا جاتا
اور بطور رشوت بڑی بڑی رقمیں دی جاتیں۔ مگر غیر ملکی عناصر
کی آمیزش سے یہ طبقہ اب برائے نام رومن رہ گیا تھا۔
آگسٹس کو حکمراں قوم کے تفوّق اور ان کی نسل کے
خالص رکھنے کا خاص خیال تھا اس لئے اس نے
اس کی روک تھام کی کوشش کی مگر کوئی تدبیر کارگر
نہ ہوئی۔ غلاموں کی آزادی پر اس نے متعدد قیود عائد
کیں، بد وضع غلاموں کو آزاد ہونے پر بھی شہریوں کے
حقوق سے محروم کیا گیا اور آزاد شدہ غلاموں سے
رائے دینے کا حق لے لیا گیا۔ مگر شخصی حکومت میں
رائے کا حق ہونا اور نہ ہونا برابر ہے۔ اسی طرح
اس نے چغہ پہننا لازمی اور کھیل تماشوں میں
شرم و حیا کا لحاظ ضروری کردیا۔ مگر آگسٹس نے
اپنے اصول کے مطابق عوام کے سیاسی مشاغل کو تازہ
کرنے سے احتراز کیا۔ اس کے علاوہ سیاسی انجمنوں کی
مسدودی، رشوت کے ممنوع ہوجانے اور مجلس عامّہ کے

باب ۱ اقتدارات کے سلب ہو جانے سے سیاسیات میں کوئی لطف بھی باقی نہیں رہا تھا۔ اطالیہ کے دوسرے شہروں میں بلدیات قایم تھیں اور ان کے انتظام میں مشغول رہنے سے وہاں کے باشندوں کو سیاسی معاملات کا زیادہ خیال نہیں رہتا تھا مگر روما میں لندن کی طرح کوئی نظام بلدی نہ تھا اس لئے روما کے باشندے اس سے بھی محروم تھے۔

"عوام روما" سے مراد صرف شہر روما کے انبوہ سے تھی۔ جن حُکّام کا وہ سالانہ انتخاب کرتے وہ بلحاظ فرائض مقامی حُکّام تھے، مگر دونوں کو نہ صرف ہموطنی شہر روما بلکہ سلطنت روما کی حکمراں جماعت ہونے کا اب بھی دعویٰ تھا۔ شہر روما کا شمار بلدیات میں اب تک نہیں تھا۔ اس کے علاوہ آگسٹس عوام کو ان کے حقوق سے محروم بھی نہیں کرسکتا تھا۔ غلّے اور نقد کی تقسیم اب بھی جاری تھی، کھیل تماشے بہ نسبت سابق کے اب زیادہ ہونے لگے تھے؛ مگر اس کے ساتھ ساتھ اس نے کوشش کی کہ انکے لئے مفید مشاغل پیدا کرے۔ ممکن ہے کہ شہر کو حلقوں میں تقسیم کرنے اور ہر حلقہ میں ایک سردار مقرّر کرنے سے اس کا منشا یہ ہو کہ رفتہ رفتہ روما میں حکومت بلدی کو رواج دے۔ اور گو اس بارے میں زیادہ ترقی نہیں ہوئی مگر یہ حلقہ جات مشترک تہواروں، معابد اور پرستش کی وجہ سے

اہل روما کی تمدّنی زندگی کے مرکز بن گئے اور حلقہ کا سردار بابتہ ہونا طبقۂ اراذل کے افراد کے لئے باعث اعزاز ہوگیا۔
مگر عوام کے معاشرتی زندگی کے اصل مرکز اہل حرفہ کے گروہ تھے۔جمہوریہ کے ایام انحطاط میں جو بیقاعدہ جماعتیں پیدا ہوگئی تھیں اُن کو آگسٹس نے مسدود کردیا مگر جو قدیم اور باقاعدہ تھیں ان کی ہستی کو برقرار رکھّا اور آیندہ کے لئے یہ قاعدہ مقرر کردیا گیا کہ اہل حرفہ کی جدید جماعتیں بھی جو شرائطِ مقررہ کو پورا کرسکیں اُنکے وجود کو تسلیم کرلیا جائے۔اس کے علاوہ آگسٹس کبھی عوام کی کسی مفید اور بےضرر جماعت کے وجود میں آنے کا مانع نہیں ہوا بلکہ ان کا معاون رہا جیسے کہ کتبوں سے ظاہر ہے۔آگسٹس کے جماعت ہائے مذکورہ کے مخالف نہ ہونے کا ثبوت اس امر سے بھی ملتاہے کہ ان کے ذریعہ سے شاہی حکام کے زیرنگرانی غلہ تقسیم کیا جاتا۔
عوام روما کے شہنشاہ سے خاص تعلقات تھے۔ کیونکہ عہدۂ ٹریبون کے اقتدارات رکھنے کی وجہ سے وہ ان کا سردار اور محافظ تھا اور وہی غلّہ بہم پہنچاتا اور تماشے دکھایا کرتا حلقہ جات شہر کے تہواروں اور جلسوں میں بھی اس کا نام لیا جاتا تھا۔ عوام اس کو اپنا مُربّی اور اپنے کو اس کا "موکل" کہا کرتے۔

روما و اطالیہ کے انتظامات

شہر روما کے اندرونی انتظامات حُکّام جمہوری اور

باب۳ سینسروں سے متعلق تھے جن کا انتخاب سالانہ ہوا کرتا
مگر جن لوگوں نے سسرو کی تصانیف کا مطالعہ کیا وہ انکے
انتظام کے حُسن و قبح کا بخوبی اندازہ کرسکتے ہیں۔ روما کی آبادی
دس لاکھ نفوس کی تھی مگر نہ کوتوالی کا انتظام تھا نہ آبرسانی
و فراہمی غلہ کا: طغیانی شہر میں اکثر ہوتی اور بارہا آگ
لگ جایا کرتی مگر بطور تقدم یا تحفظ کوئی مناسب تدابیر
اختیار نہیں کی گئی تھیں: میدان فورم اور سڑکوں میں بلوے
ہر روز ہوا کرتے اور خونریزی بھی ہوجاتی حکومت ثلاثہ کے زمانے
میں آگسٹس نے ایگریپا کی امداد سے ۳۳ سنہ ق م میں
کچھ اور اصلاحات کیں مگر ۲۳ سنہ ق م سے
اس نے اس اہم کام کی طرف اپنی پوری توجہ مبذول کی
جس کو بقول مورخ البین اس کے سوائے دوسرا ہرگز انجام
نہیں دے سکتا تھا۔ حسب عادت اس نے اس کام کو
نہایت ہوشیاری سے انجام دیا۔ انتظامات شہر کا تسلول
پریٹروں اور ایڈیلوں کے ہاتھ سے باضابطہ طور پر نہیں
نکالے گئے بلکہ اگر کوئی سررشتہ ان کی نگرانی سے نکال کر
حکام قیصری کی طرف منتقل کیا گیا تو اس صورت میں بھی
یہ تغیر اس خوبی سے کیا گیا کہ جمہوریت پسندوں کو
ناگوار نہ گذرے۔

فراہمیٔ غلہ ۲۲ سنہ بنیادی ۲۲ سنہ ق م میں آگسٹس نے شہر روما میں بہم رسانی غلہ
اور غربا میں ماہواری تقسیم غلہ کے اہم فرائض اپنے

ذمے لے لئے۔ ابتداءً یہ کام چند عہدہ داروں کے سپرد کیا گیا باب۲
جو رکن سینیٹ ہونے کے علاوہ کم از کم پریٹروں کا درجہ رکھتے
تھے اور اہل روما انھیں خود منتخب کرتے۔ مگر اپنے عہد سلطنت
کے اواخر میں آگسٹس نے یہ خدمت ایک عہدہ دار سے
متعلق کردی جس کا نام "پریفیکٹ فراہمی غلّہ" تھا جن کو وہ خود
مقرر کرتا اور جو خاص اسی کے ماتحت ہوتا۔ یہ عہدہ دار
طبقۂ ایکوئیٹس سے مقرر کیا جاتا اور اس کا عہدہ صوبہ داری
مصر اور قیصر کی ذاتی افواج کی سپہ سالاری کے مساوی ہوتا
اور اس کا شمار ان اعلیٰ عہدوں میں ہوتا جو عہدے قیصر
کے زمرۂ ملازمت میں طبقۂ ایکوئیٹس کو مل سکتے تھے۔

آبرسانی شہر روما کے انتظامات آبرسانی کی اصلاح اگریپا نے
۳۳ق م میں کی تھی۔ جب اس نے ۱۲ق م میں
بنیادی انتقال کیا تو ذرائع آبرسانی کی حفاظت جو زمانۂ قدیم سے
ایڈیلوں سے متعلق تھی ایک اعلیٰ عہدہ دار کے سپرد کی گئی
جس کو آگسٹس نامزد کرتا۔ اسی طرح آگسٹس نے نہروں کی
شکست و ریخت کے اخراجات بھی اپنے ذمہ لے لئے!

امکنۂ مذہبی، سڑکوں اور سرکاری مکانات کی حفاظت کا
صیانت عمارات انتظام جو پہلے سینسروں اور ایڈیلوں سے متعلق تھا خاص
و سواحل ٹائبر عہدہ داروں کے سپرد کردیا گیا اور رودِ ٹائبر کے کناروں
اور دھارے کی نگرانی بھی انھیں سے متعلق کردی گئی۔

کوتوالی۔حاکم شہر شہر روما میں قیام امن کے لئے بھی جو اب تک

باب ۳ کانسلوں کا فریضہ تھا ایک مستقل شہنشاہی افسر مقرر کیا گیا۔ اس افسر کے تقرر سے قدیم جمہوری حکّام کے اقتدارات کو سخت صدمہ پہنچا۔ نقضِ امن کو روکنے کے لئے جو جدید قوانین نافذ کئے گئے تھے ان کے باقاعدہ نفاذ کی ضرورت تھی۔ آگسٹس نے خود اعلان کردیا تھا کہ نہ وہ ہمیشہ وہاں قیامِ امن کی غرض سے مقیم رہ سکتا تھا نہ شہر روما کو بغیر کسی حاکم مقتدر کے چھوڑ سکتا تھا۔ اس لئے اس نے کانسلوں کی جماعت سے ایک شخص کو مقرر کیا جو غلاموں اور شوریدہ سر شہریوں کو نقضِ امن سے روک سکے۔ اس عہدہ دار کو "شہری پریفیکٹ" کا قدیم خطاب دیا گیا مگر یہ عہدہ سوائے نام کے بالکل جدید تھا۔ شہر کا پریفیکٹ، حکّام جمہوری میں سے نہ تھا بلکہ قیصر کا ایک ملازم تھا جو صرف اس کے غیاب میں اپنے اختیارات کو عمل میں لاسکتا۔ مگر رفتہ رفتہ یہ عہدہ مستقل ہوگیا۔ عہدہ دارِ مذکور کے اختیارات میں زمانۂ مابعد میں بہت کچھ اضافہ ہوا جس کا ہم آگے چل کر ذکر کرینگے مگر سلطنت روما میں جو انقلابِ عظیم آگسٹس کے عہد حکومت میں ہوا تھا اس کا ثبوت اس افسر کے تقرر سے ملتا ہے کہ شہر روما مثل ایک چھوٹے سے ضلع کے ایک پریفیکٹ کے زیر نگرانی کردیا گیا۔

پریفیکٹس وجیلم ۲۲ء بنیاد کی شہری پریفیکٹ کے بعد پریفیکٹس وجیلم (پہروں کا پریفیکٹ) کا درجہ تھا۔ سنہ ۲۲ ق م میں آگسٹس نے غلامونکی

باب ۳ ایک جماعت آگ بجھانے کے لئے بنائی اور اس کو اسی غرض
شکستہ بنیادی کے لئے ایڈیلون کے سپرد کردیا۔ ۲۲ ق م میں اس جماعت
کا تعلق حُکّام حلقہ جات سے ہوا مگر ۶ ق م میں آگسٹس
نے بالآخر بدرجۂ مجبوری ایک پریفیکٹ مقرر کیا جس سے
نہ صرف آگ بجھانے والوں کی جماعت کا تعلق کیا گیا
بلکہ آتشزنی، نقب زنی اور نقضِ امن کے انسداد کا فریضہ
بھی اس کے سپرد کیا گیا۔ ان دونوں عہدہ داروں کے
زیر حکم کوتوالی کی ایک معتدبہ جماعت تھی حالانکہ قدیم
جمہوری حُکّام کی امداد کے لئے شہر روما میں ایسی جماعت
مقرر نہ تھی۔

جدید عمارات اور ترقیات آگسٹس نے شہر روما کی جو خدمات کیں وہ باقاعدہ
حکومت بلدی کے قیام تک محدود نہ تھیں کیونکہ اس نے
اور اس کے ہواخواہوں نے اس شہر میں جو عظیم الشان
عمارات تعمیر کرائیں اس سے اس کا نقشہ بالکل بدل گیا۔
عمارت مذکور کی فہرست بہت بڑی ہے مگر اس کے
اصول حکومت کا راز اس امر سے آشکارا ہوتا ہے کہ
اس نے اپنے قیام کے لئے کوئی عالیشان محل نہیں
بنایا بلکہ اپنے فورم کی زیبائش ایّام جمہوریہ کے مشاہیر
کے مجسّمات سے کی اور کیمپس مارٹیس پر ایک عظیم الشان
عمارت مجلس عامّہ کے اہلُ الرّائے کو آرام لینے کے لئے
تیار کرائی حالانکہ اس مجلس کی سیاسی شان مفقود ہوچکی تھی۔

باب ۳ — اطالیہ کا انتظام

اطالیہ میں انتظامی اصلاحات کی اس قدر ضرورت نہ تھی جتنی کہ شہر روما میں ۔ مگر اطالیہ میں جو اصلاحات اس کے زمانے میں عمل میں آئیں اُن کا ہمیں بہت کم علم ہے ۔ البتہ اتنا معلوم ہے کہ مورّخ پلینی اول کے زمانے میں اس ملک کی سرسبزی کا باعث زیادہ تر آگسٹس کا حُسن انتظام تھا ۔ ۳۲ ق م ہی میں جزیرہ نمائے اطالیہ متحد ہوچکا تھا جبکہ صوبۂ گالیا ماسوا ءالپ ملک اطالیہ میں شامل کرلیا گیا جس کی زمانۂ قبل کے تلخ تجربے سے سخت ضرورت تھی کیونکہ اس صوبے کے ملک اطالیہ میں شامل ہوجانے کے بعد پھر کسی پُرحوصلہ صوبہ دار کو یہ موقع نہیں مل سکتا تھا کہ وہاں اپنی قوت کو مستحکم کرکے حُکّام روما کو دھمکانے کی جرات کرسکے جیسا کہ جولیس قیصر نے کیا تھا ۔

۳۲ق م — بنیادی

صوبۂ مذکور کے الحاق کا نتیجہ ایک اور بھی ہوا ۔ سرسبز اضلاع کے کسانوں کو کوہ آلپس کے پہاڑی جرگوں کی یورشوں کی ہمیشہ شکایت رہتی تھی اور ملک آلیریا کے قبائل بھی ان کو پریشان کرتے رہتے تھے ۔ پہلا جرگہ جو اِنلپینی کے نام سے مشہور تھا اطاعت قبول کرنے پر مجبور کیا گیا اور پہاڑی اضلاع کی اطاعت قبول کرلینے کی یادگار میں بمقام مونا کو ایک کتبہ نصب کیا گیا جس پر مفتوح قبائل کے نام منقوش تھے ۔ جزیرہ نمائے اِسٹریا کے الحاق سے اطالیہ کی سرحدیں الیریکم تک پہنچ گئیں اور

قبائل کوہ الپس کی سرکوبی

ایکویلیا کی قدیم سرحدی نوآبادی کے پاس فوجی چھاؤنیاں قائم باب۳
کی گئیں تاکہ ملک اطالیہ اس طرف سے بالکل محفوظ ہوجائے۔
پانونیا اور اضلاع ریٹیا و نوریکم جو کوہِ آلپس کے دوسری جانب واقع تھے ان کے فتح ہوکر سلطنت روما میں ملحق ہوجانے سے "ارض مقدس" (اطالیہ) بالکل محفوظ و مامون ہوگئی۔

سڑکیں اور نوآبادیاں
جزیرہ نمائے اطالیہ میں بست سالہ جنگ و جدل کے بعد آگسٹس نے نہ صرف قیام امن سے اسکے باشندوں کو اپنا مرہون منت کیا بلکہ اپنے ملک کے قدرتی ذرائع کو ترقی دینے کا بھی ان کو موقع دیا۔ اس نے بڑی بڑی سڑکوں خصوصاً "ویا فلامینیا" کی مرمت کرائی، اطالیہ کی سڑکونکو صوبجات تک پہنچانے کی کوشش کرتا رہا اور رہزنی کا پورا انسداد کیا، جس سے تجارت کو کماحقہ فروغ ہوا۔ سمندروں میں بھی اس نے قزاقی مسدود کرائی جس کی وجہ سے بحری تجارت کو اس قدر ترقی ہوی کہ بقول مؤرخ پلینی نظر لگنے کا اندیشہ تھا۔ افواج کے برزآزما سپاہیوں کو اطالیہ میں اراضیات دینے کا جو طریقہ سولا یا حکام ثلاثہ نے اختیار کیا تھا اس سے سخت شکایت اور ابتری پیدا ہوی تھی مگر آگسٹس نے جب فتح ایکٹیم کے بعد اراضیات کی تقسیم کی تو حتی الامکان ان غلطیوں سے بچتا رہا جو بحیثیت رکن حکومت ثلاثہ اس سے خود سرزد ہوی تھیں۔ اس موقع پر اس نے اراضیات، بلدیات سے

باب۳ خرید کیں تو ان کی واجبی قیمت ادا کی بلکہ اس نے ان اضلاع میں اپنے سپاہیوں کو آباد کیا جو ویران ہوگئے تھے اس طرح شہر پیروسیا دوبارہ آباد ہوا اور شہر وی ای کا شمار پھر اطالیہ کے ممتاز شہروں میں ہونے لگا۔

بلحاظ انتظام، اضلاع کے فوجی پیرول اور مسینم اور راونیا کے بیڑے آگسٹس کی خاص نگرانی میں تھے اور قیاسِ غالب یہ ہے کہ شاہراہوں پر بھی اسی کی نگرانی تھی۔ مگر اصولاً ملکِ اطالیہ کانسلوں اور پریٹروں کے زیر حکومت رہا اور غالباً جو کوئیسٹر اوستیا اور دیگر مقامات پر تھے وہ بھی انھیں کے ماتحت تھے۔ مگر معمولی انتظامی امور حکام بلدیات سے متعلق ہوگئے تھے اور آگسٹس اس بارے میں خصوصاً قابلِ تحسین ہے کہ اسی کی وجہ سے اطالیہ میں حکومت بلدی کو تنظیم بلدیات تقویت ہوی جو سیاسی مشاغل کا نعم البدل تھی جس کی شرکت سے اگر قانوناً نہیں تو بوجہ بُعد مسافت اہل اطالیہ معذور تھے۔ اسی کے زیر نگرانی قوانین بلدی و حکومت مقامی کی تکمیل ہوی۔ اطالیہ کے حالات جو مورخ پلینی نے بیان کئے ہیں ان کا ماخذ بقول مورخ مذکور آگسٹس کی تحریرات ہیں جن سے ثابت ہوتا ہے کہ سوائے چند مستثنیات کے اطالیہ کے جملہ اضلاع میں حکومت بلدی کا رواج ہوگیا یہاں تک کہ گالیا ماورا پو کا پس افتادہ خطہ بھی اس برکت سے محروم نہ رہا۔ قوانین بلدی میں آگسٹس نے جو ترمیات

کیں ان کا ہمیں بہت کم علم ہے مگر اس کا ایک جزو باب ۳
جس کا آغاز اسی کے زمانے میں ہوا اسکے طرز حکومت
کے اصول کے ہم آہنگ ہے اس لئے اس کا ذکر یہاں
ضروری ہے۔ طبقۂ "آگسٹالیس" کا آغاز کس طور پر ہوا اور
اس کے افراد کی کیا حیثیت تھی یہ دونوں باتیں مشتبہ
ہیں۔ مگر اس میں شک نہیں کہ اس طبقہ کو آگسٹس نے
قایم کیا اور اس کے قیام سے اس کی غرض یہ تھی کہ
آزادشدہ غلاموں کو اپنے حوصلوں کے پورا کرنے کا موقع
اور اس کے وابستگانِ دولت میں شامل ہونے کا اعزاز
مل جائے۔ وہ ہمیشہ احرار روما اور آزاد شدہ غلاموں یا
غیر ملکیوں میں امتیاز ملحوظ رکھتا تھا اور اسی اصول کے لحاظ
سے اس نے آزاد شدہ غلاموں کا مجلس بلدی کا رکن
ہونا اور بلدیہ کی کسی خدمت پر مقرر ہونا ممنوع قرار دیا۔
مگر ان کی اشک شوئی کے لئے اس نے ایک مجلس
اور عہدے قایم کئے جن سے محض ظاہری نمایش مقصود تھی
"سیکس ویری آگسٹالیس" آزاد شدہ غلام تھے۔ جن کو سال بسال
مجلس بلدی سینات (سینیٹ) مقرر کرنی پڑتی تھی۔ ان کے
عہدے بالکل اعزازی ہوتے کیونکہ ان کو کسی قسم کے
اختیارات نہ تھے مگر اس اعزاز کے حصول کے لئے
خزانۂ بلدی میں خاصی رقمیں داخل کرنی پڑتیں اور تماشے
دکھانے پڑتے۔ حکام اعزازی مذکور سے ایک "طبقۂ آگسٹالیم"

بابت یعنے آزاد شدہ غلاموں کا طبقۂ اُمراء پیدا ہو گیا جس کا شمار ارکان مجالس بلدی کے بعد ہوا کرتا تھا جیسے کہ طبقۂ ایکوئی ٹیس کا درجہ ارکان سینیٹ کے بعد تھا۔ رفتہ رفتہ خوش حال آزاد شدہ غلاموں کو اس طبقہ میں داخل ہونے کا شوق پیدا ہوگیا کیونکہ اس کی وجہ سے اپنے ہمچشموں میں انکی عزت ہونے لگتی اور اپنی دولت اور احساس قومی کے اظہار کا موقع ملتا۔

سلطنت کے سرحدات

سنہ ق م سیکیولر تماشے دکھائے گئے مگر اسکے بعد ہی سے شمالی سرحدوں کی حفاظت اور تعین کا مسئلہ نہایت اہم ہوگیا اور اس کے حل کرنے میں آگسٹس بقیۃ العمر مصروف رہا۔ چونکہ امور خارجیہ کا انصرام اور حکومت فوجی دونوں باتوں کا اسی سے تعلق تھا اس لئے برخلاف ایام جمہوری کے اس کے امکان میں تھا کہ سرحدوں کا تعین کرے اور اس کے متعلق کوئی خاص طرزِ عمل اختیار کرے گو ان دونوں باتوں میں آگسٹس نے اپنے جانشینوں کے لئے بہت کچھ چھوڑ دیا اور سرحدوں کا استحکام زیادہ تر دوسری اور تیسری صدیوں کے شہنشاہوں کے عہد حکومت میں عمل میں آیا مگر آگسٹس نے وہ اصول قائم کردئے تھے جن پر اس کے جانشین کاربند رہے۔ سرحدی مسائل سلطنت کے ہر گوشے میں مختلف نوعیت کے تھے۔ مغرب میں بحر اوقیانوس

سرحدات غربی وجنوبی

ایک قدرتی سرحد تھی اس لئے کہ آگسٹس نے برطانیہ کو

اپنے زیر حکومت لانے کی کوشش نہیں کی۔ جنوب میں باب ۱۲
ملک مصر کے ۳۰ سنہ ق م میں اور سلطنت نیومیڈیا کے
۲۵ سنہ ق م کے الحاق سے شمالی افریقہ کے تمام ساحلی
اضلاع دریائے نیل سے بحر اوقیانوس تک یا تو رومیوں کے
زیر نگیں تھے یا مثل سلطنت مورٹیانیا کے رومنوں کی
سیادت کو تسلیم کرتے تھے۔ ان سواحلی اضلاع کے عقب میں
افریقہ کا دشت بے پایاں تھا۔ اس خطے میں اگر کوئی خطرہ تھا تو
خانہ بدوش اقوام کی یورشوں سے اور آگسٹس کی عہد حکومت
میں رومن اکثر ان خطرناک ہمسایوں سے برسر پیکار
رہے۔ مگر سرحدی چھاؤنیوں، سڑکوں وغیرہ کے جو آثار
اس خطے میں اب تک باقی ہیں وہ زمانۂ مابعد کے ہیں۔

سرحد مشرقی مشرق میں رومنوں کی مد مقابل بجائے
وحشی اقوام یا قبائل کے ایک زبردست سلطنت تھی
جس کا حکمراں اپنے کو "شہنشاہ" کہتا تھا جس نے
نہ صرف ممالک ایشیا کی سیادت کا دعویٰ کیا تھا۔ بلکہ
جس نے کم از کم ایک دفعہ رومنوں سے ان کے مشرقی
مقبوضات چھین لینے کی کوشش کی تھی۔ رومنوں نے
۶۹۲ سنہ بنیادی ۶۲ سنہ ق م میں ملک شام کو ملحق کر لیا تھا جس کی وجہ سے
ان کی سرحدیں پارتھیا کی سرحدوں سے مل گئیں۔ کارے کی
۷۰۱ سنہ بنیادی شکست ۵۳ سنہ ق م سے رومن اس جدید سلطنت سے
مرعوب ہو گئے اور جب اہل پارتھیا نے ایشیائے کوچک پر

باب ۸ سنہ ۴۰ ق م میں حملہ کردیا اور سنہ ۳۶ ق م میں انیٹنی کو انکے
سنہ ۷۱۴ بنیادی خلاف ناکامی ہوی تو رومن ان سے اور بھی دب گئے۔ مگر قیام امن
سنہ ۷۱۸ بنیادی اور فتح ایکیٹم کے بعد سلطنت روما کے متحد ہو جانے
اور سلطنت پارتھیا میں خانہ جنگی ہوجانے سے رومنوں کو
سنہ ۷۳۴ بنیادی کچھ اطمینان ہوا۔ سنہ ۲۰ ق م میں صرف آگسٹس کے ملک شام
میں موجود ہونے سے مرعوب ہوکر فراٹیس شاہ پارتھیا نے
ان رومن جھنڈوں کو واپس کردیا جو جنگ کارے میں
رومنوں سے چھین لئے گئے تھے اور اہل روما کی دوستی کی
خواہش ظاہر کی جس کی وجہ سے اہل روما کو پارتھیا کیطرفسے
جو کچھ رہا سہا خطرہ تھا وہ بھی جاتا رہا۔ مگر چونکہ آگسٹس
سلطنت روما میں قیام امن کا ذمہ دار تھا اسلئے قرین قیاس
ہے کہ اس نے یہ ضرور محسوس کیا ہوگا کہ سلطنت پارتھیا
کے ساتھ آیندہ کے لئے کوئی قطعی تصفیہ ہوجائے۔ پارتھیا پر
فوجکشی کرنے کا آگسٹس کو بالکل خیال نہ تھا کیونکہ اگر اس
مُہم میں کامیابی بھی ہوتی تو اخراجات کثیر لاحق ہوتے اور
شکست کا خدشہ بھی تھا۔ اس کے علاوہ سرحدوں کا
تعیّن بھی نہیں ہوا تھا۔ ملک شام کے مشرق میں صحرا
اور دریائے فرات کے واقع ہونے سے گویا ایک قدرتی
سرحد تھی مگر شمال میں حالت بالکل برعکس تھی۔ ایشیائے کوچک
کے تین مشرقی صوبے یعنے بتھینیا، گالاٹیا اور
سلیسیا اور دریائے فرات کے درمیان میں پانٹس کا پاڈوسیا

اور کوماگینی کی ریاستیں واقع تھیں جن کی وفاشعاری پر رومن باب ۲
اعتماد کرسکتے تھے۔ مگر وہ اس درجہ قوی نہ تھیں کہ دشمنوں کے
حملوں کو رد کرسکیں اور اس طرح رومن مقبوضات کی ان کے
ذریعے سے حفاظت ہوسکے۔اس لئے سرحداتِ فرات کی
حفاظت کے لئے ان کا الحاق ضروری تھا مگر یہ کام
آگسٹس نے اپنے جانشینوں کے لئے چھوڑدیا۔بالائے فرات
کے اُس پار آرمینیا واقع تھا جو اپنے جغرافیائی موقع کی
وجہ سے ہمیشہ معرضِ نزاع میں رہا کرتا اسی لئے اس کے
الحاق کی کوئی ضرورت نہ تھی اور آگسٹس کا خود قول ہے
کہ اس نے قصداً اس ملک کے الحاق کی کوششیں
نہ کیں بلکہ یہ مناسب خیال کیا کہ اس ملک کی حکومت
ایک ایسے حکمراں کے سپرد کردیجائے جو رومنوں کے زیر اثر ہو
۷۳۴ سنہ بنیادی اور ان کے مشورہ پر عمل کرے۔ٹائیبیریس نے سنہ ۲۰ ق م
۷۵۰ سنہ بنیادی میں اور گائیس قیصر نے سنہ ۴ ق م میں اس ملک پر
یورش کی مگر اس سے مقصود صرف یہی تھا کہ رومن اثر کو
برقرار رکھیں اور پہلی صدی عیسوی کے شہنشاہ اس بارے میں
آگسٹس کے اصول کے پابند رہے۔جیسا کہ فی زمانناً
افغانستان انگریزی اور روسی مقبوضات کے درمیان
حدِ فاصل ہے اسی طرح آرمینیا سلطنت ہائے روما و پارتھیا
کے درمیان تھا اور اس کے حکمراں کبھی رومنوں کی دوستی کا
دم بھرتے اور کبھی پارتھیا کی طرف مائل ہوتے مشرقی اور

باب ۳ جنوبی سرحدات کی دائمی حفاظت کے لئے آگسٹس کوئی عمدہ انتظام نہ کرسکا مگر اس نے اس امر کی ضرورت کو محسوس کرلیا تھا کہ حُکّام صوبجات کی نگرانی کے لئے کسی قابل اعتماد عہدہ دار کا مقرر کرنا لازمی ہے جو مشرق کی جملہ افواج کا سپہ سالار ہو۔ مشرق میں یہ عہدۂ جلیلہ ابتداءً دس سال

۲۳ سے ۱۳ تک بنیادی (سنہ ۲۳ تا ۱۳ ق م) کے لئے اگریپا کو عطا ہوا اور افواج مقیم رائن و ڈینیوب کے لئے بھی سپہ سالار مقرر ہوئے۔ اس طرز عمل سے مشرق اور مغرب ہردو خطّوں میں ان خرابیوں کا سدّ باب ہوگیا جو زمانۂ ماسبق میں حکام صوبجات کی مطلق العنانی سے پیدا ہوی تھیں۔

سرحد شمالی بہ نسبت مشرق کے شمال میں ممالک متصلہ کے الحاق اور ان کو سلطنت روما کے زیر اثر لانے کی زیادہ ضرورت تھی۔ ملک گال کے فتح ہوجانے اور کیلٹی اور الیری قبائل کے اختلاط کی وجہ سے جو بحیرۂ روم اور جرمنی کے بڑے دریاؤں کے درمیان آباد تھے رومنوں کا فرض ہوگیا تھا کہ ان قبائل کو شمالی وحشیوں کی دست درازی سے محفوظ رکھیں اس لئے جس طرز عمل کو آگسٹس نے ممالک مشرق میں ملحوظ رکھا تھا اس کی متابعت اس نواح میں دشوار تھی کیونکہ سوائے سلطنت نوریکم کے جو رومنوں کے زیر حمایت تھی اور سلطنتیں نہ تھیں جو رومنوں اور ان کے دشمنوں کے درمیان حدِ فاصل کا

کام دیسکتیں۔ اس لئے اضلاع مذکور کا الحاق لازمی تھا اور باب ۳
آگسٹس نے بدرجۂ مجبوری یہی کیا اور اس کے عہد سلطنت
کے اختتام کے قبل ہی رومن صوبجات کا سلسلہ رائن اور
ڈینیوب ندیوں کے جنوب میں بحر جرمنی سے بحیرۂ اسود تک
قائم ہوگیا تھا۔ یہ سرحدی صوبے یعنے گالیا بیلجیکا ریشیا
(۱۵ھ ق م) نوریکم (۱۵ھ ق م) پانونیا (۱۰ھ ق م) ۳۹ سنہ بنیادی
اور میسیا جنوب کے پُرامن اضلاع اور شمال کے وحشی
ممالک کے درمیان واقع تھے اور سب کے سب قیصر کے
زیر حکومت تھے۔ اس طور پر جن اضلاع کے متعلق رومنوں
اور جرمنوں کے درمیان نزاع رہا کرتی تھی سب رومنوں کے
قبضے میں آگئے اور صرف ایک امر تصفیہ طلب رہ گیا
یعنے آیا رائن اور ڈینیوب ندیوں کے خط کو شمالی سرحد
قرار دے سکتے ہیں یا نہیں۔ دریائے ڈینیوب کے متعلق تو
تصفیہ آسان تھا اور رومنوں نے اس کے آگے بڑھنے کی
کوشش نہیں کی مگر دریائے رائن کو سرحد قرار دینے
کے متعلق تصفیہ کرنا ذرا دشوار تھا کیونکہ دریائے ایلب کو بھی
سرحد قرار دے سکتے تھے اور اس طرح اطالیہ اور جنوبی گال پر
جرمنوں کے حملے کا احتمال ایک درجہ اور کم ہو جاتا۔ بیان
کیا جاتا ہے کہ جولیس قیصر بھی اسی سرحد کو پسند کرتا تھا۔
آگسٹس کے دونوں ربیبوں ڈروسس اور ٹائبیریس ۲۱ سنہ تا ۷۰ بنیادی
(۱۳ھ ق م تا ۶ عیسوی) کی معرکہ آرائیوں کا بھی یہی

باب ۳ مقصود تھا کہ سلطنت روما کی سرحدوں کو اس دریا تک پہنچا دیا جائے۔ ایک عرصہ تک اس پیش قدمی میں کامیابی
سنہ ۷۴۵ بنیادی ہوتی رہی۔ ڈروسس دریائے آلیب پر سنہ ۹ ق م میں پہنچ گیا مگر اس نے اسی سال انتقال کیا اور اس کے بھائی ٹائبیریس نے فوج کی کمان اپنے ہاتھ میں لی
سنہ ۷۶۳ بنیادی رفتہ رفتہ سنہ ۹ع تک دریائے رائن کے پار مُلک جرمنی میں رومنوں کا تسلّط قائم ہونے لگا۔ رومن افواج کی باقاعدہ چھاؤنیاں بنگئیں۔ پلوں، سڑکوں اور نہروں کی تعمیر شروع ہوگئی۔ رومنوں نے اپنی طرزِ حکومت اور وصول محاصل کے طریقوں کو رواج دیا۔ دیسی باشندوں میں رومن تمدّن پھیلنے لگا یہاں تک کہ روما اور آگسٹس کی باضابطہ پرستش بھی ہونے لگی جس کا مرکز قبیلۂ اوبئی کے ضلع میں تھا۔ مگر وارس کی شکست (سنہ ۹ ق م) سے یہ سب منصوبے خاک میں مل گئے اور آگسٹس کی صحت جواب دے رہی تھی اس لئے وہ اس مُلک کو دوبارہ فتح کرنے کی جُرات نہ کرسکا، اس نے اپنی افواج کو دریائے رائن کے پیچھے ہٹا لیا اور اپنے آخری وصیت نامے میں اپنے جانشینوں کو حکم دیا کہ دریائے رائن کے آگے بڑھنے کی کبھی کوشش نہ کریں۔ اس ندّی کو بالآخر سرحد قرار دینے اور اس سرحد کو مستحکم کرنے کے متعلق اسکے جانشینوں نے جو تدابیر اختیار کیں اس کا ذکر آئندہ

کیا جائے گا۔ شمال میں بھی مشرق کی طرح اس نے مرکزی باب۳
حکومت قائم کی۔ اس کے عہد حکومت میں افواج مقیم
سرحد رائن کی کمان صوبجات گال کے صوبہ دار سے
متعلق تھی اور کچھ عرصہ تک دریائے ڈینیوب کی سرحد پر
جو صوبے تھے وہ بھی ایک ہی حاکم کے ماتحت تھے۔

فوجی اصلاحات آگسٹس کی فوجی اصلاحات اس کی سرحدی پالیسی
سے علیحدہ نہیں کی جاسکتیں۔ عہد جمہوریہ کے اختتام پر
روما کی فوجیں حکومت مرکزی کے لئے موجب خطر ہوگئی
تھیں اور اہل صوبجات ان کے بار کی برداشت کرنے
سے تنگ آ گئے تھے۔ اصولاً یہ سپاہ ایک قومی فوج تھی
جو سال بسال سلطنت کی حفاظت کے لئے اپنے گھروں
سے بلائی جاتی مگر در اصل اس کی حالت مستقل فوج کی
تھی اور اصول مذکورۂ بالا اور حالت عملی میں بعد مسافت
پیدا ہوجانے سے ابتری پھیل گئی تھی۔ پرانا طریقہ جس کے
بموجب شہریان روما باری باری سے فوجی خدمت ادا
کرتے اور جنگ کے اختتام پر اپنے گھروں کو واپس
جاتے اب متروک ہوگیا تھا۔ اکثر شہری کبھی فوجی خدمت
ادا نہ کرتے اور جو لوگ فوج میں شریک ہوجاتے ان کی
مدتِ ملازمت محدود نہ ہوتی۔ فوج سے علیحدہ ہونے پر
نبرد آزما سپاہیوں کو وظیفہ یا انعام کا کوئی قانونی حق
نہیں تھا۔ اگر کوئی امید ان کو ہوسکتی تھی تو یہ تھی کہ

بابٗ ان کا سپہ سالار اپنی ذاتی کوششوں سے مجلس سینیٹ یا عامۂ قوم کو اس امر پر آمادہ کر سکے گا کہ ان کی خدمات کے صلہ میں کوئی رقم یا اراضی بطور انعام عطا کی جائے اور اس خدمت کے صلے میں سپہ سالار اپنے سپاہیوں سے اس امر کا متمنی ہوتا تھا کہ وہ اپنی تدبیر یا شمشیر سے اس کے اغراض کے حصول میں معاون ہوں گے۔ فوج مذکور کسی ایک شخص کے زیر کمان نہ تھی بلکہ مختلف افواج کی جماعت تھی اور ہر ایک کی کمان خود مختار سپہ سالاروں کے ہاتھ میں تھی جو اکثر ایک دوسرے کے دشمن ہوتے۔ اسی وجہ سے ہر فوج کے سپاہی اپنے کو بجائے سلطنت کے اپنے سپہ سالار کا ملازم خیال کرتے اور سپہ سالار کا ساتھ بھی اسی وقت تک دیتے جب تک کہ معتدبہ مال غنیمت ملنے کی امید ہوتی۔ معرکہ آرائیوں کے درمیان جو وقفہ ہوتا اس زمانے میں سپاہی مختلف صوبجات میں بھیجدئے جاتے اور وہاں کے باشندے ان کے خورونوش کے ذمہ دار ہوتے۔ خانہ جنگی کے پُرآشوب زمانے میں حریف سپہ سالاروں کے زیر کمان افواج کی تعداد روز افزوں ہوجاتی یہاں تک کہ اس دَور کے ختم پر صرف پیدل سپاہیوں کے پچاس لیجن تھے۔ آگسٹس نے پہلا کام جو کیا وہ یہ تھا کہ اس فوج کی تعداد کو نصف کر دیا۔ جن سپاہیوں کو اس نے علیحدہ کیا انکو اراضیات

لیجن

عطا کی گئیں یا انعام دے کر گھروں کو واپس کردئے گئے باب۵
اور مابقی ۲۵ لیجنوں کو اس نے قائم رکھ کر ان کو سلطنت کی مستقل فوج قرار دیا۔اس جملہ فوج کا سپہ سالار وہ خود ہوگیا اور دوسرے افسروں سے سپاہیوں کی بھرتی کرنے کا اختیار لے لیا۔ ہر نیا سپاہی وفاشعاری کے ساتھ قیصر کی ملازمت کرنے کا عہد کرتا، تنخواہ بھی اس کو خزانۂ قیصری سے ملتی، اور مدت ملازمت ختم ہونے کے بعد قیصر ہی کے حکم سے سپاہی فوج سے علیحدہ ہوتے اور ان کو نقد انعام یا اراضی بطور صلہ ملتی۔ملازمت کے شرائط بھی مقرر ہوچکے تھے۔زمانۂ قدیم میں روما کے ہر شہری پر فوجی خدمت لازمی تھی اور سوائے شہریان روما کے کوئی شخص لشکروں میں داخل نہیں ہوسکتا تھا۔آگسٹس نے قواعد مذکورۂ بالا کو علی حالہ رہنے دیا مگر جبریہ بھرتی کی ضرورت نہایت شاذ ہوا کرتی۔قیام امن سے نہ تو نئے سپاہیوں کے بھرتی کرنے کی ضرورت پڑتی اور نہ لڑائیوں میں سپاہی کام آتے۔اس کے علاوہ شہریت روما کے دائرے کے وسیع ہوجانے سے وہ رقبہ بھی وسیع تر ہوگیا تھا جہاں سے نئے سپاہی بھرتی کئے جاسکتے اور لشکروں کی تعداد کو پورا رکھنے کے لئے جن سپاہیوں کی ضرورت ہوتی وہ بالعموم رضا و رغبت سے فوج میں داخل ہوتے اور جبر کی ضرورت نہ ہوتی معمولی سپاہیوں

ملازمت کرنی پڑتی۔اور چار سال مستحفظ افواج میں۔بست سالہ باب۳
مدت ملازمت کے بعد لشکریوں کو فوج سے علیحدہ ہونے
اور انعام طلب کرنے کا حق ہوتا۔سپاہیوں کے وظایف
کے لئے ۶ سنہ سے آگسٹس نے ایک رقم مخصوص کردی
تھی جو خاص محاصل سے ادا کی جاتی۔

اس طریق عمل کے رائج ہوجانے سے مستقل فوج
اصولاً و عملاً قائم ہوگئی جس کا ثبوت اس امر سے ملتا ہے کہ
شہنشاہ ٹائبیریس کی تخت نشینی پر جو ۲۵ لیجن موجود تھے
ان میں سے ۱۸ تیسری صدی میں بھی موجود تھے اور
ہر ایک کا علیحدہ نام اور نمبر تھا اور ہر لیجن ایک
لیگیٹ کے زیر کمان تھا۔ان لیجنوں میں قدیم قومی فوج
کی خصوصیات کا باقی رہنا دشوار تھا۔زمانۂ سابق میں
شہریان روما اپنے سپہ سالاروں کا انتخاب خود کرتے تھے
مگر اب اس اصول کو قطعاً خیرباد کرنا پڑا۔طبقات سینیٹ
اور نائٹس کے افراد بطور معمولی سپاہیوں کے فوج میں
داخل نہ ہوتے اور معمولی سپاہی عہدۂ افسری تک پہنچنے کی
امید نہ کرسکتے تھے۔

معاون افواج

آگسٹس نے جو نظام فوجی قائم کیا تھا اس میں
رومن لیجنوں کا شمار اوّل درجہ کی افواج میں تھا۔دوم
درجہ کی افواج میں معاون افواج تھیں جن کو زمانۂ سابق
کی یادگار میں "حلفا" کے نام سے یاد کیا جاتا جبکہ اہل اطالیہ

کی فوجیں، رومنوں کے دوش بدوش میدان جنگ میں لڑتیں۔ باب۳
معاون افواج صوبجات یا ماتحت ریاستوں یا جنگجو سرحدی قبائل کے سپاہیوں پر مشتمل ہوتیں۔ ان سے جمہوریہ کے آخری ایام اور خانہ جنگی کے زمانے میں اکثر کام لیا گیا تھا۔ مگر آگسٹس نے ان افواج کو رومن لیجنوں کا ایک باضابطہ جزو کر دیا اور ان کے سپاہی زیادہ تر ان صوبجات سے بھرتی کئے جاتے جن کے باشندے جنگجو ہوتے۔ اس طرح گال ہسپانیہ اور گلاٹیا کے بہادر قبائل کو اپنی شجاعت کے اظہار کا موقع مل گیا اور فوجی خدمات کے سبب سے وہ روما اور قیصر کے وفادار ملازم ہو گئے۔ یہ معاون افواج اس ضلع یا قبیلہ کے نام سے موسوم ہوتیں جہاں وہ شہنشاہی کے اوایل ایام میں بھرتی کی گئی تھیں اور ان کے سپاہی اپنے قومی طریقے پر لڑتے اور اپنے ہتھیار رکھتے۔ گو اس طور پر ان کا تفاخر قومی برقرار رکھنے کی کوشش کی جاتی مگر رومن لیجنوں کے ساتھ دور دراز مقامات پر عرصۂ دراز تک رومن افسروں کے زیر کمان مصروف پیکار رہنے کی وجہ سے ان میں اور رومن سپاہیوں میں کوئی فرق نہ رہتا اور ۲۵ سالہ مدت ملازمت ختم ہو جانے کے بعد معاون افواج کے سپاہیوں کو فوج سے علیحدہ ہونے پر شہری ہونے کے پورے حقوق ملجاتے جو نسلاً بعد نسلٍ قائم رہتے۔

باب ۶۔ فوج کی تقسیم

لشکر ہائے مذکورۂ بالا کو جس طور پر مختلف حصص ملک میں تقسیم کیا گیا تھا اس سے ان کے قیام کی غایت آشکارا ہوتی ہے۔ اطالیہ اور سلطنت کے پُر امن وسطی صوبجات میں قیام افواج کی ضرورت نہ تھی اور رفتہ رفتہ افواج میں ان کا عنصر بھی مفقود ہوگیا۔ آگسٹس کے عہد سلطنت کے اختتام پر بارہ لیجن شمالی سرحد کی حفاظت کے لئے مقرر تھے، چار صوبے شام میں تھے اور ملک مصر اور صوبجات افریقہ کی حفاظت بھی چار لیجن کے سپرد تھی۔ اس کے علاوہ تین لیجن ہسپانیہ میں تھے اور دو ڈالماٹیا میں۔

مسئلہ جانشینی

جو اقتدارات آگسٹس کو عطا ہوئے تھے ان کا استعمال اس نے بطریقۂ احسن کیا۔ ملک اطالیہ اور صوبجات مفتوحہ کی نظم ونسق کی اس نے اصلاح کی، سرحدوں کی اس نے داغ بیل ڈالدی اور ان کی حفاظت کے لئے ایک زبردست شہنشاہی فوج قائم کردی۔ حدود سلطنت میں امن پوری طور پر قائم کردی۔ اور دور دراز سرحدی معرکوں کی خبریں پُرامن وسطی صوبجات کے باشندوں تک شاید ہی پہنچتی ہوں گی۔ مگر جو اقتدارات اس کو عطا ہوئے تھے اور جن کی وقتاً فوقتاً تجدید ہوتی رہتی تھی اس کو صرف اپنی حین حیات میں حاصل تھے، اس لئے ضروری تھا کہ قبل اس کے انتقال کے کسی ایسے شخص کا انتخاب کیا جائے جو اس کا جانشین

ہونے کی اہلیت رکھتا ہو۔ اس کو نہ خود یہ اختیار حاصل تھا کہ بابت اپنے اقتدارات کو کسی دوسرے شخص پر منتقل کردے اور نہ اہل روما اور مجلس سینیٹ اس امر کے پابند ہوسکتے تھے کہ اس کے انتقال پر خواہ مخواہ کسی دوسرے شخص کو ایسے وسیع اقتدارات عطا کریں۔ آگسٹس کو صرف اس قدر اختیار ہوسکتا تھا کہ وہ ظاہر کردے کہ کس شخص کو وہ اپنا جانشین بنانا چاہتا ہے اور اس کو انتظامی تجربہ حاصل کرنے اور ذاتی رسوخ پیدا کرنے کا موقع دے۔ اس مقصد کو آگسٹس نے خدمت رئیس جمہور پر فائز ہونے کے زمانے سے ملحوظ رکھا مگر اس بارے میں اس کی امیدوں پر بار بار پانی پڑ گیا اور اگر دوسرا آدمی اس کی جگہ ہوتا تو یقیناً مایوس ہوگیا ہوتا۔ میسیناس اور اگریپا اس کے پرانے دوست تھے اور امور مملکت میں سالہا سال اس کے شریک تھے اور ان کو اقتدار ٹریبیون اور اِمپیریم دونوں حاصل رہ چکے تھے مگر کبرسن کی وجہ سے دونوں آگسٹس کی جانشینی سے معذور تھے۔ آگسٹس کے خود تو کوئی اولاد نہ تھی اور اس کی نظر سب سے پہلے اپنے بھانجے مارسیلس کی طرف گئی جو اس کی بہن آکٹیویا کا بیٹا تھا مگر ۲۳ ق م میں بنیادی سنہ
یہ نوجوان انیس سال کی عمر میں راہی عدم ہوا، جس کا اہل روما کو جو اس سے مانوس تھے سخت صدمہ ہوا۔ اس کے انتقال کے بعد آگسٹس نے ٹائبیریس اور ڈروسس کو

باب۳ اپنا جانشین بنانا چاہا جو اس کے ربیب تھے۔ اگریپا
۷۴۲ء بنیادی نے جب انتقال کیا (سنہ ۱۲ ق م) تو آگسٹس نے ان
دونوں نوجوانوں کو الیریکم اور جرمنی میں اعلیٰ فوجی عہدے
۷۴۵ء بنیادی دئے۔ مگر ڈروسس نے سنہ ۹ ق م میں انتقال کیا
اور گو ٹائبیریس تین سال بعد خدمت ٹریبیون سے
سرفراز کیا گیا اور ملک آرمینیا کو سفارت پر بھیجا گیا
مگر آگسٹس کی نظر عنایت اب اپنے دو نواسوں پر
ہوگئی تھی جو اس کی لڑکی جولیا کے بطن سے اگریپا
کے بیٹے تھے، اور جن کو اس نے سنہ ۱۷ ق م میں
تبنّیٰ کرلیا تھا۔ اگریپا کے مرنے کے بعد جولیا کی
شادی ٹائبیریس سے کردی گئی تھی مگر باوجود اس کے
ان دونو لڑکوں کے آگے ٹائبیریس کا رنگ جمنے نہ پایا
لیکن یہ حالت صرف چندروزہ رہی کیونکہ ان میں سے
ایک یعنے لیوسیس قیصر نے سنہ ۲ء میں بمقام مسیلیا
انتقال کیا اور اس کے دوسرے سال اس کے بڑے
بھائی گائیس قیصر نے جو سنہ ۱ء میں کانسل مقرر ہوا تھا
آرمینیا سے واپس ہوتے ہوئے انتقال کیا۔ بیان
کیا جاتا ہے کہ ٹائبیریس کی پُرحوصلہ ماں لیویا (آگسٹس کی
دوسری بیوی) ان دونوں نوجوانوں کی قبل از وقت
موت کا باعث ہوی۔ سال مابعد یعنے سنہ ۴ء میں
آگسٹس نے ٹائبیریس کو تبنّیٰ کرلیا اور اس کو اقتدارات

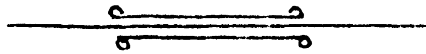
خدمت ٹریبیون سے دوبارہ سرفراز کیا۔ دس سال کے بعد بابت
سنہ ۱۳ء میں اس کو مردم شماری لینے کا باضابطہ اقتدار
عطا کیا گیا اور آگسٹس نے اس کو حکومت صوبجات میں
اپنا شریک بنالیا۔

سنہ ۶۷ بنیادی

آگسٹس کا انتقال

۱۹ اگست سنہ ۱۴ء میں عین اپنی پہلی کانسلی
کی سالگرہ کے روز آگسٹس نے بمقام نولا ۷۵ سال کی
عمر میں انتقال کیا۔ اس کا کمال یہ تھا کہ ۴۱ سال تک
اس نے عنان حکومت اپنے ہاتھ میں رکھی مگر اہل روما
کو یہ نہ معلوم ہونے دیا کہ کوئی مطلق العنان حاکم
ان پر حکمراں ہے اور ایک دولت عامّہ کا سربرآوردہ
شہری ہونے کے ساتھ ہی ساتھ ممالک متمدّنہ کا حقیقی حکمراں
بنا رہا۔ اہل اطالیہ و باشندگان صوبجات کو اس نے
گرویدہ کرلیا تھا اور روما کے عوام اس سے خوش
رہے، امراء کو بھی راضی کرنے کی اس نے بہت
کوشش کی۔ جانشینی کے لئے اس کا متبنّیٰ بیٹا موجود
تھا جو باعتبارِ نسل، تجربۂ انتظامی، اور نبرد آزما سپاہی
ہونے کے ہر طرح اس کی جانشینی کا اہل تھا۔
اگر آگسٹس اس وجود خاکی کو خیرباد کہتے ہوئے
اپنے معاصرین کی داد کا طالب ہوا تو محل تعجب
نہیں[1] اس کی راکھ ایک مقبرہ میں سپردِ خاک
کی گئی جو اس نے روما میں بنوایا تھا۔ اس

باب کے مقبرے کے قریب کانسی کی تختیاں نصب کی گئی تھیں جن پر اس کے کارہائے نمایاں کا تذکرہ کندہ تھا کہ کس طرح اس نے تمام ممالک متمدنہ کو سلطنت روما کے زیر نگیں کردیا اور اہل روما اور جمہوریہ کے مفاد کے لئے اس نے کتنی خطیر رقمیں صرف کیں۔ اس کتبے کی ایک نقل اب بھی موجود ہے جو بمقام انکائرا (گلاشیا) دستیاب ہوی تھی۔



باب۴

باب چہارم

خاندان جولیو کلاڈین ـــــ (۱۴ - ۶۹ ء)

شہنشاہ　آگسٹس کے انتقال سے پچاس برس بعد تک جو شہنشاہ اس کے جانشین ہوئے وہ باعتبارِ نسل یا وجہ تبنیت خود اس سے یا جولیس قیصر سے قرابت رکھنے کے دعوے دار تھے اور اسی کے اصول پر حکمرانی کرتے تھے۔

ٹائبیریس　اس کا جانشین ٹائبیریس ہوا جس کی عمر بوقت تخت نشینی پچاس سال کی تھی۔ بیان کیا جاتا ہے کہ یہ شخص بلند قامت، خوش رو، طاقت ور اور تعلیم یافتہ تھا۔ اس کا باپ ٹائبیریس کلاڈیس منرو تھا اور ماں لیویا (آگسٹس کی زوجہ ثانی) تھی اور اس لحاظ سے اس کا تعلق روما کے اعلیٰ پلیب خاندانوں سے تھا۔ اس کے علاوہ زمانۂ سپہ سالاری میں اس نے شجاعت اور مہارت فن کا سکّہ جما دیا تھا اور امور مملکت میں بھی اسے کافی دخل تھا۔ مگر شومیِ قسمت سے اسے اپنی زندگی میں ہردلعزیزی حاصل نہیں ہوی اور بعد مرنے کے بھی لوگ اسے کوستے رہے۔ اس کے

بابک ہر دلعزیز نہ ہونے میں تو کوئی شک نہیں اور اس امر کی توضیح بھی بآسانی ہوسکتی ہے جس کی وجہ ایک تو یہ تھی کہ وہ نہایت بدمزاج تھا اور دوسرے آگسٹس کا جانشین ہونا مشکلات سے خالی نہ تھا۔اپنے خاندان کے دوسرے ارکان کی طرح وہ بھی حددرجہ مدمّغ اور مغرور تھا جس کی وجہ سے شرفا اور عوام دونوں اس خاندان سے بیزار تھے۔ اپنے قریب کے رشتہ داروں سے مثلاً اپنی ماں لیویا' اپنے بھائی ڈروسس اور اپنی پہلی بیوی اگریپینا سے اسے حددرجہ کی محبت تھی مگر ان کے علاوہ سارے زمانے کے ساتھ نہایت سردمہری سے پیش آتا اور صحبتوں میں عموماً خاموش رہتا۔اس کے مزاج کی افتاد ابتدا ہی سے ایسی پڑی تھی مگر ۵۶ سال کے تلخ تجربوں اور ناامیدیوں نے اس کے مزاج کو اور بھی خراب' چڑچڑا کردیا تھا۔ اس کے والدین جنگ پیروسیا کے بعد جلاوطن کردئے گئے تھے اس لئے اس کا لڑکپن مصیبت کی حالت میں کٹا۔پھر اس کے بعد وہ اپنی عزیز بیوی اگریپینا سے بجبر علیحدہ کردیا گیا اور جولیا (دختر آگسٹس) سے اس کی شادی ہوی۔پھر اس کے بھائی ڈروس نے عین جوانی میں انتقال کیا اور جب آگسٹس نے اپنے نواسوں کو تبنّی کرلیا تو اس کو مجبوراً ۶ سنہ ق م سے ۲ سنہ ۶ تک گوشہ نشین ہوجانا پڑا۔جو شخص اس طرح مصائب کا شکار

رہا ہو اس کا بدمزاج ہونا محلّ تعجب نہیں۔ باب ۲
آگسٹس کا یہ کمال تھا کہ اس نے اصول جمہوریہ کو برائے نام قائم رکھکر حکومت کی تھی مگر ٹائبیریس کے مزاج کی افتاد کچھ ایسی واقع ہوی تھی کہ وہ آگسٹس کے قدم بقدم چلنے سے معذور تھا۔ ٹائبیریس کو انتظامی معاملات میں خاص دسترس حاصل تھی اور انہماک بھی تھا مگر اس سے یہ نہ ہوسکتا تھا کہ ان اصول حکومت کی پابندی کرے جو عرصۂ دراز سے متروک ہوچکے تھے یا عوام روما کو خوش کرنے کی کوشش کرے جن سے اس کو سخت نفرت تھی یا اُمرار کی تالیف قلوب کرتا کیونکہ وہ اس طبقے کے افراد کو ناپسند کرتا تھا اور شبہ کی نگاہ سے دیکھتا تھا۔ حالات مذکورہ کے لحاظ سے حکومت کرنا اس کے خیال میں ایک قسم کی غلامی تھی جس کے لئے وہ بالکل ناموزوں تھا۔ عوام روما اس سے اس لئے ناراض تھے کہ تماشے دکھانے میں وہ بہت خسّت کرتا اور حُکّام کے انتخاب کے حق سے ان کو محروم کردیا تھا۔ اُمراء بھی اس قیصر سے خائف اور ناراض تھے اور باوجود اسکے اخلاق سے پیش آنے کے اس سے ڈرتے ہی رہتے تھے۔ شہر روما کے حدود کے باہر اطالیہ اور دوسرے صوبجات میں بھی وہ ہردلعزیز نہ تھا گو انصاف اور انتظامی قابلیت کی وجہ سے لوگ اس کی عزّت کرتے تھے۔ اس کی وجہ

بابک یہ تھی کہ آگسٹس تو اکثر دورہ کرتا رہتا جس کے سبب سے ہر صوبے کے باشندے اس سے واقف تھے برخلاف اسکے ٹائبیریس کبھی کاپری سے آگے نہیں بڑھا۔ ٹائبیریس نہایت جُزرس تھا برخلاف اس کے آگسٹس نے اپنی دادودہش سے ہردلعزیزی حاصل کرلی تھی۔ ٹائبیریس نہ کبھی تماشے دکھاتا نہ عوام کو کبھی اپنے جودو نوال سے خوش کرتا اور نہ اس نے عالیشان مندر، پل یا نہریں بنوائیں۔

ملک کی سیاسی حالت بھی نہایت نازک تھی۔ آگسٹس کو ۲۷ء ق م میں اپنے ذاتی اثر اور رسوخ کی وجہ سے کامیابی ہوی تھی مگر یہ باتیں ٹائبیریس کو حاصل نہ تھیں۔ مطلق العنان رئیس جمہور کا وجود دراصل جمہوریہ کے بالکل منافی تھا۔ آگسٹس کے طولانی عہد حکومت میں تو اس کی زبردست شخصیت اور خاص سیاسی حالات کی وجہ سے اہل روما کو اس کا خیال نہ رہا مگر اس کے انتقال کے بعد جب اس کے جانشین کو رئیس جمہور مقرر کرنے کا وقت آیا تو یہ مسئلہ پھر معرض بحث میں آگیا اور اندیشہ پیدا ہوگیا کہ نہ صرف ذی ثروت امراء میں سے چند افراد اس خدمت کے دعوے دار اس کے مقابلے میں ہونگے بلکہ خود اس کا بھیتجا اور متبنّٰی گرمانکس بھی اسکی مخالفت پر آمادہ ہوجائے گا۔ پانونیا اور صوبۂ رائن میں ۱۴ء میں بغاوت ہوی اور ۱۶ء میں لیبوڈروسس نے بغاوت کی

جس سے ٹائبیریس کو معلوم ہوگیا کہ کس سمت سے اس کو بابت
خطرہ ہے اور انھیں دشمنوں کا اس کے جانشینوں کو بھی
مقابلہ کرنا پڑا۔ لیبوڈروسس کی بغاوت سے امراء قدیم سے
اس کو سخت عناد ہوگیا جو نہ صرف جولیس قیصر کے
سخت دشمن تھے بلکہ آگسٹس کے بھی درپردہ مخالف
تھے اور اس لئے مجبوراً اِن کا استیصال نہایت سختی سے
کرنا پڑا۔ مگر مورخ ٹیسیٹس بھی جو اس کا سخت مخالف ہے
اس کی ابتدائی نوسال کی حکومت کا معترف ہے لیکن اس
زمانے کے بعد پے درپے واقعات کچھ ایسے پیش آئے
جس سے اس کے مزاج کی درشتی اور بھی بڑھ گئی۔ ۲۳ء
میں اس کے بیٹے اور ولی عہد ڈروسس نے انتقال کیا
اور اس کے بعد ہی اس کی ماں لیویا نے بھی انتقال کیا
جو امور مملکت میں اس کی مشیر تھی جس کی وجہ سے ٹائبیریس
اپنے دشمنوں کے درمیان میں بالکل تنِ تنہا رہ گیا۔ اسکے
دربار میں سازشوں اور باہمی نزاعوں کا بازار گرم ہوگیا
جس میں اس کے خاندان کے اراکین خصوصاً
خواتین بھی شریک تھیں۔ اس کا مشیر خاص ایک اولوالعزم
مگر بدقماش آدمی مسمّیٰ سیجانس تھا مگر اس نے بھی نمکحرامی کی
اپنی زندگی کے آخری چھ سال ٹائبیریس نے بحالت ناامیدی
جزیرۂ کاپری میں گوشۂ تنہائی میں بسر کئے جہاں خانگی
ملازموں کے سوائے اس کے ساتھ کوئی

باپ نہ تھا۔

یہ تو تصویر کا ایک رخ ہے جو مورخ ٹیسیٹس نے کھینچی ہے اور زمانۂ مابعد میں قبولیت حاصل کرچکی ہے۔ مگر حقیقت یہ ہے اس نے حالات مذکورۂ بالا کو ان مصنّفین سے اخذ کیا ہے جو ٹائبیریس کے سخت مخالف تھے اور اس وجہ سے اس کے استقام کو مبالغے کے ساتھ بیان کرتے، اس کے مقاصد کی غلط تعبیر کرتے اور ہر روایت کو خواہ وہ کیسی ہی ضعیف ہو بلا تحقیق تسلیم کرلیتے جو ان کے خیالات کے مطابق ہو۔ مصنّفین مذکورۂ بالا کا تعلق زیادہ تر طبقۂ امرا، سینیٹ سے تھا یا ان ادبی اور فلسفی حلقوں سے جن کا رُجحان جمہوریہ کی طرف تھا، اور ان میں سے بعض ایسے بھی تھے جن کو اگریپینا (ثانی) کی طرح ٹائبیریس سے ذاتی یا خاندانی عناد تھا اور اس لئے اس کو ظالم اور بد عہد کہتے تھے۔ ان مصنفین نے ٹائبیریس کے خصائل کا جو اندازہ کیا تھا اس کو ٹیسیٹس نے تسلیم کرلیا گو بعض موقعوں پر اس نے روایات کی صحت میں شبہہ بھی ظاہر کیا ہے مگر زیادہ تر بجائے روایات مذکورہ کی صحت کو جانچنے کے اس نے ان کو بلا کم وکاست تسلیم کرلیا ہے اور اپنی لیاقت کو ان کے جلا دینے میں صرف کردیا ہے۔ یہ بھی خیال رکھنا چاہئے کہ ٹائبیریس کی جو کچھ بدنامی ہوی ہے وہ شہر روما کے

انتظامات اور اہل روما کے ساتھ اس کے جو تعلقات تھے باب۴
انھیں کے سبب سے ہوی ہے۔اس محدود دائرے کے باہر ٹیسیٹس اور ان مصنفین نے جن کا وہ خوشہ چیں ہے صرف سرسری نظر ڈالی ہے اور انھوں نے شہنشاہ اور شہنشاہی حکومت کا جو اندازہ کیا ہے وہ اسی نقطۂ نظر (یعنے شہر روما کی حالت) سے ہے۔سلطنت کی انتظامی حالت اور صوبجات کے حالات کا ان مصنفین نے بہت کم تذکرہ کیا ہے کیونکہ غالبًا ان کو صوبجات کے انتظامی معاملات میں بہت کم دلچسپی تھی۔مگر ان کے تذکروں کا بغور مطالعہ کرنے اور کتبوں اور صوبجات کے غیرجانبدار مصنفین کی شہادت سے ہم کو صحیح اندازہ کرنے کا موقع ملتا ہے۔ٹائبیریس ایسا شخص نہیں تھا کہ کسی کو اس سے محبت ہوتی کیونکہ وہ بدمزاج اور شکی تھا اور مرور زمانہ کے ساتھ اس کا شک اس قدر بڑھگیا کہ ہر شخص کو غدار خیال کرنے لگا۔اہل روما کو اس کے ساتھ سخت نفرت تھی جس کے اسباب کو ہم بیان کرچکے ہیں مگر بحیثیت حکمراں کے اس کی اہلیت اور سرگرمی میں کوئی شبہ نہیں اور اس کی نگرانی میں سلطنت روما کی انتظامی حالت بہت اچھی تھی۔صوبجات مفتوحہ پر اس نے عدل کے ساتھ حکومت کی۔سرحدات کے استحکام کا اسے خاص خیال تھا' افواج کی حالت قابل ستایش تھی' مداخل و مخارج کی اس نے بخوبی نگرانی کی'

بابک اور جب اس نے انتقال کیا تو خزانہ شاہی معمور تھا۔انتظام مملکت کے جزوی معاملات اور تمدنی اور اقتصادی اصلاحات میں اس نے ثابت کردیا کہ وہ عقل سلیم رکھتا تھا اور اس کی رائے صائب تھی۔بلحاظ خصائل آگسٹس کے وہ بالکل برعکس تھا مگر اپنے طرز حکومت سے اس نے یہ بھی ثابت کردیا کہ آگسٹس نے اس کو اپنا جانشین قرار دینے میں غلطی نہیں کی تھی اور اس کا یہ قول بھی صحیح تھا کہ اس کے پسر تبنّیٰ (ٹائبیریس) کے محاسن کا پلّہ اس کے قبائح سے بھاری تھا۔

گائیس خاندان جولیس کے تین باقیماندہ شہنشاہوں کی حالت بالکل برعکس تھی۔کیونکہ یہ تینوں ٹائبیریس سے بلحاظ قابلیت و خوبیٔ خصائل کے کئی درجہ گرے ہوئے تھے اور ان میں سے صرف ایک یعنے شہنشاہ کلاڈیس کو تدبیر مملکت میں کچھ دخل تھا۔ٹائبیریس نے مارچ ۳۷ء میں انتقال کیا اور چند روز بعد گائیس قیصر مسند پر آگسٹس کے جملہ اقتدارات کے ساتھ متمکّن ہوا۔اہل روما نے اس کا خیرمقدم نہایت گرمجوشی سے کیا کیونکہ ایک تو وہ نوجوان تھا اور گریانکس کا بیٹا اور ڈروسس کا پوتا تھا۔اس کی ماں ایگریپنیا تھی اور اس طرح وہ آگسٹس کا پرنواسا تھا جس کا اسے بہت فخر تھا۔اس کا باپ ایک ہردلعزیز سپہ سالار تھا اور اس نے خود فوج میں تربیت پائی تھی۔ اس لئے اہل فوج بھی اس کی تخت نشینی سے بہت خوش ہوئے۔

ابتداءً گائیس نے ایسا رنگ اختیار کیا جس سے لوگوں کو یہ بابت دھوکا ہوا کہ آگسٹس کا خوشگوار زمانہ پھر آرہا ہے۔اس نے اعلان کردیا کہ وہ سینیٹ اور حکام کے اقتدارات کو برقرار رکھے گا اور عوام کو حکّام کے انتخاب کا اختیار دوبارہ دینے کا وعدہ کیا جس کو ٹائبیریس نے سلب کرلیا تھا مگر اسکی ابلہ فریبی سے کسی کو دھوکا نہ ہوا ہوگا۔ اس کے علاوہ اس نے محصولات معاف کردئے، سیاسی قیدیوں کو آزاد کردیا، کریموٹیس کارڈس کی تحریرات کو شایع کرنے کی اجازت دی، کھیل تماشے پھر شروع کرادئے، اور اپنے جود و نوال سے عموم روما کو خوش کیا۔ان ترکیبوں سے اس نے ہردلعزیزی حاصل کرنے کی کوشش کی مگر چند ہی مہینوں میں لوگوں کو معلوم ہوگیا کہ نوجوان آگسٹس اور آگسٹس اعظم میں کیا فرق ہے، اور وہ ٹائبیریس تک کے زمانے کو یاد کرنے لگے کیونکہ باوجود بدمزاجی کے وہ عنان حکومت اپنے ہاتھوں میں رکھتا تھا مگر برخلاف اس کے گائیس ان لوگوں کا غلام تھا جو عیّاشی میں اس کے ممدّو مشیر ہوتے اپنے جذبات پر اسے بالکل قابو نہ تھا۔وہ سخت متلوّن المزاج تھا جو کچھ بھلا یا بُرا کرتا بغیر سوچے سمجھے کرتا۔اگر اس نے ابتداءً ہردلعزیز اور آزاد خیال بننے کی کوشش کی تو اسکی وجہ صرف یہی تھی کہ ٹائبیریس کو بدنام کرے اور اپنی عظمت کا

باب ۱۰ سکہ لوگوں کے دلوں پر بٹھائے اور اس سے کوئی اور خاص مصلحت مدّنظر نہ تھی۔ یہ حالت صرف چند روزہ رہی۔ اسکے بعد تو اس سے حرکات و افعال ایسے سرزد ہونے لگے جیسے کسی دیوانے سے جو نشۂ حکومت سے سرشار ہو گیا ہو، یعنی، جو دُھن سر میں سما گئی اسی کو پورا کیا۔ ٹائبیریس نے اپنی کفایت شعاری سے خزانہ کو معمور کردیا تھا مگر گائیس نے چند روزہ عیاشی میں اس کو اُڑا دیا اور اس کے بعد اہل دولت کو لوٹنا شروع کردیا، اطالیہ اور گال میں متعدد آدمی صرف اسی قصور پر قتل کردئے گئے کہ وہ صاحب زر تھے۔ اس پر طرّہ یہ ہوا کہ اس نے اپنے کو دیوتا قرار دے کر پرستش کرائی اور اس کے برعکس حکام اور مجلس سینیٹ کی سخت توہین کی اور سائیسوں اور چابک سواروں کی صحبت میں اسے خاص لطف آتا۔ روما کے باہر والوں سے بھی اسکے حرکات قابل ستایش نہ تھے، ٹائبیریس نے صوبجات کا انتظام خوب کیا تھا مگر گائیس نے اس کے برخلاف جرمنی اور برطانیہ پر فرضی حملے کئے، سلطنت کی حفاظت اور عزت کا خیال نہ کرکے نالایق دیسی رؤسا کو مالامال کردیا اور یہودیوں کے مذہبی احساسات کی بلاضرورت توہین کی۔ اہل روما کے ایک عرصہ تک اسکے مظالم برداشت کرنے کا صرف یہی سبب ہے کہ وہ

"حاکم افواج" (شہنشاہ) کا مقابلہ نہ کرسکتے تھے۔ اسکی بدانتظامی باعث سے نظم و نسق سلطنت میں کوئی زبردست نقص بھی نہ پیدا ہوسکا اس کی وجہ یہ تھی کہ نظام سلطنت کو آگسٹس اور ٹائبیریس نے مستحکم اور استوار کردیا تھا اور گائیس نے اس طرف بہت کم توجہ کی تھی۔ ۲۴۔ جنوری ۴۱ء کو گائیس اپنے اس محل میں قتل کردیا گیا جو اس نے کوہ پلاٹین پر تعمیر کرایا تھا اور اس کے شرمناک عہد حکومت کا خاتمہ ہوگیا۔

کلاڈیس ۴۱ء تا ۵۴ء

اس کا چچا ٹائبیریس کلاڈیس قیصر جو ڈروسس کا بیٹا اور گرمانکس کا بھائی تھا پچاس سال کی عمر میں اسکا جانشین ہوا۔ کلاڈیس کا مسند شہنشاہی پر متمکن ہونا ہرکس و ناکس کے خیال میں نامترقب و نامناسب تھا کیونکہ لڑکپن ہی سے وہ سُست، بدہئیت، بدتمیز اور کم گو تھا، اسی وجہ سے وہ حقارت سے دیکھا جاتا اور لوگ اس کا مضحکہ اُڑاتے۔ خود اس کی ماں کا قول تھا کہ "قدرت نے اس کی ساخت کو شروع کیا مگر نامکمل چھوڑ دیا"۔ اس کی دادی لیویا کو اس سے سخت نفرت تھی اور آگسٹس کو بھی اس کو اہل روما کی نظر میں مقبول بنانے سے مایوسی ہوگئی تھی۔ اپنے چچا ٹائبیریس کے زمانے میں وہ عزلت نشیں رہا۔ کتب بینی کا اسے شوق تھا اور علمی مذاق بھی رکھتا تھا مگر اسی کے ساتھ رذیلونکی

بابک صحبت میں اسے خاص لطف آتا اور عیاش بھی تھا
اس کے خصائل انگلستان کے بادشاہ جیمس اوّل سے
بہت مشابہ ہیں۔ اپنے بھتیجے گائیس کی تخت نشینی ہونے پر
وہ کانسل مقرر کیا گیا جس سے اہل روما محظوظ اور متعجب
ہوئے، مگر کانسلی کے اختتام پر وہ پھر گوشہ نشین ہو گیا۔
بدتمیزی اور طبعی بُزدلی کی وجہ سے وہ دربار میں ہمیشہ
نشانۂ ملامت بنا رہتا اور اس کی زندگی بھی شہنشاہ وقت
کی تلوّن مزاجی کی وجہ سے ہمیشہ معرض خطر میں رہتی۔
گائیس کے قتل کے بعد جب اسے گوشۂ عزلت سے
کھینچکر فوج پرٹیوورین دستہ کی چھاؤنی میں لے گئے تو
نہ خود اس کو نہ اراکین سینیٹ کو جو جمہوریہ کے دوبارہ
قیام کی فکر میں تھے نہ راہ روں کو جو سمجھے ہوں گے کہ
اسے بھی قتل کرنے کے لئے لیجا رہے ہیں یہ خیال
کبھی آیا ہوگا کہ وہ آگسٹس کا جانشین ہوگا۔ مگر رعایا اور
اہل فوج "حکمران واحد" کے تقرر کے خواہشمند تھے
اس لئے سینیٹ کو مجبوراً ان کی درخواست کو قبول
کرنا پڑا اور دو روز تک سخت بحث و مباحثہ ہونے
کے بعد کلاڈیس رئیس جمہور منتخب ہوگیا اور اس عہدے
کے متعلق جملہ اعزازات اسے تفویض کردئے گئے۔

اس کی سیزدہ سالہ حکومت کا اندازہ کرنا ذرا
دشوار ہے۔ ایک طرف تو معاصر مورخین کا خیال ہے کہ وہ

سست، بزدل، بے رعب تھا، عورتوں اور آزاد شدہ غلاموںکے بالکل تابع فرمان تھا، اور ذلیل قسم کی عیاشیوں میں مشغول رہتا۔ مگر قدیم مورخوں نے بھی تسلیم کرلیا ہے کہ اس میں کچھ اہلیت ضرور تھی اور جو کچھ اس نے خود کردکھایا یا اسکے ملازمین نے کیا اس سے یہی امر پایۂ ثبوت کو پہنچتا ہے۔ جیمس اول کی طرح اس میں عقل سلیم اور حماقت کی آمیزش تھی جیسا کہ مورخ سوئیٹونیس نے بیان کیا ہے؛ ناقابل اعتبار اشخاص پر اعتماد کلّی رکھنے کی وجہ سے اکثر غلطیوں میں پھنس جاتا، قدیم رسم و رواج پر اصرار کرنے اور چھوٹی چھوٹی باتوں کا زیادہ لحاظ کرنے سے لوگوں کو تمسخر کا موقعہ ملتا اور اس کے اچھے کاموں پر بھی پانی پھرجاتا اور طبعی بزدلی کی وجہ سے اس کے مزاج میں شک بھی تھا اسی لئے اس سے ظالمانہ حرکات سرزد ہوتے، مگر باوجود ان سب اسقام کے اس نے سلطنت روما کی تاریخ پر اپنا دوامی نشان چھوڑدیا ہے۔ اسی کے عہد حکومت میں ممالک موریٹانیا، جنوبی برطانیہ، تھریس، اور یہودیہ (یہودیوں کا ملک) کا سلطنت روما میں شمول ہوا۔ دریائے رائن پر شہر کولون (کولونیا کلاڈیا آرا اگرپی نینسس) کی بنیاد ڈالنے اور صوبۂ نوریکم کے متعدد شہروں کو رومن حقوق عطا کرنے سے اس نے رائن اور ڈینیوب کے سرحدی صوبجات میں رومن تمدّن کو

جاری کیا۔ گال کے قبیلہ ایڈوئی کے سرداروں کو اس نے طبقۂ امراء سینیٹ میں داخل کیا اور سینیکا کا خیال ہے کہ حقوق شہریت روما اس نے نہایت فراخ دلی سے عطا کئے حالانکہ آگسٹس کا طرزِ عمل بالکل اسکے خلاف تھا۔ ٹائبیریس نے اپنی خست اور گائیس نے اپنے بیہودہ اسراف کی وجہ سے تعمیرات عامہ کی طرف توجہ نہ کی مگر کلاڈیس نے دو بڑی نہریں (اکوا کلاڈیا و آینو نووس) کھدوائیں، اوسٹیا میں بندرگاہ تعمیر کیا، فیوسین جھیل کو خشک کرادیا اور سڑک ویاوالیریا کو بحیرۂ ایڈریاٹک کے سواحل تک پہنچا دیا۔ اس کے عہد سلطنت میں نظام حکومت شہنشاہی میں نمایاں ترقیاں ہوئیں جن کو زمانۂ مابعد میں شہنشاہ ہیڈرین نے درجۂ تکمیل کو پہنچایا۔ اوسٹیا میں سینیٹ کی طرف سے ایک کوئیسٹر مقرر تھا، بجائے اس کے ایک قیصری افسر مقرر ہوا جس کو "پروکیوریٹر" کہتے تھے، سمندروں کی نگرانی کے لئے بھی ایک پروکیوریٹر مقرر ہوا، اس کے علاوہ قیصر کے خانگی ملازمین کو اس کے عہد حکومت میں پہلے مرتبہ ایسے اقتدارات ملے جن کی وجہ سے ان کا شمار سرکاری عہدہ داروں میں ہونے لگا۔ شہنشاہ کے خانگی ملازمین کو بھی اسی کے زمانے میں وزراء سلطنت کے اقتدارات ملنے لگے۔ یہ تغیرات نہایت قابل لحاظ تھے۔ کلاڈیس کے تین مشہور آزاد شدہ غلام نارسیسس (معتمد)

پیلاس (صدر محاسب) اور پولیبیس (ناظم تعلیمات) اس قدر بارسوخ باقتدار ہو گئے تھے کہ ان کا برسرِ حکومت ہونا اہلِ روما کو سخت ناگوار گذرتا تھا، مگر رفتہ رفتہ اس طور پر روما میں ایک مرکزی شہنشاہی وزارت قائم ہو گئی جس میں داخل ہونا طبقۂ ایکوئیٹس کے افراد بھی باعث عزت خیال کرنے لگے؛ اصلاحات مذکورہ کے علاوہ کلاڈیس نے قوانین میں متعدد اصلاحات کیں، عدل گستری کا اسے خاص خیال تھا اور انصرام امورِ مملکت میں اس کے مصروف رہنے کا کافی ثبوت موجود ہے جس کی بنا پر ہم دعوے کے ساتھ کہہ سکتے ہیں کہ بحیثیت شہنشاہ وہ اپنے سے بہتر حکمرانوں پر فضیلت رکھتا ہے۔ اور باوجود اس کے کہ سینیکا نے اس کے عہدِ حکومت کا ذکر طنزیہ طریقہ پر کیا ہے مگر اس کی کامیاب حکومت کا بیّن ثبوت یہ بھی ہے کہ آگسٹس اور ویسپاسین کے مابین وہی ایک شہنشاہ ہے جس کو اہلِ روما نے دیوتا قرار دیا اور ونڈیکس نے جو گال کے سرداروں میں سے تھا اور مجلس سینیٹ کا رکن بھی تھا اس کو اسی اعزاز کا مستحق قرار دیا ہے جو آگسٹس کو حاصل تھا۔

نیرو ۵۴ء تا ۶۸ء کلاڈیس کا جانشین نیرو "خاندانِ قیصری" کا آخری شہنشاہ تھا۔ نیرو جرمانکس کی اولوالعزم دختر ایگریپینا اور سی ڈومیٹیس آہینوباربس کا بیٹا تھا۔ اپنی ماں کی طرف سے

بابک وہ آگسٹس کی اولاد میں سے تھا اور باپ کی طرف سے آگسٹس کی ہمشیرہ آکٹیویا کی اولاد میں سے۔ جرمانکس کا نواسا ہونے اور آگسٹس کے خاندان سے تعلق رکھنے کی وجہ سے اہل روما اس کو محبت کی نظر سے دیکھتے تھے۔ کلاڈیس کے انتقال کے بعد نیرو کا ۵۴ء میں بادشاہ ہونا زیادہ تر اس کی ماں کی مسلسل کوششوں کا نتیجہ تھا جس نے میسا لینا کے زوال کے بعد کلاڈیس کے مزاج میں اس قدر دخل پیدا کرلیا تھا کہ کلاڈیس نے باوجود ماں ہونے کے اس سے نکاح کرلیا۔ کلاڈیس کا ایک بیٹا مسمی برٹانکس موجود تھا مگر نیرو اس کے حین حیات میں بھی اس کا وارث خیال کیا جاتا تھا اور جیسے ہی اس کے انتقال کی خبر مشہور ہوی نیرو شہنشاہی کے لئے منتخب ہوگیا۔ اس نے پندرہ سال حکومت کی، اس کی حکومت کی ابتدا نہایت شاندار ہوی مگر انجام نہایت دردناک ہوا۔ اس کی بیہودہ زیادتیوں کے نتائج نہایت خطرناک ہوئے اور اس کا اثر رومنوں کے دلوں پر عرصے تک قائم رہا۔ نیرو اپنی وحشیانہ بیرحمی. شرمناک بداطواری اور بیہودہ شان و شوکت کے اظہار سے ہمیشہ کے لئے مطعون خلایق ہوا مگر غنیمت کہ اس کے جانشینوں نے سلامت روی کا راستہ اختیار کیا۔ بت پرست لوگ اس کو ایک ستم شعار بادشاہ خیال کرتے تھے جسکی حرکات سے

دیوتا خفا ہوجاتے ہیں مسیحیوں پر نہ صرف اس نے سخت باب
مظالم کئے بلکہ ان کے مقدس اور سربرآوردہ اشخاص کو
تہ تیغ کردیا جس کی وجہ سے وہ اس کو سیاہ کار خیال کرتے
تھے، مگر باوجود اس کے آگسٹس کے خاندان کے آخری
بادشاہ یعنے نیرو کے حالات دلچسپی سے خالی نہیں بلکہ
بعض لوگوں کو اس کی حالت پر افسوس بھی ہوتا تھا۔
خصوصًا روما کے عام باشندے اس کو اپنا مربی خیال
کرتے اور عرصے تک اس کی داد و دہش کی یاد انکے
دلوں میں تازہ رہی، یونان میں بھی اس کے جود و نوال
شان وشوکت اور ہنرپروری کی یاد لوگوں کے دلوں میں
تازہ تھی جبکہ پئوسانیاس نے اس ملک کی سیر کی۔ نیرو کے
عہد حکومت کے واقعات کا تفصیلی تذکرہ لکھنا ضرور نہیں
پہلے پانچ سال تک تو اس کے مشیر کار فلسفی سینیکا
اور افرانیس بیورس تھے اور ان کے حسن تدبیر سے
سلطنت کی حالت بہت اچھی رہی مگر ۵۹ء سے
اس کا رنگ بدلنے لگا۔ اسی سال میں اس کی ماں
ایگریپینا قتل کردی گئی اور ۶۲ء میں بیورس نے
انتقال کیا اور سینیکا گوشہ نشین ہوگیا اور ان وفادار
مشیروں کی جگہ ٹیگے لینس اور پاپیا نے لی۔ پاپیا کو
اپنے نکاح میں لانے کے لئے اس نے اپنی ناکردہ گناہ
بیوی آکٹیویا کو طلاق دیدی۔ رومنوں کو نیرو کی زیادتیوں سے

باعث اندیشہ ہونے لگا کہ ان پر قہرِ خدا نازل ہونے والا ہے اور سوءِ اتفاق سے متعدد ایسے واقعات پیش آئے جن سے ان کے توہمات قوی ہوتے گئے۔ مثلاً شہر پامپی آئی زلزلہ سے تباہ ہوگیا، رومن لشکروں کو آرمینیا میں سخت ہزیمت ہوی، اور ستمبر ۶۴ء میں شہر روما شعلۂ آتش کے نذر ہوگیا۔ اپنے رہنے کے لئے اس نے ایک زرین محل تعمیر کرایا تھا اور اخراجات تعمیر کے پورا کرنے کے لئے اس نے اطالیہ اور دیگر صوبجات کے باشندوں سے جبراً مبلغ خطیر وصول کیا۔ اسی وجہ سے رعایا میں سخت بددلی پھیل گئی اور ان کے دلوں میں گمان قوی ہوگیا کہ بیرحم قیصر پر کوئی آفت سماوی نازل ہونے والی ہے۔ ۶۵ء میں پیسو کی ناکامیاب بغاوت کے بعد اس نے طبقۂ امرا پر سخت مظالم کئے جو اس بغاوت میں شریک تھے اور اسی سال شہر روما کا ایک عالمگیر وبا نے صفایا کردیا۔ مگر اس کا انجام قریب آرہا تھا۔ نہ صرف اہل روما بلکہ باشندگانِ صوبجات کے دلوں میں بھی یہ خیال پیدا ہوگیا تھا کہ کسی صورت سے اس شہنشاہ سے گلوخلاصی حاصل کی جائے جو آگسٹس کے نام کو بدنام کررہا تھا۔ نیرو اس زمانے میں شان وشوکتِ شاہانہ سے ملکِ یونان کی سیر و سیاحت میں مصروف تھا اور وہیں اس کو معلوم ہوا کہ مغربی صوبجات میں شورش

پیدا ہو رہی ہے۔ اس لئے مارچ ۶۸ء میں وہ اطالیہ واپس آیا مگر وہاں آکر اسے معلوم ہوا کہ صوبجات گال ہسپانیہ اور افریقہ میں بھی بغاوت ہوگئی ہے اور افواج رائن نے بھی علم بغاوت بلند کردیا ہے۔ اس کے بعد اسے معلوم ہوا کہ گالبا نے روما پر دھاوا کردیا ہے۔ جب سینیٹ اور عامۂ قوم اور یہاں تک کہ اس کی ذاتی سپاہ نے بھی اس کا ساتھ چھوڑدیا تو وہ اپنے ایک آزاد کردہ غلام کے مکان میں شہر روما سے باہر پناہ گزیں ہوا۔ یہاں پہنچ کر اسے معلوم ہوا کہ گالبا شہنشاہی کے لئے منتخب ہوگیا اور یہ گردن زدنی قرار دیا گیا ہے۔ نیرو نے مایوس ہوکر ۹۔ جون ۶۸ء کو اسی مکان میں اپنے ہاتھوں سے اپنا کام تمام کرلیا تاکہ اپنے دشمنوں کے غیظ و غضب سے بچ جائے۔

سلطنت کی عام حالت ۱۴ء تا ۶۸ء

قیصران روما کے ذاتی حالات کو چھوڑ کر اگر ہم سلطنت کی عام حالت پر نظر ڈالیں تو معلوم ہوگا کہ گائیس یا نیرو جیسے بدکردار شہنشاہوں کی بیہودہ روش سے بھی امورِ مملکت پر اگر کوئی اثر پڑتا تھا تو وہ نہایت خفیف تھا۔ دربار شہنشاہی میں سازشوں کا بازار گرم تھا، قتل بھی ہوا کرتے اور عیاشی کا تو کچھ ذکر ہی نہیں مگر اس سے نہ سلطنت کے استحکام میں کوئی فرق آیا نہ رعایا کی فلاح و بہبودی میں۔ وجہ اس کی یہ ہے کہ

باب شہنشاہوں کے ذاتی قبائح کا اثر صوبجات پر بہت کم پڑتا تھا اور پھر وہ خوب سمجھتے تھے کہ اگر قیصر کا وجود باقی نہ رہے تو ہر طرف ابتری پھیل جائے گی۔

طرزِ حکومت

آگسٹس نے جس انتظام کی بنا پر قیصر کے اقتدار کو دستور جمہوری کے دوش بدوش قائم کیا تھا وہ اس کے جانشینوں کے زمانے میں بھی برقرار رہا یہاں تک کہ نیرو نے بھی علانیہ اس اصول کو تسلیم کر لیا تھا کہ قیصر بھی ایک شہری ہے اور اس کی خصوصیت صرف یہ ہے کہ سلطنت کے چند مخصوص سررشتے اس کے تفویض کردئے گئے ہیں اور اس اصول کے لحاظ سے اس کا فرض ہے کہ کانسلوں کے اقتدارات کو قائم رکھے جو حکومت میں اس کے شریک ہیں؛ مگر اقتدارات کی یہ تقسیم بالکل فرضی تھی اور صرف آگسٹس کے اصول کی پیروی کا دعویٰ کرنے سے حقیقت حال چھپ نہیں سکتی تھی۔

قیصر کے اقتدارات

آگسٹس کے اقتدارات عارضی اور محدود تھے اور خاص وجوہ کے لحاظ سے دئے گئے تھے مگر اب یہ اقتدارات رفتہ رفتہ دوامی باقاعدہ اور غیر محدود ہوتے جاتے تھے۔ اس کے علاوہ آگسٹس کو جو اقتدارات عطا ہوئے تھے وہ ایک خاص مدت کے لئے تھے گو اس مدت میں وقتاً فوقتاً توسیع ہوتی رہتی تھی۔ مگر اسکے جانشینوں کو یہ اقتدارات حین حیات کے لئے ملنے لگے؛ درحقیقت

نہ آگسٹس کے جانشین کے انتخاب کی ضرورت تھی اور نہ بعد انتخاب اس کو انھیں اقتدارات کے دئے جانے کی
پہلا سوال یعنے شہنشاہ کا انتخاب صرف دو مرتبہ زیر بحث رہا ہے ایک تو گائیس کے انتقال کے بعد اور پھر نیرو کے زوال کے بعد گائیس کی تخت نشینی کے بعد سے جب کوئی جدید شہنشاہ تخت نشین ہوتا تو اس کو جملہ اقتدارات و حقوق بلاکم و کاست رسماً دے دیئے جاتے۔ آگسٹس اپنی قابل قدر خدمات کے صلہ میں رئیس جمہور مقرر ہوا تھا مگر اب یہ خدمت نہ صرف مستقل ہوتی جاتی تھی بلکہ موروثی بھی؛ اور خاندان قیصری خاندان شاہی کا درجہ حاصل کر رہا تھا جس کے افراد کے علاوہ کوئی شخص شہنشاہیت کا دعوے دار نہیں ہوسکتا تھا۔ اور اگر نیرو اپنی بدکرداری کی پاداش میں اپنے کیفر کردار کو نہ پہنچتا تو خدمت رئیس جمہور بالکل موروثی ہوگئی ہوتی۔

قیصر کے اقتدارات کی توسیع

خدمت رئیس جمہور کو اگر دستور سیاسی میں ایک عارضی اور غیر معمولی اضافہ قرار دینا دشوار تھا جس کو بعد رفع ضرورت سینیٹ یا عامہ قوم باختیار خود موقوف کرسکتی تو اس سے دشوار تر رئیس جمہور اور حکام جمہوری کے اقتدارات کی تفریق تھی جو سررشتہ جات حکومت ابتداءً آگسٹس کے سپرد ہوے تھے ان میں اس کے طولانی عہد میں رفتہ رفتہ اس قدر توسیع ہوگئی تھی کہ سلطنت کے

باب۲ دوسرے اجزا بالکل کس مپرسی میں پڑ گئے اور اس کے جانشینوں کے زمانے میں بھی اقتدارات رئیس جمہور میں اضافہ ہوتا رہا۔ ۱۹ء میں قیصر کے زیر انتظام صوبجات کی تعداد ۲۵ ہو چکی تھی۔ جنوب میں مصر، نیومیڈیا اور ماریٹانیا اسکے تابع فرمان تھے۔ مغرب میں جنوبی برطانیہ، ملک ہسپانیہ کا دو ثلث حصہ اور سہ ربع ملک گال اس کے قبضے میں تھے شمالی سرحدات پر اس کا اقتدار بحیرۂ جرمنی سے بحیرۂ اسود تک قائم تھا اور مشرق میں ایشیائے کوچک کے مشرقی حصے، شام اور فلسطین پر اس کی حکومت تھی۔ ملک اطالیہ میں بھی سواحل کی حفاظت اور سرکاری سڑکوں اور اراضی کا انتظام اس سے متعلق تھا۔ شہر روما میں بھی فراہمی غلہ، آبرسانی اور کوتوالی کے انتظامات قیصر کے سپرد تھے۔ ان امور سے ہم اندازہ کرسکتے ہیں کہ رئیس جمہور جب اس رقبۂ وسیع کا مطلق العنان حکمراں تھا تو جملہ حصص سلطنت پر بھی وہ حاوی رہتا ہوگا۔

مجلس عامہ اصل واقعہ یہ ہے کہ قیصر کے دوش بدوش سلطنت روما میں کوئی اور قوت باقی نہ رہسکتی تھی۔ عوام روما کی مجالس کے وہ ظاہری اقتدارات بھی باقی نہ رہے تھے جو آگسٹس کے زمانے میں ان کو حاصل تھے۔ ٹائبیریس نے ۱۵ء میں اس بارے میں جو تغیرات کئے وہ آگسٹس کے بھی مدنظر تھے جس کی وجہ سے پریٹروں سے نیچے درجے کی جتنی خدمات تھیں ان کے لئے امیدواروں کے انتخاب کا

ظاہری اقتدار بھی مجالس عامہ سے لے لیا گیا اور خدمت کانسلی کے انتخاب میں ان کو صرف یہ حق رہ گیا تھا کہ شہنشاہ کے نامزد کردہ امیدوار کو منتخب کرلیں۔ مجالس کے اجلاس صرف جدید شہنشاہ کو اقتدارات عطا کرنے کے لئے ہوتے اور وضع قوانین کے متعلق جو ان کے اختیارات تھے وہ سلب کرلئے گئے تھے۔ خدمت کانسلی کو اب تک رسماً "عہدۂ اعلیٰ" کہا جاتا تھا مگر بقول ٹائبیریس خدمت رئیس جمہور اس خدمت سے بھی اعلیٰ و ارفع تھی۔ کانسلوں کے نام سے سنین کے نام پڑتے اور کانسل مجلس سینیٹ میں جو فیصلے کرتے ان کا پیشگاہ قیصری میں مرافعہ نہ ہوسکتا۔ اسی وجہ سے لوگوں کو اس خدمت کے حصول کی فکر دامنگیر رہتی۔ مگر جب کالیگولا نے اپنے گھوڑے کو کانسل بنادیا تو یہ ظاہر ہوگیا کہ یہ قدیم جمہوری منصب کس قدر ذلیل ہوگیا تھا۔ کانسلوں کی حالت بالکل ماتحتی کی تھی کیونکہ اول تو ان کو قیصر نامزد کرتا، ان کی میعاد حکومت زیادہ سے زیادہ چھ ماہ ہوتی اور اس خدمت میں کچھ خصوصیت بھی نہ رہ گئی تھی کیونکہ شہنشاہ کی جن لوگوں پر نظر عنایت ہوتی ان کو وہ اکثر اس خطاب سے سرفراز کرتا۔ کانسل مجلس سینیٹ کے صدر ہوا کرتے مگر شاذو نادر ان کو یہ جرات ہوتی کہ بغیر قیصر کی اجازت یا ایماء کے کوئی معاملہ اس مجلس میں بغرض بحث

باب ۲

کانسلی

بابت پیش کریں مقدمات فوجداری میں بھی بشرکت مجلس سینیٹ
ان کو خاص اقتدارات حاصل تھے مگر ان کا بقا قیصر کی
مرضی پر مبنی تھا۔ عہدِ زیرِ ذکر کے شہنشاہوں اور مجلس سینیٹ
کے درمیان جو تعلقات تھے ان سے ثابت ہوتا ہے کہ
آگسٹس نے جو سمجھوتہ کیا تھا وہ محض فرضی تھا، ٹائبیریس
نے اپنے عہدِ سلطنت میں اکثر یہ خواہش ظاہر کی تھی کہ
امورِ مملکت میں سینیٹ سے واقعی مدد لے اور وہ عادتاً
نہ صرف ان معاملات کو اس مجلس میں پیش کرتا جس کا
اس کے سررشتوں سے تعلق ہوتا بلکہ خارجی اور فوجی
معاملات میں بھی مشورہ لیتا جن کا خاص اسی سے
تعلق تھا، اس کے علاوہ اس نے اس امر پر بھی
آمادگی ظاہر کی کہ اراکین سینیٹ بغیر اس کی منظوری کے
ان معاملات کو طے کریں جو اطالیہ یا ان صوبوں سے
متعلق ہوں جو سینیٹ کے زیرِ نگرانی تھے۔ مگر اس کی
کوششیں بے سود ثابت ہوئیں سینیٹ سے کسی مفید مطلب
امداد کی امید نہیں ہوسکتی تھی کیونکہ اس جماعت کو
اپنے سابقہ اعزاز کے برقرار رہنے کا بیحد خیال تھا؛
شہنشاہ کی طرف سے اسکو اطمینان نہ تھا اور پھر بے دست و پا
ہونے کی وجہ سے اس کے اراکین کی ہمتیں پست
ہوگئی تھیں۔ اس لئے اہل سینیٹ شہنشاہ کی تجاویز کو
بلا تامل تسلیم کرلیتے، مگر جب عمل کرنے کا موقع آتا تو

یا تو سکوت اختیار کرلیتے یا اپنے فرائض کو شہنشاہ کے سر بابڈ
ڈال دیتے ۔ٹائیبریس جس زمانے میں کاپری میں گوشہ نشین
تھا اراکین سینیٹ مضطربانہ حالت میں اس کے فرامین کے
منتظر رہتے، اس کے جانشینوں کے زمانے میں یہی حالت
رہی کیونکہ گائیس اور نیرو کے غیظ و غضب سے بھی وہ
اسی طرح خائف تھے، دوسرے شہنشاہوں کے پرامن
عہد حکومت میں بھی اراکین سینیٹ ان کے احکام کی
تعمیل کے علاوہ کچھ نہ کرتے ۔ بمقابلۂ قیصر حکام جمہوری اور
اراکین سینیٹ بالکل بے دست و پا تھے مگر ابھی وہ وقت
نہیں آیا تھا کہ قیصر ان کو اپنا بالکل ماتحت قرار دے
یا ان سے اغماض کرے۔ جس کی وجہ یہ نہیں تھی کہ مجلس سینیٹ
اور دیگر قدیم خدمات کا اثر باقی تھا بلکہ یہ کہ ان کا قدیم امرائے قدیم
طبقۂ امرا سے گہرا تعلق تھا جن سے قیصرانِ روما ہمیشہ
برسرپرخاش رہا کرتے، یہ قدیم امرا عہد جدید کے
بدخواہ تھے؛ خاندان ہائے جولیس و کلاڈیس کا طبقہ امرا
کے دیگر ارکان پر تفوق حاصل کرلینا ان کو ناگوار تھا
جس سے ان کی سیاسی اہمیت بہت گھٹ گئی تھی؛
قیصر کی وہ علانیہ مخالفت نہ کرسکتے مگر اس کی اطاعت
کرنا ان کو حددرجہ شاق تھا۔اس کے علاوہ طبقۂ امرا
کے زبردست اور اولوالعزم افراد اس امر کو بھول نہیں
سکتے تھے کہ قانوناً خدمت رئیس جمہور کے وہ بھی اسی قدر

بابِ مستحق تھے جسقدر کہ اراکین خاندان ہائے جولیس و کلاڈیس۔ اور اسی لئے شہنشاہ بھی ہمیشہ ان میں سے ہر ایک کو اپنا رقیب خیال کرتے۔ آگسٹس نہایت محتاط تھا مگر اسکی حکومت بھی ان کو شاق تھی اس کے جانشینوں کے زمانے میں امرا سے برابر جھگڑے ہونے لگے امرا سازشیں اور بغاوتیں کرنے لگے جس کے انسداد کے لئے قیصروں نے قانون غداری نافذ کیا اور ان کی نگرانی کے لئے مخبر مقرر کئے۔ ٹائبیریس کائیس کلاڈیس اور نیرو کے عہدہائے حکومت میں مناقشات مذکور کا سلسلہ جاری رہا مگر رفتہ رفتہ طبقۂ امرا۔ قدیم بالکل معدوم ہوگیا جس کی وجہ سے ویسپاسین اور اس کے بعد کے شہنشاہوں کو سہولت ہوگئی۔ جیسے کہ انگلستان میں خانہ جنگی کی وجہ سے امرا کی تعداد گھٹ جانے سے خاندان ٹیوڈر کے سلاطین کی دشواریاں ختم ہوگئی تھیں۔ زمانۂ مابعد کے امرا سینیٹ ظاہر اعزاز پر قانع تھے اور انھوں نے قیصر کے تفوق کو بطیبِ خاطر منظور کرلیا۔

حکومت مطلق العنان کی طرف میلان۔ عہدِ زیرِ ذکر میں قیصرانِ روما کو اقتداراتِ شاہی حاصل تھے اور اس کا اثر ان کی ذاتی حیثیت اور طرزِ حکومت پر پڑا۔ وہ رفتہ رفتہ کرّوفر شاہی اختیار کرنے لگے اور حکومت کے لئے بھی ایک باقاعدہ نظام کی ضرورت داعی ہوی۔ آگسٹس نے اپنے ذاتی عمل اور

نصائح سے اپنے جانشینوں کے ذہن نشین کرنا چاہا تھا کہ بابۂ قیصر بھی "شہریوں میں ایک شہری ہے" اور ٹائبیریس نے شاہانہ شان و شوکت اختیار کرنے سے بے اعتنائی ظاہر کی تھی، مگر زمانے کا رجحان یہ تھا کہ قیصر اور قیصر کے خاندان کو شہریوں پر امتیاز ہو اور اس کے دربار میں شاہانہ شان و شوکت کو دخل ہو۔ یہ صحیح ہے کہ گائیس کے علاوہ کسی شہنشاہ نے دیوتا ہونے کا دعویٰ نہیں کیا، اسکے علاوہ اکثر شہنشاہوں نے اپنی پرستش کو ناپسند کیا جو کہ رومن تمدّن کی جمہوری روایات کے بالکل خلاف تھی۔ مگر اہلِ صوبجات اور شہر روما کے عوام، قیصر کو حاکم مقتدر ہونے کے سبب سے دیوتا خیال کرتے تھے اور قیصروں کی باضابطہ پرستش کی وجہ سے بھی ان کو بھی قومی دیوتاؤں کا رتبہ حاصل ہوگیا تھا، جولیس قیصر اور آگسٹس دیوتا قرار دیۓ گئے تھے اس لئے ان کی اولاد کا اعزاز ضروری تھا، اور آگسٹس کی پرستش کی وجہ سے جملہ حصص سلطنت میں قیصروں کی حکومت مقدس خیال کیجانے لگی۔ اس طرح ٹائبیریس سے نیرو تک جتنے قیصر ہوئے سب کے سب دیوتاؤں کی اولاد میں سے تھے اور گویا حقِ حکومت ان کو ذاتِ باری تعالیٰ سے عطا ہوا تھا، اس کے علاوہ یہ سب شہنشاہ آگسٹس کے خاندان سے تھے اس لئے خاندانِ قیصری کو خاندانِ شاہی کا اعزاز حاصل ہوگیا،

باب ۴ اور ان کے خاندان کے اور اراکین بھی مراعات شاہانہ سے ممتاز ہونے لگے اور مذہبی رسوم میں دعاؤں میں ان کا نام لیا جاتا جو جمہوری روایات اور خدمت رئیس جمہور کے قیام کے اصل اصول کے بالکل خلاف تھا۔ خاندان قیصری کے افراد ذکور کے بعد دیگرے مناصب جلیلہ اور خطابات سے ممتاز ہونے لگے اور خواتین کو بھی اعزازات حاصل ہوئے۔ مثلاً لیویا، ایگریپینا وغیرہ کی تصویریں ستون پر منقوش ہوئیں، آگسٹا کا خطاب دیا جانے لگا اور لیویا اور پاپیا بعد انتقال دیویاں قرار دی گئیں۔ اسی طرح قیصر کے اہل دربار کو بھی امتیازات حاصل ہوئے ٹائبیریس اور کلاڈیس کے زمانے میں مصاحبین شاہی کی ایک خاص جماعت پیدا ہوگئی تھی جس میں داخل ہونا اس کی مرضی پر منحصر تھا اور اس حلقہ سے خارج ہونے کے بعد جلاوطنی لازمی تھی مصاحبین کے کئی درجے تھے اور ہر ایک کے مخصوص حقوق اور تنخواہیں تھیں۔ قیصر کے حضور میں جانے کے لئے اسی طرح قواعد کی پابندی لازمی تھی جیسے لوئی پانزدہم کے دربار کے لئے۔ آگسٹس ایک چھوٹے سے مکان پر قانع تھا مگر گائیس اور نیرو نے عالیشان محل تیار کرائے جہاں کروفر شاہی کی تمام ظاہری علامتیں موجود تھیں، یعنے مصاحبین کے جوق کے جوق، آئین و آداب دربار، اور شہنشاہ کی خانگی سپاہ، جن سے محل کے

خاندان قیصری

مصاحبین قیصری

راستوں اور دروازوں کی حفاظت متعلق تھی۔ ان تغیرات کو باعث ہم صرف گائیس اور نیرو کی عیش پسندی پر محمول نہیں کرسکتے یا ان کے ارکان حاشیہ کی خوشامد اور چاپلوسی پر بلکہ اس میں ایک زبردست مصلحت بھی ملحوظ تھی۔ یعنے اولوالعزم امرا کے حوصلوں کو پست کرنے اور عوام کی وفاداری کو قائم رکھنے کے لئے قیصروں کی شاہانہ شان و شوکت سخت سے سخت قانون غدّاری سے زیادہ مفید تھی۔ اس کے علاوہ یہ بھی کسی صورت میں مناسب نہیں تھا کہ قیصر روما اپنے رقیب شہنشاہ ایران سے کسی بات میں فروتر ہو۔

شہنشاہ کے آزادشدہ غلام۔

جس طرح قیصر کے احباب کا زمرہ مصاحبین میں داخل ہوجانا سیاسی مصالح پر مبنی تھا اسی طرح قیصر کے خانگی ملازمین کا عہدہ دارانِ سلطنت بنجانا اس سے زیادہ سیاسی مصلحت رکھتا تھا؛ قیصر کے زمرۂ ملازمت میں جس قدر اہم خدمات تھیں یعنے مصر کی صوبہ داری، انتظام فراہمی غلہ، صوبجات کی پروکیوریٹری، ان سب کا شمار سرکاری عہدوں میں ہوتا تھا۔ اور ان پر طبقۂ ایکوئیٹس کے افراد کا تقرر ہوا کرتا؛ مگر وٹیلیس کے عہد حکومت کے قبل ہی سے محل شاہی کی مختلف خدمات پر آزاد شدہ غلام مقرر ہونے لگے جیسا کہ روما میں عموماً دستور تھا۔ ان غلاموں کو نیرو اور کلاڈیس کے مزاج میں بہت دخل پیدا ہوگیا تھا اور یہ امرا کو سخت ناگوار تھا۔ اولاً تو انھیں یہی ناگوار تھا کہ

بابہ پریٹورین گارڈ (شہنشاہ کا باڈی گارڈ) کا کم حیثیت افسر اعلیٰ کانسلوں اور پریٹروں پر تفوق رکھے۔ پھر خیال کیا جاسکتا ہے کہ آزاد غلاموں کا صاحب دولت و با اقتدار ہونا انھیں کس قدر شاق گذرتا ہوگا۔ ان غلاموں کے ممتاز ہونے کی وجہ یہ نہیں تھی کہ وہ قابلیت رکھتے تھے یا نیرو کو امور مملکت میں انہماک نہیں تھا یا کلاڈیس کمزور واقع ہوا تھا، بلکہ یہ کہ گو ان کے عہدے بظاہر معمولی تھے مگر دراصل کار لاحقہ کی وجہ سے نہایت اہم تھے۔ اور زمانۂ حال کے بادشاہ جو کام بذریعۂ وزرا کے انجام دیتے ہیں وہ زمانۂ اوائل کے قیصر انہیں غلاموں کے توسط سے انجام دیتے تھے۔ ان میں سے ایک میر منشی تھا اور روما اطالیہ اور صوبجات سے جملہ خط و کتابت اسی سے متعلق تھی، دوسرے کے سپرد قیصر کی جملہ آمدنی کی نگرانی تھی، اور تیسرے کے ذریعہ سے عرائض پیش ہوتی تھیں۔ اس کا لازمی نتیجہ یہ ہوا کہ رفتہ رفتہ یہ خدمتیں عظیم الشان ہوگئیں۔ اس کے علاوہ سلطنت کی دو ثلث آمدنی کا انتظام اس طرح نہیں ہوسکتا تھا کہ گویا وہ قیصر کی ذاتی جائداد ہے۔ ویٹیلیس پہلا قیصر ہے جس نے ان مہتم بالشان خدمات پر طبقۂ ایکوئی ٹیس کے افراد کا تقرر کیا، مگر اس کے قبل کلاڈیس نے کم از کم سررشتہ مالیہ (فینانس) کی اصلاح کی طرف توجہ کی تھی۔ اور اس امر کے باور کرنے کے لئے

کافی وجوہ ہیں کہ اس نے روما میں صدر خزانۂ شہنشاہی باب
ایک آزاد شدہ غلام کی زیر نگرانی قائم کیا، اور جملہ عہدہ داران
مالگزاری کو اس امر کا پابند کیا کہ اس عہدہ دار کے پاس
اپنے حسابات پیش کریں۔ کلاڈیس ہی نے عہدہ داران مالگزاری کو
معاملاتِ مالی میں مجسٹریٹ کے اقتدارات عطا کئے،
ان کی تعداد میں اضافہ کیا، اور ان میں سے بعض کو
بصلۂ حسنِ خدمات منصب کانسلی سے سرفراز کیا۔

سلطنت کی حالت۔ ہم بیان کر چکے کہ سلطنت کے عام حالات پر
شہنشاہوں کی بداطواری یا کمزوری کا بہت کم اثر ہوا
سرحدات۔ جس کا احتمال ہوسکتا تھا۔ سلطنتِ روما کی سرحدیں وہی
رہیں جو آگسٹس چھوڑ گیا تھا۔ وارس کی شکست (۹ئہ)
کے بعد جو پالیسی اختیار کی گئی اس سے انحراف صرف
ایک دفعہ ہوا جبکہ جرمانکس نے دریائے رائن کو عبور کیا،
مگر یہ عارضی اسباب کی وجہ سے تھا نہ اس وجہ سے
کہ ٹائبیریس نے اپنے خیالات کو بدل دیا تھا۔ اصل غرض
یہ تھی کہ جرمانکس کو اپنے حوصلوں کو پورا کرنے کا موقع
دیا جائے، اور اس طرح سرحدی افواج جن میں بغاوت
کے آثار نمایاں تھے ایک مفید کام میں لگ جائیں،
فوجی جھنڈے جو وارس نے کھودئے تھے وہ واپس
لے لئے جائیں اور آرمینیس کی روز افزوں قوت کو
توڑ دیا جائے۔ جدید شہنشاہ (ٹائبیریس) کے اقتدار کو

بابک برقرار رکھنے اور سرحدات کی حفاظت کے لئے اس کی ضرورت تھی اور جب ان اغراض میں کامیابی حاصل ہوگئی، ٹائبیریس نے جرمانکس کو واپس بلالیا (۱۶ سنہ ع) اور اس کے بعد دریائے رائن شمالی سرحد قرار دیا گیا گو اس ندّی کے اُس پار جو قبائل آباد تھے ان پر سیادت قائم رکھی گئی اور قوم فریسی کو خصوصیت کے ساتھ محکوم رکھا، ان سے خراج وصول کیا جاتا اور سپاہی لئے جاتے۔ انھوں نے ٹائبیریس اور کلاڈیس کے زمانے میں ۲۸ سنہ ع اور ۴۷ سنہ ع میں آزادی حاصل کرنے کی کوشش کی مگر کاربولو نے ان کو بالآخر اطاعت قبول کرنے اور ایک محدود حصۂ ملک میں رہنے پر مجبور کیا۔ دریائے رائن کے پار جو متفرق چھاؤنیاں تھیں وہ کلاڈیس کے عہد سلطنت تک قائم رہیں۔ مگر سنہ ۷۰ ع سے ویسپاسین کے زمانے تک یہ ندّی شمالی سرحد رہی اور اس کی حفاظت کے لئے جو انتظامات کئے گئے تھے ان میں کوئی بڑا تغیر نہیں ہوا۔ رائن کی فوج دو حصّوں میں منقسم تھی یعنے افواج بالائی و نشیبی جرمنی۔ ہر ایک میں چار لیجن تھے اور اس کے علاوہ معاون اقوام کی سوار اور پیدل سپاہ بھی تھی جن کی تعداد معین نہ تھی۔ بالائی فوج کا مستقر موگن ٹیاکم (مائنز) تھا اور نشیبی کا ویٹیرا جو زمانۂ حال کے شہر کولون کے قریب تھا۔ ہر فوج کی کمان ایک لیگیٹ کے سپرد تھی جو اس کے علاوہ سرحدی

اضلاع کا صوبہ دار بھی تھا گو تحصیل آمدنی کے لحاظ سے بابک
یہ اضلاع صوبۂ گالیا بیلجیکا میں شامل تھے۔ سرحد کی حفاظت
کی غرض سے ایک فوجی سڑک دریائے رائن کے
بائیں کنارے پر بنائی گئی تھی جس سے سرحدی
چھاؤنیوں میں سلسلۂ آمد و رفت قائم تھا۔ ندی میں
کشتیوں کا ایک بیڑہ بھی تھا اور مقابل کنارے پر بھی
کچھ حصۂ ملک پر قبضہ کر کے وہاں کے باشندے وہاں
سے نکال دئے گئے تھے اور جنگل صاف کردئے گئے
تھے تاکہ دشمنوں کی کوئی قوم اسے کمیں گاہ نہ بنا سکے۔

دریائے ڈینیوب سرحدات ڈینیوب کی حالت مختلف تھی۔
جب ٹائبیریس تخت نشین ہوا یہ ندی ممالک زیر اثر روما کی
انتہائی شمالی سرحد تھی اور اُس پار جو قبائل آباد تھے
ان میں سے قبیلۂ فریسی کی طرح کوئی رومنوں کے زیرِ اثر
نہ تھا۔ مگر اس زمانے تک یہ ندی فوجی سرحد بھی تسلیم
نہیں کی گئی تھی اور نہ ۶۹ء تک سرحد کی حفاظت کا
کوئی انتظام تھا جس کی وجہ غالباً یہ ہوگی کہ اس زمانے
میں رومن ان قبائل کو مطیع کرنے میں مصروف رہے
ہوں گے جو ان کی سرحدات کے اندر آباد تھے۔ بجائے
اس کے کہ ندی کے باہر کے قبائل کی یورشوں کو روکیں۔
کلاڈیس نے ملک تھریس کو سلطنت روما میں ملحق کرلیا
جس کی وجہ سے رومن صوبجات کا سلسلہ بحیرۂ جرمن سے

باب ۱۵ بحیرۂ اسود تک متصل ہوگیا۔ غالباً صوبۂ میسیا میں جو دو لیجن مقیم تھے ان کی چھاؤنیاں دریائے ڈینیوب پر تھیں۔ مگر ویسپاسین کے زمانے کے قبل دریائے مذکور کے بالائی حصہ پر صرف ایک ہی فوجی چھاؤنی بمقام کارنٹم تھی۔ نوریکم میں کوئی فوج نہیں تھی اور پانونیا کی افواج ڈینیوب پر مقیم نہ تھیں بلکہ ڈراوے اور ساوے ندیوں کے قریب مقیم تھیں۔ ڈینیوب کی سرحدات کو فلیوین اور انٹونائن خاندانوں کے شہنشاہوں نے مستحکم کیا۔

مشرقی سرحد سلطنت کے مشرقی حصہ میں ملک آرمینیا میں رومن سیادت کا برقرار رہنا روز بروز دشوار ہوتا جاتا تھا اور نیرو کے ابتدائی زمانے میں صورت حال نہایت نازک ہوگئی تھی۔ پارتھیا کے شاہ والوگیسس نے آرمینیا پر قبضہ کرلیا اس وجہ سے جنگ چھڑ گئی۔ رومنوں نے اس ملک پر دوبارہ قبضہ کرلیا مگر وہ پھر ان کے قبضہ سے نکل گیا جیسے کہ اس کے قبل ہوتا رہا تھا۔ آخرکار ۶۶ء میں دونوں سلطنتوں میں مصالحہ ہوگیا جس کی رُو سے آرمینیا کا تخت و تاج شاہ پارتھیا کے ایک بھائی مسمی ٹیری ڈاٹیس کو عطا ہوا مگر اس کو روما آنا پڑا اور وہاں شہنشاہ نیرو نے اُسے اقتدارات شاہی عطا کئے۔ اس معاملہ کے بعد پانٹس، کاپاڈوشیا اور کوموگینی کی دیسی ریاستیں سلطنت روما میں ملحق کرلی گئیں اور سلطنت روما کی

سرحدیں آرمینیا تک پہنچ گئیں۔ باب ۲

جنوبی سرحد پر اس زمانے میں دو بڑے تغیرات عمل میں لائے گئے۔ ۳۷ء میں سپاہ کی کمان اور سرحدی اضلاع کا انتظام صوبہ دار افریقہ سے علیحدہ کر کے ایک شہنشاہی لیگیٹ کے سپرد کیا گیا۔ کلاڈیس کے عہدِ حکومت میں ملک ماریٹانیا سلطنت روما سے ملحق کرلیا گیا اور دو صوبوں میں تقسیم کرلیا گیا جن میں سے ہر ایک، ایک پروکیوریٹر کے زیرِ انتظام کردیا گیا۔ ان تغیرات سے اس خطۂ ملک کی حدود کی حفاظت ممکن ہوگئی جو سمندر اور صحرائے افریقہ کے بیچ میں طولاً خلیج سرٹس خورد سے آبنائے جبل الطارق تک پھیلا ہوا تھا اور جس کی حفاظت کی ضرورت ٹائبیریس کے عہدِ حکومت میں ٹاک فاریناس کی بغاوت کی وجہ سے محسوس ہونے لگی تھی۔ جنوبی حد

شہنشاہ کلاڈیس ہی کے زمانے میں جس نے تھریس اور ماریٹانیا کو سلطنت، روما میں ملحق کر کے شمالی اور جنوبی سرحدات کو مستحکم کردیا تھا، سلطنت مذکور کے مقبوضات میں ایک اور بڑا اضافہ ہوا یعنے جزیرۂ برطانیہ بھی اس میں شامل ہوگیا۔ جولیس قیصر نے قریب ایک سو سال قبل اس جزیرہ پر فوجکشی کی تھی مگر اس کے بعد ۴۳ء تک رومنوں نے اس جزیرہ کی طرف پھر توجہ نہیں کی۔ کلاڈیس نے چار لیجن اس الحاق برطانیہ

باب۲ جزیرہ پر قبضہ کرنے کے لئے روانہ کئے۔اس فوجکشی کے
اسباب کا ہم صرف قیاس ہی قیاس کرسکتے ہیں مگر دو تین
امور ایسے ہیں جن سے اسباب فوجکشی ایک حد تک
منکشف ہوتے ہیں۔گذشتہ ایک سو سال میں بھی رومن
جنوبی برطانیہ کو اپنے زیر اثر خیال کرتے تھے اور
دونوں میں گہرے سیاسی اور تجارتی تعلقات پیدا
ہوگئے تھے۔جزیرۂ مذکور کے جنوبی حصہ کے رؤسا
رومنوں کے حلیف اور دوست تھے؛۲۷ءمیں انھوں
نے شہنشاہ آگسٹس کی خدمت میں اپنے سفرا اظہارِعقیدت
کے لئے روانہ کئے تھے اور خود بھی جوپیٹر دیوتا کے
مندر میں نذرو نیاز کرنے کے لئے روما میں وارد ہوئے
اس کے علاوہ جب اپنے ہمسایوں سے ان کو ہزیمت
ہوتی تو قیصر سے امداد کے طالب ہوتے۔ رومن
شہنشاہوں کے سکّوں کی بھی نقل کرنے لگے تھے۔
مورّخ اسٹرابو ناقل ہے کہ روما اور برطانیہ کے درمیان
تجارت کو بہت فروغ ہوگیا تھا یہاں تک کہ جو مال
اس ملک کو آتا جاتا اس پر جو محصول عائد کئے جاتے
اس سے خزانۂ شہنشاہی کو کثیر آمدنی ہوتی۔ان تجارتی
اور سیاسی تعلقات کی وجہ سے رومنوں کو جنوبی
برطانیہ کے سیاسی حالات پر خاص توجہ ہوگئی تھی۔
کلاڈیس کی تخت نشینی کے بعد کچھ روز دونوں ممالک

کے درمیان کوئی ایسی سیاسی پیچیدگی پیدا ہو گئی جس کی بابۂ وجہ سے روما کے اہل تدبیر کو برطانیہ کی طرف فوری توجہ کرنی پڑی۔ جنوبی برطانیہ میں اس زمانے میں کیونو بیلین سردار قبیلۂ کاتوویلانی سب رؤسا میں سربرآوردہ تھا۔ اس نے جنوبی برطانیہ کے قریب قریب تمام حصوں کو اپنے قبضہ میں کرلیا تھا جس کی وجہ سے مورخ سوئی ٹونیس نے اس کو "شاہ اہل برطانیہ" کے نام سے یاد کیا ہے۔ کیونوبیلین رومنوں کا حلیف تھا اور اس کی زبردست حکومت جنوبی برطانیہ میں قیام امن کی ذمہ دار تھی۔ اس نے کلاڈیس کی تخت نشینی کے ایک یا دو سال بعد انتقال کیا مگر اس کے مرتے ہی اس کے بیٹوں میں تقسیم سلطنت کے بارے میں خانہ جنگی ہوگئی جن میں قابل ترین کارکٹاکس تھا جس کے بارے میں خیال تھا کہ وہ رومنوں کا بہی خواہ نہیں ہے۔ نقض امن کی وجہ سے اندیشہ تھا کہ اس سے رومنوں کی تجارت کو نقصان ہوگا اور ممکن تھا کہ اہل روما مقیم برطانیہ کے جان و مال معرضِ خطر میں پڑجائیں، اس لئے غالباً رومن حکومت نے فوجی مداخلت ضروری خیال کی ہو، رومن فوج نے ۴۳ء میں زیرِ کمان آلس پلاٹیس رودبار انگلستان کو غالباً اس مقصد سے عبور کیا کہ کیونوبیلین کے علاقہ جات کو سلطنت روما میں ملحق کرلیا جائے اور اس مقصد میں کیونوبیلین کی دارالسلطنت کیامولوڈونم پر قبضہ کرلینے سے

بابہ فوری کامیابی ہوی جس میں کلاڈیس خود شریک تھا۔ پلاٹیس نے اپنی حکومت کا باقی ماندہ زمانہ (۴۳ء تا ۴۷ء) جنوبی مشرقی برطانیہ کے انتظام میں صرف کیا مگر اس عرصہ میں بھی ایک رومن فوج ویسپاسین کے زیر کمان کیونوبلین کے مغربی علاقوں اور جزیرۂ وائٹ کو فتح کرنے کے بعد مغرب کی طرف بڑھ گئی۔ ہمارا یہ بھی خیال ہے کہ پلاٹیس کے عہدِ حکومت کے اختتام کے قبل ہی کوہ مینڈیپ کی سیسے کی کانیں اور باتھ کے گرم چشمے رومنوں کے قبضہ میں آگئے تھے۔ آلس پلاٹیس کے بعد آسٹوریس اسکاپولا برطانیہ کا صوبہ دار ۴۷ء میں ہوا اور مرتے دم تک (۵۲ء) اس خدمت پر فائز رہا۔ اس نے پہلے یہ کوشش کی کہ ان وسطی اضلاع کو بھی فتح کرے جو جنوبی برطانیہ کے اضلاع مفتوحہ کے شمال میں تھے اور جہاں کے قبائل اکثر روما کے حلفا کے علاقوں پر یورش کرتے رہتے۔

اس کا منشا تھا کہ قبائلِ مذکور کو مطیع کرنے کے بعد ان کے ہتھیار بھی چھین لے جس سے مشرق، شمال اور مغرب کے قبائل سخت برافروختہ ہوگئے لیکن دو تین قبیلوں کی تو بآسانی سرکوبی ہوگئی مشرق کے قبیلۂ ایکینی اور شمال کے قبیلۂ بریگانٹ نے بھی رومنوں کی پیش قدمی کو روکنے میں زیادہ مستعدی نہیں ظاہر کی مغرب میں صرف ایک قبیلہ سیلیوری ہی ایسا تھا جس کو

رومنوں سے سخت دشمنی تھی اور جس کی متواتر یورشوں سے بار بار
رومن علاقوں میں نقضِ امن کا اندیشہ تھا۔ آسٹوریس کو
اس طرح موقع مل گیا کہ اس قبیلے سے بآسانی نبٹ لے۔
۵۰ء میں اس نے کارکٹاکس کو شکست فاحش دی
جس نے اپنی حکومت سے ہاتھ دھونے کے بعد مغربی
قبائل کو رومنوں کے خلاف برانگیختہ کردیا تھا۔ اسکے بعد
دو سال تک بیقاعدہ لڑائیاں ہوتی رہیں اور ۵۲ء
میں آسٹوریس نے مسلسل جنگ سے تھک کر انتقال
کیا۔ ویلز کی سرحد پر جن معرکہ آرائیوں میں وہ مشغول رہا
ان کا اہم ترین نتیجہ یہ ہوا کہ سیلوریوں کی سرحد پر
ایک فوجی چھاؤنی قائم کردی گئی جہاں غالباً صدیوں تک
دوسرا رومن لشکر مقیم رہا۔ اس مقام کا نام اِسکا سیلورم
تھا اور اب کیرلِیَن کے نام سے مشہور ہے۔ آسٹوریس
کے انتقال کے بعد چھ سال تک رومن سرحدات
ویلز کے مستحکم کرنے میں مصروف رہے۔ اِسی زمانے
میں غالباً ایک دوسری چھاؤنی بمقام ویروکونیم (راکسٹر)
قائم ہوی اور ممکن ہے کہ شمال میں ڈیوا (چیسٹر) میں بھی
فوجی چھاؤنی قائم ہوی ہو۔ مشرقی انگلستان میں کاموڈونم سے
آسٹوریس کے احکام سے افواج ہٹالی گئیں اور ایک
نوآبادی قائم ہوگئی۔ بقول مورّخ ٹیسیٹس شہر ویرولم کو
حقوقِ بلدیت عطا ہوئے اور لندن بھی ایک بڑا شہر

باہم ہوگیا تھا۔ رومنوں نے ایک سڑک شہر لِنکن تک بنوائی
اور ان کی فوج کا ایک دستہ وہاں مقیم تھا۔ سوئی ٹونیس پالینس
کی صوبہ داری کے زمانے میں قبیلۂ ایکینی نے بسرکردگی
ملکۂ بوڈیسیا بغاوت کی پراسوٹاگس شاہ ایکینی ۴۳ء میں
بطیبِ خاطر رومنوں کا حلیف ہوگیا تھا۔ جب اس نے
۶۱ء میں انتقال کیا تو اس کی سلطنت رومنوں کے
قبضہ میں آگئی مگر اس نے اپنی جائداد اپنی دونوں لڑکیوں کو
بشرکت شہنشاہ روما کے ہبہ کردی۔ رومن حکّام نے
اس موقع کو غنیمت جانا اور قبیلۂ ایکینی کے ملک پر
اس طور پر قبضہ کرنے لگے گویا جنگ میں فتح پائی ہے۔
ان کی بیجا زیادتیوں سے ایک زبردست بغاوت پیدا
ہوگئی جس سے قریب تھا کہ جزیرۂ برطانیہ میں رومن
حکومت کا نام و نشان تک مٹ جائے۔ باغیوں کے
جوق کے جوق ایسیکس میں پہنچ گئے۔ انھوں نے کالچیسٹر
کی جدید نوآبادی پر دھاوا کرکے قبضہ کرلیا اور نویں لیجن کو
جو لنکن سے ان کے مقابلہ کے لئے آرہا تھا بالکل
نیست و نابود کردیا۔ ویرولم اور لندن کو بھی لوٹ لیا
مگر اس کے بعد سوئی ٹونیس پالینس نے ان کو شکست
دی اور بغاوت کو فرو کردیا۔ ہم قیاس کرسکتے ہیں کہ
اس فتح کے بعد قبیلۂ ایکینی کے علاقہ جات کا باضابطہ
الحاق کرلیا گیا ہوگا جس کی وجہ سے اضلاع نارفک وسفک

رومن مقبوضات میں شامل ہوگئے ہوں گے۔اس کے علاوہ باینکہ شہنشاہ نیرو کے باقی ماندہ عہدِ حکومت میں رومنوں نے اس جزیرہ میں کوئی اور اہم فتوحات نہیں کیں اور سنہ ۶۹ء میں شمال میں چیسٹر اور لنکن کے آگے رومنوں کی کہیں چھاؤنیاں نہیں تھیں۔

سلطنت کی اندرونی حالت

حدودِ سلطنت کے اندر صوبجات کا انتظام اسی طریقہ پر چلا جاتا تھا جو آگسٹس نے جاری کیا تھا۔بدانتظامی کی بھی بعض مثالیں ملتی ہیں مگر یہ سب بلا استثناء ان صوبجات سے متعلق ہیں جو سینٹ کے زیرِ انتظام تھے۔ قیصر کا انتظام پروکانسلوں کے انتظام سے ہر طرح بہتر تھا جس کا ثبوت اس امر سے ملتا ہے کہ ٹائبیریس کے عہدِ حکومت کے اوائل میں صوبجات اکائیا ومقدونیہ قیصر سے متعلق کردئے گئے تھے اور صوبۂ سارڈینیا جو سنہ ۶ء میں آگسٹس کے سپرد کردیا گیا تھا جب سنہ ۶۷ء میں کانسلوں اور سینٹ کو واپس کیا گیا تو اس کی حالت نہایت اچھی تھی۔صوبجات میں بدامنی کے آثار بہت کم نمایاں تھے۔افریقہ میں ٹاک فریناس نے بغاوت کی تھی مگر دراصل یہ اندرونی بغاوت نہ تھی بلکہ ایک بیرونی حملہ تھا۔اسی طرح شمالی ومشرقی گال میں جو بغاوت بسرکردگی جولیس ساکرو وپر ہوئی تھی وہ حدِ رائن کی نیم وحشی اقوام تک محدود تھی جن پر جرمنی کی معرکہ آرائیوں کا

بابک بار پڑتا تھا اور جن کو باقاعدہ رومن حکومت کے لوازمات یعنے مردم شماری، تحصیل خراج وغیرہ گراں گذرتے تھے اور جو رومن تجّار اور ساہوکاروں کی سخت گیری سے پریشان تھے۔ دوسرے مقامات میں بھی مثلاً کاپاڈوسیا اور قبیلۂ فریسی میں نیم متمدّن اقوام میں باضابطہ حکومت قائم کرنے سے شورشیں پیدا ہوجایا کرتی تھیں۔ مگر یہ واقعات شاذو نادر تھے اور اس امر کو یقین کرنے کے لئے کافی شہادت موجود ہے کہ جملہ ممالک سلطنت روما میں امن و امان تھا اور رعایا خوشحال تھی۔ مورخ پلینی اوّل کی تاریخ سے ظاہر ہے کہ تجا[illegible]ت کو فروغ تھا، جدید صوبے تہذیب وتمدّن میں ترقی [illegible] تھے، قدیم صوبوں کی خوشحالی عود کر رہی تھی، اور [illegible]کے علاوہ رعایا مالامال تھی۔ ممالک ہسپانیہ و گال میں [illegible] کی زبان و اخلاق پھیل رہے تھے اور وہاں کے افراد نے لاطینی ادبیات و بلاغت میں کمال پیدا [illegible] تھا۔ دونوں سینیکا اور شاعر لیوکن قرطبہ کے باشندے [illegible] وتین (آگسٹوڈونم) اور لاٹینس (لگڈونم) میں فن بلاغت [illegible] سے کھل گئے تھے۔ ویلیریس ایشیاٹکس جو سینیٹ کا معزز رکن اور زبردست مقرر تھا وی این کا باشندہ [illegible] گائیس جولیس ونڈیکس صوبہ دار گالیا لگڈونیس (سنہ ۶۹ ء) [illegible] یکوٹانیا کا ایک سردار تھا۔

سلطنت روما کے مشرقی حصے یعنے "صوبجات ماوراالبحر"

میں اسقدر ترقی نہیں ہوی جتنی کہ گال یا ہسپانیہ میں۔ اس بابِ حصہ میں اور خصوصاً ایشیائے کوچک میں تمدن یونانی کا غلبہ تھا نہ کہ تمدن لاطینی کا۔ اور جزیرہ نمائے ایشیائے کوچک کے مشرقی اور وسطی ممالک میں یونانی تمدن کو فروغ زیادہ تر دوسری اور تیسری صدیوں میں ہوا نہ کہ پہلی میں۔ اس کے علاوہ ایشیائے کوچک میں شہنشاہان روما کو اصلاحات عمل میں لانے کا موقع بھی کم تھا کیونکہ عہد زیر تذکرہ میں اس ملک میں متعدد دیسی ریاستیں دیسی حکام کی ماتحتی میں تھیں اور رومن مقبوضات میں بھی آزاد شہر باقی تھے جن کی حدود کے اندر رومن صوبہ داروں کو اصولاً مداخلت کا کوئی حق حاصل نہیں تھا۔ مذہبی مقامات بھی تھے جو پجاریوں کے زیرِ حکومت تھے اور نیم متمدن قبائل بھی تھے جو صرف اپنے سرداروں کو مانتے تھے۔ مگر مغرب کے ساتھ اہلِ مشرق بھی اس قیامِ امن و امان سے جو رومنوں کے ہاتھ سے ہوا مستفید ہوئے اور اگر انہوں نے ترقی نہ کی تو کم از کم خوشحال ضرور رہے۔

حصۂ ششم

نظام حکومت قیصری
اور
وحشیوں کے ابتدائی حملے

باب اوّل

قیصران خاندانہائے فلیوین و اینٹونائن بزد

۶۹ تا ۱۹۳ء

نیرو، خاندان قیصری کا آخری شہنشاہ تھا۔ اس کے
قال کے بعد اس خاندان کا کوئی فرد باقی نہ رہا جو حکومت
دعوے دار ہوتا۔ سلطنت روما کی مختلف افواج میں باہمی
نگ شروع ہوگئی اور افواج ہسپانیہ، رائن، روما اور شام
، یکے بعد دیگرے اپنے سپہ سالاروں کو منصب شہنشاہی
ہ سرفراز کرنا چاہا جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ ملک اطالیہ
ب سو سال کے بعد پھر خانہ جنگی کے مصائب میں
نلا ہوگیا۔

نیرو کے خلاف علم بغاوت سب سے پہلے

کہ جولیس ونڈیکس نے بلند کیا (مارچ ۶۸ء) جو صوبۂ گالیا باب لگڈونیس کا حاکم اعلیٰ تھا۔ یہ شخص نسلاً صوبۂ گال کا ایک اعلیٰ مرتبت سردار تھا اور اس کے معاونین میں زیادہ تر ملکِ گال کی افواج تھیں۔ان وجوہ سے خیال کیا جاتا تھا کہ بغاوت سے اس کا اصل منشا یہ تھا کہ ملکِ گال کو آزاد کرادے مگر اس کے نئے بھرتی کئے ہوئے سپاہی بالائی جرمنی کی پختہ کار سپاہ کے مقابلہ میں ہیچ تھے۔سپاہ جرمنی کو نیرو کے ساتھ خاص عقیدت نہ تھی مگر اہلِ گال کی بغاوت فرو کرنے کو وہ تیار تھے۔ ونڈیکس کو بمقام بیسانسون شکست ہوی اور اس نے اپنے ہاتھ سے اپنا کام تمام کرلیا (مئی ۶۸ء)۔

بمقابلۂ ونڈیکس کے سرویس سلپیکیس گالبا صوبہ دار شمالی ہسپانیہ کو زیادہ کامیابی ہوی۔ونڈیکس کے اغوا سے مگر کچھ تامّل کے بعد اس نے بھی نیرو کے خلاف بغاوت کی لیکن شہنشاہ ہونے کا دعویٰ نہ کیا۔اپریل میں اس کی افواج نے اس کے شہنشاہ ہونیکا اعلان کردیا اور جون میں جب اس نے نیرو کے انتقال کی خبر سنی تو لقب ''قیصر'' بھی اختیار کرلیا۔گالبا طبقۂ امرا اور سینیٹ کا رکن ہونے کے علاوہ فن سپہ گری میں دخل اور انتظامی تجربہ بھی رکھتا تھا اس لئے شہنشاہی کا اہل ضرور تھا۔ماہ اکتوبر میں وہ شہر روما میں وارد ہوا اور

بابلؔ اس کے حقوق کو نہ صرف سینیٹ نے بلکہ اہل فوج نے بھی تسلیم کرلیا۔ یکم جنوری ۶۹ء کو بحیثیت شہنشاہ دوبارہ خدمت کانسلی پر فائز ہوا اور ۱۰ ؍ جنوری کو بوجہ پیرانہ سالی کے ل۔ کا پرنس پیسو کو متبنّیٰ کرلیا تاکہ جانشینی کے بارے میں آیندہ چل کر کوئی نزاع نہ ہو۔ مگر اس کے دو رقیب پیدا ہوگئے تھے جن میں سے ایک قریب تر تھا اور اس کی بیخکنی میں مصروف ہوگیا۔ یہ شخص م۔ سالونس اوتھو لیوسیٹانیا کا صوبہ دار تھا اور گالبا کا شریک ہوکر اسی کے ساتھ روما میں آیا تھا۔ افواج پریٹورین جو روما میں مقیم تھیں وہ گالبا سے خوش نہ تھیں، کیونکہ نہ وہ قدیم خاندان قیصری سے تعلق رکھتا تھا نہ اس کو انہوں نے خود منتخب کیا تھا اور بمقابلۂ نیرو کے جس کی فیاضی زبان زد خاص و عام تھی، گالبا نہایت جزرس تھا۔ اس لئے انھوں نے افواج مذکور کو بآسانی گالبا سے برگشتہ کرکے ان سے سازو باز کرلیا۔ ۱۵ ؍ جنوری کو اس کی شہنشاہی کا اعلان کیا اور اُسی روز گالبا میدان فورم میں مع اپنے پسر متبنّیٰ کے قتل کردیا گیا۔ ۱۶ ؍ جنوری کو مجلس سینیٹ نے جدید شہنشاہ کو باضابطہ طور پر اقتدارات و خطابات شہنشاہی سے سرفراز کیا۔ اوتھو روما کے عوام اور سپاہیوں میں ہردلعزیز تھا اور نوجوان اور امیر ہونے کی وجہ سے بہ نسبت گالبا کے اس کا زیادہ اثر تھا۔ روما کے باہر بھی افواج مقیم الیریا،

شام و فلسطین نے اس کی شہنشاہی کو تسلیم کرلیا۔مگر بالائی باب۱
اور نشیبی جرمنی کی افواج نے پیسو کے تبنّی کئے جانے کے
قبل ہی ایک دوسرے شخص کو خدمت شہنشاہی کے لئے
نامزد کردیا تھا۔ ۲۔جنوری کو نشیبی جرمنی کی فوج نے بسرکردگی
فیبیس یالینس افسر اعلیٰ لشکر اوّل اپنے جدید سپہ سالار
آلس وٹیلیس کی شہنشاہی کی سلامی آتاری اور ۳۔جنوری کو
بالائی جرمنی کی فوج نے بھی ان کی متابعت کی۔اسکے بعد
بلا تاخیر دو زبردست افواج والنیس اور کاٹکینا کے
زیرِ کمان جنوب کی طرف روانہ کی گئیں۔مگر قبل اسکے کہ
۱۴۔ مارچ کو اوتھو اپنے ان خطرناک مخالفین کے مقابلے
کے لئے روما سے روانہ ہو انھوں نے کوہ آلپس کو طے
کرلیا تھا۔ایک ماہ کے بعد بمقام باڈریاکم جو کریمونا اور
منیٹوا کے درمیان واقع ہے اوتھو کی افواج کو شکست
ہوئی اور اس نے خودکشی کرلی۔ماہ جولائی میں وٹیلیس
روما میں داخل ہوا ۔

مگر جرمن افواج اور ان کے سپہ سالار کی فتح یابی
کے چند ہی روز بعد یہ خبر مشہور ہوگئی کہ افواج مشرق نے
ویسپاسین کو شہنشاہ کردیا ہے ۔یکم جولائی کو افواج مصر نے
اس کی اطاعت کی قسم کھائی اور اسی تاریخ سے وہ اپنی
شہنشاہی کے آغاز کو شمار کرتا تھا۔ایک مہینے کے اندر ہی
نہ صرف افواج شام و فلسطین نے بلکہ صوبجات میسیا پانونیا

بابل اور ڈالماشیا کی افواج نے بھی جو اطالیہ سے بہت قریب تھیں اس کی شہنشاہی کو تسلیم کرلیا۔ موسم خزاں کے اوائل میں افواج آخرالذکر بسرکردگی اینٹونیس پرائمس اطالیہ میں داخل ہوگئیں۔ اور اکتوبر میں انھوں نے شہر کریمونا کو دھاوا کرکے لے لیا جہاں وٹیلس کی افواج نے اپنے مورچے ڈالدیئے تھے۔ راوینا میں جو بیڑہ تھا وہ بھی ویسپاسین کے شرکاء سے مل گیا اور ۱۷۔ ڈسمبر کو فوج پریٹورین نے بھی جو روما سے ان کی پیش قدمی روکنے کے لئے بڑھ رہی تھی ویسپاسین کی شہنشاہی کو تسلیم کرلیا اور تین روز کے بعد اس کے سپاہی شہر روما میں داخل ہوے۔ وٹیلیس نے بھاگنے کی کوشش کی مگر گرفتار کرکے قتل کردیا گیا۔ ۲۱۔ ڈسمبر ۶۹ء کو یعنے ایک ہی سال میں تیسری مرتبہ مجلس سینیٹ نے پھر ایک جدید شخص کو اقتدارات وخطابات شہنشاہی سے ممتاز کیا۔ ویسپاسین کی تخت نشینی سے شہنشاہی روما کی تاریخ میں ایک جدید دور شروع ہوتا ہے۔ آگسٹس کا نام اور اس کی روایات کی عظمت باقی تھی مگر سلطنت کے ہر شعبے میں اس کے اصول حکومت کی متابعت متروک ہوچکی تھی جس کی وجہ سے سلطنت کی حالت بہت کچھ متغیر ہوگئی تھی۔

قیصر کی حیثیت

رئیس جمہور کی ذاتی حیثیت جیسا کہ ہم بیان کرچکے

ہیں کچھ ایسی نازک واقع ہوی تھی کہ اس کی وجہ سے ان قیصروں کو بھی دشواریاں لاحق ہوتی تھیں جو آگسٹس کی نسل سے تھے اور اس کی میراث کے حقدار تھے۔ مگر قدیم خاندان قیصری کے معدوم ہوجانے سے بمصداق "ہرکہ شمشیر زند سکّہ بنامش خوانند" ہرکس و ناکس بزور شمشیر منصب قیصری کا دعویدار ہوگیا مگر سلطنت رومن کی دوام سرسبزی اور خوش انتظامی کے لئے نہایت ضروری تھا کہ رئیس جمہور کے اقتدارات اور سیاسی حیثیت کو باضابطہ کردیا جائے اور قیصر کی حکومت جو بقاءِ سلطنت کے لئے ضروری تھی مستقل اور قانونًا جائز تسلیم کرلیجائے۔

اس دور کے شہنشاہ۔

حکومت قیصری کے جواز قانونی کی اشد ضرورت ویسپاسین نے بالخصوص محسوس کی کیونکہ وہ منصب شہنشاہی پر ایسے وقت میں فائز ہوا تھا جب کہ مسلسل بغاوتوں اور خانہ جنگیوں کی وجہ سے رعایا کا اعتماد زائل ہوگیا تھا اور باعتبار نسل اس کا خاندان ہائے کلاڈیس یا جولیس بلکہ گالبا، اوتھو اور وٹیلیس سے کوئی مقابلہ نہیں ہوسکتا تھا۔ گالبا طبقۂ امراء کا رکن تھا، اوتھو ایک قدیم اور معزز اٹرسکن خاندان سے تعلق رکھتا اور اس کے باپ اور دادا دونوں سینیٹ کے رکن تھے اور وٹیلس کم ازکم ایک رکن سینیٹ کا بیٹا اور ایک رومن نائٹ کا پوتا تھا۔ مگر برخلاف اس کے ویسپاسین طبقۂ نائٹ سے بھی

بابل نہیں تھا۔ اس کا دادا سابین گاؤں ریاتے کا باشندہ تھا اور فوج میں سو سپاہیوں کا افسر تھا اور بعد کہیں قرضہ وصول کرنے پر مامور ہوگیا تھا۔ اس کا باپ صوبۂ ایشیا میں محاصل وصول کرتا تھا اور اس کے بعد قبیلۂ ہیلوٹی میں ساہوکاری اختیار کرلی تھی۔ بیان کیا جاتا ہے کہ ورجینیس روس صوبہ دار بالائی جرمنی جس نے وندیکس کو شکست دی تھی وہ اپنے کو بلحاظ نسل منصبِ شہنشاہی کے لائق نہیں خیال کرتا تھا مگر بمقابلۂ ویسپاسین کے اسے بھی امیر کہنا چاہیئے۔ ویسپاسین کے جانشینوں میں بھی اس کا سا کم نسل کوئی نہ تھا مگر سوائے نروا کے ان میں سے کوئی قدیم حکمراں طبقہ سے تعلق نہ رکھتا تھا اور سوائے ویسپاسین کے دونوں بیٹوں ٹائٹس اور ڈومیٹین اور کموڈس کسی کو بلحاظ قرابت وارث تخت و تاج ہونے کا حق نہیں تھا۔ ٹریجن اور ہیڈرین ہسپانوی تھے، مارکس اریلیس بھی باعتبار نسل ہسپانوی اور اس کے پیش رو انٹونینس پائس کے خاندان کا تعلق گال سے تھا۔

حکومت قیصری کے جواز کی کوشش

جن شہنشاہوں کے حالات اس قسم کے ہوں ان کے لئے خدمت رئیس جمہوری کو مستقل کرنے اور جانشینی کے لئے باضابطہ قوانین نافذ کرنے یا اپنے اقتدارات کے مستحکم کرنے کی کوشش کرنا تعجب خیز نہیں ہے۔ آگسٹس کے اصول حکومت سے انھوں نے

علانیہ منحرف ہونے کی کوشش نہیں کی مگر یہ صاف ظاہر ہے کہ ان کا طرزِ عمل بالکل جداگانہ تھا۔ ویسپاسین بذاتِ خود سادہ مزاج، جزرس اور ذی فہم آدمی تھا۔ اس نے نہ کبھی اپنی اصل و نسل کو چھپایا نہ امرار روما کی لعن طعن کی پروا کی، نہ درباری نسب نامہ بنانے والوں کی لغو خوشامد کی طرف توجّہ کی۔ مگر باوجود اس کے اس کو اپنے منصب اعلیٰ کی عظمت کا پورا احساس تھا اور جس طرح کہ قیصرانِ سابق نے اپنی حکومت کو قائم رکھکر اپنے جانشینوں کے سپرد کی تھی اس کی بھی وہی خواہش تھی۔ اسی کے زمانے سے شہنشاہان روما نے خاندان قیصری کے جملہ خاندانی نام بطور خطاب کے اختیار کرلئے جس سے نہ صرف ان میں اور دوسرے شہریوں میں ایک بیّن فرق ہوگیا بلکہ ان کی وہی حیثیت ہوگئی جو شہنشاہِ ایران کی تھی۔ زمانۂ مابعد میں قیصران روما نے تفاخر پسندی اور اپنی خوشامدی رعایا کے اصرار سے دوسرے خطابات بھی اختیار کرلئے مگر اصل خطاب "امپراطور قیصر اغسطوس" تھا جو شہنشاہ ایران کے خطابات سے کسی طرح کمتر نہ تھا۔ مگر طریقۂ جانشینی کا طے کرنا اتنا آسان نہ تھا اور در اصل کسی قاعدہ کی پابندی اس بارہ میں نہیں کی گئی۔ مگر کم و بیش کامیابی کے ساتھ یہ کوشش کی گئی کہ ایک شہنشاہ سے دوسرے شہنشاہ کی

باب ... اسماء قیصری

بابا جو اس کا جانشین ہو کم از کم فرضی قرابت ہو۔ ویسپاسین کی خوش قسمتی سے دو جوان لڑکے تھے مگر نروا ٹریجن اور میڈائن کا چونکہ کوئی وارث نہ تھا اس لئے اس کو مجبوراً کسی کو متبنّیٰ کرنا پڑا۔ شہنشاہ کے بیٹے کا خواہ وہ صُلبی ہو یا متبنّیٰ خاص اعزاز ہوتا۔ قدیم خطابِ قیصر ولیعہد کے لئے مخصوص کردیا گیا اور یہ اعزاز باضابطہ طور پر مجمع عام میں عطا ہوتا۔ ولیعہد کی تصویر سکّوں پر منقوش ہونے لگی اور عام دعاخوانیوں میں بادشاہ کے نام کے ساتھ اس کا نام بھی لیا جانے لگا۔ منصبِ قیصری کو موروثی قرار دینے کے لئے کتبوں میں شہنشاہوں کا ایک باضابطہ شجرہ تحریر کیا جاتا جس سے شہنشاہان روما کا ایک فرضی تسلسل قائم ہوگیا۔ جس طرح ویسپاسین نے شہنشاہانِ خاندان جولیس کے اسمائے خاندانی کو بطور لقب اختیار کرلیا تھا، اسی طرح سیویرس نے نہ صرف اپنے کو پرٹناکس کے نام سے مشہور کیا بلکہ مارکس آریلیس کا بیٹا بھی بن گیا۔ اور اسی طور پر گراکالا نے اپنے کو شہنشاہ نیرو کی اولاد میں سے ہونے کا دعوی کیا۔ اس کے علاوہ گزشتہ شہنشاہوں کے دیوتا قرار دیئے جانے سے نہ صرف شہنشاہ وقت کا اقتدار از روئے مذہب تسلیم کرلیا گیا بلکہ فرضی نسب نامۂ مذکورۂ بالا کی بھی وقعت پیدا ہوگئی۔ اس عہد کے نو شہنشاہوں میں سے

سوائے ڈومیشس اور کموڈس کے سب دیوتا قرار دیئے گئے اور اس طور پر دیوتاؤں کا ایک سلسلہ قائم ہوگیا جس سے ہر نئے قیصر کا تعلق زمانۂ سابق سے ثابت ہوتا تھا۔ ان دیوتا شہنشاہوں کی پرستش اور ان کی سالانہ سالگرہیں حکومتِ قیصری کے جواز اور تسلسل کی ظاہری علامات تھیں۔ باب

تدابیر مذکورۂ بالا کا اصل مدعا یہ تھا کہ قیصر کے شخصی اقتدار پر پردہ ڈالا جائے جو نہ اس کو ورثے میں ملا تھا نہ اس کو وہ اپنے وارثوں پر منتقل کرسکتا تھا بلکہ اس کی ذات کے ساتھ وابستہ تھا۔ مصالح انتظامی کے سبب سے ان تدابیر میں کامیابی ہوئی، مقنّنین روما نے کبھی اس اصول کو تسلیم نہیں کیا تھا کہ "بادشاہ کبھی مرتا نہیں" مگر انتظامی حکّام اور مقنّنین نے جو قوانین کی تعبیر کرتے تھے قیصر کے اقتدار کے استقلال اور تسلسل کو عملاً تسلیم کرلیا تھا۔ عہد زیرِ تذکرہ کے شہنشاہ مقنّنین کی سرپرستی کرتے اور اس کے صلے میں انھوں نے حکومت قیصری کو دستور کا ایک جزو قرار دیا۔

قیصر اور مجالس و حکّام جمہوری

قیصر اور حکّام و مجالس جمہوری کے مابین جو تقسیم کار کہ آگسٹس نے قائم کی تھی وہ پہلی صدی میں بھی فرضی تھی۔ دوسری صدی میں نیروا نے اپنی تخت نشینی پر انکے حقوق و اقتدارات کو برقرار رکھنے کا اعلان کیا تھا مگر

تقرر کیا جس سے حکام جمہوری اور بھی بے دست و پا ہو گئے۔ باب ا
اور اس صدی کے اختتام پر صرف چند محدود سررشتے ان کے ہاتھ میں رہ گئے۔ کانسلوں کو بشرکت مجلس سینیٹ فوجداری اختیارات اب بھی حاصل تھے مگر ان کو بغیر اجازت قیصر کے وہ عمل میں نہیں لا سکتے تھے۔ عمال جمہوری کے اختیارات تو عملاً سلب ہو چکے تھے مگر ان کا ایک اہم فریضہ باقی رہ گیا تھا یعنے تماشوں کی نگرانی کرنا جس سے اس خدمت جلیلہ کے انحطاط کا مزید ثبوت ملتا ہے۔ مجلس سینیٹ کے اقتدارات سینیٹ
بھی اسی طرح سلب ہو گئے۔ قیصر کی خلاف مرضی یہ مجلس کبھی کچھ کرنیکی جرأت نہ کرتی اور گو اس عہد کے اکثر قیاصرہ اس کے اجلاسوں میں شریک ہوتے، اہم معاملات اس کے سامنے پیش کرتے اور وضع قوانین کا ذریعہ اسی کو قرار دیتے مگر اس کی اجلاسوں میں صرف یہ ہوتا تھا کہ قیصر تقریر کرتا اور جملہ اراکین آمنّا و صدقنا کہتے۔ قیصر ہیڈرین کے بعد وضع قوانین کا بھی تعلق سینیٹ سے نہ رہا۔

باوصف قدیم حکام و اراکین سینیٹ کے اقتدارات طبقہ سینیٹ
کے انحطاط کے ان کی اہمیت بحیثیت طبقۂ اُمرا کے بڑھتی گئی جس کا باعث قیصر ویسپاسین تھا۔ اس وقت تک سینیٹ کے رکن وہی اشخاص ہو سکتے تھے جنھوں نے خدمت کوئیسٹری انجام دی ہو مگر اس نے بلا لحاظ اس شرط کے متعدد دوسرے اشخاص کو سینیٹ کا رکن کر دیا اور

باب اس بارے میں اس کے جانشینوں نے بھی اس کی متابعت کی جس کی وجہ سے ایسے لوگوں کی تعداد بہت زیادہ ہوگئی جن کو منصب امارت راست قیصر سے ملتا تھا۔ اس کا ایک نتیجہ تو یہ ہوگیا کہ امراءِ قدیم کی تعداد جنھوں نے ابتدائی شہنشاہوں کو بہت کچھ پریشان کر رکھا تھا مجلس سینیٹ بہت گھٹ گئی اور رفتہ رفتہ یہ قدیم خاندان بالکل معدوم ہوگئے اور ان کی جگہ دوسرے لوگوں نے لے لی جن کے اخلاق و عادات مختلف تھے اور جو اکثر کم اصل تھے۔ جدید اراکین میں سے بعض تو اپنی دولت و ثروت یا مقامی اثر کی وجہ سے سینیٹ میں داخل کئے گئے تھے، بعض نے وکالت وغیرہ میں شہرت حاصل کی تھی اور بعض نے قیصر کے زمرۂ ملازمت میں اعلیٰ خدمات انجام دی تھیں، اس طور پر سینیٹ کا رکن ہوجانا ایک عام اعزاز ہوگیا جو سلطنت کے جملہ حصص کے باشندوں کو حاصل ہوسکتا تھا۔ اس تغیر کا ایک نتیجہ یہ بھی ہوا کہ قدیم خدمات جمہوری کا سینیٹ سے جو تعلق تھا وہ رفتہ رفتہ مفقود ہوگیا۔ مثلاً سینیٹ کی رکنیت یا کسی دوسرے اعلیٰ اعزاز کے لئے اب ضروری نہ تھا کہ اس کے قبل کوئی شخص کسی خدمت پر فائز ہوچکا ہو۔ اکثر اوقات یہ ہوتا کہ کوئی شخص سینیٹ میں داخل ہوتے ہی پریٹر مقرر

کرویا جاتا جس سے اس کو کانسل مقرر ہونے کا حق پیدا ہوجاتا باب
اور گو اس زمانے میں "کانسلری" جو سب سے اعلیٰ اعزاز تھا
صرف انھیں لوگوں کو دیا جاتا جو کانسل رہ چکے ہوں مگر
چونکہ کانسلی کی میعاد اب صرف دو ماہ کی رہ گئی تھی اس لئے
ہم قیاس کرسکتے ہیں کہ اس زمانے میں بہت سے ایسے
کانسلر ہوے ہوں گے جنھوں نے خدمت کانسلی
صرف دو ماہ تک انجام دی ہوگی اور کبھی پریٹر، ایڈیل،
کویسٹر یا ٹریبیون نہ رہے ہوں گے۔ اس قسم کے لوگ
ضرور اعزاز "کانسلری" کو خدمت کانسلی سے زیادہ اہم خیال
کرتے ہوں گے۔ اس کے علاوہ یہ امر بھی قرین قیاس
ہے کہ رکن سینیٹ ہونے کے اب یہ معنی نہ تھے کہ وہ
شخص مجلس کیوریا کا رکن اور شہر روما کا باشندہ ہو۔
ساکنین صوبجات کو جو دفعتہً خدمت کانسلی پر مقرر
ہوجاتے شہر روما کے ساتھ کوئی قوی تعلق نہ ہوتا اور نہ
انھیں مجلس سینیٹ کے معاملات میں کوئی خاص دلچسپی
ہوتی۔ ان میں سے اکثر اپنے وطنوں کو واپس چلے جاتے
تاکہ اپنے ہمسایوں کو اپنے اعزازات دکھائیں اور
بعد انتقال کے اپنی اولاد کو اس اعزاز کا وارث چھوڑ جائیں۔
قیصر ٹریجن نے حکم دے دیا تھا کہ غیرملکی اراکین سینیٹ
اپنی جائداد کا ایک ثلث سرزمین اطالیہ میں اراضی
خریدنے میں صرف کریں مگر مارکس آرلییس نے اس کو

باب گھٹا کر ایک ربع کر دیا۔ اس عہد کے اواخر میں صوبجات میں اکثر اشخاص ایسے تھے جن کو اعزاز کا نسلری حاصل تھا۔ پس جیسا کہ ہم بیان کر چکے ہیں جوں جوں مجلس سینیٹ اور حکام جمہوری کے اقتدارات سلب ہوتے گئے اسی قدر طبقۂ امراء سینیٹ کی تعداد میں اضافہ ہوتا گیا اور یہ طبقہ بالکل قیصر کی ذات سے وابستہ ہو گیا۔

حکام شہنشاہی

تغیرات انتظامی میں سے اب صرف ایک کا ذکر باقی رہ گیا ہے۔ یعنے جماعت عہدہ داران قیصری کی تنظیم کی تکمیل۔ پہلی صدی عیسوی اور خصوصاً قیصر کلاڈیس کے عہد سلطنت میں عہدہ داران مذکور کی تعداد میں اضافہ ہوتا گیا اور ان کے فرائض کی اہمیت بڑھتی گئی۔ دوسری صدی کے قیصروں خصوصاً ہیڈرین نے اس جماعت کے نظام کو مکمل کر دیا اور کار پردازان سلطنت میں ان کا شمار ہونے لگا۔ قیصر ہیڈرین نے محل شاہی کی اہم خدمات کو آزاد شدہ غلاموں کے بجائے طبقۂ ایکوئیٹس کے افراد کے سپرد کیا۔ عہدہ ہائے مذکور عہدۂ پروکیوریٹر کے مساوی ہو گئے اور ان کا شمار عہدہ داران سلطنت میں ہونے لگا۔ ان عہدہ داروں کو باضابطہ ایک عہدے سے دوسرے عہدے پر ترقی ملنے لگی۔ وصول محاصل اراضی کا قدیم طریقہ یہ تھا کہ محاصل کے وصول کرنے کا ٹھیکہ دے دیا جاتا تھا مگر اس طریقہ کو موقوف کر دیا گیا اور یہ خدمت عہدہ داران سرکاری

ہیڈرین

کے متعلق کردی گئی اور ترسیل ڈاک کا انتظام بھی انھیں کے باب
سپرد کردیا گیا جس سے ان کے اختیارات میں بہت کچھ
اضافہ ہوگیا۔جوں جوں ان کا دائرۂ اختیارات بڑھتا گیا
تقسیم کار اور اضافۂ عمال کی ضرورت دامنگیر ہوئی۔دوسری
صدی عیسوی کے کتبات سے ثابت ہوتا ہے کہ نہ صرف
پروکیوریٹروں کی تعداد میں اضافہ ہوا بلکہ ان کے
ماتحت عہدہ داروں کی تعداد میں بھی۔اور ہر صیغے کے لئے
علیحدہ علیحدہ دفاتر بن گئے جن میں اہل قلم کی تعداد کثیر
تھی۔جملہ محکمہ جات کی تنظیم میں اصلاح ہوی مگر سررشتہ مالیات
کے انتظامات بالکل مکمل ہوگئے۔سررشتۂ عدالت میں بھی انتظا
اہم اصلاحات ہوئیں۔عدالتی معاملات جن کا انصرام قیصر عدالت
کے متعلق تھا اس قدر زیادہ تھے کہ قیصر کو مجبوراً اس کام کو
دوسروں کے تفویض کرنا پڑا۔قیصر کے فرائض میں عدالتی کام
نہایت اہم تھا خواہ وہ اپنے مستقر پر ہو یا دورے میں یا
اطالیہ کے کسی تفرجگاہ میں، اسلئے عدالتی اختیارات رفتہ رفتہ
دوسرے عہدہ داروں کے سپرد ہونے لگے۔اس عہد کے
آغاز میں (پریٹورین فوج کے سپہ سالار) کو روما اور اطالیہ کے
اکثر اضلاع میں عدالتی اختیارات مل چکے تھے۔ابتدائً یہ حاکم
صرف بطور شہنشاہ کے نائب کے ان اقتدارات کو پیری نکا
عمل میں لاتا مگر تیسری صدی کے آغاز میں اس کو کامل پیری از
دیوانی اور فوجداری اختیارات مل گئے۔یہ عہدہ دار تعلیم یافتہ

بابل وکلاء ہوتے اور ان کا ایک نائب بھی ہوتا اور قابل و لایق مشیروں کی ایک مجلس بھی ہوتی -

مشیرانِ قیصری

قیصر اس طور پر "منبع عدل" یعنے جملہ عدالتی اقتدارات کا مرکز ہوگیا اور اس وجہ سے حکام عدالت کی خدمات نہایت اہم ہوگئیں اور ان عہدہ داروںکی بھی جن سے وہ مشورہ کرتا تھا- ابتدائی شہنشاہوں کے زمانے میں بعض اشخاص خصوصًا اراکین سینیٹ سے مقدمات عدالتی کے تصفیۓ میں مشورہ لیا جاتا- ہیڈرین سے عہدِ حکومت میں شہنشاہی کونسل نے مستقل صورت اختیار کرلی- اس کونسل میں نہ صرف مصاحبین قیصری شریک تھے بلکہ پیشہ ور وکلاء بھی، اور اس کے زمانے کے بعد اس جماعت کو جو "کانسلاری آگسٹی" کے نام سے مشہور تھی باضابطہ طور پر تسلیم کرلیا گیا- یہ مجلسِ اعلیٰ عہدہ دارانِ قیصری، ممتاز اراکین سینیٹ اور وکلاء پر مشتمل تھی اور رفتہ رفتہ اس کو پریوی کونسل (شہنشاہی مجلس شوریٰ) کا درجہ حاصل ہوگیا- چوتھی اور پانچویں صدیوں میں یہ مجلس "سیکریڈ کنسسٹری" (مجلسِ مقدّس) کے نام سے مشہور ہوی جس کے قیام میں پاپایانِ روما نے قیصرانِ روما کی تقلید کی تھی-

عہدِ زیرِ تذکرہ کے سرگرم و قابل قیصروں نے جو کچھ کیا اس کا لب لباب یہ ہے کہ حکومتِ قیصری مستقل ہوگئی اور اس کا جواز قانونی تسلیم کرلیا گیا، حکومت میں

جو دو عملی تھی (یعنے قیصر اور باضابطہ حکام جمہوری کے مشترک باب۱
اقتدارات) وہ عملاً مفقود ہوگئی اور سلطنت کے نظم و نسق کی
تکمیل ہوگئی جو بالکل قیصر کے تحت میں تھا اور جس کی
وجہ سے جملہ عاملانہ اور عدالتی اقتدارات اس کے ہاتھ
میں آگئے۔ مگر باوجود اس کے کہ قیصران مذکور نے حکومت قیصری کو
مستحکم کردیا جانشینی کے لئے کوئی باضابطہ قانون نہ بنا سکے
جس کی وجہ سے ہر قیصر کے انتقال کے بعد سلطنت معرض خطر
میں پڑجاتی اور اس کے حصے بخرے ہوجانے کا اندیشہ ہوتا۔

اتحاد سلطنت

شہنشاہان عہد مذکور نے اپنے اقتدار کو مستحکم کرنیکے علاوہ
اپنی سعی بلیغ سے اس کے مختلف حصص کو متحد کرکے ایک
سلطنت واحد بنادیا جس سے یہ قدیم نظریہ متروک ہوگیا کہ
یہ سلطنت حلیف اقوام کا ایک مجموعہ زیر حکومت جمہوریہ روما
ہے۔ اس کارِ عظیم کے انصرام میں ان کی کامیابی کے وجوہ
یہ بھی ہیں کہ رفتہ رفتہ سلطنت کی مختلف اقوام میں
رسوم و السنہ کے جو امتیازات تھے وہ رفع ہوتے جاتے تھے،
تجارتی اور تمدّنی تعلقات رومن تمدّن کی اشاعت میں
معاون تھے اور مُرورِ زمانہ کی وجہ سے اقوام مفتوحہ کی
باہمی منافرت دور ہورہی تھی اور ان کے احساساتِ قومی
بھی اب سرد ہوگئے تھے۔ اصولِ قدیم مذکورۂ بالا کے
جاری رکھنے میں اہل روما اور ان کے غیر ملکی حلفاء میں

توسیع حقوق شہریت

امتیاز خاص قائم رکھنا ضروری تھا مگر رومن اور لاطینی حقوقِ شہریت

بابل سے کے عطا کرنے میں آگسٹس نے جس قدر خسّت کی تھی اتنی ہی قیصرانِ عہدِ زیرِ تذکرہ نے فیاضی کی۔ قیصرانِ گالیا، اوتھو اور ڈیلیس نے صوبجات گال کے متعدد اضلاع کے باشندوں کو حقوق شہریت عطا کئے مگر ان کا یہ فعل کسی خاص مصلحت ملکی پر مبنی نہیں تھا بلکہ اس سے مقصود صرف یہ تھا کہ اپنے وابستگانِ دولت کو ان کی وفاشعاری کا صلہ دیں مگر کلاڈیس کے فیاضانہ طرزِ عمل کی ویسپاسین اور اسکے جانشینوں نے متابعت کی۔ ویسپاسین نے علاوہ اہل صوبجات کو سینیٹ میں شریک کرنے کے، ہسپانیہ کے تمام باشندوں کو غیر رومن بستیوں کے لاطینی حقوق سے سرفراز کیا اور کتبات میں ایسی چالیس بستیوں کے نام مذکور ہیں۔ غالباً قیصر ہیڈرین نے جو اسی ملک کا باشندہ تھا وہاں کے باشندوں کو مکمل حقوق شہریت عطا کردیئے۔ حقوق شہریت اسی فیاضی کے ساتھ قیصر کراکالا کے مشہور فرمان کے اجراء ہونے تک عطا نہیں ہوئے۔ مورخ ٹیسی ٹس اس فیاضی کا مسخر اڑاتا ہے مگر دوسری صدی کے قیصروں نے متعدد شہروں کو رومن نوآبادیوں یا بلدیات کے حقوق عطا کئے جس سے ثابت ہوتا ہے کہ ویسپاسین کے جانشین بھی اس کے اصول کے پابند تھے۔ اس قسم کے شہر جن کو حقوق بلدیت ملے تھے زیادہ تر سرحدی صوبجات:- مثلاً پانونیا، تھریس، میسیا اور ڈیسیا میں واقع تھے مگر

افریقیہ اور مشرق کے شہر بھی اس فیاضی سے محروم نہ رہے۔ باب
شہریانِ روما کی تعداد کے اضافہ کا اندازہ کرنے کے لئے
بلدیات و نوآبادیوں کے قیام کے علاوہ یہ بھی ذہن نشین
رکھنا چاہیئے کہ نبرد آزما سپاہیوں کو صوبجات میں اراضیات
عطا کی گئی تھیں، اراضیات (ایگری ڈیکیو مائیس) کے سلطنت
میں شامل ہوجانے اور ملک ڈیسیا کے فتح ہوجانے سے
رومن تارک الوطنوں کو جدید موقعے مل گئے تھے اور صوبجات
کے مختلف افراد کو بذات خود بھی حق شہریت روما آزادی کیساتھ
عطا کیا جاتا۔

بلدیات پہلی صدی عیسوی کے اختتام پر سلطنت کی مختلف
اقوام میں بلحاظ قوانین و امور انتظامی بُعدِ مشرقین تھا۔
یہ اختلافات دوسری صدی کے آخر میں بھی باقی تھے
مگر صرف دور دراز یا دشوار گزار مقامات میں۔ اضلاع مذکور
کے علاوہ جملہ حصص سلطنت میں سیاسی انتظامات کا
مدار کار شہری بستیوں پر تھا جس سے ایک خاص رقبہ
ملحق ہوتا اور اسی حکومت بلدی کا تابع ہوتا۔ اندرونی انتظامات
اور اس تعلّق کے لحاظ سے جو ان کو حکومت مرکزی کیساتھ
تھا ان بستیوں کی حالت یکساں ہوتی جاتی تھی۔

رومن اور لاطینی قصبے جن قصبوں کو رومن حقوق حاصل تھے انکے حالات
کے یکساں ہونے میں کسی شبہے کی گنجایش نہیں یہ صحیح
ہے کہ اطالیہ کے بعض قدیم شہروں کا کچھ امتیاز باقی تھا جو

باب ان کی آزادی کے زمانے سے چلا آتا تھا مگر یہ امتیاز صرف ان کے حکام کے خطاب یا غیر اہم رسم و رواج تک تھا۔ اصولی معاملات کے متعلق دوسری صدی عیسوی کے ایک مصنف نے سچ لکھا ہے کہ "بلدیات کے امتیازی حقوق مفقود ہو چکے تھے" صوبجات کی رومی بستیوں میں یہ سطحی اختلافات بھی نہ تھے کیونکہ ان میں سے زیادہ تر ایسے تھے جن کو قیصروں نے قائم کیا تھا یا حقوق شہریت عطا کئے تھے اور انکے دستور بلدی سب ایک ہی اصول پر مرتب ہوتے تھے۔ غیر رومن جو ایک زمانے میں حلفاء کے نام سے مشہور تھے ان کی بستیوں کی بھی یہی حالت تھی۔ لاطینی بستیاں جن کے حقوق دوسرے حلفاء پر مرجح تھے شہنشاہی کے زمانے میں ان کی حالت کم درجہ رومن بستیوں کی ہوگئی اور لاطینی حقوق پوری آزادی کے حصول کا گویا ایک زینہ بن گئے۔ لاطینی بستیوں کو بھی جب وہ قائم کیجاتیں ایک دستور بلدی عطا ہوتا جو رومن نوآبادیوں اور بلدیات کے دستور کے مماثل ہوتا اور وہ بھی رومن قوانین کے تابع ہوتیں۔

حلیف بستیاں

غیر ملکی بستیاں جو سلطنت روما کے تابع تھیں ان میں باہمی اختلافات زیادہ اور اہم تھے۔ صوبۂ گال کی بعض بستیوں میں قوم کیلٹ کے رسم و رواج کے آثار باقی تھے۔ مشرقی صوبجات کی یونانی بستیوں کے قوانین وغیرہ

باب ا

باقی تھے اور شہنشاہان روما و مقّننین روما نے ان کے خاص رسم و رواج کو برقرار رکھا۔ مگر مشرق میں جہاں یونانی تمدّن رائج تھا اور مغرب میں جہاں لاطینی تمدّن رائج تھا غرض سلطنت کے دونوں حصوں کے بلدیات کی انتظامی حالت میں یکسانی پیدا ہوتی جاتی تھی کیونکہ سب پر فقط قیصر ہی کی نگرانی تھی۔ بلدیات کی فلاح و بہبودی پر سلطنت کی بقاء کا دار و مدار تھا اس لئے ان کی انتظامی نگرانی حکومت شہنشاہی کا اہم ترین فریضہ ہوگیا۔ پلینی صوبہ دار بتھینیا کے خطوط اور فرامین شاہی سے جو مجموعہ قوانین میں محفوظ ہیں ظاہر ہوتا ہے کہ یہ نگرانی نہایت باریک بینی سے کیجاتی۔ حاکم صوبہ کا فرض اوّلیں یہ تھا کہ وہ اپنے زیر حکومت جملہ بستیوں کی فلاح و بہبودی کا خیال رکھے تاکہ وقت پر وہ سلطنت کے کام آسکیں۔ چونکہ جملہ حکام صوبجات قیصر کے تحت میں تھے اور جملہ امور میں اس کی ہدایات پر کاربند ہوتے اس لئے رفتہ رفتہ قوانین بلدی کا ایک مجموعہ تیار ہوکر تمام سلطنت میں نافذ ہوگیا اور اس مجموعے کی ترتیب و تکمیل کی وجہ سے صوبجات اور بستیوں کے قدیم دستور سیاسی اور مجلس سینیٹ اور صوبہ داران سابق کے احکام منسوخ ہوگئے۔ مورخ آلپین کی تحریر سے ظاہر ہے کہ اس کے زمانے میں فرامین و احکام شہنشاہی کی بنا پر ایک مجموعۂ قوانین تیار ہوکر جملہ حصص سلطنت میں نافذ تھا جس میں بلدیات کے

شہنشا[ہی]
بلدی
قانون

باب جملہ ایسے اندرونی انتظامات کے متعلق قواعد موجود تھے جن سے حکومت شہنشاہی کو کوئی تعلق تھا یا جن کے متعلق قیصر سے ہدایات طلب کی گئی تھیں۔

معاملات بلدی میں حکام شہنشاہی کی روزافزوں مداخلت سے نقائص انتظامی کا تو سدّباب ہوگیا اور سلطنت کے اجزاءِ ترکیبی بایکدیگر ملصق ہوگئے مگر رفتہ رفتہ حکام کی مداخلت کی وجہ سے اہلِ بلدیہ کا حُبِّ وطن اور سرگرمی میں انحطاط شروع ہوگیا اور وہ حکومتِ مرکزی کے دست نگر ہونے لگے۔ شہنشاہ ہیڈرین امورِ مملکت کے انصرام میں نہایت سرگرم تھا، اس کے جملہ شعبوں پر کافی نگرانی رکھتا تھا۔ اور فیاض بھی تھا، مگر یہ سرگرمی بھی خطرے سے خالی نہیں تھی کیونکہ شہنشاہ کی مداخلت سے بلدیات رو بہ انحطاط تھیں حالانکہ سلطنت کی عام حالت اس عہد میں قابل اطمینان تھی۔

سرحدات

شہنشاہان مذکور کا ممتاز ترین کارنامہ یہ تھا کہ انھوں نے سرحدات کو مستحکم کردیا جس کا خاکہ آگسٹس نے ڈالدیا تھا مگر جس کی تکمیل میں اس کے جانشینوں نے بہت کم سعی کی تھی۔ ویسپاسین، ٹریجن اور ہیڈرین کو سرحدات کی حفاظت کی طرف خاص توجہ تھی۔ اس کا صرف یہی سبب نہ تھا کہ بوجہ سپاہی ہونے کے فوجی معاملات میں ان کو انہماک تھا بلکہ سلطنت روما کو

وحشیوں کے حملوں سے محفوظ و مامون رکھنا مقصود تھا۔رومنوں کا بابا
اب وہ دم خم نہیں تھا، عالم متمدّن پر حکمرانی کرنے کا حوصلہ
اب جاتا رہا تھا۔مورخ ٹیسی ٹس دعا کرتا ہے کہ "اگر غیر اقوام
ہمارے ساتھ محبت نہ کریں تو کم از کم آپس میں ایک دوسرے
سے نفرت نہ رکھیں" جس سے ظاہر ہوتا ہے کہ رومنوں کا
مطمح نظر کس قدر گر گیا تھا۔تیسری صدی میں وحشی اقوام
یکے بعد دیگرے سلطنت رومن میں گھسنے کی کوشش کر رہی
تھیں۔اسکا آغاز وسپاسین کے زمانے ہی سے ہوگیا تھا
اور اسی وجہ سے ٹریجن نے صوبۂ ڈیسیا کو سلطنت روما
میں ملحق کرلیا اور ہیڈرین نے سرحد کو مستحکم کردیا۔

زمانۂ حال کی تحقیقات سے ظاہر ہوا ہے کہ سرحدات
کے استحکام میں قیصرانِ خاندانِ فلیوین کے بہت کچھ کارنامے
ہیں۔رائن، ڈینیوب، فرات اور برطانیہ میں استحکام سرحدات کی
بنا وسپاسین اور ڈامیسٹین نے ڈالی اور ان کے
جانشینوں نے اس کو وسعت دی۔

وسپاسین کے تخت پر بیٹھتے ہی سرحد رائن پر رائن
معاون افواج نے یکایک بغاوت کردی۔وارس کی ہزیمت کو کی
ساٹھ سال ہوچکے تھے اس وقت سے رومنوں کو کبھی اس
خطّے میں ایسی مشکلات کا سامنا نہ ہوا تھا۔بغاوت کے
پرخطر ہونے کے دو سبب تھے ایک تو یہ کہ رومن افواج
جو اس سرحد پر مقیم تھیں وہ والیئنس اور کائی کینا کے ساتھ

بابٔ اطالیہ کی طرف چلی گئی تھیں دوسرے افواج معاون کی ہئیت ترکیبی ایسی تھی کہ ان کی بغاوت کو فرو کرنا دشوار تھا۔ رومنوں نے براہ مصلحت ہر سرحد پر ایسے سپاہی جمع کر دیئے تھے جو اس نواح کے باشندے نہ تھے اور مقامی آبادی سے انھیں کوئی تعلق نہ تھا مگر برخلاف اس کے جن افواج نے بغاوت کر دی تھی ان کے سپاہی قریب قریب کے اضلاع یعنے گالیا بیلجیکا اور دریائے رائن کے ڈلٹا میں بھرتی کئے گئے تھے۔ ہر فوج ایک ہی قبیلہ پر مشتمل تھی مثلاً بٹاوی، نروی لنگونی، ٹریوری وغیرہ اور ان کے افسر بھی علی العموم ان کے سردار یا سربرآوردہ اشخاص ہوا کرتے تھے۔ یہ سپاہی شجاعت اور جوش سپہگری کے ساتھ مشہور تھے۔ ستّر سال سے زیادہ اس فوج نے نہایت وفاشعاری کے ساتھ رومن لشکروں کے دوش بدوش سرحد رائن کی حفاظت کی تھی اور اسی وفاداری کی وجہ سے آگسٹس اور اس کے جانشینوں کو اُن پر اعتماد کلّی تھا۔ مگر یہ طرز عمل خطرے سے خالی نہ تھا کیونکہ اگر ان افواج میں بددلی پھیل جاتی تو رائن ندی کے دونوں سواحل پر آتش بغاوت مشتعل ہو جاتی۔ صوبۂ گال میں ونڈیکس کی بغاوت نے جو شکل اختیار کر لی تھی اس سے صاف ظاہر ہوتا تھا کہ اگر یہ بھروسے کی فوجیں کسی وجہ سے رومنوں سے منحرف ہو جائیں تو اس کا کیا نتیجہ ہوگا۔ مگر ونڈیکس کو بالائی جرمنی کی

تمام افواج کا مقابلہ کرنا پڑا تھا اور وہاں کا سپہ سالار بھی بہت قابل تھا۔ ۶۹ء میں جب سرحد رائن میں بغاوت ہوی تو رومن لشکروں کے بہترین سپاہی وہاں موجود نہ تھے، سپہ سالار ایک نا اہل شخص مسمی ہارڈیونیس فلاکس تھا اور مرکزی حکومت خانہ جنگی کی وجہ سے بے دست و پا تھی۔ باغیوں کا سردار جولیس سیویلیس قبیلۂ بٹاوی کا سردار بھی تھا اور ایک معاون فوج کا سپہ سالار بھی تھا۔ ابتدائً اسکے معاون صرف اسی قبیلہ کے افراد تھے اور ان کے ہمسائے جو رائن ندی کے ڈلٹا میں آباد تھے مگر آتش بغاوت رفتہ رفتہ پھیلتی گئی اور دوسری دیسی افواج بھی خصوصًا قبیلۂ بٹاوی کی آٹھ کوہورٹ جو ڈیلیس کے ہمرکاب اطالیہ گئے تھے مگر وہاں سے واپس کردیئے گئے تھے وہ بھی سیویلیس کے شریک ہوگئے اور رائن ندی کے پار جو قومیں آباد تھیں وہ بھی باغیوں کی ہم نوا ہوگئیں۔ دوسرے سال ۷۰ء کے آغاز میں روما کی آتشزدگی کی خبر سن کر قبیلۂ ٹریویری کی بھی ہمت بڑھ گئی اور انھوں نے صوبۂ گال کی آزادی کا اعلان کردیا۔ ختم سال کے قریب باغیوں نے ویٹرا کی فوجی چھاؤنی پر قبضہ کرلیا اور وہاں اور بالائی جرمنی کے لشکروں نے شہنشاہی گال کے قیام کا بیڑہ اٹھایا۔ سیویلیس کی یہ آخری کامیابی تھی اس کے بعد باغیوں میں آپس میں بگاڑ ہونا شروع ہوگیا، اہل گال کا جوش فرو

باب ہونے لگا اور حکومت شہنشاہی کو چونکہ خانہ جنگی سے فراغت ہوگئی تھی اس لئے بغاوت کے فرو کرنے اور قیام امن کی طرف متوجہ ہونیکا کافی موقع مل گیا۔ پیٹی لیس کیریالس کے ورود کے بعد باغی قبائل نے اطاعت کرلی۔ سیوبلیس نے "جزیرۂ" بٹاویا میں پناہ لی اور اس کے قبیلے نے بھی رومنوں کے آگے سر تسلیم خم کیا۔

ویسپاسین نے جس طریقہ پر افواج رائن کی دوبارہ تنظیم کی اس سے صاف ظاہر ہے کہ بغاوت کے اسباب و نتائج کو وہ خوب سمجھ گیا تھا۔ جو لیجن بغاوت میں شریک ہوئے تھے وہ فوج سے خارج کردیئے گئے اور ان کی جگہ دوسرے لیجنوں نے لے لی۔ اس کے ساتھ ہی دیسی فوج کی ہیئت ترکیبی بالکل بدل گئی۔ اے‌ؑ کے بعد ایسی افواج کا جو قبائل پر مشتمل ہوں سرحد رائن پر نشان تک نہیں ملتا کیونکہ ان میں سے بعض تو فوج سے خارج کردی گئیں اور بعض برطانیہ کو منتقل کردی گئیں۔ دیسی سرداروں کے بجائے افواج کی کمان رومن افسروں کو دے دی گئی۔ اس کے بعد عہد زیر تذکرہ میں رائن کے نشیبی صوبہ میں کبھی نقص امن نہ ہوا۔

اضلاع ماورائے رائن کا الحاق

رائن کی بالائی سرحد پر قیصران فلیوین کے عہد میں دریا کے پار والے اضلاع کا کامیابی کیساتھ الحاق کیا گیا۔

اس کے قبل بھی ان اضلاع کو فتح کرکے ایک صوبۂ جرمنی بالا قائم کیا گیا تھا مگر ۹ء میں رومن اس سے دست کش ہوگئے تھے۔ اس علاقہ میں جو قلعے اور مورچے تھے وہ زیادہ تر زمانۂ مابعد کے ہیں مگر اس میں شک نہیں کہ ان قلعوں کے درمیان جو ملک تھا اس کو ویسپاسین اور ڈومیشین نے فتح کیا تھا۔ اس کے جنوبی حصے میں (باڈن اور ورٹیم برگ) ایک زمانے میں قبیلۂ ہیلویٹی اور انکے بعد قبیلۂ مارکومانی آباد تھا مگر اس کے مشرق کی طرف ہجرت کرجانے کے بعد یہ ملک بالکل خالی ہوگیا تھا اور وہاں رومن تارک الوطن جابسے تھے اور غالباً اسی نوآبادی کی حفاظت کے لئے حکومت رومن نے بلا لحاظ آگسٹس کی وصیت کے اس ملک پر قبضہ کرلیا۔ مورخ ٹیسی ٹس نے ۹۸ء میں جب اپنی مشہور کتاب جرمانیا لکھی تو اس ملک پر رومنوں کا کامل قبضہ ہوچکا تھا جو غالباً ویسپاسین کی اُس فوج کشی کا نتیجہ ہے جو اس نے رائن کے پار والے اضلاع پر ۷۴ء میں کی تھی۔ مقام راٹ وائل پر قیصروں کی باضابطہ پرستش کے لئے ایک مندر بھی بنایا گیا۔

اس خطے کے شمالی حصے یعنے ضلع ٹاونس اور مین ندی کے نشیبی اضلاع کا الحاق غالباً اور ہی وجھوں سے ہوا اور بظاہر ڈامیشین کے زمانے میں عمل میں آیا ہوگا نہ کہ ویسپاسین کے۔ ویز باڈن کے

باب گرم چشموں اور قبیلۂ مٹیاکسی کے ضلع کے معادن کی وجہ سے رومن تارک الوطن اور ساہوکار اس نواح میں ویسپاسین کے عہد حکومت کے قبل ہی سے آباد ہونے لگے تھے۔ مگر اس کے الحاق کا اصل سبب یہ تھا کہ اس نواح کے زبردست قبیلۂ کاٹی اور اس کی شاخوں کی طرف سے ہمیشہ یورش کا خوف رہا کرتا۔ ڈروسس اکبر نے دو قلعے تعمیر کرائے تھے ایک مقام مائنز کے قریب رائن ندی کے راستے کو کھلا رکھنے کے لئے اور دوسرا اس سڑک کی حفاظت کے لئے جو مین ندی کی وادی کی طرف گئی تھی تاکہ جب قبائل کے لئے گوشمالی کرنے کی ضرورت ہو تو رومن افواج مائنز سے بآسانی بڑھ سکیں مگر غالباً ڈومیشین کا یہ خیال تھا کہ سوائے الحاق کے کوئی چارہ نہیں، اس لئے اس نے رائن ندی کو عبور کیا اور کچھ خفیف سی جنگ کے بعد ضلع ٹاؤنس کا الحاق کر کے سرحد کی بنا ڈال دی اور قلعے اور خندق بناکر اس کو محفوظ کر دیا جس کی وجہ سے قبیلۂ کاٹی رائن کی طرف بڑھ نہ سکتا تھا۔ ضلع مفتوحہ کے قبائل کے تعلقات بھی ان کے ہمسایوں سے منقطع ہوگئے۔ اس ضلع میں دو قبیلے سربرآوردہ تھے ایک مٹیاکسی اور دوسرا اوسی پی ای۔ ٹیسیٹس نے ۹۸ء میں بیان کیا ہے کہ ان میں کا پہلا وفادار تھا، اس سے خراج نہیں لیا جاتا تھا بلکہ صرف سپاہی لئے جاتے تھے اور دوسرے قبیلہ کی

ایک رجمنٹ اگریکولا کے زیر کمان برطانیہ میں مقیم تھی۔ باب ۱

دریائے رائن کے پار جو اضلاع قیصران ویسپاسین اور ڈومیشین نے فتح کرلئے تھے ان میں امن و امان قائم ہورہا تھا مگر ل۔ اینٹونیس صوبہ دار بالائی جرمنی نے بغاوت کردی جو مائنز کے دونوں لیجنوں کا سپہ سالار بھی تھا۔

اس کی بغاوت سے سخت پریشانی پھیل گئی۔ قیصر ڈومیشین نے بہ نفس نفیس روما سے روانہ ہونے کا ارادہ کیا اور ٹریجن ہسپانیہ سے واپس بلایا گیا۔ مگر قبل اس کے کہ ان دونوں میں سے کوئی موقع واردات پر پہنچ سکے ل۔ آپیس نار بانس سپہ سالار لیجن ہشتم مقیم اسٹرانس برگ نے بغاوت کو فرو کردیا۔ اس کام میں اس کو آسانی یوں بھی ہوگئی کہ دریائے رائن پر جو برف جما ہوا تھا وہ یکایک ٹوٹ گیا اور اینٹونیس کے جرمنی معاونین دریائے مذکور کو عبور نہ کرسکے۔ اس بغاوت کا ایک نتیجہ یہ ہوا کہ ایک مقام پر دو لیجن مقیم رہتے تھے اس طریقہ کو چھوڑ دیا گیا اور ہر لیجن کی چھاؤنی الگ کردی گئی۔

جدید علاقہ صوبہ دار بالائی جرمنی کے زیر نگرانی کردیا گیا۔ سرحد کی حفاظت کے لئے قلعوں کا زنجیرہ بنادیا گیا جن میں سے ہر ایک میں محافظ افواج مقیم تھیں۔ اور غیر معمولی ضروریات کے لئے مقامات مائنز و اسٹراس برگ پر ایک ایک لشکر مقرر کردیا گیا۔

باب ۱۰
دریائے ڈینیوب

سرحدات ڈینیوب کی حفاظت کے انتظامات اس درجہ مستحکم نہ تھے جتنے کہ سرحد رائن کے۔ ریٹیا اور نوریکم میں کوئی لشکر مقیم نہ تھا۔ پانونیا کی سرحد پر صرف گارننٹم میں فوجی چھاؤنی تھی اور اَیسکس کے مشرق میں ڈینیوب کے نشیبی ساحلوں پر ایک چھاؤنی بھی نہ تھی۔ مزید برآں ندی کی دوسری جانب کے ممالک میں قبیلۂ مارکومانی کے ملک سے لے کر مشرقاً بحیرۂ خزر تک جملہ قبائل میں بےچینی کے پریشان کن آثار نمایاں تھے۔ مگر قبائل مذکور کے حرکات و سکنات و ترک وطن کے حالات پر پردہ پڑا ہوا ہے اور اصلی حالات کی جھلک اسی وقت کچھ معلوم ہوتی ہے جب کوئی قبیلہ یا کچھ قبائل دوسرے قبیلوں کی کشاکش سے رومن سرحدات میں گھسنے کی کوشش کرتے۔ ٹ۔ پلاٹیس سلوانس قیصر نرو کے زمانے میں میسیا کا صوبہ دار تھا۔ اس کی لوح قبر پر کندہ ہے کہ اس نے ایک لاکھ اہل قبائل کو مع زن و بچہ پناہ دی جو ڈینیوب کے اس پار رہنے والے تھے؛ قبیلۂ سارماٹی کو نقل و حرکت سے باز رکھا اور قبائل باسٹرنی و راکزولانی کے بادشاہوں کو یرغمال دینے پر مجبور کیا۔ اس کتبے سے ظاہر ہے کہ سرحدات پر کس قسم کے واقعات پیش آیا کرتے تھے۔ ۶۹ء میں سلطنت روما میں خانہ جنگی شروع ہوجانے کی وجہ سے انھیں بادشاہوں کو یہ جرأت ہوی کہ وہ صوبۂ میسیا پر حملہ کریں

مگر انھیں سخت شکست ہوی۔ ۷۰ء میں انھوں نے سخت تر باب۱
یورش کی کیونکہ اہل ڈیسیا اور ان کے ہم نسل یعنے سارماٹی یازجی بھی ان کے ساتھ شریک ہوگئے تھے۔انھوں نے دریائے ڈینیوب کو عبور کیا اور دھاوا کرکے ان قلعوں پر قبضہ کرلیا جو معاون افواج کے زیر حفاظت تھے۔قریب تھا کہ وہ فوجی چھاؤنیوں پر بھی متصرف ہوجائیں،مگر میوسیانس نے جو مشرق سے اطالیہ واپس جارہا تھا راستے میں ان کا مقابلہ کرکے انھیں بھگادیا۔مگر ان یورشوں کے ساتھ ہی ساتھ ڈیسیا کی کوہستانی سلطنت کی قوت روز بروز بڑھتی جاتی تھی۔

ویسپاسین کے تخت نشین ہونے کے پندرہ سال بعد تک امن و اماں کا سلسلہ قائم رہا مگر اس امن وسکون نے اس کو سرحدات کے استحکام سے غافل نہ رکھا۔ کارننٹم کی فوجی چھاؤنی ازسرنو بنوائی گئی اور وسیع کردی گئی اور غالباً بمقام ونڈوبونا ایک دوسری چھاؤنی قائم کی گئی۔ ڈالماشیا میں جو دو لیجن مقیم تھے وہ سرحد کی طرف بھیجدیئے گئے اور مقامات راٹیاریا اور ایسکس پر جدید چھاؤنیاں بنائی گئیں۔

مگر ڈومیشین کے عہد حکومت میں اس نواح میں پھر عام بغاوت کے آثار نمودار ہوئے جس میں سوابو یا کے قبائل مارکومانی اور کواڈی، سارماٹی یازجی اور اہل ڈیسیا سب کے سب شریک تھے۔یہ امر بھی قابل لحاظ ہے کہ

باب اس بغاوت کا آغاز اسی زمانے میں ہوا جبکہ تخت ڈیسیا پر ڈیسی بالس متمکن ہوا جو وہاں کے بادشاہوں میں لایق ترین تھا۔

جنگ ڈیسیا (۸۵ یا ۸۶ سنہ ء) کا آغاز یوں ہوا کہ اہل ڈیسیا نے رومن صوبہ میسیا پر یورش کی جس میں وہاں کے صوبہ دار آپیس سابینس کو ہزیمت ہوی اور وہ لڑائی میں کام آیا۔ سال مابعد میں کارنیلیس فسکس افسر اعلیٰ افواج پریٹورین نے ایک زبردست فوج لے کر ملک ڈیسیا پر حملہ کیا مگر اس کی بھی وہی گت بنی اور اس کی اور اس کی فوج کی لاشیں ٹریجن کو ملیں۔ اس کے بعد ٹیٹیس جولیانس حملہ آور ہوا۔ یہ سپہ سالار زیادہ کامیاب رہا اور ڈیسیا کے دارالسلطنت سارمیزے گیتھوسا تک پہنچ گیا۔ ڈیسی بالس نے صلح کی درخواست جس کو ڈومیشین نے جو اہل سوایویا اور سرماشیا سے برسر پیکار تھا انھیں شرائط پر منظور کر لی جو اہل روما سرحدی لڑائیوں میں اپنے دشمنوں سے کیا کرتے تھے۔ مگر انھیں شرائط کو ٹریجن کے مداحوں نے باعث ننگ و عار قرار دیا ہے۔ اہل سوایویا و سرماشیا سے جو جنگ ۸۹ سنہ ء سے ۹۲ سنہ ء تک جاری رہی اس کے حالات بہت کم معلوم ہیں۔ صرف اس قدر پتہ چلتا ہے کہ اس جنگ میں قبائل مارکومانی، کواڈی اور یازجی شریک تھے اور اثناء جنگ میں ایک پورا رومن لیجن مع اپنے سپہ سالار کے تہ تیغ

ہوگیا۔ یہ بھی ظاہر ہوتا ہے کہ جب اس جنگ کو سر کیا تو باب فتح کی خوشی میں قیصر ڈومیشین نے کوئی جلوس نہیں نکالا اور قیصر نروا کے زمانے میں اہل سوایویا نے پھر سر اٹھایا۔ قبائل مذکور کی ان متواتر سرزنشوں کی وجہ سے رومنوں کو مزید اندفاعی تدابیر اختیار کرنی پڑیں۔ قبیلۂ یازجی کی روک تھام کے لئے ایک جدید فوجی چھاؤنی مقام ایکوئن کم پر قائم کی گئی اور صوبۂ میسیا کو دو حصوں میں منقسم کردیا گیا اور ہر ایک میں ایک ایک صوبہ دار مع ایک لیجن کے مقرر کیا گیا۔

برطانیہ سلطنت روما کے دو اور حصوں میں بھی یعنے برطانیہ اور سرحدات فرات پر قیاصرۂ کلیوین کو بڑی بڑی کامیابیاں ہوئیں۔ برطانیہ میں ۶۱ء میں سوئی ٹونیس پالینس کو واپس بلا لینے کے بعد رومن مقبوضات میں کوئی اضافہ نہیں ہوا۔ مگر ویسپاسین کی تخت نشینی کے بعد فتوحات کا سلسلہ پھر شروع ہوگیا۔ اس صوبہ کی عنان حکومت کئی سال تک لائق صوبہ داروں کے ہاتھوں میں رہی مثلاً پیٹلیس سیریالس (۷۱ تا ۷۴ء) جولیس فرانٹی نس (۷۴ تا ۷۸ء) اور کنے یس جولیس اگریکولا (۷۸ تا ۸۴ء) اور ان کی لگاتار کوششوں سے رومنوں کا اقتدار شمال میں دریائے فورتھ اور دریائے کلائڈ کے خط تک پہنچ گیا۔ ان معرکہ آرائیوں کا مستقل نتیجہ یہ ہوا کہ ضلع بیری گانٹیا مقبوضات رومن میں شامل ہوگیا۔ اس ضلع کا سربرآوردہ قبیلہ بریگانٹیس تھا

باب جس کی آبادی مرسی اور ہمبر ندیوں سے لیکر شمال میں سالوے اور دہانۂ ٹائن تک پھیلی ہوی تھی۔ ان دونوں مقامات کے درمیان ہیڈرین نے ایک فصیل بھی بنوادی تھی۔ یارک پر بھی قبضہ کرلیا تھا اور چیسٹر کی طرح یہ مقام بھی ایک فوجی مرکز ہوگیا جہاں سے شمال کی طرف فوجی مہمات روانہ ہوسکتی تھیں۔

ممالک مشرق

قیصر نیرو کے زمانے میں مملکت ہائے پانٹس و آرمینیا خورد کے الحاق سے مقبوضات روما کی حدود بالائے فرات اور آرمینیا بزرگ تک پہنچ گئی تھیں۔ مگر اس سرحد کی حفاظت کے لئے لیجنوں کا تقرر اب تک نہیں ہوا تھا البتہ صوبہ داران گالاٹیا و شام اس کی حفاظت کے ذمہ دار تھے۔ مگر صوبہ دار گالاٹیا کے زیر کمان کوئی لشکر نہ تھا اور دوسرے صوبہ دار کے لیجن اکثر مصروف رہا کرتے تھے۔ ۷۲ء میں انطاکس چہارم شاہ کماجینی معزول کردیا گیا اور اس کی سلطنت صوبہ شام میں ملحق کرلی گئی۔ اس طرح صوبۂ شام کی شمالی مغربی سرحدات صوبۂ کاپاڈوسیا کی جنوبی مشرقی سرحدات کے متوازی ہوگئیں۔ یہ صوبہ مع صوبجات پانٹس و آرمینیا خورد صوبہ دار گالاٹیا کے ماتحت کردیا گیا جو اس طور پر میلی ٹین سے لیکر شمال میں (ٹراپی زس) طرابزون واقع بحر اسود تک شرقی سرحد کی حفاظت کا ذمہ دار ہوگیا۔ اس سرحد کی حفاظت کے لئے متعدد لیجنوں کا اضافہ

ہوا۔ میلی ٹین اور اس کے شمال میں بمقام سا ٹالا فوجی چھاؤنیاں باب ۱
قائم کی گئیں۔ سیلیسیا شہنشاہی صوبہ قرار دیا گیا اور بعد تنظیم ایک لیگیٹ کے ماتحت کردیا گیا اور جب قیصر ٹائٹس نے یروشلم کو فتح کرلیا تو فلسطین کا بھی یہی انجام ہوا۔

ٹریجن (۹۸ء – ۱۱۷ء)
ٹریجن نے اسلاف روما کے گزشتہ کارناموں کو اپنی فتوحات سے روشن کیا جن کے مقابل میں قیصران سابق کے نسبتہً غیراہم عہد حکومت پر پردہ پڑگیا اور قیصر اور پامپی کی یاد تازہ کردی۔ ٹریجن گو بالطبع سپاہی منش تھا اور اس کے مزاج میں بیجا تفاخر بھی تھا مگر امر واقعی یہ ہے کہ اس کے علاوہ وہ اور خصائل پسندیدہ بھی رکھتا تھا۔ پلینی صوبدار بتھنیا کو اس نے جو ہدایتیں وقتاً فوقتاً کی ہیں اور جو اب تک محفوظ ہیں ان سے صاف ظاہر ہے کہ اس شہنشاہ کو تدبّر میں خاص دخل تھا۔ یہ بھی واضح رہے کہ سپاہی منش ہونے کی وجہ سے ہوس ملک گیری اس پر غالب نہیں رہتی تھی۔ فتح ڈیسیا اس کا سب سے بڑا کارنامہ ہے مگر اس سے غرض یہ نہ تھی کہ اپنا جوہر سپہگری دکھائے بلکہ اس میں خاص مصلحت یعنے سرحدات ڈینیوب کا استحکام ملحوظ تھا جو اس ندی کے پار رہنے والے قبیلوں کی یورش سے ہمیشہ معرض خطر میں تھیں۔ سلطنت ڈیسیا سوا یوی اور سارماٹی قبائل کے لئے گویا ایک مرکز تھی اور اس کا بادشاہ ڈیسی بالس کو روما کے خلاف ایک زبردست اتحاد قائم کرنیکا آرمینیس سے بھی زیادہ موقع تھا جس نے کسی زمانے میں

ب دریائے رائن پر علم بغاوت بلند کیا تھا۔ لیکن اگر یہ کوہستانی رُخ رومنوں کے قبضہ میں آجاتا تو مغرب، شمال اور مشرق کے نشیبی اضلاع بھی ان کے زیر اثر ہوجاتے اور وہ بغاوتونکو بآسانی فرو کرسکتے۔ اس کے علاوہ یہ مُلک معدنیات سے مالامال تھا اور یہاں کے باشندے جنگجو اور دلاور تھے۔

اہل ڈیسیا سے جنگ کا ہونا لازمی تھا کیونکہ ڈومیشین نے ان کے ساتھ جو صلحنامہ کیا تھا اس کے شرایط ایسے نہ تھے کہ امن قائم رہ سکے۔ ڈیسی باس نہ صرف جنگ کی تیاری میں مصروف بلکہ اس کے معاونین اہل سُوایو یا نے ۹۷ء میں جنگ کا سلسلہ آغاز کردیا۔ ٹریجن خوب سمجھتا تھا کہ معاملہ نازک ہے اور ۹۷ء سے جب کہ وہ بالائی جرمنی کا صوبہ دار ہوا ۹۹ء تک جبکہ وہ بکروفر شہنشاہی شہر روما میں واپس آیا وہ اس کے سلجھانے کی فکر میں رہا۔ سرحد رائن پر تہذیب و تمدن و حکومت بلدی کو ترقی ہوتی گئی مگر جوں جوں اس طرف سے اطمینان ہوتا گیا یہ امر مناسب خیال کیا گیا کہ مائنز اور اسٹراس برگ اور دوسری قریب تر فوجی چھاونیوں سے دریائے ڈینیوب کی سرحد تک سڑکیں بنائی جائیں جہاں جنگ چھڑجانیکا اندیشہ تھا۔ ان سڑکوں کا راستہ اس ملک میں سے تھا جو حال ہی میں رائن کے پار سلطنت روما میں ملحق کیا گیا تھا

اور ایک سڑک اس کے قبل اسٹراس برگ سے سرحد ایشیا تک
بن چکی تھی۔ ٹریجن نے اس سڑک کو سرحد ڈینیوب کے
وسط کی چھاؤنیوں تک پہنچا دیا۔ زمانۂ مابعد کے ایک
مصنف نے تو لکھا ہے کہ یہ سڑک بحیرۂ اسود تک
پہنچ گئی تھی۔ سلسلۂ رسل و رسائل کی تکمیل کے ساتھ ہی
ساتھ ٹریجن نے اس سرحد پر جو فوجیں پڑی ہوئی تھیں
اُن کا بھی بغور معائنہ کیا۔

۱۰۱ء کے موسم بہار میں ٹریجن روما سے پہلی مرتبہ
ڈیسیا پر حملہ آوری کے قصد سے روانہ ہوا۔ اس نے
اپنی فوج کو دو حصوں میں تقسیم کیا جس میں سے ایک حصہ
اس کے ہمرکاب تھا۔ اور ایک مغربی راستہ سے راہیٔ ڈیسیا
ہوا اور "درۂ آہنی" میں سے ہوکر اس ملک کے دارالسلطنت
سارمیزیگیتھوسا کی طرف بڑھا۔ اس معرکہ آرائی کے نتائج
مفید ثابت ہوئے مگر ۱۰۲ء کے موسم سرما میں ڈیسی بالس کو
ہزیمت ہوئی اور وہ مصالحت کا خواستگار ہوا۔ ٹریجن نے
اس کی سلطنت تو اسی کے قبضے میں رہنے دی مگر اہل روما
کی سیادت اس کو تسلیم کرنی پڑی۔ اس کے قلعے
توڑ ڈالے گئے، ہتھیار اور فوجی ذخائر اس سے لے لئے گئے
اور تھائیس ندی کی نشیبی اراضی سے بھی وہ بیدخل کر دیا گیا۔
آیندہ کے لئے وہ انھیں سلطنتوں سے ارتباط رکھ سکتا تھا
جن سے رومنوں سے مصالحت تھی۔ اس سے یہ بھی عہد

باب لیا گیا کہ نہ سپاہ روما کے فراریوں کو پناہ دے اور نہ رومن مقبوضات کے باشندوں کو اپنی فوج میں شریک کرے۔ شرائط مذکورۂ بالا کی پابندی کرانے کے لئے رومنوں نے اپنی فوج کا ایک دستہ اس کی دارالسلطنت میں چھوڑ دیا۔

ٹریجن ۱۰۲ء میں روما میں واپس آیا تاکہ سال ۱۰۳ء کا آغاز بحیثیت کانسل کرے۔ مگر دو سال کے بعد پھر اس کو میدان جنگ میں آنا پڑا کیونکہ ڈیسی بالس علانیہ شرائط صلح کی خلاف ورزی کر رہا تھا۔ روما خبر پہنچی کہ اس نے ہتھیار جمع کرلئے تھے۔ قلعوں کو دوبارہ تعمیر کرا رہا تھا اور معاونین کی تلاش میں تھا اور عجب نہیں کہ اس نے خود ہی جنگ بھی شروع کردی ہو۔ مجلس سینیٹ نے اعلان جنگ کردیا اور ٹریجن روما سے ۱۰۴ء کے اواخر یا ۱۰۵ء کے اوائل میں روانہ ہوا مگر اس نے پیش قدمی نہایت آہستگی سے کی۔ کچھ وقت تو اس نے صوبۂ میسیا میں گزارا اور غالباً ۱۰۶ء کے موسم بہار میں اس نے ڈینیوب کو عبور کیا۔ حسب سابق اس نے اپنی فوج کو دو حصوں میں منقسم کردیا اور اطمینان کیساتھ آگے بڑھتا گیا کیونکہ راستہ نہایت دشوار گزار تھا۔ ڈیسی بالس کے دارالسلطنت کے قریب فوج کے دونوں حصے مل گئے اور دھاوا کرکے اس پر قبضہ کرلیا۔

ڈیسی باس نے مع اپنے کئی سرداروں کے خودکشی بابلا کر لی۔

سلطنت ڈیسیا کا قیام اب خلاف مصلحت تھا۔ اہل ڈیسیا کے ساتھ رومنوں نے وہی سلوک کیا جو اقوام مفتوحہ کے ساتھ کرتے تھے۔ ان میں سے جو باقی رہ گئے وہ یا تو غلام بنا کر فروخت کردیئے گئے یا شمال کے صحرائے ناپیداکنار میں پناہ لینے پر مجبور ہوئے یا افواج روما میں بھرتی کرکے دور دراز سرحدی مقامات پر بھیجدیئے گئے۔ ملک ڈیسیا سلطنت روما میں شامل ہوگیا اور بعجلت ممکنہ وہاں صوبہ داری انتظام قائم کیا گیا جس سے ثابت ہوتا ہے کہ ان انتظامات کے متعلق ٹریجن نے پہلے ہی سے تصفیہ کرلیا تھا۔ جدید صوبے میں فوجی مصالح اور معاشی اغراض کے لحاظ سے زیبن برگسن (سست پہاڑ) کا سطح مرتفع نہایت اہم تھا اور یہی اس کا مرکز بن گیا۔ اسی ضلع میں بمقام آپولم ڈیسیا کی افواج اور صوبہ دار کا مستقر تھا۔ ڈیسی بالس کے دارالسلطنت میں رومنوں نے ایک نوآبادی قائم کی اور مجلس صوبہ کے اجلاس بھی وہیں ہونے لگے۔ سڑکیں بنائی گئیں، کان کنی کا کام شروع کردیا گیا اور سلطنت کے ہر گوشے سے لوگ آآکر اس صوبے میں آباد ہوگئے۔ صوبۂ مذکور میں وہ نشیبی ضلع بھی شامل تھا جس میں سے وہ سڑکیں

سے گزرتی تھیں جن کے ذریعے سے سطح مرتفع مذکور اور دریائے ڈینیوب اور الیری صوبوں کے درمیان سلسلۂ آمد و رفت قائم تھا۔ اس ضلع کے مغرب میں نشیبی اضلاع کی حفاظت تھائیس ندی تک صوبہ دار بالائی میسیا اور اس کی افواج سے متعلق تھی مشرق میں دریائے آلوٹا کے اُس پار سرحدات کی حفاظت کا صوبہ دار نشیبی میسیا ذمہ دار قرار دیا گیا۔ انتظامات مذکورۂ بالا سے صوبۂ ڈیسیا گویا دریائے ڈینیوب پر سلطنت روما کا ایک فوجی ناکہ ہو گیا اور اس کے کنارے کنارے فوجی چھاؤنیاں جدید حالات کے لحاظ سے قائم کر دی گئیں۔ ڈینیوب کے پار والے اضلاع بھی رومنوں کے قبضہ میں جو آ گئے تھے اس لئے راٹیا ریا اور اسیکس سے افواج بوجہ عدم ضرورت اُٹھا لی گئیں۔ مگر قبیلۂ یازجی کی روک تھام کے لئے ایک جدید چھاؤنی اکومنکم اس مقام پر قائم کی گئی جہاں دریائے تھائیس ڈینیوب سے آ کر ملتی ہے اور مقام برگیٹیو میں ایک دوسری چھاونی قائم کی گئی تاکہ ان راستوں کی نگرانی ہو سکے جو راستے قبیلۂ کواڈی کے اطراف میں نکالے گئے تھے۔ صوبۂ پانونیا کا جو حصہ اکومنکم کے شمال میں ڈینیوب کے محاذی ہے وہ ایک علیحدہ صوبہ پانونیا زیرین قرار دیا گیا، مشرق میں الوٹا ندی کی دوسری جانب تین فوجی چھاؤنیاں نووے، ڈوروس ٹورم، اور تھریس میس

باب قائم کی گئیں اور میسیا اور تھریس کے سواحل کے یونانی
شہروں کو شمال و مشرق کی طرف کے حملوں سے محفوظ رکھنے
کے لئے ایک فصیل دوبروجا کے پار ڈینیوب سے سمندر تک
تعمیر کی گئی۔

ٹریجن سرحد ڈینیوب کے مکمل استحکام سے اس نواح میں
مشرقی پچاس سال تک امن رہا جس سے ثابت ہوتا ہے کہ
مہمیں ٹریجن نرا سپاہی ہی نہ تھا۔ مگر اس کی مشرقی معرکہ آرائیوں
۱۱۴–۱۱۶ کے متعلق یہ رائے نہیں قائم کی جاسکتی کیونکہ اس کو
ہوس ملک گیری بڑھ گئی تھی اور چندروزہ کامیابی کے بعد
اس کا انجام نہایت حسرتناک ہوا۔

سلطنت کے اس گوشے میں بھی سرحدات کے
استحکام ہی کی طرف پہلے وہ متوجہ ہوا، جس کی ابتداء
قیصران فلیوین کے زمانے میں ہوچکی تھی۔ غالباً سنہ ۱۰۰ء
میں اضلاع کاپاڈوسیا، پانٹس اور آرمینیا خورد صوبۂ گلاٹیا
سے علیحدہ کرکے ایک دوسرے صوبہ دار کے ماتحت کردیئے
گئے جس کا اعزاز کانسلوں کے مساوی تھا اور جو (ٹراپی زس)
طرابزون سے صوبۂ شام کی شمالی حدود تک بالائی فرات
کی سرحد کی حفاظت کا ذمہ دار تھا۔ اس کے جنوب میں
دو ریاستوں کے الحاق سے صوبۂ شام کی سرحدات بھی
مستحکم ہوگئیں۔ ان میں سے ایک تو تھیروڈ ایگریپا کی سلطنت
تھی اور دوسری بناطیوں کی تھی جو وہاں کے بادشاہ کے

بابل لاولد مرجانے سے ۱۰۶ئہ میں سلطنت روما میں شامل کرلی گئی۔ یہ ملک فلسطین اور صحرائے عرب کے درمیان واقع تھا۔ رومنوں نے اس جدید صوبہ کا نام "عربستان حجری" رکھا۔ اس صوبے کے علاوہ ٹریجن نے ممالک مشرق کے رومن مقبوضات میں کوئی اہم اور مستقل اضافہ نہیں کیا۔

سرحدات کے استحکام کے لئے جو عملی تجاویز ٹریجن نے اختیار کیں ان کے علاوہ دریائے فرات کے پار مُلک پارتھیا پر فوجکشی کرنے کے کیا اسباب ہوے ان کا تاریخوں میں بہت کم ذکر ہے یہ صحیح ہے کہ رومنوں کی مرضی سے جو پارتھی شہزادہ مُلک آرمینیا کا حکمراں بنایا گیا تھا اس کو پارتھی کے بادشاہ خسرو نے معزول کردیا۔ اور ایک دوسرے پارتھی شہزادہ پارتھاماسیرس کو اس کے بجائے وہاں کا بادشاہ بنادیا۔ یہ امر ۶۳ئہ کے معاہدے کے خلاف تھا مگر خسرو مصالحت پر آمادہ تھا اور چاہتا تھا کہ جس شخص کو اس نے آرمینیا کا بادشاہ نامزد کیا ہے، اس کو ٹریجن بھی تسلیم کرے اور اپنی طرف سے تخت و تاج عنایت کرے۔ یعنے حسب سابق ملک آرمینیا پر روما کی سیادت قائم رہے۔ رومن لیجن سرحد فرات پر موجود تھے اس لئے ٹریجن کے وہاں بذاتِ خود جانے کی بھی

ضرورت نہ تھی۔ ممکن ہے کہ اس کو شاہ پارتھیا کے ساتھ باپ
ذاتی عناد ہو کیونکہ اس نے ڈیسی بالس کے ساتھ بیجا
ہمدردی ظاہر کی تھی۔ مگر غالبًا اس معرکہ آرائی کا اصل سبب
یہ تھا کہ پارتھاماسیرس شاہ آرمینیا نے ملک شام پر حملہ
کردیا تھا جس میں رومنوں کو ہزیمت ہوی اور اس نے
ساموساٹا پر قبضہ بھی کرلیا تھا۔ قدیم مورخین نے ان
واقعات کا جستہ جستہ تذکرہ کیا ہے۔ اکٹوبر ۱۱۳ء میں
ٹریجن روما سے مشرق کے ارادے سے روانہ ہوا اور اس کا
قصد صرف یہی نہ تھا کہ اس نواح کے حکمرانوں کو
مرعوب کرنے پر اکتفا کرے، کیونکہ اس نے اپنے ساتھ
ایک زبردست فوج لے لی تھی جس میں مغرب کے
چیدہ سپاہی اور تجربہ کار افسر شامل تھے اور اراکین سینیٹ
کی بھی تعداد کثیر اس کے ہمرکاب تھی۔ بعض لوگوں نے
اسے مصالحت پر آمادہ کرنا چاہا مگر ان کے مشورے پر
اس نے مطلق التفات نہ کیا۔

جنوری ۱۱۴ء میں ٹریجن داخل شہر انطاکیہ ہوا
اور وہاں سے بڑھ کر اس نے ساموساٹا پر دوبارہ قبضہ
کرلیا۔ وہاں سے قیصران فلیوین نے جو سرحدی سڑک
بنائی تھی اس سے براہ ملی ٹین ساٹالا پہنچا۔ اس مقام پر
اس نے ایک دربار منعقد کیا جس میں کولکس، ایبریا،
البانیا اور سواحل بحر اسود کے حکمران اور سردار اظہار عقیدت کے لئے

بار حاضر ہوے۔ساٹالا سے روانہ ہوکر وہ ملک آرمینیا میں داخل ہوا۔پارتھاماسیرس بمقام الیگیا اس کی خدمت میں حاضر ہوا۔ٹریجن رومن چھاونی کے مدخل پر ایک بلند تخت پر بیٹھا ہوا تھا۔شہزادۂ پارتھیا وہیں حاضر ہوا اور اپنا تاج اس کے قدموں پر رکھکر بعجز والحاح اسکے واپس عنایت ہونے کا خواستگار ہوا۔اسی اثنا میں سپاہیوں نے نعرے لگانے شروع کئے، جس سے وہ خائف ہوکر بھاگ کھڑا ہوا، مگر سپاہی اس کو پھر پکڑ لائے۔ اس نے پھر منت سماجت شروع کی مگر دربار عام میں حکم معزولی و موت سنادیا گیا۔ملک آرمینیا سلطنت روما میں شامل اور ایک رومن صوبہ دار کے ماتحت کردیا گیا۔

سال مابعد (۱۱۵ء) میں ٹریجن نے بلا زحمت عراق عرب کے شمالی حصے پر قبضہ کرلیا۔بیان کیا گیا ہے کہ اڈیبسا میں ابگارس شاہ آسرین سے شرائط صلح طے کئے، اینتھمی موسیا اور نواح کے اضلاع کے شیوخ عرب نے اس کی اطاعت قبول کی اور معزبی اڈیابینی میں نسیبی بس اور سنگارا پر اس نے قبضہ کرلیا۔اس طرح عراق عرب بھی آرمینیا کی طرح رومن صوبجات میں شامل ہوگیا۔

ٹریجن کی مشرقی معرکہ آرائیوں کے اختتام کے کچھ ہی قبل ڈسمبر ۱۱۵ء میں شہر انطاکیہ میں ایک

مصیبت انگیز زلزلہ آیا، جس سے بقول راویوں کے ٹریجن بابُ امداد غیبی سے بچ گیا۔ لوگوں کا خیال تھا کہ دیوتاؤں نے اس کو اس زلزلے سے متنبہ کیا تھا کہ جنگ و جدال سے باز آئے مگر اس نے اس تنبیہ کا کچھ خیال نہ کیا۔ ۱۱۶ء کی حملہ آوری کا آغاز یوں ہوا کہ دریائے دجلے کی طرف رومنوں نے پیش قدمی کی، مشرقی اڈیابینی پر حملہ کیا گیا اور بظاہر یہ ضلع فتح بھی ہو گیا مگر ملک اشور کا صوبجات رومن میں شامل ہونا مشتبہ ہے۔ دریائے دجلے کو دوبارہ عبور کرکے ٹریجن براہ فرات بلا مزاحمت بابل پہنچا اور وہاں سے ٹیسی فان (قصر شیریں) جہاں خسرو کی بیٹی (آرساسیڈ) اسیر ہو گئی اور شاہان اشکانیاں کا تخت بھی اس کے قبضہ میں آگیا۔ اس کے سپاہیوں نے تیرھویں اور آخری مرتبہ اس کے فتح کی سلامی اتاری۔ اس کے بعد جو سکے مسکوک ہوئے ان پر اس نے اپنے نام کے ساتھ الفاظ "فاتح پارتھیا" منقوش کرائے اور فاتح پارتھیا کا لقب بھی اختیار کیا۔ قصر شیریں سے ٹریجن نے خلیج فارس کی طرف شہنشاہان مشرق کی شان و شوکت کے ساتھ سفر کیا۔ اب وہ ہوس ملک گیری سے سرشار تھا اور اسے یہ دھن تھی کہ ایسی عظیم الشان فتوحات حاصل کرے کہ لوگ سکندر اعظم کے کارناموں کو بھول جائیں۔

بابا عین اسی وقت اس پر قہر آلہی نازل ہوا۔جدید ممالک مفتوحہ میں عام بغاوت پھیل گئی تھی اور اندیشہ تھا کہ یہ سب ممالک اس کے قبضے سے نکل جائیں۔اس کا ایک صوبہ دار مارڈالا گیا اور اس کی پلٹن تہ تیغ کردی گئی۔ٹریجن کے ایک افریقی افسر لیوسیس کوائیٹس کو ایک حد تک کامیابی ہوی مگر اہل پارتھیا کو مطمئن کرنے کے لئے وہ مجبور ہوا کہ خسرو کے ایک بیٹے پارتھا ماس پاٹس کو وہاں کا بادشاہ تسلیم کرے اور شمالی عراق کی طرف واپس ہو مگر اس کی یہ رجعت خطرے سے خالی نہ تھی اور اس کا نقصان بھی ہوا۔انطاکیہ میں وہ تھکا ماندہ اور بحالت بیماری پہنچا مگر وہاں آکر بھی اسے چین نصیب نہ ہوا کیونکہ یہودیوں نے بغاوت کردی تھی۔اس نے قصد کیا کہ عراق واپس ہوکر باغیوں کی گوشمالی کرے لیکن علالت کی وجہ سے مجبوراً اس نے وطن کا رخ کیا۔مگر وہاں پہنچنے نہ پایا اور راستے ہی میں بمقام سیلیوکیا (صوبۂ سلیسیا) اگست ۱۱۷ء میں انتقال کیا۔اس طرح بقول ایک قدیم مورخ کے "اس کی محنت بیکار گئی"

ہیڈرین ۱۳۸ء تا ۱۱۷ء اس کا جانشین ہیڈرین بھی سپاہی منش تھا اور جنگ ڈیسیا میں شریک رہنے کے بعد اب ملک شام کا صوبہ دار تھا۔مگر امن پسند اور صاحب تدبیر ہونے کی وجہ سے اسے بجائے فتوحات کے سلطنت کی

فلاح و بہبود کا زیادہ خیال تھا۔ ٹریجن کی معرکہ آرائیوں باب
اور ان کے افسوس ناک نتائج کی وجہ سے عام بددلی اور
بیچینی پھیل گئی تھی اس لئے ہیڈرین سرحدات کے
استحکام اور قیام امن کی طرف متوجہ ہوا۔ ٹریجن کے
مشرقی فتوحات میں سے صرف "عربستان حجری" ہی
رومنوں کے قبضے میں باقی رہا تھا۔ خسرو پھر پارتھیا کا
بادشاہ ہوگیا اور آرمینیا میں بجائے رومن صوبہ دار کے
ایک بادشاہ مالک تخت و تاج ہوگیا۔ یہودیوں کی بغاوت
کی وجہ سے شہر یروشلم کے کھنڈروں میں ایک رومن
نوآبادی قائم کی گئی۔ ۱۳۲-۱۳۵ء میں یہودیوں نے پھر
بغاوت کی اور جان توڑکر اپنی آزادی کے لئے لڑے
مگر ان کی کوششیں بے سود ثابت ہوئیں اور رومنوں
نے بیرحمی کے ساتھ ان کو ملک یہودیہ سے نکال دیا۔
سرحدات کی حفاظت کا ہیڈرین کو حددرجہ خیال تھا
جس کا ثبوت آرین کی تصانیف سے ملتا ہے جو
صوبۂ کاپاڈوسیا میں اس کا نائب تھا۔

ڈیسیا حسب سابق رومنوں کے قبضے میں
رہا مگر اس کے دو حصے کردیئے گئے جس سے اس کے
نظم و نسق کی اصلاح ہوگئی۔ سطح مرتفع علیحدہ صوبہ بالائی ڈیسیا
قرار پایا اور اسی ضلع میں نائب شاہی مع افواج مقیم تھا۔
اس صوبے اور ڈینوب کے درمیان جو نشیبی ضلع تھا

باب وہ زیریں ڈیسیا وہ ایک پروکیوریٹر کے تحت کر دیا جن کی زیرکمان صرف معاون افواج تھیں۔ ہم نے بیان کیا تھا کہ ٹریجن نے سرحدات رائن اور ڈینیوب کے درمیان سڑکیں بنانے کی ضرورت محسوس کی تھی اور غالباً انھیں سڑکوں اور رائن کے پار والے علاقہ کی حفاظت کے لئے جس کا قیصران فلیوین نے الحاق کیا تھا ایک عظیم الشان فصیل بنائی گئی، جس کے آثار اب بھی کیلھائم واقع ڈینیوب سے رائن بروِل واقع رائن تک باقی ہیں۔ اس فصیل کے دو حصے ہیں ایک مغرب میں کیل ہائم سے لورخ تک جو صوبۂ ریٹیا کی شمالی سرحد ہے اور دوسرا لورخ کے ٹھیک شمال سے دریائے مائن تک جو ضلع ٹانس اور اضلاع ملحقہ ویسپاسین و ڈامیشین کو وحشیوں کے حملوں سے محفوظ رکھتی تھی۔ اس فصیل کی تعمیر میں ہیڈرین کا بھی بڑا حصہ ہے کیونکہ سوانح نویس بیان کرتا ہے کہ کئی مقامات پر اس نے وحشیوں کو دور رکھنے کے لئے چوبی فصیلیں بنائی تھیں۔ اسی قسم کی ایک فصیل ہیڈرین نے شمالی برطانیہ میں ٹائن ندی کے دہانے سے سالوے تک بنائی تھی۔

صوبۂ افریقہ میں اس نے شہر لام بیسس کو تیسرے لیجن کا مستقر قرار دیا جس کے آثار باقیہ سے ظاہر ہوتا ہے کہ سرحدی صوبجات میں رومن لیجنوں کی

زندگی کس طرح گزرتی ہوگی۔ فوجی چھاؤنیوں کے عقب اور باب
نواح میں رومن نوآبادیوں اور شہروں کا حلقہ ہوا کرتا تھا
جس میں سے اکثر ہیڈرین یا ٹریجن کے زمانے میں
قائم نہیں ہوے تو وہاں کی حکومت بلدی ان کے
زمانے میں ضرور قائم ہوی ہوگی ۔ ان نوآبادیوں سے
سرحدی افواج کے سپاہی بھرتی کئے جاتے تھے ۔

ٹریجن کی معرکہ آرائیوں اور ہیڈرین کے مدبرانہ
طرز عمل سے عرصہ تک سلطنت روما میں سوائے چند
چھوٹی چھوٹی سرحدی لڑائیوں کے امن و سکون رہا۔ مگر مارکس آریل
مارکس آریلیس کی بدقسمتی تھی کہ اُس کو وحشیوں ۱۶۰–۱۰
کی ایک ایسی زبردست یورش کا مقابلہ کرنا پڑا، جس کا جنگ مارکو
اس سے قبل کسی شہنشاہ کو نہیں کرنا پڑا تھا۔ ڈینیوب
کے پار کی اقوام نے یکایک ایکا کرکے کوشش کی کہ
رومن سرحدات میں گھس کر رومن مقبوضات میں آباد
ہوجائیں۔ احتمال ہے کہ دوسری قومیں عقب سے ان کو
آگے بڑھنے پر مجبور کررہی ہوں حملہ آوروں میں سربرآوردہ
قبائل مارکومانی، کواڈی، یازجی اور وانڈال وغیرہ تھے۔
جنگ پارتھیا میں شریک ہونے کے لئے ڈینیوب سے
کچھ فوج ہٹالی گئی تھی جس سے وحشیوں کو موقع مل گیا
کہ صوبۂ پانونیا میں گھس پڑیں۔ دوسو سال کے بعد یہ
پہلا موقع تھا کہ اطالیہ کی متبرک زمین میں وحشیوں کے

بابل قدم پہنچے۔ انھوں نے ۱۶۷ء میں ایکویلیا کا محاصرہ کرلیا اور شہر آپی ٹرگیسیم کو جلادیا اور صوبجات ریٹیا اور نوریکم پر وقت واحد میں حملہ کردیا۔ رومنوں نے اس حملے کو دفع کرنے کے لئے مشرق سے افواج کو واپس بلایا مگر افواج کو دور میں طاعون پھیل گیا اور ان کا خاتمہ کردیا۔ رومن ان واقعات سے سخت سراسیمہ ہوگئے۔ سلسلۂ جنگ مارکس کے انتقال تک (جو وِنڈوبونا میں ہوا) (۱۸۰ء) قائم رہا۔ اور گو سرحدات حسب سابق رہیں مگر اس حملے کے دفع کرنے میں سلطنت کے ذرائع ختم ہوگئے جس کا اثر صدیٔ مابعد میں صاف ظاہر ہوگیا۔ اسی جنگ کے بعد سے رومن مقبوضات سرحدی میں وحشیوں کو آباد کرنیکا سلسلہ شروع ہوا جس کے نتائج آخر میں جاکر حددرجہ مضر ثابت ہوئے۔ صوبہ جات سرحدی میں پورے قبائل آباد کردیئے گئے بلکہ اطالیہ میں بھی بمقام راوینا ایک قبیلہ آباد کردیا گیا، اور یہ سب افواج روما میں بھرتی کرلئے گئے۔

اوڈیس کاسیئس کی بغاوت۔ جنگ مذکورہ ہی سلطنت روما کے آیندہ مصائب کا پیش خیمہ نہ تھی۔ تیسری اور چوتھی صدی میں منصب شہنشاہی کے متعدد دعوےدار پیدا ہوگئے تھے اسی طرح اس زمانے میں بھی ایک سپہ سالار ایڈیس کیاسیس نے جنگ پارتھیا (سنہ ۱۶۲ تا ۱۶۶ء) میں کامیابی حاصل کرنیکے بعد

اقتدارات شہنشاہی حاصل کرنے کی کوشش کی مگر ناکامیاب رہا۔ باب

عہد زیر تذکرہ کے عام حالات

سرحدات پر وحشیوں کی مسلسل یورشوں اور ان کی حفاظت میں اخراجات کا بارگراں جو خزانۂ شاہی پر پڑ رہا تھا اس کے باوجود یہ عہد (۶۹ تا ۱۹۳ء) اس تعریف کا مستحق ہے جو مورخین نے کی ہے۔ کیونکہ اس عہد کے قیصران زیادہ تر لایق اور سرگرم تھے، نظام حکومت مکمل ہوچکا تھا، تہذیب و تمدن کا اثر خواہ وہ لاطینی ہو یا یونانی سلطنت کے ہر گوشہ میں پہنچ گیا تھا اور ادبی مذاق عام ہوگیا تھا۔ مگر اس عہد کے اواخر میں انحطاط کے آثار شروع ہو گئے تھے۔ حکومت بلدیہ کی توسیع کی بہ نسبت اس عہد کے اواخر میں قدیم صوبجات میں بلدیات روبہ انحطاط تھے، خدمات بلدی اب باعث اعزاز نہ خیال کی جاتی تھیں بلکہ لوگ اس سے بچنے کی کوشش کرتے تھے اور شہنشاہان وقت جس کو چاہتے خدمت بلدی سے مستثنیٰ کردیتے؛ خدمات مذکور پر دوسری صدی کے بعد انتخاب کے ذریعہ سے تقرر نہ کیا جاتا بلکہ دوسری عام خدمات کی طرح یہ خدمات بھی مقامی سنیٹوں کے اراکین کے سپرد ہوگئیں جن اراکین کو "ڈی کیوریون" کہتے تھے۔ مورخ پلینی نے بیان کیا ہے کہ لوگ ان خدمات کو قبول کرنے پر مجبور کئے جاتے تھے اور انہیں

باب نے بیان کیا ہے کہ شہنشاہی قوانین میں نہایت شرح وبسط کے ساتھ ان وجوہ کی تفصیل تھی جس بناپر کوئی شخص اس خدمت سے مستثنیٰ کیا جاسکتا۔اس سے صاف ظاہر ہے کہ یہ خدمت ایسی تھی کہ لوگ اس سے گلو خلاصی حاصل کرنا چاہتے تھے مگر یہ خدمت موروثی تھی لہذا مستثنیٰ ہونے میں دقّت واقع ہوتی تھی۔بلدیات پر روز افزوں شہنشاہی نگرانی کا ہم ذکر کرچکے ہیں اور مالی معاملات میں بھی اس کا مدارکار قیصر کی ذات پر تھا۔

حکومت اور ادبیات

عہد زیر تذکرہ میں اہل علم بھی قیصروں کے دست نگر ہوگئے تھے۔اس کے قبل اہل علم کو جمہوری طبقۂ امرا کے ساتھ گہرا تعلق تھا مگر اس طبقہ کے معدوم ہوجانے کے بعد یہ تعلق بھی ختم ہوگیا۔قیصران فلیوین کے زمانے میں بھی اہل علم کو قیصروں سے کچھ پرخاش تھی مگر ہیڈرین کے زمانے تک یہ بالکل زائل ہوچکی تھی فلسفی بھی قیصروں کے حلقہ بگوش ہوچکے تھے اور سیاسیات سے علیحدہ ہوکر اخلاق کی تعلیم دینے لگے تھے۔عہد مذکور کے مشہور مصنف اور مدرس نہ صرف قیصروں کے احباب ومتوسّلین میں سے تھے بلکہ حکومت کے تنخواہ دار ملازم تھے اور فرمانروایان وقت کے فرامین سے ان کو خاص حقوق بھی ملے تھے۔ان میں سے اکثر جدید طبقۂ امراء میں داخل ہوگئے تھے اور بعض اعزاز کا نسلی سے بھی

سرفراز ہوئے ۔ ماہرین قوانین رومن کا بھی یہی حشر ہوا۔ عہد زیر تذکرہ باب کے نصف اوّل میں مقنّن زیادہ تر اعلیٰ خاندانوں کے افراد ہوتے۔ جن کے لئے مطالعہ و توضیح قوانین ایک مشغلہ تھا نہ کہ پیشہ، مگر نصف آخر کے مقنّنین تیسری صدی کے وکلاء کی طرح کم اصل لوگ تھے جنھوں نے قیصر کے زمرۂ ملازمت میں تجربہ حاصل کیا تھا اور بلحاظ اپنی لیاقت کے اس کی مجلس خاص کے رُکن یا خدمت پریٹورین پریفیکٹ پر فائز ہوگئے تھے ۔

قدامت پسندی

اس زمانے کے تمدن اور ادبیات میں دو اور خصوصیتیں ہیں جن کا تذکرہ ضروری ہے۔ قدامت پسندی جس کا کوئن ٹیلین نے مذاق اڑایا تھا اب عام ہوگئی تھی۔ اکثر لوگ جمہوریت کے ظاہراً مداح تھے مثلاً پلینی ثانی اور مورخ ٹیسی ٹس اور ان کے احباب بروٹس اور کیاسیس کی یاد کو تازہ کرنا چاہتے تھے مگر لطف یہ تھا کہ یہ لوگ قیصر کے تنخواہ دار ملازم بھی تھے۔ اسی طرح ادبیات میں یہ لوگ کیٹو اور اینیس کو سسرو اور ورجل پر ترجیح دیتے تھے خود قیصر ہیڈرین نے کیٹو کی متابعت میں ڈاڑھی بڑھالی تھی اور بیان کیا گیا ہے کہ خارجی معاملات میں اپنے طرز عمل کو وہ کیٹو کے خیالات کے بموجب قرار دیتا تھا۔ فنون لطیفہ میں بھی قدامت پسندی کا زور تھا مگر بجائے رومن نمونوں کے زیادہ تر یونانی نمونے کی نقل

بابل ہونے لگی تھی۔ اسی طرح اطالیہ کے بعض شہروں نے اپنی قدیم روایات کو تازہ کرنا چاہا۔ اہل کاپینا نے دعویٰ کیا کہ ان کا شہر قدیم حلیف شہروں میں سے ہے، اور اہل یودیلی نے اس قدیم تعلق کو تازہ کرنا چاہا جو تعلق ان کی بستی کو البالانگا سے تھا۔ مگر اسی قدامت پسندی سے کوئی مفید نتیجہ مترتب نہ ہوا۔ یہ صرف انحطاط کا معین تھا اور کچھ نہیں، اس سے احیاءِ علوم عمل میں نہیں آیا جیسا کہ پندرھویں صدی میں ہوا۔

آگسٹس کا مقصد صرف یہی نہ تھا کہ قوم لاطینی کی سیادت قائم رہے بلکہ تمدن لاطینی کا اثر بھی غالب رہے۔ اور گو یونانی تمدن کی توسیع میں رومن مزاحم نہیں ہوئے خصوصاً اُن اضلاع میں جہاں اس کا رواج تھا مگر اس تمدن کی حالت محض ادنیٰ تھی۔ قیصر نیرو تمدن یونانی کا خاص مداح تھا جو اہل روما کو ناگوار تھا اِسی لئے قیصرانِ فلیوین کے زمانے میں بھی تمدن لاطینی غالب تھا بلکہ ٹریجن کے زمانے کے بھی دو سب سے مشہور مصنفین باشندگان اطالیہ تھے مگر یہ حالت عرصہ تک قائم نہیں رہ سکتی تھی کیونکہ ملک اطالیہ اور قوم حکمراں کے درمیان جو حد فاصل تھی وہ رفتہ رفتہ ٹوٹتی جاتی تھی اور سابق کے تنگ خیالات: یعنے رومنوں کے تفوق کے بجائے تمام سلطنت میں ایک جدید ہمہ گیر تمدن اپنا اثر

کر رہا تھا۔ سسرو کے زمانے میں یونان کے اہل علم رومن امراد بابا کے متوسلین میں تھے۔ مگر ہیڈرین کے زمانے میں سینٹ کی رکنیت سے اور خدمت کانسلی سے فائز ہونے لگے تھے جس سے زمانے کا رنگ ظاہر ہوتا ہے۔ مشرقی تصوف کے معلمین مشرقی ایشیائے کوچک اور شام سے آکر دربار شہنشاہی میں داخل ہونے لگے تھے اور ان کے معتقدین کی بھی تعداد کثیر تھی۔

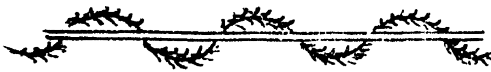
اس ہمہ گیر تمدن کے جاری ہوجانے سے ان سیاسی تغیرات کا ثبوت ملتا ہے جو سلطنت کے نظم و نسق میں قیصروں کی حکومت کے استحکام کی وجہ سے پیدا ہوگئے تھے اور اس اتحاد کا بھی جس کے قیام میں شہنشاہان وقت کوشاں تھے۔ مگر یہ تمدن باوجود اپنی وسعت اور ظاہری خوش نمائی کے نہ کچھ ترقی کرسکا نہ اس کی ترکیب میں اتحاد کا عنصر تھا۔ خاندان اینٹونائن کے قیصروں کے پرزور عہد حکومت میں تو اس کو خوب نشوونما ہوا مگر صدئی مابعد میں جو ابتری کا زمانہ آیا اس میں یہ تمدن شمال اور مشرق کے وحشیوں کا مقابلہ نہ کرسکا۔

عہد مذکور کے قیصروں کی قوت اور ان کا نظام حکومت دو باتوں پر منحصر تھا جن میں سے ایک کو بھی اس مخلوط تمدن سے کوئی تعلق نہ تھا جو ہیڈرین کے محل واقع ٹیبور میں مروج تھا۔ اولاً سلطنت کی بقاء کا راز یہ تھا کہ اس کی

باب۲ حفاظت کے لئے غیر اقوام سے آزادی کے ساتھ کام لیا جا رہا تھا اور ثانیاً مسیحیت نے سلطنت کی اقوام میں ایک جدید روح پھونک دی تھی۔ ابھی تک مسیحیت کو سلطنت نے

عیسائی اپنا معاون تسلیم نہیں کیا تھا۔ بلکہ مسیحیوں کے خلاف قوانین موجود تھے مگر ان کا نفاذ شاذ و نادر ہوا کرتا۔ لیکن مسیحیوں کی تعداد روز بروز بڑھتی جاتی تھی۔ بتھینیا، گلاشیا، کاپاڈوسیا اور ایشیا سے کوچک میں مسیحیوں کی تعداد غالب تھی اور خود شہر روما میں مسیحیوں کی خاص تعداد تھی اور ان میں سے بعض ذی اثر بھی تھے۔

یہودی اسی زمانے میں جبکہ مذہب مسیحی سلطنت روما میں آہستگی کے ساتھ برابر ترقی کرتا جاتا تھا، یہودیوں پر وہ مصیبت نازل ہوی جس نے ان کو اپنے ملک سے جلا وطن کردیا۔ ٹائیٹس نے شہر یروشلم (بیت المقدس) پر قبضہ کرکے وہاں ایک رومن نوآبادی ایلیا کاپیٹولینا قائم کردی جہاں خداپرستوں کا معبد تھا وہاں بت خانہ بنایا گیا اور یہودی اس مقدس شہر سے جلاوطن کردیئے گئے۔



باب دوم

تیسری صدی عیسوی میں سلطنت روما کی حالت

۱۹۳ تا ۲۸۴ء

تیسری صدی عیسوی میں سلطنت روما پر مصائب وآلام کے گھنگھور بادل چھا گئے جن کے آثار عہد گزشتہ ہی میں قبیلۂ مارکومانی اور اوڈیس کاسیس کی بغاوت سے نمایاں تھے۔ اوائل میں تو افریقی سپہ سالار سپٹیمس سیویرس نے اپنے زور بازو سے وحشیوں کو سرحدات سے دور رکھکر امن و اماں قائم رکھا مگر اس کے انتقال (سنہ ۲۱۱ء) اور ڈائکلیشین کی تخت نشینی (سنہ ۲۸۴ء) کے درمیان جو وقفہ تھا اس میں ۲۳ قیصر مسند آگسٹس پر متمکن ہوئے۔ مگر سوائے تین کے سب کے سب یا تو باغی سپاہیوں کے غیظ وغضب کے شکار ہوئے یا اپنے رقیبوں کے حکم سے قتل کرا دیئے گئے۔ باقی تین میں سے ڈیسیس قوم گاتھ کی جنگ میں مارا گیا، والیرین اہل ایران کی قید میں مرا اور کلاڈیس طاعون کی نذر ہوا جس مرض کا اس زمانے میں بہت زور تھا۔ اسکے علاوہ ہر عہد حکومت میں دعویداران سلطنت پیدا ہوجایا کرتے تھے

باب ٹائرنٹ) جو "جابر" کے نام سے مشہور تھے۔ خود سیپٹیمس سیویرس کے مقابلے میں دو دعوے دار کھڑے ہوگئے تھے یعنے کلوڈیس البینس مغرب میں اور پیسکینیس نیگر مشرق میں۔ اور ویسپاسین کی تخت نشینی کے بعد پہلی مرتبہ مخالف رومن افواج نے ایک دوسرے کے خلاف لگڈونم کی خونریز جنگ میں ہتھیار اٹھائے اور شہر بائی زنطہ کو لوٹ لیا ۲۳۸-۲۳۷ء میں چھ بادشاہ چند ماہ کے عرصے میں مارے گئے۔ گالی اینس (۲۶۸-۲۶۰ء) کے عہد حکومت میں سلطنت کی حالت نہایت نازک ہوگئی۔ حکومت مرکزی بالکل بے دست و پا ہوگئی، شمالی وحشی سرحدات روما میں گھسے پڑتے تھے، اہل پارتھیا مشرقی صوبجات پر متصرف ہونے کی دھمکی دے رہے تھے۔ اور ان سب دشمنوں کے مقابلے کے لئے صرف سرحدی افواج تھیں جن کا کوئی ممد و معاون نہ تھا۔ جن اضلاع میں یہ افواج مقیم تھیں وہاں کے باشندوں سے ان کے گہرے تعلقات قائم ہوگئے تھے، ان کی چھاونیاں بڑھتے بڑھتے شہر بنگئیں تھیں اور انھوں نے وہیں شادیاں کرلی تھیں اور زراعت شروع کردی تھی۔ باشندگان صوبجات جو بالکل نہتّے تھے ان کو اپنا محافظ خیال کرنے لگے اور باہمی مناکحت اور روز مرّہ کے تعلقات سے ان سے بہت مانوس ہوگئے تھے۔ اس وجہ سے کہ اب بیرونی دشمنوں کے اندفاع کا دار و مدار بالکل انھیں پر تھا

عہد گالی اینس ۲۶۰ء تا ۲۶۸ء

یہ ضرور تھا کہ وہ مرکزی حکومت سے پہلوتہی کریں اور ایسے بااثر اشخاص کو "امپراطور" (شہنشاہ) بنائیں جن سے وہ واقف تھے اور جن پر وہ اعتماد رکھتے تھے۔اس قسم کی پہلی حکومت پوسٹومس نے صوبۂ گال میں قائم کی (۲۵۹-۲۶۲ء) جس کو وکٹورینس اور ٹیٹریکس اس کے دونوں جانشینوں نے برقرار رکھا۔انکی حکومت نہ صرف صوبۂ گال پر تھی بلکہ افواج رائن، ہسپانیہ وبرطانیہ بھی ان کے تابع فرمان تھیں۔پوسٹومس نے کم ازکم وحشیوں کو ہزیمت دے کر اور صوبۂ گال میں امن وامان قائم کرکے اپنی حکومت کی ضرورت کو ثابت کردیا تھا۔

جابران گالیا

ڈینوب یونان اور ایشیائے کوچک میں جن لوگوں نے حکومت کا دعویٰ کیا ان کو صرف عارضی کامیابی ہوی۔مگر مشرق بعیدہ میں اوڈی ناتھس حکمران پالمیرا نے جو قیصر گالی اینس کی طرف سے ممالک مشرق کا صوبہ دار تھا ایرانیوں کو ایشیائے کوچک اور شام سے نکال دیا اور ملک عراق ان سے واپس لے لیا۔اور ممالک شام، عرب، آرمینیا، کاپاڈوسیا اور سیلسیا پر بکروفر شاہی حکمراں رہا۔اسکے قتل (۲۶۶ء) کے بعد اس کا بیٹا اس کا جانشین ہوا مگر اصل حکمراں اس کی بیوہ ملکہ زینوبیہ تھی جو نہ صرف ایشیائے کوچک پر بلکہ صوبۂ مصر پر بھی متصرف ہوگئی اور گالی اینس کے نام سے ان ممالک پر حکومت کرنے لگی۔گالی اینس ۲۶۸ء میں بمقام ملان قتل کیا گیا اور عہد زیر تذکرہ کے مابقی ۱۶ برس

پالمیرا کے حکمران اوڈی ناتھس اور زینوبیہ

بابٹ میں سلطنت روما پھر متحد رہی۔ شہر پالمیرا مسمار کردیا۔ زینوبیہ
آریلین کا اسیر جنگ ہوکر شہر روما میں (سنہ ۲۷۴ء) لائی گئی۔ سال ما بعد
تجدید اتحاد سنہ ۲۷۴ء میں ٹیٹریکس نے اطاعت اختیار کرلی جس کی وجہ سے سلطنت گال
کا خاتمہ ہوگیا اور اس طرح آریلیس کے جانشین ٹیسی ٹس،
پروبس اور کارس (سنہ ۲۷۵ تا ۲۸۲ء) سلطنت کے پورے
رقبے پر حکمراں ہوگئے۔

غیر اقوام کے حملے سلطنت روما کی حالت نہایت افسوسناک ہو رہی
تھی۔ ایک طرف تو رقیب سپہ سالار حصول منصب قیصری کے لئے
دست بگریباں تھے اور دوسری طرف سلطنت بیرونی حملوں
کی وجہ سے معرض خطر میں تھی۔ سنہ ۲۳۶ء میں ایک نیا دشمن
یعنی قبیلۂ الیمانی سرحد رائن پر نمودار ہوا مگر بہادر میگزیمینیس
نے ان کو پسپا ہونے پر مجبور کیا (سنہ ۲۳۸ء)۔ اسی سال
میں قوم گاتھ بھی سواحل ڈینیوب پر وارد ہوئی۔ خانہ جنگیوں
کے زمانے میں یعنی فلپ (سنہ ۲۴۴-۲۴۹ء) کے عہد حکومت
سے کلاڈیس (سنہ ۲۶۸ء) کی تخت نشینی تک وحشیوں کو
اپنے منصوبے پورے کرنے کا خوب موقع ملا۔ دریائے رائن
کے اُس پار رہنے والی قوموں الیمانی و فرنیک کا ٹڈی دل
بلائے بے درماں کی طرح گال اور ہسپانیہ پر ٹوٹ پڑا بلکہ
سواحل افریقہ تک پہنچ گیا۔ مگر ان کی یورشوں کا پوسٹومس
قوم گاتھ شہنشاہ گال (سنہ ۲۵۳-۲۵۹ء) نے کچھ سدِباب کیا۔ قوم گاتھ
کے حملے اور بھی مصیبت انگیز تھے۔ فلپ کے عہد حکومت کے

اواخر (۲۴۷ء) میں اس قوم نے ڈینوب کو عبور کرکے بابِ صوبجات میسیا، تھریس و مقدونیہ کو تاخت و تاراج کیا۔ ۲۵۱ء میں انھوں نے قیصر ڈیسیس کو شکست دیکر قتل کردیا اور گو اس کے جانشین گالس نے انعام و اکرام دیکر ان سے صلح کرلی مگر صوبۂ ڈیسیا ہمیشہ کے لئے رومنوں کے قبضے سے نکل گیا۔ قوم گاتھ کی بحری یورشیں بھی جن کا سلسلہ والیرین (۲۵۳-۲۶۰ء) کے زمانے سے شروع ہوگیا تباہی کی نشانی ثابت ہوئیں۔ ان کے بیڑے بحیرۂ اسود کی بندرگاہوں سے نکل کر ایشیائے کوچک کے سواحل پر لوٹ مار کرنے کے بعد بیش قرار مال غنیمت لیکر واپس ہوتے تھے۔ گالی اینس کے عہد حکومت (۲۶۰-۲۶۸ء) میں ۵۰۰ جہازوں کا بیڑا سواحل یونان پر وارد ہوا۔ ایتھنز، کورنتھ، اسپارٹا، اور آرگوس کو انھوں نے لوٹ لیا اور صوبۂ ایپاٹرس کو ویران کردیا۔ گالی اینس کے انتقال کے بعد قوم گاتھ نے پھر جنوب کی طرف دھاوا کیا مگر جدید شہنشاہ کلاڈیس ان کا مدمقابل نکلا۔ اس نے ان کو قطعی شکست دی اور ڈینوب کے اُدھر پسپا ہونے پر مجبور کیا (۲۶۹ء)۔ کلاڈیس نے سال مابعد میں طاعون سے انتقال کیا۔ اس کے جانشین آرلین نے صوبجات میسیا اور پانونیا کو پھر سلطنت روما میں شامل کرلیا اور سرحدات ڈینوب کو مستحکم کردیا۔ پانچ سال کے بعد ۲۷۶ء میں پروبس نے اقوام فرنیک و الیمانی کی ایک

باب ۲۵ زبردست یورش کو دفع کرکے سرحد رائن پر امن و امان قائم کردیا۔ مگر رائن اور ڈینیوب دونوں ندیاں اب پھر روما کی شمالی سرحد ہوگئیں جیسے کہ ٹائبیریس کے زمانے میں تھیں اور ان ندیوں کے پار جن اضلاع پر رومنوں نے ویسپاسین کے زمانے سے ابتک قبضہ رکھا تھا ان سے دست بردار ہوگئے۔ اس کے علاوہ ان ندیوں کے اودھر بجائے مفتوح یا مانوس قبائل کے حریف قومیں موجود تھیں جو ہروقت حملہ آوری پر تیار تھیں۔

ایران کا خاندان ساسانی دوسری صدی کے اختتام پر سلطنت پارتھیا کے روز افزوں انحطاط کے سبب سے یہ امید ہوچلی تھی کہ مشرقی سرحدات پر رومنوں کو کوئی دقت پیش نہ آئیگی۔ مگر خاندان ساسانی کے زور پکڑنے کے سبب سے یہ امید بھی جاتی رہی کیونکہ یہ جدید خاندان بلحاظ مذہب و قومیت کے ایرانی تھا، اس کے اراکین کو سائرس (کیخسرو) اور ڈیرس (دارا) اور وزراء اعظم کی اولاد سے ہونے کا شرف تھا اور وہ چاہتے تھے کہ ان صوبجات کو اپنے قبضے میں لائیں جو کسی زمانے میں ایران کے ملک تھے اور جن پر اب اہل مغرب یعنے رومن متصرف تھے سنہ ۲۳۰ء میں اردشیر نے صوبجات ایشیا، سیویرس الیگزینڈر سے واپس طلب کئے اور نہ صرف عراق پر حملہ کردیا جو اسوقت رومنوں کے قبضے میں تھا بلکہ شام کی طرف بھی پیش قدمی

کی۔بیس سال کے بعد اس کے جانشین شاپور نے دریائے فرات کو پھر عبور کیا اور ۲۶۰ء میں یعنے قیصر ڈیسیس کے اہل گاتھ سے شکست کھانے کے دس سال بعد قیصر ویلیرین کو ایرانیوں نے شکست دے کر قید کرلیا۔اور اس کے بعد شام پر حملہ کرکے شہر انطاکیہ پر قبضہ کرلیا۔مگر یہاں پہنچ کر ان کی کامیابیوں کا سلسلہ ختم ہوگیا۔تین سال کے بعد اُڈی ناتھس شاہ پالمیرا نے ان کو پسپا کردیا اور ممالک مشرق پر رومنوں کی طرف سے حکمراں رہا۔ملکہ زینوبیہ کے اسیر ہوجانے کے بعد (۲۷۳ء) ایرانیوں نے پھر آرمینیا اور عراق پر قبضہ کرلیا مگر قیصر کارس نے ۲۸۲ء میں انکو صوبجات مذکور کے تخلیۓ پر مجبور کیا اور جو سرحد سیپٹیمس سیویرس نے قائم کی تھی وہ علیٰ حالہ رہی۔ باب ۲

تیسری صدی کے اختتام پر سلطنت کی حالت۔ رومنوں کے قبضے سے ابھی تک کوئی بڑا صوبہ نہیں نکلا تھا، مگر تیسری صدی کے مصائب و آلام نے سلطنت کی حالت کو نہایت سقیم کردیا تھا، امن و امان کا نام تک نہ تھا۔نہ صرف سرحدی اضلاع بلکہ یونان و ایشیائے کوچک کے وسطی اضلاع یہانتک کہ اطالیہ بھی جنگ کے ہولناک نتائج سے محفوظ نہ رہ سکے تھے، اور قیصر آریلین شہر روما کے استحکامات کو مضبوط تر کرنے پر مجبور ہوا تھا جس سے ظاہر ہے کہ صورت حال کس قدر متغیر ہوگئی تھی۔جنگ، طاعون اور قحط کی وجہ سے آبادی گھٹ گئی تھی اور صوبجات

بابل کے ذرائع آمدنی مفقود ہورہے تھے، ہر طرف ویرانی تھی، شہر اور قصبے تباہ ہورہے تھے، اور تجارت بالکل بند تھی، سرحدات کی حفاظت کے روز افزوں اخراجات بمشکل ان محصولات سے پورے ہوسکتے تھے جو رعایا سے بدقت تمام وصول ہوتے۔ سواحل بحیرۂ روم کا قدیم تمدّن روبہ انحطاط تھا اور بیدار مغز شہنشاہوں مثلاً آرلیین نے بھی مشرقی بادشاہوں کی شان و شوکت اختیار کرلی تھی جس سے زوال کے آثار صاف نمایاں تھے۔



حصۂ ہفتم

وحشیوں کے حملے سنہ ۲۸۴ء سے سنہ ۴۷۶ء تک

باب اوّل

ڈایوکلیشین کے عہد سے تھیوڈوسیس تک

سنہ ۲۸۴-۳۹۵ء

ڈایوکلیشین اور قسطنطین کے اصلاحات

سلطنت روما کو اندرونی شورشوں اور بیرونی حملوں سے محفوظ رکھنے کے لئے قیصران آریلین اور پروبس نے جن تدبیروں کو اختیار کیا تھا، انھیں ڈایوکلیشین اور قسطنطین اعظم نے تکمیل کو پہنچایا۔ ان دونوں قیصروں کا طرز حکومت گو بادی النظر میں عجیب و غریب معلوم ہوتا ہے مگر در اصل یہ سلطنت کی گزشتہ تاریخ پر مبنی تھا۔ طرز حکومت مذکور کو اختیار کرنے میں ان کے دو مقصد تھے:۔ ایک تو یہ کہ اقتدار شہنشاہی کو مستحکم کیا جائے اور دوسرے جملہ حصص سلطنت کے لئے ایک بکار آمد طریقۂ حکومت کی بنا ڈالی جائے۔ ڈایوکلیشین نے تخت نشین ہونے کے دوسرے سال میکسی مین کو حکومت

آگسٹس اور قیصر

باب میں شریک کرلیا اور کچھ روز کے بعد ہردو آگسٹس کی امداد کے لئے دو "قیصروں" یعنے کانس ٹین شیس اور گالیریس کے تقرر کا اعلان ہوا۔ اس جدید انتظام کی زمانۂ سابق میں بھی نظائر موجود ہیں مثلاً ویرس بحیثیت "آگسٹس" مارکس آریلیس کا شریک تھا، سیویرس نے اپنے دونوں بیٹوں کو یہی خطاب دیا تھا اور قیصر کا خطاب ہیڈرین کے زمانے سے ولیعہد کو ملنے لگا تھا۔ مزید براں ضروریات زمانہ کی وجہ سے عہدۂ انتظام مذکور کی سخت ضرورت تھی۔ اور اس سے نفع یہ تھا کہ انتظامی ذمہ داری اس طور پر منقسم ہوگئی۔ مگر سلطنت حسب سابق متحد رہی کیونکہ گو دونوں آگسٹس اور دونوں قیصر اپنے اپنے فرائض جداگانہ رکھتے تھے مگر یہ دونوں اُن دونوں کے ماتحت تھے۔ اور ڈایوکلیشین کی نگرانی سب پر تھی۔ اس سے جانشینی کے متعلق جو جھگڑے ہوا کرتے تھے وہ بھی دور ہوگئے کیونکہ دونوں قیصر عندالموقع آگسٹسوں کے جانشین ہوسکتے تھے۔ سلطنت کے مختلف گوشوں کی افواج کی باہمی رقابت بھی اس انتظام سے دفع ہوگئی کیونکہ اس طور پر ان میں سے ہر ایک کو اپنی پسند کا "امپراطور" مل گیا، جس کے وہ عرصے سے طالب تھے۔ اپنے اور اپنے شرکاء کے درمیان تقسیم کار میں بھی ڈایوکلیشین نے ان اسباب کو ملحوظ رکھا تھا جو عہد گزشتہ میں باعث نزاع ثابت ہوئے تھے۔ افواج رائن، ڈینیوب و شام علی الترتیب

مرکزی حکومت میں تغیر

کانس ٹین شیس، گالیریس اور ڈایوکلیشین کے زیر کمان تھیں اور باب اطالیہ اور افریقہ کے وسطی علاقے میکسی مین کے انتظام جدید میں دوسرا امر قابل لحاظ یہ ہے کہ اب شہنشاہی اقتدار دستوری قیود اور نگرانی سے بالکل آزاد ہوگیا اور جمہوریت کا نام ونشان بھی مٹ گیا۔ ڈایوکلیشین اور اس کے بعد کے شہنشاہ اصولاً وعملاً بالکل مطلق العنان تھے۔ آگسٹس نے شہنشاہی اقتدارات اور مجلس سینیٹ کے اختیارات میں جو تفریق کی تھی وہ کالعدم ہوگئی اور تمام سلطنت میں صرف شہنشاہ کا اقتدار باقی رہا جس کا کوئی شریک نہ تھا۔ آریلین کی متابعت میں ڈایوکلیشین نے بھی مشرقی بادشاہوں کی شان و شوکت کی نقل کی، اور لقب "ڈامنس" یا "آقا" اختیار کیا جس سے دوسرے شہنشاہوں نے گریز کی تھی۔ اس نے تاج شاہی سر پر رکھا، لباس فاخرہ زیب بدن کیا، اور جمہوری آداب کو موقوف کر کے حکم دیا کہ ہر شخص اعلیٰ و ادنیٰ زمیں بوس ہوکر اس کو تسلیم بجالائے۔

ڈایوکلیشین کا ہموار کن طرز عمل

سلطنت کا نظم ونسق بالکل اسی کے ہاتھوں میں تھا۔ سابق کے قومی اور مقامی حقوق اور نشانات آزادی، شہنشاہی حکومت کی وجہ سے پہلے ہی سے مفقود ہو رہے تھے۔ اب انتظام ہائے جدید کی وجہ سے بالکل معدوم ہوگئے۔ کاراکالا کے مشہور ومعروف فرمان کے بموجب اب حق شہریت روما چند افراد تک محدود نہ تھا۔ ڈایوکلیشین نے اطالیہ اور روما کو صوبجات مفتوحہ

باب کے برابر کردیا۔ اطالیہ میں محصول لگائے جانے لگے اور صوبہ داری حکومت قائم ہوگئی اور شہر روما اب برائے نام بھی دارالسلطنت نہ تھا کیونکہ ڈایوکلیشین اور اس کے شرکاء نے دورو دراز مقامات کو اپنی حکومت کا مرکز بنالیا تھا۔ جملہ ممالک سلطنت میں یکساں نظام حکومت رائج تھا۔ جس کا مرکز محل شہنشاہی میں تھا اور نگرانی اس کے معتمد علیہم وزرا کے سپرد تھی۔ حکومت کے ملکی اور فوجی شعبے بالکل علیحدہ کردیئے گئے۔ قسطنطین کے زمانے میں جبکہ یہ نظام حکومت مکمل ہوگیا تھا شعبۂ انتظامی کے صدر چار پریفیکٹ تھے، ان کے تحت میں ویکاری، یعنے حاکم ڈایوسیس (حصۂ ملک) اور ان کے بعد صوبہ داروں کا درجہ تھا جو پریسیڈیز، کریکٹوریز اور کانسولیرنز کے نام سے مشہور تھے اور جن کے تحت میں چھوٹے چھوٹے حکام کی ایک جماعت کثیر تھی۔ انتظامی عہدہ داروں کے بالمقابل اسی طرح فوجی حکام کی تقسیم و تفریق تھی مثلاً "ماگسٹری ملیٹم، ڈیوکیز، کومیٹیز وغیرہ۔ مگر دونوں شعبوں کے نظام مماثل تھے کیونکہ دونوں میں عہدہ دار ماتحت اور ان کے اقتدارات منقسم تھے۔ صوبجات کی مختلف حصص میں تقسیم دوسری صدی کے قیصروں نے شروع کی تھی، اس کی باقاعدہ تکمیل ڈایوکلیشین نے کی اور اسی نے یا قسطنطین نے رومن لشکروں کو گھٹا کر ایک ربع یا ایک خمس کردیا۔ ہر عہدہ دار خواہ فوجی ہو یا

جدید نظام حکومت

باب انتظامی کسی دوسرے افسر کا تابع فرمان تھا اور اس طرح شہنشاہوں کا تعلق سلسلہ بہ سلسلہ سلطنت کے ادنیٰ ترین عہدہ دار کیساتھ تھا۔ مزید براں دونوں شعبوں میں مختلف درجوں کے افسروں کو خاص لقب دیئے گئے تھے، ان میں سے اعلیٰ ترین لقب "السٹرس" تھا جو پرلفیکٹوں، فوج کے ماگسٹری اور کومیٹیز اور اعلیٰ مرتبت وزرا کے لئے مخصوص تھا۔

اصلاحات مذکور کا اثر

یہ امر قرین قیاس ہے کہ بحیثیت مجموعی اصلاحات مذکورہ سلطنت کی بقا کا باعث ہوئیں کیونکہ ان کی وجہ سے ایک ایسا نظام حکومت وجود میں آگیا جس کے ذریعے سے زبردست شہنشاہ سلطنت کے جملہ ذرائع کو بخوبی استعمال کرسکتے تھے اور کمزور حکام کے نقائص کی بھی اس کے وجود سے ایک حد تک تلافی ہوتی جاتی تھی، مگر بعض امور میں یہ اصلاحات بھی بیکار ثابت ہوئیں۔ ڈایوکلیشین نے جملہ اقتدارات کو اپنے شرکاء میں تقسیم کردیا تھا اور اپنے ذمے ان کے افعال کی نگرانی رکھی تھی مگر جب ۳۰۵ء میں اس نے گوشہ نشینی اختیار کی تو اٹھارہ سال تک جنگ وجدال کا سلسلہ جاری رہا۔ قسطنطین نے بھی اپنی سلطنت اپنے تین بیٹوں پر تقسیم کردی مگر اس سے بھی قیام امن نہو سکا اور آخرکار جب والینس اور والین ٹی نین نے ۳۶۴ء میں آپس میں ممالک مشرق و مغرب کو تقسیم کرلیا تو مرکزی حکومت کا وجود جو ڈائکلیشین کے نظام حکومت کا اصل اصول

باب تھا مفقود ہوگیا۔ دعویداران حکومت تیسری صدی کی طرح چوتھی صدی میں بھی تھے مگر کم۔ لیکن اس کمی کی وجہ یہ تھی کہ قسطنطین کا خاندان ہردلعزیز ہو گیا تھا نہ یہ کہ ڈایوکلیشین کے نظام حکومت کے اثر سے۔ اس کے علاوہ اکثر نقائص بھی اس طرز عمل سے دفع نہ ہوسکے بلکہ بعض اور بھی شدید ہوگئے مثلاً سلطنت کی مالی حالت نہایت ابتر ہوگئی تھی۔ پھر جب ایک دربار کی جگہ چار دربار ہوگئے اور حکام انتظامی و فوجی کی تعداد میں اضافۂ کثیر ہوگیا تو مالی حالت کا اور بھی خراب ہونا لازمی تھا، اور چوتھی صدی کا عظیم الشان نظام حکومت باوجود اپنی قیمتی خدمات کے اہل سلطنت پر بارگراں تھا جس کو وہ برداشت کرنے سے مجبور ہو رہے تھے۔

قسطنطین اعظم ۳۲۳-۳۳۷ء ۳۰۵ء میں ڈایوکلیشین اور میکسی مین اپنے منصب عالی سے کنارہ کش ہوگئے۔ سلطنت کے چھ شخص دعویدار تھے، آخرکار ان میں سے قسطنطین نے تمام حصص سلطنت کو اپنے زیر فرمان کرلیا۔ اس کے چہاردہ سالہ عہد حکومت میں دو اہم واقعے ہوئے یعنے مذہب مسیحی شاہی مذہب تسلیم

عیسویت کرلیا گیا اور بمقام بائی زنطہ میں ایک جدید دارالخلافہ تعمیر کیا گیا۔ کلیسائے مسیحی اور حکومت شہنشاہی کے باہمی اتحاد سے گو شہنشاہ کو ایک زبردست امداد مل گئی مگر اس سے اقتدارات شہنشاہی پر ایک قسم کی روک بھی ہوگئی جو رفتہ

قسطنطنیہ رفتہ بڑھتی گئی۔ شہر قسطنطنیہ کی بنا سے جس میں سینیٹ بھی

تھی، حاکم شہر بھی تھا، بلکہ اناج بھی مفت تقسیم کیا جاتا تھا، گویا بابل روما کا پورا چربہ اتارا گیا تھا۔ شہر روما گویا اپنے منصب اعلیٰ سے معزول کردیا گیا۔ آبنائے باسفورس کے سواحل پر ممالک مشرق کی حکومت کا مرکز قائم ہوجانا ممالک مشرق اور مغرب کی علیحدگی کا پیش خیمہ تھا۔ قسطنطین نے ۳۳۷ء میں انتقال کیا اور رقیب قیصروں میں حکومت کے لئے سلسلۂ جنگ وجدال شروع ہوگیا، جیسے کہ ڈایوکلیشین کی کنارہ کشی کے بعد ہوا تھا۔ قسطنطین نے اپنی سلطنت اپنے تینوں بیٹوں پر تقسیم کردی تھی ان میں سے بڑا جو اس کا ہمنام تھا اپنے بھائی کانس ٹنس سے لڑتا ہوا مارا گیا۔ دس سال کے بعد اس کو بھی یاگ ننٹیس نے شکست دے کر ہلاک کیا۔ پھر اس کو بھی ۳۵۳ء میں قسطنطین کے باقیماندہ بیٹے کانس ٹنٹیس نے ہزیمت دی اور اس طرح پوری سلطنت روما پھر دوسری مرتبہ قسطنطین کے خاندان میں آگئی۔ مگر ۳۵۵ء میں کانس ٹین ٹیس نے جبرواکراہ سے اپنے ابن عم جولین کو قیصر کا خطاب دیکر گال کا صوبہ دار مقرر کیا جہاں ایک شخص سلوانس بادشاہ بن بیٹھا تھا۔ اور اقوام فرینک اور الیمانی کی یورشوں سے پریشانی پیدا ہوگئی تھی مگر جولین کو آیندہ پانچ سال میں اس قدر کامیابی ہوی کہ کانس ٹین ٹیس اس سے اندیشہ مند ہوگیا اور اپنے رقیب کو کمزور کرنے کے لئے اس نے جولین کے زیر کمان پیجنوں کو یکایک اہل ایران

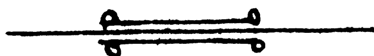
کانس ٹین ٹیس ثانی ۳۵۱-۳۶۲ء

بادل کے ساتھ لڑنے کے لئے روانہ ہونے کا حکم دیا۔ لشکریوں نے
اس کے حکم کی تعمیل سے انکار کردیا اور جب دوبارہ یہی حکم
دیا گیا تو انھوں نے جولین کی شہنشاہی کا اعلان کردیا۔
اس نے بادل ناخواستہ اس عزت کو قبول کیا مگر کانسٹین ٹیس
نے ۳۶۱ء میں انتقال کیا اور سلطنت روما اس طرح خانہ جنگی
جولین ۳۶۱ء-۳۶۳ء
کے مصائب سے بچ گئی۔ جولین بحیثیت قیصر ۳۵۵ء سے
۳۶۱ء تک گال میں حکمراں رہا اور ۳۶۱ء سے ۳۶۲ء
تک شہنشاہ تھا اس کے دو کارنامے قابل ذکر ہیں ایک تو
سرحد رائن کا استحکام اور جنگ ایران۔ کیونکہ نہ اسکو بت پرستی
اور اہل یونان کے مذہبی اعتقادات کے احیاء میں مستقل
کامیابی ہوی نہ دربار شہنشاہی کے اندرونی حالات کی
اصلاح میں۔ مگر صوبۂ گال میں اس نے اس خوبی سے
حکومت کی کہ وحشیوں کے غول دریائے رائن کو عبور کرنے
کی جرأت نہ کرسکے اور مغربی صوبجات کچھ روز تک اور
رومنوں کے قبضے میں رہے۔ ایران کی معرکہ آرائیوں میں
ابتدائً تو اس کو خوب کامیابی ہوی مگر آخرکار وہ مارا گیا
اور اس کا جانشین جووین ان اضلاع سے دست کش
۳۶۳ء تا ۳۶۴ء
ہوگیا جو ستر سال قبل ڈائکلیشین نے سلطنت روما میں
شامل کئے تھے۔ جولین نے ۲۶ جون ۳۶۳ء کو انتقال کیا
اور اس کا جانشین جووین ۱۷ فروری ۳۶۴ء کو مرا۔ ۲۶ فروری
کو افواج مقیم میسیا نے والین ٹی نین کے شہنشاہ ہونے کا

اعلان کیا۔ مگر اس کے ساتھ انھوں نے یہ بھی خواہش کی کہ وہ بارِ
حکومت میں کسی کو اپنا شریک کرے۔ چنانچہ اس نے اپنے والین ٹی نین
بھائی والینس کو آگسٹس کا خطاب دیا اور سلطنت دو حصوں اول ۳۶۴ء تا ۳۷۵ء
میں منقسم ہوگئی جس کا عرصہ ... سے اندیشہ تھا۔ والینس مشرق کا
شہنشاہ ہوا اور والین ٹی نین مغرب کا۔ ۳۶۴ء سے اپنے تقسیم سلطنت
انتقال تک (۳۷۵ء) تک والین ٹی نین نے اپنی ذاتی قابلیت
اور سرگرمی سے رائن کی سرحد کو محفوظ رکھا اور سرحد ڈینیوب پر
بھی اپنی قوت کو قائم رکھا مگر اس کے انتقال کے بعد والینس
اس کا بھائی جو بالطبع کمزور بھی تھا بے یار و مددگار رہ گیا۔ ۳۶۴-۳۷۸ء
اس پر طرّہ یہ ہوا کہ سرحد ڈینیوب پر ایسی مشکلات پیدا
ہوگئیں جو اہل روما کو شکست ڈیسیس کے بعد کبھی پیش
نہ آئی تھیں۔ ۳۷۶ء میں اہل گاتھ نے قوم ہُن کے ہاتھوں
پریشان ہوکر سلطنت روما کے حدود میں آباد ہونے کی
درخواست کی۔ یہ درخواست منظور کرلی گئی اور صوبۂ میسیا
میں ان کو آباد کردیا مگر ان کے ساتھ رومنوں نے اچھا
سلوک نہ کیا۔ اس لئے انھوں نے مجبوراً بغاوت کی۔ ۳۷۸ء
میں والینس بمقام ہیڈریانوپل (ادرنہ) شکست کھاکر مارا گیا۔
فتح مند اہل گاتھ صوبۂ الیریکم کو تاخت و تاراج کرکے مشرق
کی طرف بڑھے اور قسطنطنیہ کی دیواروں تک پہنچ گئے
مگر خوش قسمتی سے یہ خطرہ بھی دفع ہوگیا۔ گراشین نے تھیوڈوسیس تھیوڈوسیس
کو شہنشاہ مقرر کرادیا تھا۔ اس نے اپنی حسن تدبر سے اہل گاتھ کو ۳۷۸-۳۹۵ء

بابل رام کرلیا اور ان کے وظائف مقرر کرکے رومن افواج میں شریک کرلیا۔ تھیوڈوسیس کے عہد حکومت کے باقی ایام زیادہ تر کمزور شہنشاہ مغرب کو غاصبان حکومت کے حملوں سے محفوظ رکھنے میں گزرے۔ گراشین کو میکسی مس نے ۳۸۳ء میں قتل کردیا تھیوڈوسیس نے قاتل کی حکومت کو تسلیم کرلیا اور اور صوبجات گال، ہسپانیہ و برطانیہ اس کے قبضے میں چھوڑ دیئے۔ مگر جب ۳۸۶ء میں وہ اپنے زعم باطل میں والین ٹی نین ثانی کو اطالیہ اور افریقہ سے بیدخل کرنے کے لئے روانہ ہوا تو تھیوڈوسیس مجبوراً مغرب کی طرف بڑھا اور اس کو شکست فاحش دے کر والین ٹی نین کو ممالک مغرب کا شہنشاہ کرادیا۔ مگر دوسرے ہی سال ویالین ٹی نین کو ایک فرنیک مسمی آربوگاسٹ نے ۳۹۲ء میں قتل کرادیا اور اس کے بجائے اپنے ایک خانگی ملازم یوجینیس کو شہنشاہ مقرر کرادیا۔ تھیوڈوسیس کو پھر مجبوراً مغرب کی طرف روانہ ہونا پڑا اور بمقام ایکولیا اس نے اپنے مخالفین کو قطعی شکست دی، مگر اس کے بعد ہی وہ بیمار ہوکر ۳۹۵ء میں راہئ ملک عدم ہوا اور مشرق و مغرب کی حکومت اس کے دونوں بیٹوں آرکیڈیس اور ہنوریس کے قبضے میں آگئی۔

آرکیڈیس اور ہونوریس کے درمیان تقسیم سلطنت



باب دوم

انتقال تھیوڈوسیس سے زوال شہنشاہی مغرب تک

۳۹۵-۴۷۶ء

ڈایوکلیشین کی تخت نشینی کے ایک سو سال بعد تک سلطنت روما گو وحشیوں کو اپنی سرحدات سے دور رکھنے میں کامیاب رہی۔ لیکن گو کوئی سرحدی صوبہ ڈیسیا کی طرح رومنوں کے قبضے سے نہیں نکلا تھا اور رائن اور ڈینیوب کی سرحدات پر ان کے قلعے تھے اور افواج موجود تھیں، مگر صورت حالات سے صاف مترشح ہوتا تھا کہ سلطنت روما پر جلد کوئی مصیبت نازل ہونے والی ہے۔

چوتھی صدی میں صوبوں کی خراب حالت

جتنے مصنفوں نے چوتھی صدی کے حالات لکھے ہیں سب کے سب روما کے انحطاط اور زوال کے آثار کا رونا روتے ہیں اور لاکٹانٹیس سے زوسیمس تک جتنے مصنف گزرے ہیں سب باشندگان صوبجات کے مصائب اور بددلی کا تذکرہ کرتے آئے ہیں کیونکہ افواج، عہدہ داروں اور دربار کے اخراجات کثیر کے لئے نہ صرف رعایا پر محصولات کی بھرمار ہو رہی تھی بلکہ ان کے وصول کرنے میں حد درجہ

بابِ ظلم روا رکھا جاتا کہ غریب محصول دینے والے کے پاس ایک پیسہ بھی نہ رہنے پائے اور خزانۂ شاہی معمور رہے۔ اس طرزِ عمل کے نتائج بآسانی قصیدہ گو یومینیس کے تذکرے سے معلوم ہو سکتے ہیں۔ اس نے صوبۂ گال کے حالات ۳۰۶-۳۱۴ء اُس زمانے کے لکھے ہیں جن دنوں وہاں قسطنطین حکمراں تھا۔ مزید برآں جولین کے زمانے کے حالات سے، زوسیمس کے تذکرے سے جو پانچویں صدی میں لکھا گیا تھا اور تھیوڈوسیس کے قوانین اصولی محاصل سے بھی ان کا بآسانی اندازہ ہو سکتا ہے معاشی تباہی کے اور بھی آثار نمایاں تھے مثلاً آبادی گھٹتی جاتی تھی جس کی وجہ سے نہ صرف محصول دہندگان کی تعداد میں کمی ہو رہی تھی بلکہ افواج کے لئے سپاہیوں کے ملنے میں وقت پڑ رہی تھی۔ افلاس کی وجہ سے لوگ اپنے ننھے ننھے بچوں کو مار ڈالتے تھے، اراضیات بیچراغ ہو رہی تھیں کیونکہ اکثر کسان محصلان مالگزاری کے خوف سے فرار ہو گئے تھے، شہروں پر نکبت کی حالت طاری تھی اور نہ صرف فاقہ کش کسانوں میں بلکہ انطاکیہ کے سے آباد شہروں میں آئے دن بلوے فساد ہوا کرتے تھے۔ رعایا کی پریشانیاں، خانہ جنگیوں کے مصائب، غاصبان حکومت کی سخت گیریوں اور خصوصاً وحشیوں کی یورشوں سے بہت بڑھ گئی تھیں۔ وحشیوں کی یہ حالت تھی کہ جہاں انھوں نے دیکھا کہ شہنشاہ وقت نااہل ہے یا خانہ جنگی ہو رہی ہے تو وہ فوراً سرحد میں گھس کر

صوبجات کو تاخت و تاراج کرنے لگتے۔ قسطنطین، جولین اور بابلے والین ٹی نین اول کی اندفاعی کارروائیوں سے اہل گال کو اقوام فرنیک و ایلمانی کی یورشوں سے کچھ روز کے لئے نجات مل گئی تھی مگر برطانیہ پر اقوام پکٹ و اسکاٹ شمال سے یورش کر رہی تھیں اور قوم سیکسن کے بحری قزاق برطانیہ اور گال دونوں کے سواحل پر لوٹ مار کرنے لگے تھے۔ سرحد ڈینیوب پر اقوام گواڈی، سرماٹی اور گاتھ یکے بعد دیگرے نہ صرف صوبجات پانونیا و میسیا میں گھس پڑیں بلکہ تھریس و مقدونیہ تک پہنچ گئیں۔ مشرق میں نہ صرف ایرانیوں سے سرحدات پر چھیڑ چھاڑ چلی جاتی تھی بلکہ ایساریا کی پہاڑیوں کو لوٹ مار کرنے کی اُن کو جرأت ہوگئی تھی اور اہل عرب نے بھی سر اٹھایا تھا۔

سلطنت روما وحشیان مقیم اندرون حدود سلطنت روما

آیندہ خطرات میں مہیب ترین یہ امر تھا کہ سلطنت روما کے مغربی حصے میں وحشیوں کی تعداد کثیر آباد ہوگئی تھی۔ آگسٹس ہی کے زمانے سے حدود سلطنت کے اندر وحشیوں کی آبادی شروع ہوگئی تھی۔ تیسری صدی کے الریائی شہنشاہوں نے اس بارے میں اور زیادہ سرگرمی ظاہر کی اور چوتھی صدی کے شہنشاہوں نے بھی ان کی متابعت کی یہانتک کہ نہ صرف گال اور ڈینیوب کے جنوبی صوبجات میں بلکہ خود اطالیہ اور مقدونیہ میں وحشیوں کی بڑی بڑی نوآبادیاں تھیں۔ شہنشاہ تھیوڈوسیس نے نہایت فراخ دلی سے ان کو اراضیات

باج عطا کی تھیں۔اس کے علاوہ چوتھی صدی میں وحشیوں کے حوصلے بہت بڑھ گئے تھے۔وہ اپنے کو معمولی کاشتکاروں میں نہ شمار کرتے تھے کیونکہ شہنشاہی افواج کا انھیں پر انحصار تھا اور ان کے اکثر افراد نے شہنشاہوں کے زمرۂ ملازمت میں عہدہ ہائے جلیلہ حاصل کر لئے تھے۔کانس ٹین شیس کے محل میں اہل فرنیک کی تعداد کثیر تھی۔جولین اپنی گاتھی افواج کو ایران کی جنگ میں اپنے ہمرکاب لیگیا تھا اور تھیوڈوسیس نے جس فوج سے غاصب سلطنت میکسی مس کو ۳۸۸ء میں شکست دی وہ زیادہ تر اقوام ہن، گاتھ و آلن پر مشتمل تھی۔ آربوگاسٹ، اسٹی لیکو اور روفی نس کے کارناموں سے صاف ظاہر ہے کہ وحشیوں کو صوبجات کی حکومت اور افواج کی سپہ سالاری میں دخل پیدا ہوگیا تھا اور وہ شہنشاہوں کے بھی مشیر ہوگئے تھے۔آرگوباسٹ کے جو تعلقات اپنے نامزد کردہ شہنشاہ یوگینیس کے ساتھ تھے، یک گونہ پیش خیمہ تھے۔ان تعلقات کے جو پانچویں کے نصف آخر کے شہنشاہوں کے ساتھ ریکیمر کے تھے۔

وحشیوں کے حملے۔ سلطنت روما کی حدود میں جو وحشی مقیم تھے انھیں کی مساعی سے مغربی صوبجات، سلطنت سے الگ ہوگئے اور اطالیہ وحشی حکمرانوں کے قبضہ میں آگیا۔مگر اس کے ساتھ ہی جن لوگوں نے سلطنت روما کو بیرونی حملوں سے بچایا، ان میں زیادہ تر وحشی النسل لوگ تھے اور

انھیں لوگوں کو شہنشاہان مغرب و مشرق کی وزارت کی بھی بار بار عزت حاصل ہوتی رہی۔ تھیوڈوسیس ہی کے زمانے سے قوم ڈیسی گاتھ جس نے آلارک کے ہمرکاب اطالیہ پر حملہ کیا دریائے ڈینیوب کے جنوب میں آباد تھی۔ ان میں سے زیادہ تر عیسائی تھے اور تھیوڈوسیس، الارک کا بہت اعزاز کرتا تھا۔ ان کی نقل وحرکت کے اسباب واضح نہیں ہیں مگر غالباً جولیس قیصر کے زمانے کے جرمنوں کی طرح ان کو اراضیات کی خواہش تھی۔ اسکے علاوہ الارک بھی نہایت اولوالعزم سردار تھا اور چاہتا تھا کہ وہی اقتدارات حاصل کرے جو اسٹی لیکو کو راونیا میں یا روفنیس کو قسطنطنیہ میں حاصل تھے۔ مشرقی اور مغربی سلطنتوں کے حکمرانوں میں رقابت بھی تھی جس کی وجہ سے آلارک کو اپنی تدابیر میں کامیابی ہوی۔ اس نے آرکیڈیس شہنشاہ مشرق کی طرف سے یا کم ازکم اس کے وزیر روفینس کے اشارے سے الیریکم پر قبضہ کرکے ملک یونان کو تاخت وتاراج کردیا جو موجودہ تقسیم صوبجات کے لحاظ سے سلطنت مغرب کے تحت میں تھا۔ لیکن اسٹی لیکو کے مقابلے میں اس کو الیریکم کی طرف واپس ہونا پڑا جہاں کی حکومت اب آرکیڈیس نے باضابطہ طور پر اس کے سپرد کردی تھی اور جہاں سے وہ بآسانی اطالیہ پر پھر حملہ کرسکتا تھا۔ سنہ ۴۰۰ء میں الارک اپنی قوم اور ان کی عورتوں، بچوں اور جملہ املاک کے ساتھ اطالیہ کی طرف روانہ ہوا اور آلپس کے سلسلۂ کوہی کو

الارک اطالیہ میں سنہ ۴۰۰ء

باب۲ طے کرکے صوبۂ لمبارڈی میں پہنچا جہاں بمقام پولینٹیا ۴۰۲ء میں ایک خونریز جنگ ہوی۔ اس کے بعد اس نے رجعت اختیار کی جسکی وجہ یہ بیان کی جاتی ہے کہ حکومت شہنشاہی نے اس کو دولت خطیر دینے کا وعدہ کیا تھا۔ ۴۰۸ء میں پھر کوہ آلپس کو طے کرکے وہ اطالیہ میں وارد ہوا۔ اسٹلیکو مرچکا تھا، شہنشاہ ہونوریس کے وحشی سپاہی اس کے اور اس کے ورزا کے ٹیوٹنوں کی مخالفت سے سخت ناراض تھے۔ اس لئے وہ بھی آلارک سے مل گئے۔ الارک نے بلاکسی مزاحمت کے روما کی طرف پیش قدمی کی مگر اہل شہر نے فدیۂ گراں بہا ادا کرکے خلاصی حاصل کی۔ اس کے بعد کئی مہینے تک الارک اور شہنشاہ کے درمیان سلسلۂ گفت وشنید جاری رہا اور گو الارک کے مطالبات سخت نہ تھے مگر ہونوریس نہ اس کی قوم کو اراضیات دینے پر راضی ہوا نہ اس کو خود اپنے زمرۂ ملازمت میں کسی منصب جلیلہ سے سرفراز کیا۔ الارک نے بدرجۂ مجبوری پھر روما کا محاصرہ کرلیا۔ اس دفعہ مصیبت زدہ اہل روما نے اپنی گلوخلاصی کی ایک دوسری تدبیر نکالی۔ انھوں نے ایک یونانی اٹالس کو جو حاکم شہر تھا آگسٹس مقرر کردیا اور آلارک کو اس کا سپہ سالار بنادیا مگر اٹالس سخت نااہل تھا۔ الارک اس کی نااہلی سے گھبرا اٹھا اور اس کو معزول کرکے پھر ہونوریس سے نامہ وپیام شروع کیا۔ مگر اس کے شرائط پھر

نامنظور کئے گئے اس لئے اس نے مجبوراً شہر روما کا محاصرہ کر کے ۴۱۰ء میں لوٹ لیا مگر اس کے بعد ہی اس نے انتقال کیا اور ۴۱۲ء میں اس کا جانشین اٹالف اپنی قوم کو لے کر اراضیات کی تلاش میں ملک گال کی طرف چلا گیا۔ اس زمانے کی ابتری کا اس واقعہ سے ثبوت ملتا ہے کہ اٹالف اور اس کے گاتھی ہمراہ ہونوریس کی طرف سے گال میں غاصبان حکومت سے اور ہسپانیہ میں اقوام وانڈال، سوایوی اور آلانی سے بھی لڑتے رہے اور ہونوریس ہی کی مرضی سے اٹالف کا جانشین والیا ۴۱۹ء میں اپنی قوم سمیت جنوبی مغربی گال میں آباد ہو گیا اور حکومت ویزی گاتھ کی بنا ڈالی۔

باب ۲ قوم ویزی گاتھ کی حکومت گال میں

وانڈال، سوایوی اور الانی ہسپانیہ میں۔

ملک ہسپانیہ کو تین وحشی اقوام وانڈال، سوایوی اور آلانی نے آپس میں تقسیم کر لیا تھا۔ اسی زمانے میں شہنشاہ مغرب نے ان کی حکومت کو باضابطہ طور پر تقسیم کر لیا۔ اقوام مذکور نے دریائے رائن کو اسی زمانے میں عبور کیا تھا جب کہ الارک نے اطالیہ پر پہلی مرتبہ حملہ کیا تھا؛ ان کی جماعت نے بسر کردگی راڈاگائی سس اطالیہ پر حملہ کر دیا تھا مگر اس کے ایک حصے میں ساری فوج کو اسٹی لیکو نے ۴۰۶ء میں بمقام فلارنس تہ تیغ کر دیا اور باقیماندہ ہوئے گال اور کوہ پیرینیز کو طے کرتے ہوئے ملک ہسپانیہ میں پہنچ گئے جو ابتک وحشیوں کے حملوں سے محفوظ تھا۔

باب ۲
ہونوریس کا انتقال ۴۲۳ء

ہونوریس نے ۴۲۳ء میں انتقال کیا۔ باوجود غاصبوں کی مسلسل کوششوں اور وحشیوں کے حملوں کے وہ اپنی سلطنت کو جزو کل قائم رکھنے میں کامیاب رہا اور برطانیہ کے سوائے جہاں سے ۴۰۹ء میں رومن فوجیں واپس بلائی گئی تھیں، کوئی صوبہ باضابطہ طور پر سلطنت سے جدا نہیں ہوا تھا۔ مگر صوبجات مغربی کے بیشتر حصص میں شہنشاہ کا اقتدار صرف برائے نام باقی رہ گیا تھا کیونکہ گال اور ہسپانیہ میں وحشی آباد ہوگئے تھے اور ان کی سلطنتیں قائم ہو چکی تھیں جو اس کی سیادت کو تسلیم کرنے کے سوائے اس کی نگرانی سے بالکل آزاد تھیں۔ اب سوال یہ تھا کہ اتنا تعلق بھی ان جدید اور طاقتور ریاستوں اور حکومت شہنشاہی میں جو روبہ انحطاط تھی قائم رہے گا یا نہیں۔

والین ٹی نین ثالث ۴۲۳-۴۵۵ء

والین ٹی نین ثالث کے طولانی عہد حکومت میں دو بڑے واقعے ہوئے یعنے صوبۂ افریقہ پر وانڈال متصرف ہوگئے اور گال اور اطالیہ پر آٹیلا نے حملہ کردیا۔ قوم وانڈال صوبۂ افریقہ پر اسی طرح قابض ہوگئی جیسے کہ قوم ویزی گاتھ اور خود قوم وانڈال گال اور ہسپانیہ کے مختلف اضلاع پر قابض ہو چکی تھی۔ دونوں صوبوں میں شاہی عہدہ داروں کی باہمی نزاع سے ان قوموں کو موقع مل گیا۔ افریقہ میں بانی فیس حاکم افریقہ اور ایٹیس حاکم اطالیہ کی باہمی رقابت سے گیسرک (یا گینسرک) سردار قوم وانڈال نے افریقہ پر حملہ کردیا

قوم وانڈال افریقہ میں ۴۲۹ء

جیسا اس سے پیشتر اسٹی لیکو اور آونی نس کی رقابت کو غنیمت بار
سمجھ کر الارک نے اطالیہ پر حملہ کردیا تھا۔ اور غاصب قسطنطین
اور ہونوریس کے وزرا میں جھگڑا پیدا ہو جانے کے سبب سے
واندال، سوایوی اور آلان یہ تینوں قومیں ہسپانیہ پر قابض
ہوگئیں۔ افریقہ پر حملہ کرنے میں قوم واندال کا منشا صرف
یہی تھا کہ زر و مال اور اراضیات حاصل کریں اور جب یہ
غرض ان کی حاصل ہوگئی تو حکومت شہنشاہی نے جس کی
سیادت کو وہ تسلیم کرنے کو تیار تھے، ان کے قبضے کو تسلیم کرلیا۔
سنہ ۴۲۹ء میں قوم واندال کا بادشاہ گینسرک اپنے جنگجو ہمراہیوں
کو زن و بچہ واملاک سمیت لئے ہوئے سمندر کو عبور کر کے
صوبۂ افریقہ کے ساحل پر وارد ہوا جو اب تک ہسپانیہ کی طرح
جنگ کے اثر سے محفوظ تھا۔ بانی فیس اور اینئیس کے
جھگڑوں کی وجہ سے انھوں نے اس صوبے پر آسانی و
بلا مزاحمت قبضہ کرلیا۔ صوبۂ افریقہ نہایت زرخیز تھا اور
یہیں سے شہر روما کو غلہ جایا کرتا تھا مگر سنہ ۴۳۵ء میں
باضابطہ صلحنامہ کے ذریعے سے سارا صوبہ غلہ اور تیل کے
مقررہ سالانہ خراج کے عوض میں قوم واندال کے سپرد
کردیا گیا۔ سنہ ۴۳۹ء میں انھوں نے قرطاجنہ کو بھی دبا لیا
اور سنہ ۴۴۲ء تک ان کی سلطنت پورے طور پر قائم ہوگئی۔

اٹیلا و قوم ہن سنہ ۴۵۱ء

ان واقعات کے گیارہ سال بعد اٹیلا نے سنہ ۴۵۱ء میں
صوبۂ گال پر حملہ کیا۔ مگر قوم ہن کا حملہ اقوام ویزی گا تھ،

باب۲ وانڈال کے حملوں سے کئی صورت سے مختلف تھا۔ یہ قوم قریب ایک سو سال قبل یورپ میں وارد ہوی اور اس نے قوم گاتھ کو اپنے دباؤ سے سلطنت روما میں پناہ گیر ہونے پر مجبور کیا۔ اٹیلا اس زمانے میں مشرقی اور شمالی یورپ میں ایک زبردست سلطنت پر حکمراں تھا کیونکہ قوم ہن کے علاوہ جس کا وہ سردار تھا رائن اور ڈینیوب دونوں دریاؤں پر جو جرمن قومیں آباد تھیں وہ بھی اس کی تابع فرمان تھیں۔ سلطنت روما کا اس نے برابر والوں کی طرح مقابلہ کیا اور بمقابلۂ اقوام گاتھ اور وانڈال کے سرداروں کے وہ اپنے کو شہنشاہان مشرق و مغرب کا مدمقابل خیال کرتا تھا اور مساوات کا خواہشمند تھا۔ گال اور اطالیہ پر اس کے قابض ہوجانے کا صرف یہی نتیجہ نہ ہوتا کہ رومن ممالک میں ایک جدید وحشی غیر ملکی سردار کا اضافہ ہوجاتا بلکہ یہ کہ مغرب کے مہذب مسیحی باشندے ایک نیم وحشی اور بت پرست بادشاہ کے زیر حکومت ہوجاتے مگر ہونوریس جس طرز عمل پر بادل ناخواستہ کاربند ہوا تھا اس سے رومنوں نے اب فائدہ اٹھایا۔ گال کے ویزی گاتھ جو نہ صرف مسیحی ہوگئے تھے بلکہ ایک حد تک رومن تمدن اختیار کر چکے تھے، سلطنت کی امداد کے لئے اس مشترک دشمن کے مقابلہ پر اٹھ کھڑے ہوے۔ ایٹیس نے اٹیلا کو بمقام شالون شکست دی (۴۵۱ء) جس کی وجہ سے وہ پانونیا کی طرف واپس ہوگیا۔ دوسرے سال اس نے لومبارڈی کو تاخت و تاراج کردیا مگر جنوب کی طرف نہ بڑھ سکا

جنگ شالون

اور ۴۵۵ء میں اس نے انتقال کیا۔ اسی سال والنٹینین ثالث بار بار
بھی قتل کیا گیا اور اس کے ساتھ خاندان تھیوڈوسیس کے مغربی شعبے کا
خاتمہ ہوگیا۔ آیندہ بیس سالوں میں نو شہنشاہ یکے بعد دیگرے تخت نشین
ہوکر معزول ہوئے۔ میکسی مس کی سہ ماہہ حکومت صرف اس لئے روما کو قوم
قابل یادگار ہے کہ اسی زمانے میں گیسرک کے تحت میں قوم وانڈال وانڈال نے
نے شہر روما کو لوٹ لیا۔ ۴۵۶ء سے ۴۷۲ء تک اطالیہ کا اصل لوٹ لیا۔ روما کی لوٹ
حکمراں سوایوی رکیمیر تھا۔ اس نے چار شہنشاہ مسند شہنشاہی پر اٹلی میں رکیمیر
بٹھائے مگر ان میں سے ایک یعنے ماجورین (۴۵۷-۴۶۱ء) کی برسر اقتدار
حکومت اطالیہ سے باہر تھی۔ رکیمیر نے ۴۷۲ء میں انتقال کیا اور
بجائے اس کے ایک پانونی مسمی اورسٹیس نے شہنشاہ گری پانونی اورسٹیس
شروع کردی۔ جولیس نیپوس کو معزول کرکے اس نے خود اپنے بیٹے
اوموس کو آگسٹس مقرر کرادیا مگر اس کا دور دورہ بھی تھوڑے دن
رہا۔ اطالیہ کے وحشی سپاہی بھی اس بات کے خواہشمند تھے کہ انکے
ہم نسل لوگوں نے جو حیثیت ہسپانیہ، گال و افریقہ میں پیدا کرلی تھی،
وہی ان کو بھی حاصل ہوجائے، اس لئے انھوں نے اطالیہ کے
ایک ثلث اراضی کے عطا کئے جانے کا مطالبہ کیا؛ اورسٹیس کے
انکار کرتے ہی انھوں نے علم بغاوت بلند کرکے اس کو قتل
کرڈالا اور اپنے سردار اوڈواکر ساکن روگیا کو بادشاہ بنادیا۔ رومولس
رومولس تخت حکومت سے کنارہ کش ہوگیا اور دربار قسطنطنیہ کو آگسٹولس
اطلاع کردی گئی کہ مغرب میں اب کوئی شہنشاہ نہیں۔

مغرب میں جو تغیرات یکے بعد دیگرے پانچویں صدی میں اوڈواکر

باب ہورہے تھے ان کا لازمی نتیجہ یہ تھا کہ ملک اطالیہ میں بھی وحشیوں کی حکومت قائم ہوجائے جیسا کہ ہسپانیہ گال اور افریقہ میں قائم ہوچکی تھی۔ یوں بھی اطالیہ میں اصل حکمراں ایک وحشی افسر تھا، اوڈواکر نے شہنشاہ مغرب کے برائے نام اقتدار کو بھی بالائے طاق رکھکر اطالیہ کو آزاد کراکے دوسرے ہمسایہ ممالک کے مساوی کردیا۔ مگر حکومت رومن کے ساتھ جو تعلقات تھے وہ برقرار رہے۔ اطالیہ کے جدید بادشاہ نے شہنشاہ قسطنطنیہ کی سیادت کو تسلیم کرلیا اور بطور صلہ کے اس کو دربار شہنشاہی سے خطاب "پٹریسین" عطا ہوا جو اس کے قبل ایٹیس اور ریکیمر کو بھی عطا ہوچکا تھا۔ ہسپانیہ اور گال کی طرح اطالیہ میں بھی رومن قوانین اور قواعد حکومت جاری رہے اور زبان لاطینی کا سکہ جمارہا۔ مگر اوڈواکر کی تخت نشینی کے بعد اطالیہ اور دوسرے صوبجات کے شہنشاہوں کی حکومت سے آزاد ہوجانے سے ایک جدید دور شروع ہوتا ہے۔ اس انقلاب سیاسی سے ممالک مغرب میں ایک جدید مشترک رومن و جرمن تمدن کا فروغ ممکنات سے ہوگیا، جدید اقوام اور ریاستوں کا قیام آسان تر ہوگیا اور کلیسائے مسیحی کا اثر بڑھنے لگا جس کی وجہ سے اساقفہ روما کی قوت کی بنیاد مستحکم ہوگئی۔